جواہر فریدی

سلسلہ تصوف نمبر ۳۱

اُردُو ترجمہ کتاب

جواہر فریدی

تذکرۂ فریدیہ

یعنی

جملہ حالات بزرگانِ عظام از ابتدائے جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

تا زبدۃ الانبیاء سراج الاولیاءؒ

حضرت بابا فرید الدین گنجشکر مسعود رحمۃ اللہ علیہ

مترجم

ملک فضل الدین صاحب نقشبندی مجددی رحؒ

جسے

اللہ والے کی قومی دکان اور رسالہ اسرارِ تصوف کے

مالک و ایڈیٹر

ملک چنن الدین خلف الرشید ملک فضل الدین ککے زئی نقشبندی مجددی تاجر کتب

منزل نقشبندیہ

کوچہ ککے زیاں ـــــــــــــ بازار کشمیری

لاہور نے

عاشقانِ رسولِ اکرم و محبانِ محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کیلئے بصرفِ زرِ کثیر با محاورہ اُردُو ترجمہ کرا کر نہایت صحت و صفائی کے ساتھ شائع کیا۔

سلسلہ تصوف نمبر ۳۱

اُردو ترجمہ کتاب

جواہر فریدی

یعنی

تذکرہ فریدیہ

جملہ حالات بزرگانِ عظام از ابتدائے جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تا انتہا الانبیاء سراج الاولیا حضرت بابا فرید الدین گنج شکر مسعود علیہ الرحمۃ

از تصنیف لطیف

قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین مولانا محمد علی صاحب اصغر چشتی رحمۃ اللہ علیہ

مترجمہ

ملک فضل الدین صاحب نقشبندی مجددی رح

جسے

اللہ والے کی قومی دُکان مالک ملک چنن الدین تاجر کتب کشمیری بازار لاہور نے

عاشقانِ سرکارِ عالیہ کی خدمت کیلئے بصرف زر کثیر بامحاورہ اردو ترجمہ کرا کر نہایت صحت سے چھپوایا

ذکر والدہ ماجدہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ... ۱۰

اللہ والوں کی دردبھری تصنیفات

ہشت بہشت کلاں ملفوظات حضرات
خواجگانِ چشت اہل بہشت .. عـہ
سیر الاولیاء از خواجہ محمد بدر اسحاق رح ۸ روپے ۸ ر
جواہر فریدی از حضرت فرید گنجشکر رح .. ۶ روپے
فوائد الفواد از میر حسن علی سنجری رح .. ۲ روپے ۴ ار
حالات مشائخ چشتیہ از شیخ بہاؤ الدین رح .. عہ ر
ارشاد فریدی از بابا فرید گنجشکر رح .. ۲ روپے ۴ ر
تذکرۃ الفقراء از " " ایک روپیہ ۸ ر
اسرار الاولیاء از " " ایک روپیہ ۸ ر
راحت المحبین از امیر خسرو رح .۲ روپے ۶ آنے
راحت القلوب از حضرت محبوب الٰہی
نظام الدین اولیاء ...... عہ ۴ ر
خیالات العشاق از جناب حمید الدین ناگوری رح عہ ۴ ر
سوانحعمری نظام الدین اولیاء از پیر محمد نثار علی
انصاری چشتی رح ...... عہ ۴ ر
ابیات علی حیدر پنجابی ایک روپیہ ۲ آنے
وظائف چشتیہ از شیخ بہاؤ الدین رح .. عہ ر
سوانحعمری قطب الدین رح از پیر نثار علی چشتی عہ ۴ ر
سوانحعمری صابر رح " " عہ ر
دلیل العارفین از حضرت خواجہ قطب الدین

بختیار کاکی دہلوی رح ...... ۱۲ ار
مونس الارواح از شاہجہاں بیگم .. ۱۲ ار
چراغ فریدی از حضرت فرید گنجشکر رح ۱۲ ار
فالودہ بہشتی از محمد عبد اللہ انصاری رح ۱۲ ار
نظام التوحید از پیر محمد شاہ صاحب رح .. ۱۲ ار
کلید دانش از مولوی اشرف علی چشتی رح ۸ ر
تفسیر سورہ والضحیٰ از حمید الدین ناگوری رح ۱۰ ار
آداب الطالبین از حضرت نصیر الدین صاحب
چراغ دہلوی رح ...... ۷ ر
مجالس الحسنہ از " " " " ۷ ر
فوائد السالکین از فرید الدین گنجشکر رح .. ۷ ر
اثبات تصور محبوب از پیر مہر علی شاہ رح
صاحب گولڑہ شریف ...... ۶ ر
انتباہ المریدین از خواجہ نصیر الدین صاحب
چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ .... ۶ ر
ارشاد مرشد از امداد علی صاحب مکی .. ۶ ر
پنج گنج از حضرت بابا فرید الدین صاحب رح
شکر گنج ...... ۸ ر
اسرار حقیقی از حضرت خواجہ غریب نواز رح
معین الدین چشتی ...... ۱۰ ار

ملنے کا پتہ:- اللہ والے کی قومی دکان (رجسٹرڈ) بازار کشمیری لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست مضامین کتاب جواہر فریدی

باب ۱

باب ۲

طاہر عباس اعوان

تمام شد

اُردو ترجمہ کتاب

جواہر فریدی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ تعالیٰ کی حمد اور انسان ضعیف البیان کا منہ بقولے چھوٹا منہ اور بڑی بات ہے۔ ہاں وہ حمد جو خدا کی بارگاہ کی نسبت رکھنے والے نہایت فصیح زبان اور اچھی گفتگو سے بیان کرتے ہیں۔ ایسے بادشاہ کے واسطے زیبا ہے۔ کہ تمام کائنات کے ذرے جس کی نسبت بہ نسبت اپنی عبودیت کے اُس کی توحید میں زبان کھولے ہوئے ہیں۔ رُباعی

ذرات کائنات زبان بر کشادہ اند، اندر ادائے نکتہ توحید یک بیک
بر ذات بر صفات تو دارد دلالتے، آیات کن فکان زماگیر تاسمک

اور تحیات زاکیات و نامیات کا تحفہ اور درود شریف کا ہدیہ حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قبر انور پر پہنچے۔ بحکم فرمان واجب الاذعان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جو شخص میرے راستہ پر چلا وہ میری اولاد ہے۔ اور جس شخص نے کہ اس نسبت باطنی سے عزت پائی اس کے سر پر تاج کرامت رکھا گیا۔ اور سند نجات گویا اُس کو مل گئی ؎

محمد کازل تا ابد ہر چہ ہست، بآرائش نام او ہر چہ ہست
محمد عربی کابروی ہر دو سرا ست، کسے کہ خاک درش نیست خاک بر سر او
نماند بعصیاں کسے در گرو، کہ دارد چنیں سیدے پیش رو
چہ نعت پسندیدہ گویم ترا، علیک الصلوٰۃ اے نبی الورا
درود ملک بر روان تو باد، بر اصحاب و بر پیروان تو باد
نخستیں ابوبکر پیر مرید، عمر پنجہ بر پیچ دیو مرید
خرد مند عثمان شب زندہ دار
چہارم علی شاہ دُلدُل سوار

قطعہ حضرت ابوتراب

نہ در خلافت بو بکر دم زنم بخلاف نہ در امارت فاروقیم مجال تعلق
نہ در نشستن عثمان چو رافضی بدگو نہ در خلافت حیدر چو خارجی احمق
سر روافض خواہم شگاف ہمچو انار دل خوارج ملعون کفید چوں چوزق
خدایا بحق بنی فاطمہ کہ بر قول ایمان کنی خاتمہ
اگر دعوتم رد کنی ور قبول من و دست و دامان آل رسولؐ

اور آپ کی اولاد عظام اور اصحاب کرام پر درود نازل ہو کہ جن کی شان میں اکرموا اولادی صالحہم للہ و طالحہم لی ہے۔ یعنی میری اولاد کی تعظیم اور تکریم کرو۔ اور اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اهتدیتم مبنی ہ

ترجمہ۔ یعنے میرے صحابہ مثل ستاروں کے ہیں۔ ان میں سے جس کی تم پیروی کروگے ہدایت پاؤگے۔ پس واضح ہو کہ یہ امر اس بات کی خبر دیتا ہے۔ کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سردار تمام نوع بشر ہیں۔ اور تمامی انبیاء مرسلیں میں معظم و مکرم ہیں۔ خدائے تعالیٰ نے آپ کے دین کی تعریف فرمائی ہے۔ ان الدین عند اللہ الاسلام یعنے خدا کے نزدیک فقط اسلام ہی دین ہے۔ پس جو لوگ اس سیدھے راستے پر چلنے والے ہیں۔ ان پر اور ازدواجات مطہرات یعنے امہات المومنین کہ جن کی شان میں خداوند عالم نے لیذھب عنکم الرجس اھل البیت و یطھرکم تطھیرا۔ فرمایا ہے۔ پس یہ امر ان کی خلوص نیت اور صفائی قلب پر دلالت کرتا ہے۔ پس ان سب پر خدا کی رحمت نازل ہو پس حمد و ثنا کے بعد فقیر حقیر علی اصغر ابن شیخ مودود ابن شیخ محمد چشتی ابن عبد الجلیل بہدالوی ثم فتحپوری عرض کرتا ہے۔ کہ موافق حکم حدیث نبوی صلے اللہ علیہ سلم العجم خیر نسوی العجم صیفوان۔ یعنے عجمیوں نے اپنے نسبوں کو خراب کر ڈالا۔ پس آدمیوں میں نسبت قرابت کے باب میں بے پرواہی بہت تھی بالخصوص حضرت قطب العالم حضرت فرید العالم حضرت فریدالدین گنج شکر رضی اللہ عنہ کے فرزندوں میں کہ آپ کو کثرت اولاد کی وجہ سے لوگ آدم ثانی کہتے تھے۔ بدیں وجہ بعض آدمیوں نے اپنے آپ کو آپ کی اولاد کے سلسلہ میں شامل کر لیا ہے۔ اور حضور کے سلسلہ عالیہ میں منتظم ہو گئے ہیں۔ لہذا میں نے مناسب جانا کہ بعد حسب حکم الہٰی کے انا خلقنا کم من نفس

وجعلناکم شعوباً وقبائل لتعارفوا یعنی ہم نے تم کو اپنی ذات سے پیدا کیا۔ پس ہم نے تم کو قبیلہ در قبیلہ اور شاخ در شاخ متفرق طور پر کر دیا۔ تاکہ تم آپس میں ایک دوسرے کو پہچانو۔ جنس مراتب کی حفاظت کے واسطے ناجنس سے۔ پس اصول اور فروع کے طبقات آنحضرت کے ابتدائے سے اس وقت تک اپنی طاقت بشری کے موافق جو کچھ ملفوظات وغیرہ کی کتابوں سے یا حضرت گنج شکر کی زبان سے جو کچھ ملا۔ یا بمعرفت شیخ محمدؒ ولد دیوان شیخ ابراہیم ولد دیوان شیخ فیض اللہ ابن حاجی الحرمین حضرت دیوان تاج الدین محمود صاحب سجادہ قدس سرہٗ العزیز جو کہ حضرت بابا فریدالدین گنج شکر رضی اللہ عنہ کے سجادہ نشین ہیں۔ اور اپنے بزرگوں کی زبان سے سُنا۔ اُس کو میں نے سب لکھ دیا۔ اور آپ کے خلفاء کا ذکر اور ان کا تھوڑا سا حال جہاں تک مجھے مل سکا جمع کر دیا۔ اور شیخ زین چشتی بہدالوی کی اولاد امجاد کا ذکر کہ وہ بھی بابا صاحب گنج شکر سے ہیں۔ اور نیز سب عرسوں کا ذکر اور کاتب الحروف کے والد کی نسبت بزرگوں کے سلسلہ کے موافق اور شیخ محمد سعد حاجی اولاد کا بیان کہ جو بابا فریدالدین گنج شکر کے چچا کے بیٹے ہیں۔ لکھا گیا۔ اور حضرت خواجہ عبداللہ انصاری المعروف بہ شیخ الاسلام قدس سرہٗ العزیز کی تھوڑی سی اولاد کا بیان اور ان قوموں کا بیان جو حضرت بابا فریدالدین گنجشکر سے پہلے پاکپٹن شریف رہتے تھے۔ لکھا ہے۔ تاکہ آپ کی اولاد سے ہر شخص اپنی نسبت کا پیوند لگا کر غلطی میں مبتلا نہ ہو۔ اور اپنے اور بیگانے کا ادراک کر سکے۔ چونکہ یہ سلسلہ کبریٰ بطور فرع کے حضور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اصل شجرہ طیبہ سے پھیلا ہے۔ اس وجہ سے اس فقیر مؤلف اوراق ہذا نے اپنے اوپر لازم کر لیا۔ کہ بطور تبرک اور نزول رحمت کے واسطے بدیں وجہ کہ نیکوں کے ذکر کے وقت رحمت نازل ہوتی ہے۔ تھوڑا ذکر حسب و نسب اور ازواج مطہرات کا حلیہ اور اولاد اور ولادت اور وفات حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور ذکر خلفاء الراشدین رضی اللہ عنہم اجمعین اور ذکر بعضے تابعین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا اتنا کہ جتنا اس کتاب میں ذکر مبارک سما سکے۔ کتب معتبرہ مثل کتب سیر اور ملفوظ وغیرہ مثل روضۃ الاحباب اور روضۃ الشہداء و تذکرۃ الاولیاء و نفحات الانس و راحت القلوب و خیر المجالس و سراج الہدایت و اسرار الاولیاء و سیر الاولیاء و سیر العارفین و اسرار السالکین و جواہر السالکین و جامع العلوم و جواہر گنج و فوائد السالکین و گلشن اولیاء وغیرہ سے اس کتاب میں جمع کیا۔ اور نام اس کتاب کا جواہر فریدی رکھا۔ اب خدا کی توفیق سے اور اس کتاب

جواہر فریدی کے دیکھنے والے اور پڑھنے والے سے مجھے یہ امید ہے۔ کہ اگر مجھ سے اس کتاب کی تحریر میں کہیں کوئی خطا ہو گئی ہو۔ تو اس پر معافی کا دامن ڈال کر دعائے خیر سے یاد کریں +

بس اب جاننا چاہیئے۔ کہ یہ کتاب ماہ ربیع الاول کی تیرہ۱۳ تاریخ ۱۰۳۳ھ میں بادشاہ نورالدین محمد جہانگیر کے زمانہ میں تمام ہوئی۔ اور اس کتاب میں پانچ باب ہیں +

باب۱

اس میں نسب و حسب و حلیہ و ازواج مطہرات و اولاد و ولادت وفات حضور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم و ذکر خلفاء راشدین رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین ہے۔ اور اس باب میں چھ فصلیں ہیں +

فصل ۱۔ میں بیان نسب و حسب و حلیہ ازواج مطہرات و اولاد اجداد و ولادت حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم +

فصل ۲۔ میں بیان حسب و نسب و حلیہ ازواج مطہرات و اولاد ولادت و وفات و مدت خلافت حضرت امیر المومنین۔ امام المسلمین حضرت ابوبکر صدیق خلیفہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم۔ رضی اللہ تعالے عنہ +

فصل ۳۔ میں بیان حسب و نسب و حلیہ ازواج مطہرات و اولاد و ولادت و وفات و مدت خلافت حضرت امیر المومنین۔ امام المسلمین حضرت عمر ابن الخطاب خلیفہ دوئم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

فصل ۴ میں بیان حسب و نسب و حلیہ و ازواج مطہرات و ولادت و وفات و مدت خلافت حضرت عثمان خلیفہ سوم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

فصل ۵ میں بیان حسب و نسب و حلیہ و ازواج مطہرات و اولاد و ولادت و وفات و مدت خلافت امیر المومنین امام الاشجعین اسد اللہ الغالب حضرت علی ابن ابی طالب خلیفہ چہارم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم رضی اللہ تعالے عنہ و نیز ذکر حضرات حسنین علیہم السلام و ذکر شہادت و ذکر اولاد رضی اللہ تعالے عنہم اجمعین +

فصل ۶ میں بیان حسب و نسب و اولاد و تاریخ وفات حضرت امام اعظم ابو حنیفہ کوفی

بن ثابت بن نعمان رضی اللہ عنہ اور حضرت امام محمد اور حضرت امام ابو یوسف قاضی رضی اللہ عنہم کے نسب کا بیان ہے۔ اور امام شافعی اور امام احمد بن حنبل اور امام مالک رضی اللہ تعالےٰ عنہم اجمعین کا بھی نسب اور تاریخ وفات کا ذکر ہے +

باب ۲

اس میں تمام خاندان چشت اہل بہشت و بعض احوال حضرت سراج المحققین برہان العاشقین قطب الاقطاب حضرت خواجہ معین الدین سنجری چشتی رضی اللہ عنہ کے نسب کا تھوڑا سا احوال اور حضور کے فرزندوں کی تعداد جو آپ کی پشت سے پیدا ہوئے۔ اور حضرت خواجہ قطب الملۃ والدین حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے۔ اور حسب و نسب و ازواج مطہرات و اولاد و ولادت و تاریخ وفات حضرت شیخ فریدالدین گنج شکر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے۔ اور اس باب میں بارہ فصلیں ہیں +

فصل ۱ میں حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ عنہ کا نسب اور حضور کے فرزندوں کی تعداد اور آپ کا حال ہے +

فصل ۲ میں بیان نسب و بعض احوال حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہٗ کا ذکر ہے +

فصل ۳ میں حضرت قطب العالم شیخ فریدالدین گنجشکر رضی اللہ عنہ کے حسب و نسب معہ ازدواج مطہرات و اولاد امجاد اور آپ کی ولادت و تاریخ وفات اور عرسوں کا ذکر ہے +

فصل ۴ میں بیان حسب و نسب و ازواج مطہرات و اولاد حضرت شیخ بدرالدین سلیمان صاحب سجادہ ابن گنجشکر کا ہے +

فصل ۵ میں بیان حسب و نسب و اولاد شیخ شہاب الدین گنج العالم ابن حضرت گنجشکر کا بیان ہے +

فصل ۶ میں بیان حسب و نسب و اولاد و تاریخ وفات حضرت شیخ نظام الدین ابن گنجشکر کا ذکر ہے +

فصل ۷ میں بیان حسب و نسب و اولاد حضرت شیخ یعقوب ابن حضرت گنجشکر کا ذکر ہے +

فصل ۸ میں ذکر شیخ عبد اللہ ابن حضرت گنج شکر کا ہے +
فصل ۹ میں دختران حضرت گنجشکر کا ذکر ہے جن کا نام مسماۃ بی بی فاطمہ و بی بی شریفہ و بی بی مستورہ اور ان کی اولاد کا بیان ہے +
فصل ۱۰ میں بیان نسب و حسب و اولاد حضرت قطب الاولیا سید السادات مولانا بدر الدین اسحاق قدس سرہ ہے +
فصل ۱۱ میں حسب و نسب اولاد حضرت شیخ نصر اللہ متبنی حضرت گنجشکر کا بیان ہے
فصل ۱۲ میں حسب نسب اولاد و تاریخ وفات حضرت شیخ نجیب الدین متوکل و خلیفہ حضرت گنج شکر کا بیان ہے

باب ۳

اس میں حسب و نسب ازواج مطہرات و تاریخ وفات حضرت قطب العالم سراج المحققین برہان العاشقین حضرت شیخ زین چشتی بعد الومی معہ تعداد اولاد کا بیان ہے۔ اور اس باب میں چھ فصلیں ہیں +
فصل ۱ میں حسب نسب ازواج مطہرات و تاریخ وفات حضرت شیخ زین چشتی رضی اللہ عنہ +
فصل ۲ میں بیان اولاد حضرت شیخ جہان شاہ ابن شیخ زین قدس سرہ جو کہ آپ کے سجادہ پر مشرف ہیں +
فصل ۳ میں بیان اولاد حضرت شیخ سلطان شاہ ابن حضرت شیخ زین قدس سرہ +
فصل ۴ میں بیان اولاد حضرت برہان الدین ابن حضرت شیخ زین قدس سرہ +
فصل ۵ میں بیان اولاد حضرت شیخ معز الدین ابن حضرت شیخ زین قدس سرہ +
فصل ۶ میں بیان اولاد حضرت شیخ تاج الدین ابن حضرت شیخ زین قدس سرہ +

باب ۴

اس میں تذکرہ عرس حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم و بعضے پیغمبران علیہم السلام و حضرات خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین و بعضے اصحاب کبار

رضی اللہ عنہم و بعضے مشائخ خاندان وغیرہ بعض از بزرگان کاتب الحروف و بیان انتساب والا کاتب الحروف بسلسلہائے علیہ قدس اللہ اسرارہم ہے۔ اور اس باب میں پانچ فصلیں ہیں +

فصل ۱ میں تذکرہ ۶ سہائے +

فصل ۲ میں بیان انتساب والا کاتب الحروف بسلسلہ علیہ چشت اہل بہشت جوکہ حضرت قدوۃ المحققین برہان العاشقین قطب العالم حاجی الحرمین الشریفین حضرت شیخ تاج الدین محمود سجادہ نشین حضرت گنجشکر کی طرف سے ہے +

فصل ۳ میں کاتب الحروف کے والد کا سلسلہ عالیہ چشتیہ بہشتیہ کے ساتھ منسوب ہونے کا بیان جوکہ اباواجداد کی طرف سے حضرت شیخ زین تک پہنچکر حضرت فریدالدین گنج شکر تک پہنچتا ہے +

فصل ۴ میں کاتب الحروف کے والد کا سلسلہ عالیہ قادریہ میں منسوب ہونے کا بیان جوکہ اپنے پیرومرشد کی طرف سے حضرت شیخ محبوب ظریف تک پہنچتا ہے۔ اور جو شیخ مودود چشتی قلوری کے نام سے مشہور ہیں۔ اور ان کے بعضے اشغال کا بھی ذکر ہے +

فصل ۵ میں کاتب الحروف کے والد ماجد کا سلسلہ شطاریہ میں منسوب ہونے کا بیان اور اجازت سلسلہ حضرت شیخ سید بدیع الدین قطب المدار رضی اللہ عنہ مکن پوری جوکہ اپنے مرشد بزرگوار کی طرف سے مخدوم سید السادات حضرت میراں سید حسین سالکن محمد آباد سے تذکرہ ہے +

باب ۵

اس میں بیان اولاد حضرت شیخ سعد حاجی چچازاد بھائی حضرت فریدالدین گنجشکر قدس سرہٗ و بیان حسب و اولاد حضرت شیخ عبداللہ انصاری المعروف بہ شیخ الاسلام قدس سرہ اور اس باب میں تین فصلیں ہیں +

فصل ۱ میں بیان اولاد حضرت شیخ سعد حاجی قدس سرہٗ عم زاد حضرت گنج شکر قدس سرہٗ العزیز +

فصل ۲ میں بیان حسب اولاد حضرت شیخ عبداللہ انصاری المعروف بہ شیخ الاسلام

قدس سرہٗ +

فصل ۳۱ میں بیان بعض قوم کو حضرت بابا فریدالدین گنجشکر کے سامنے پاک پٹن شریف میں موجود تھیں +

وصلے اللہ تعالیٰ علے خیر خلقہ محمد والہ واصحابہ و اولیاء امتہ اجمعین الیٰ یوم الدین ؕ

باب ۱

دربیان نسب و حسب حلیہ و ازواج مطہرات و اولاد ولادت و تاریخ وفات حضرت رسالت پناہ محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلے اللہ علیہ وسلم و ذکر حضرات خلفائے راشدین و ذکر حضرت تابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور اس باب کی چھ فصلیں ہیں +

فصل ۱

در نسب حضور سرور کائینات خلاصۂ موجودات حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

پس جاننا چاہیے کہ علامہ گازرونی و صاحب روضۃ الاحباب لکھتے ہیں کہ جمہور اہل سیر اور ارباب تواریخ نے لکھا ہے کہ نسب حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا عدنان سے پہلے آدم علیہ السلام تک مختلف الاقوال سے مانا گیا ہے اور بعض لکھتے ہیں کہ مختلف الاقوال شخصوں کے مطابق ہے اور عدنان اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے درمیان میں صرف چھ واسطے ہیں بعد انتہا چالیس عدد تک ہے اور اسی طرح حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے درمیان میں آدم علیہ السلام تک انیس واسطے ہیں اور بعض نے اس سے کم بھی لکھا ہے۔ لیکن حضور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی شرافت پر تمام جمہور مؤرخین کا اتفاق ہے اور اس کی مؤید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث شریف بھی ہے۔ من اصلاب طیبۃ فی الارحام طاہرۃ یعنے پاک پشتوں سے پاک پیٹوں میں آپ تشریف لائے۔ یہ آپ کی شرافت کی بین دلیل ہے اور صاحب روضۃ الاحباب نے

آدم علیہ السلام تک سب نام اسی طرح سے لکھے ہیں یعنے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابن حضرت عبداللہ ابن عبدالمطلب ابن ہاشم۔ ابن عبد مناف۔ ابن قصی۔ ابن کلاب۔ ابن مرہ ابن عدی۔ ابن کعب۔ ابن لوی۔ ابن غالب۔ ابن فہر۔ ابن مالک۔ ابن نضر۔ ابن کنانہ۔ ابن خزیمہ۔ ابن مدرک۔ ابن الیاس۔ ابن مضر۔ ابن نزار۔ ابن معد کبنی۔ ابن عدنان۔ ابن اودھ ابن مسع۔ ابن ہمیشع۔ ابن ثابت۔ ابن نبت۔ ابن المصیح۔ ابن جمیل۔ ابن قیدار۔ ابن قیصان ابن حضرت اسمٰعیل علیہ السلام۔ ابن حضرت ابراہیم علیہ السلام۔ ابن آذر بت تراش۔ ابن تارخ ابن شنوخ۔ ابن ذعران۔ ابن قانع۔ ابن غالب۔ ابن شالح۔ ابن ارفخشد۔ ابن سام ابن حضرت نوح علیہ السلام۔ ابن کمل۔ ابن متوشلخ۔ ابن شنوخ وہو حضرت ادریس علیہ السلام۔ ابن نیر۔ ابن مہابیل۔ ابن قیضان۔ ابن انوش۔ ابن حضرت شیث علیہ السلام ابن حضرت آدم علیہ السلام صلوٰۃ اللہ علیہ تاکہ وہ سہو رفع ہو جائے +

واضح ہو کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نسب نامہ اکثر مورخین لکھتے ہیں۔ اور بعض لکھتے ہیں۔ کہ مورخان قدیم نے اختلاف کیا ہے اور جو کچھ لکھ گئے ہیں وہ طبقات ناصری وسیرت النبی وعرائیس القصص۔ وجوامع الحکایات وغیرہ نے عدنان تک لکھے ہیں۔ اور اوپر تحقیق نسب کی ممانعت فرمائی ہے اور اس کی تائید میں یہ حدیث پیش کی ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کذب النسابون الی ما فوق عدنان مگر یہ حدیث معتبر ثابت نہیں۔ علامہ سہیلی تو اس کو ابن مسعود کا قول بتاتا ہے +

بعض کہتے ہیں کہ شجرہ نسب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہ سند معتبر عدنان تک صحیح ہے اور عدنان سے اوپر حضرت آدم علیہ السلام تک کوئی غلطی نہیں ہے۔ چونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم قیدار ابن حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد میں ہیں اور یہ بالکل صحیح ہے۔ پس مورخ کا فرض ہے۔ کہ وہ تاریخی حالات بڑی صحت کے ساتھ لکھے۔ اسی طرح ہم بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نسب نامہ بہت صحت کے ساتھ کتب معتبرہ سیر سے لکھتے ہیں۔ جس کی صحت میں کوئی کلام نہیں ہے +

صاحب سیرۃ النبی و دیگر کتب سیر میں نسب نامہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اس طرح پر ہے۔ کنیت آپ کی ابوالقاسم۔ لقب آپ کا رسول اللہ محبوب

کبریا احمد مجتبےٰ اور اسم مبارک آپ کا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر (المعروف قریش) بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خذیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار۔ بن معد بن عدنان ہے اور اہل حدیث اور اہل تواریخ کا عدنان تک پورا اتفاق ہے۔ اس میں کچھ کلام نہیں اور یہ صحیح ہے کہ عدنان حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں افضل ہیں۔ اُن کے آگے کسی قدر اختلاف ہے اور وہ دو جگہ پر چنانچہ ہم نے اُس اختلاف کو شناخت کے لئے (براکٹ) میں لکھدیا ہے۔ تاکہ ناظرین کو دقت نہ ہو۔ اور عدنان سے اوپر سلسلہ نسب یوں ہے:۔

عدنان بن اُدد۔ بن اُودا وا بن الیسع۔ بن الہمیسع۔ (زید) بن سلمان۔ بن نبیت (برار) بن حمل بن قیدار۔ بن اسمٰعیل علیہ السلام بن ابراہیم علیہ السلام۔ اور بموجب مذہب متقدمین نسب نامہ حضرت ابراہیم علیہ السلام یوں ہے:۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام بن آزر بن تارخ۔ بن ناحور۔ بن شارہ غ یا شاروخ بن یرعو (ارغو) بن فالغ بن عابر۔ بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوح علیہ السلام ہے۔

بمقتضائے توریت شریف نسب نامہ حضرت نوح علیہ السلام کا یہ ہے۔ نوح بن لامخ (لامک) بن متوشلخ بن خنوخ بن یرد بن مہلائیل بن قینان بن انوش بن شیث علیہ السلام بن حضرت آدم علیہ السلام ہے۔

ذکر والدہ ماجدہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

صاحب جواہر فریدی والدہ ماجدہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا شجرہ نسب یہ تحریر فرماتے ہیں۔ کہ صاحب سیر گازرونی نے لکھا ہے۔ کہ حضور کی والدہ ماجدہ کا نام بی بی آمنہ اور بعض لغت میں بی بی امنہ لکھا ہے۔ آپ بنت وہب ابن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب بن مرہ۔ بعض اور زہرہ ایک ہیں کہ ان کے نسب کا بیان آگے آئے گا۔ آپ کا نام قائم مقام تذکیر کے ہے۔ اور امنہ کی والدہ برہ بن عبد العزیٰ بن عثمان بن عبد مناف بن قصی بن کلاب ہے۔ اور برہ کی ماں ام حبیب بنت اسد بن عبد العزیٰ بن قصی بن کلاب ہے۔ اور ان کی ماں برہ بنت

عوف بن عبید ابن عویح ابن عدی بن کعب بن لوی ہے - اور ان کی ماں قلابہ بنت حارث ہے - اور ان کی ماں دب تغلبہ بن حارث ابن تمیم بن سعد ہے - اور ان کی ماں عاتک بن حاضرہ بنت خطیط بن جشم بن نصیعت ہے اور ان کی ماں لیلی بنت عوف ہے - اور نام مادر وہب ابن عبد مناف ہے - جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اجداد میں ہیں - اور ان کی ماں ہند بنت ابو قبیلہ ہے - اور بعضے لوگ کہتے ہیں - کہ عمرہ بنت وخیر بن غالب بن حارث بن ملکان ہے - اور ان کی ماں مسلما بنت لوی بن غالب بن فہر بن مالک ہے - اور اُن کی ماں معاویہ بنت کعب ہے - اور وخیر بن غالب کی ماں سلافہ بنت وہب بن البکیرہ ہے اور ان کی ماں بنت قیس بن ربیعہ ہے - اور عبد مناف کی ماں زہرہ بن حمل بن مالک ہے اور زہرہ بنت کلاب کی ماں امہ اقصیٰ فاطمہ بنت سعد بن سبل تھیں - اور وخیر بن غالب جن کا بیان پہلے ہو چکا وہ کبشہ ہے - کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب وہاں تک پہنچتا ہے - اُس نے بُت پرستی چھوڑ دی تھی - برخلاف قریش کے شعری کو پوجتے تھے - اور کہتے تھے کہ شعری آسمان کی چوڑائی میں سیر کرتی ہے - اور کوئی ستارہ اس قسم کا سیر نہیں کر سکتا ہے - چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قریش کے خلاف تھے - اور دعوت حق کرتے تھے - تو وہ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ابن ابی کبشہ کہتے تھے +

محمد بن سعلب یا ثاثب نے کہا ہے - کہ پانسو عورتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جدات سے ایسی گذری ہیں کہ کوئی زنا اور ناپسندیدہ طریق سے جاہلیت کے زمانہ میں کسی گناہ میں آلودہ نہیں ہوئیں - بلکہ ہر طرح سے پاک وصاف رہ کر راہی ملک بقا ہوئیں +

حضرت ابن عباس رضؓ سے روایت ہے - کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے - کہ میں آدم علیہ السلام سے اپنی ماں تک جو پیدا ہوا تو پشت تک نکاح سے پیدا ہوا - اور زناہ وغیرہ اس درمیان میں کسی سے واقعہ نہ ہوا - بلکہ تمامی ارحام طیبہ نا صلاب طاہرہ میں ہوتا ہوا عین عالم امکان میں آیا +

ذکر در بیان اوصاف و شمائل صلی اللہ علیہ وسلم

کتاب روضۃ الاحباب میں لکھا ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے شمائل دو قسم پر تھے۔ ایک صوری دوسرے معنوی۔ کہ عبارت جمال ظاہری و باطنی سے ہے۔ لیکن آپ کی ظاہری صفات کا بیان جو کیفیت اور شکل اور صورت اور اعضاء اور ہاتھ اور پاؤں وغیرہ سے ظاہر ہے۔ وہ یہ ہے کہ محدثین اور ارباب سیر اور ارباب خیر نے اپنی معتبر کتابوں میں یہ لکھا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش مبارک معتدل تھی۔ اور تمام اعضاء اور ہاتھ پاؤں وغیرہ آپ کے مزاج کے کمال درجہ معتدل ہونے پر دلالت کرتے تھے۔ یہاں تک کہ آپ کا قد مبارک متوسط تھا نہ لمبا اور نہ پست اور باوجود اس کے ہر شخص سے بڑا معلوم ہوتا تھا۔ جب آپ چلتے تھے۔ تو ایک بالشت گردن آپ کے ہمراہیوں سے اونچی معلوم ہوتی تھی۔ اور جس مجلس میں آپ بیٹھتے تھے۔ سب سے آپ بڑے معلوم ہوتے تھے +

آپ کا سر مبارک بڑا تھا۔ آپ کے بال خوب سیاہ لیکن چھوٹے نہایت درجہ تھے۔ اور بے انتہا پھیلے ہوئے نہ تھے۔ اور آپ کے گیسو عنبر بو کبھی نصف کان تک اور کبھی کان کی گدی تک اور کبھی کندھے تک پہنچ جاتے تھے اور کبھی کبھی چار گیسو لیکر بھی چھوڑ دیتے تھے۔ اور آپ کی پیشانی مبارک کشادہ تھی۔ اور بھویں شریف ملی ہوئی معلوم ہوتی تھیں۔ لیکن حقیقت میں ملی ہوئی نہ تھیں۔ اور ان دونوں کے درمیان میں ایک رگ تھی۔ کہ جو غصہ کے وقت بھری اور ظاہر معلوم ہوتی تھی۔ اور آپ کی چشمان مبارک کی روشنی حالت حسن میں ایسی تھی کہ ان کی سیاہی نہایت سیاہ اور ان کی سفیدی نہایت سفید معلوم ہوتی تھی۔ اور اس سفیدی اور سیاہی میں سرخ رگیں معلوم ہوتی تھیں۔ بلکہ آپ بادام چشم تھے۔ اور آپ کی قوت باصرہ اس قدر تیز تھی۔ کہ روشنی اور اندھیرے میں آپ کو یکساں معلوم ہوتا تھا۔ اور آپ کے دونوں رخسارے منہ کی ہڈی سے بلند نہ تھے۔ اور آپ کی بینی خود بینی سے پاک و صاف تھی۔ اور اس کا طول اور بلندی پیشانی کے مقابل تھی۔ اور اس پر ایک نور بلند تھا۔ اور جو شخص خواہش کی نظر سے اُسکی طرف دیکھتا۔ تو جانتا۔ کہ ریشم ہے۔ یعنی اس کی ہڈی نہایت طویل ہے۔ اور حقیقت میں ایسا نہ تھا۔ اور حضور کا دہن مبارک کشادہ تھا۔ لیکن نہایت ملیح تھا۔ اور حضور کے دندان مبارک نہایت سفید اور براق تھے۔ اور ان کے کنارے نہایت تیز اور باریک تھے۔ اور دندان مبارک

کے درمیان میں کشادگی اور باتیں کرنے کے وقت گویا ان میں نور آجاتا تھا۔ اور حضور کا چہرہ انور چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا تھا۔ اور حضورؐ کے چہرہ مبارک کا رنگ نہایت سفید نہ تھا بلکہ کچھ سرخی تھی۔ لیکن آپ کے بدن کا رنگ سفید اور نورانی تھا۔ جیسے اس پر چاندی ڈالی ہے۔ بلکہ مثل چاندی کے چمکتا تھا۔ اور حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی ریش مبارک خوب گنجان تھی۔ اور آپ کی گردن شریف کندھے سے نہایت بلند تھی۔ مثل گردن آہو کے یا جیسے کوئی چاندی کی چیز ڈھلی ہوئی ہو۔ اور روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں شانے کے درمیان میں ایک سے دوسرے تک ہموار تھے۔ اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا سینہ بے کینہ تھا۔ بلکہ آپ کے سینہ سے ناف تک ایک خط باریک بالوں کا کھچا ہوا تھا۔ اور باقی اجزاء آپ کے سینہ اور شکم کے بے بالوں کے تھے۔ اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ اور سینہ اور کندھا کی اعلیٰ جگہ پر بال تھے۔ اور روحی فداہ کے اعضا کی ہڈیوں کے سرے بڑے بڑے تھے اور کل بدن ایک جگہ ٹھیرے ہوئے تھے۔ جو بہت نرم نہ تھے۔ اور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی ہتھیلی حریر سے بھی زیادہ نرم تھی۔ اور خلاصہ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کے ساق وقت سے خالی نہ تھے۔ اور مفخر عالم و آدم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پاؤں کی انگلیاں درست تھیں۔ اور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی ایڑی میں کم گوشت تھی۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے قدم کا تلوا زمین سے اٹھا ہوا تھا۔ اور صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت پاک اور چکنی اور نرم اور اس کچھ شکستگی وغیرہ نہ تھی۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم یونہیں کھڑے ہوتے تھے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام اعضاء نہایت مناسب تھے۔ اور آپ کا تعریف کرنے والا جو آپ کو دیکھتا تھا۔ تو کہتا تھا کہ آپ سے پہلے اور آپ کے بعد میں نے آپ کا مثل نہ دیکھا +

حضرت جابر بن ثمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ میں نے چاندنی رات میں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو سرخ لباس پہنے ہوئے دیکھا۔ تو کبھی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رخساروں کو دیکھتا تھا۔ اور کبھی میں چاند کو دیکھتا تھا۔ پس خدا کی قسم ہے کہ مجھے حضور چاند سے زیادہ خوبصورت معلوم ہوتے تھے۔ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ آپ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے کسی چیز کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

سے زیادہ خوبصورت نہ دیکھا۔ گویا آپ کی پیشانی نورانی میں آفتاب روشن تھا۔ اور حضرت ربیعہ بنت مسعود رضی اللہ عنہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصف میں فرماتی ہیں۔ کہ اگر میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھتی ہوں۔ تو گویا چمکتے ہوئے آفتاب کو دیکھتی ہوں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم جب کبھی آفتاب کے مقابل کھڑے ہوتے تو آپ کا نور آفتاب کے نور پر غالب آجاتا۔ اور جب کبھی چراغ کے سامنے حضور بیٹھتے تو آپ کا نور چراغ کے نور پر غالب ہو جاتا۔ اور مہر نبوت حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں شانوں کے درمیان میں تھی۔ ایک روایت میں ہے۔ کہ اُلٹے شانہ کے سر پر تھی۔ اور وہ ایک گوشت کا ٹکڑا تھا۔ کہ جو بقدر ایک مٹھی بھر کے تھا۔ کہ اس کے آس پاس چنے کے برابر تل ظاہر تھے۔ اور ایک روایت ہے کہ مہر نبوت سیب کے برابر تھی اور ایک روایت میں ہے کہ کچھ بال اُگتے تھے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ اس پر محمد رسول اللہ خاتم النبیین لکھا ہوا تھا۔ اور ایک روایت میں ہے وتوجہ فانک منصور لکھا ہوا تھا۔ لیکن یہ دونوں روائتیں ضعیف ہیں۔ حضور کا سینہ نہایت خوشبودار تھا۔ اور حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم اپنا دست مبارک سینہ پر ملتے تھے۔ تو اس سے میں ایسی خوشبو سونگھتا تھا۔ جیسے ہاتھ کو ابھی طبلہ عطار سے نکالا ہے۔ اور حضرت اثر بن حجر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مصافحہ کیا۔ اس کے بعد جب میرے ہاتھ کو کبھی پسینہ آتا۔ تو اس سے مشک کی خوشبو آتی تھی اس کو سونگھ کر میں مست ہو جاتا +

حدیث شریف میں ہے کہ ایک مرتبہ پانی کا ڈول لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لے گئے۔ آپ نے اس ڈول میں سے تھوڑا سا پانی لیکر پیا اور کچھ اپنے منہ کا لعاب اُس میں ڈال دیا۔ اور وہ پانی پھر اس کنوئیں میں ڈالدیا۔ تو اس کنوئیں سے مشک کی خوشبو آتی تھی۔ اور حضرت بی ام سلمہؓ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ سے روایت ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پسینہ مبارک کو جمع کرتی تھیں۔ اور تھوڑا سا مشک اس میں ملا دیتی تھیں۔ تو وہ خوشبو سب خوشبوؤں سے بہتر اور خوشتر ہو جاتی تھی +

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص اپنی لڑکی کا نکاح کرنا چاہتا تھا۔ تو اس شخص نے جہیز کے سامان میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے مدد مانگی۔ حضور

صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس وقت کچھ نہ تھا۔ جو اس کو دیتے۔ فرمایا کہ ایک شیشہ لاؤ۔ تھوڑا سا پسینہ حضور نے اس شیشہ میں ڈالدیا۔ کہ اس لڑکی سے کہدو کہ اس پسینہ کو اپنے جسم سے مل لے۔ جب اس لڑکی نے اس خوشبو کو اپنے بدن میں ملا۔ تو تمام اہل مدینہ نے اس خوشبو کو سونگھا۔ اور اس گھر کا نام اہل مدینہ نے بیت المطیب رکھدیا +

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔ کہ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ کے کسی کوچہ میں سے نکلتے تھے۔ تو آدمی اس سے مشک کی خوشبو سونگھتے تھے۔ اور لوگوں کو معلوم ہو جاتا تھا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا گذر اس طرف سے ہوا ہے۔ واللہ اعلم۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صفات معنوی کہ جس کو خلق محمدی کہتے ہیں۔ اور یہ منجملہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اور فضائل سے ہے کہ حضور صلی اللہ وسلم کا خُلق اس درجہ بڑھا ہوا تھا۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کی تعریف قرآن مجید میں خود خداوند تعالے نے فرمائی ہے یعنے وانک لعلی خلق عظیم +

علماء فرماتے ہیں کہ خلق کو عظیم اس وجہ سے کہا کہ آپ میں کمال درجہ اچھی عادتیں جمع تھیں۔ اسی واسطے اللہ تعالے نے سورہ انعام میں اور انبیاء علیہم السلام کا ذکر فرمایا ہے جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے۔ اولئک الذین اٰتینٰھم الکتاب والحکم والنبوۃ یعنی ہم نے ان لوگوں کو کتاب حکم اور نبوت عطا کی ہے۔ اس کے بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو حکم فرمایا کہ ان کی عادت اور ان کے طریقہ کا اتباع کرو۔ اولئک الذی ھدی اھم اللہ فبھدا ھم اقتدہ اور ان میں سے ہر شخص اپنی عادت کے ساتھ مخصوص تھا۔ یعنی حضرت نوح علیہ السلام شکر کے ساتھ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام حلم کے ساتھ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام خلاص کے ساتھ اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام صدق وعدہ کے ساتھ۔ اور حضرت یعقوب علیہ السلام عدل کے ساتھ۔ اور حضرت ایوب علیہ السلام صبر کے ساتھ۔ اور حضرت داؤد علیہ السلام عذر کے ساتھ۔ اور حضرت سلیمان علیہ السلام تواضع کے ساتھ۔ اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام زہد کے ساتھ مخصوص تھے۔ چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ان انبیاء علیہم السلام کی اقتدار کا حکم تھا۔ لہذا ہر شخص کی صفت کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام وکمال حاصل کر لیا۔ پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ سب اچھی عادتیں تھیں۔ اور صحیح حدیث میں وارد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ میں مکارم اخلاق کے واسطے

بھیجا گیا ہوں - اور حضرت ابوبکر واسطی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں - کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خُلقِ کو عظیم اس وجہ سے کہا گیا کہ دونوں جہان میں خدا کی طرف سے آیا ہے - لانہ جاد بالکون عن الحق اور انما بعث علی مکارم الاخلاق +

حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے جب دریافت کیا گیا - کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اخلاق کیسا تھا - تو انہوں نے فرمایا - کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اخلاق قرآن ہے یعنی قرآن کے احکام اور اوامر و نواہی اور آداب و اخلاق جو قرآن سے معلوم ہوتے ہیں - اور ان پر آپ عمل فرماتے ہیں - اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حُسنِ خلق اس درجہ تھا کہ کسی کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یا اُن کے خدمتگاروں کے گروہ سے رنج نہیں لاحق ہوتا تھا +

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں دس برس تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت شریف میں رہا - سفر میں اور حضر میں میں نے جو کچھ کیا - آپ نے اس کو یہ نہ فرمایا کہ یہ کیوں کیا - اور جو امر نہ کیا اس کو نہ فرمایا کہ اس کو کیوں نہ کیا یعنی شرائط خدمت میں اگر کوئی قصور مجھ سے سرزد ہو گیا - تو اُسے میرے منہ پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ظاہر نہ کیا اس سے یہ مراد ہے کہ مامورات و منہیات میں کمی اور زیادتی نہ کی +

حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں - کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی شخص دنیا میں نیک خو زیادہ نہ تھا - جب آپ کو کوئی شخص بُلاتا تھا - تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کے جواب میں لبیک فرماتے تھے - اس کے معنی یہ ہیں - کہ میں تمہاری خدمت میں حاضر ہوتا ہوں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے یاروں کے ساتھ ہر حال میں موافق رہتے تھے - اگر وہ لوگ دنیا کا ذکر کرتے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی دنیا کا ذکر کرتے تھے - اور اگر وہ لوگ آخرت کا ذکر کرتے تھے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی آخرت کا ذکر فرماتے تھے - اور اگر وہ طعام اور شراب کا ذکر کرتے تھے تو آپ بھی اِن کی موافقت کرتے تھے - اور اگر وہ حضور کے سامنے زمانہ جاہلیت کی باتیں کر کے ہنستے تو حضور بھی مُسکراتے تھے +

روایت ہے کہ ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں تشریف لائے - اور آپ کے ساتھ کچھ آدمی تھے یہاں تک کہ حضور کا سارا گھر بھر گیا - اور حضرت جریر رضی اللہ عنہ کو بیٹھنے کی جگہ نہ رہی - آپ گھر کے باہر زمین پر جا کر بیٹھ گئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس حال سے واقف ہو گئے - حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی چادر کو لپیٹ کر حضرت جریر

کی طرف پھینک دیا۔ اور ارشاد فرمایا کہ ان پر بیٹھو۔ حضرت جریرؓ نے اُس کو اُٹھا کر اپنے مُنہ پر ملا اور بہت سا اُس کو چوما۔ اور حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے جب پوچھا گیا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں کس طرح عمل کرتے تھے۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں ایسا کام کرتے تھے۔ کہ جیسے کوئی آدمی اپنے گھر میں اپنا کام کرتا ہے۔ مثلاً حضور اپنے اونٹ کو پانی پلاتے تھے۔ اور تمام گھر کا کام کرتے تھے۔ یہاں تک کہ آپ جھاڑو دیتے تھے۔ اور اپنے کپڑے سیتے تھے۔ اور جوتیوں کو اپنے حضور ہی سیتے تھے۔ اور بکریوں کا دودھ حضور دوہتے تھے۔ اور خدمتگار کو بہت کاموں میں مدد دیتے تھے۔ اور اس کے ساتھ کچھ کھایا کرتے تھے۔ اور بازار سے خود اپنی چیزیں اپنے گھر میں لایا کرتے تھے۔

حضرت سید الشہداء حضرت امام حسین علیہ السلام ابن حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہٗ سے روایت ہے۔ کہ آپ نے فرمایا۔ کہ میں اپنے باپ سے پوچھا کرتا تھا کہ حضور علیہ السلام جب اپنے گھر میں تشریف لاتے تھے تو کس طرح کا عمل کیا کرتے تھے۔ حضرت مولےٰ کائنات نے جواب دیا کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں تشریف لاتے تھے تو اپنے اوقات کی حضور تین قسمیں فرماتے تھے۔ ایک قسم کو تو خداوند تعالیٰ کی عبادت اور طاعت میں صرف فرماتے تھے۔ اور دوسرے قسم کو اپنے اہل وعیال کے ساتھ رحمت اور مہانی میں صرف کیا کرتے تھے۔ اور تیسری قسم کو اپنی امت مرحومہ کے حال کی اصلاح میں مشغول رکھتے تھے۔ اور اہل فضل اور خاص لوگ آپ کے فیضان صحبت سے فائدہ اُٹھاتے تھے۔ اور ان کو اسرارات الٰہیہ کے تحفے اور علوم اسلامیہ کے ہدیے عنایت فرماتے تھے تاکہ ان کے وسیلہ سے عوام لوگ ان علوم اور اسرارات الٰہیہ سے کما حقہ حصہ حاصل کریں۔ اور آپ یعنی حضور علیہ السلام فرماتے تھے کہ جو شخص میری مجلس میں حاضر ہے۔ اس کو چاہئے کہ غائب لوگوں کو بھی خبردار کر دے۔ اور اپنے یاروں سے فرماتے تھے۔ کہ جب کسی کی حاجت بر لانے کی اپنے میں طاقت اور قدرت نہ ہو۔ تو اس کو چاہیئے کہ بادشاہ تک اس کی حاجت کو پہنچاوے۔ اور اگر خود نہ پہنچا سکے تو دوسرے شخص کے ذریعہ سے پہنچادے۔ تو اللہ تعالےٰ اس کے دونوں قدموں کو قیامت کے دن ثابت رکھے گا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آپ کے یار ایسی حالت میں جاتے تھے کہ وہ کسی علم یا خبر کے طالب ہوتے

تو اس وقت تک کہ حضور علیہ السلام باہر رونق افروز نہ ہوتے۔ جب تک کہ وہ لوگ آپ سے کچھ علوم اور ادب حاصل نہ کر لیتے تھے۔ اور دُوسروں کو بھی وہ علم اور ادب نہ سکھلا لیتے +

حضرت امام حسین علیہ السلام ابن حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں۔ کہ میں نے اپنے باپ سے پوچھا کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لاتے تھے۔ تو آپ کا کیا احوال تھا۔ فرمایا کہ حضور اپنی زبان مبارک کو بیکار اور لغو باتوں سے محفوظ رکھتے تھے۔ اور اپنے اصحابِ پاک کی تالیف قلوب فرماتے تھے۔ اور اِن کو اپنے آپ سے نفرت نہیں دلاتے تھے۔ اور ہر قوم کے سردار کو معظم اور مکرم رکھتے تھے۔ اور اس قوم کے کاموں کو اُن کے سپرد کرتے تھے۔ اور آدمیوں سے اپنے آپ کو نگاہ رکھتے تھے۔ اور نہایت خوش اخلاق سے اِن لوگوں سے پیش آتے تھے۔ اور حضور اپنے اصحاب کے ساتھ عنایت فرماتے تھے اور ان کے احوال کے متلاشی رہتے تھے۔ اور نیک کی اچھائی اور بد آدمی کی بُرائی کرتے تھے مگر خوش اخلاق کے ساتھ معاملات فرمایا کرتے تھے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمنشین تمام جہان کے آدمیوں سے بہتر تھے۔ اور ان سب میں سے افضل آپ کے نزدیک وہ شخص ہوتا۔ جو مسلمانوں کی نیک خواہی زیادہ کرتا تھا۔ اور اس شخص کا مرتبہ عظیم اور برتر ہوتا جو آدمیوں کی مدد زیادہ کرتا تھا +

حضرت امام حسین علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب مَیں نے حضور علیہ السلام کی مجلس کی حالت اپنے باپ شیرِ خدا سے دریافت کی تو آپ نے فرمایا کہ حضور علیہ السلام کی کوئی مجلس مبارک خدا کی یاد سے خالی نہ ہوتی۔ اور جب کسی قوم کے پاس آپ تشریف لے جاتے تھے۔ تو جہاں کہیں اس مجلس کی منتہی ہوتی وہیں پر حضور بیٹھ جاتے تھے۔ اور اپنے یاروں کو اسی طریق کا حکم فرماتے تھے اور ہمنشینوں میں سے ہر شخص کو اس کا حصہ عنایت فرماتے تھے۔ اور ان لوگوں کی حضور علیہ السلام عزت کرتے تھے۔ چنانچہ ہر شخص سمجھتا تھا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے زیادہ کسی کی عزت نہیں کرتے ہیں۔ اور جو شخص آنحضرت کے ساتھ مجالسہ یا معاوضہ کسی مہم میں کرتا تھا۔ تو آپ اس کی خبر فرمادیا کرتے تھے۔ تاکہ وہ مجالسہ اور معاوضہ کو ترک کردے۔ اور جو آپ سے کسی حاجت کے واسطے سوال کرتا تھا۔ تو آپ اس کی حاجت کو پورا کر دیتے تھے۔ اور بہت خوش اخلاقی سے حضور علیہ السلام

اِس سے پیش آتے تھے۔ اور حضور علیہ السلام کا خلق تمام آدمیوں کے دلوں میں جگہ کئے ہوئے تھا۔ اور آپ کی شفقت تمام آدمیوں کے ساتھ اس درجہ تھی۔ کہ گویا آپ سب کے باپ ہیں۔ اور سب لوگ گویا آپ کے برابر تھے۔ اور آپ کی مجلس علم اور حیا اور صبر اور امانت کی مجلس تھی۔ اور اس مجلس میں کسی کی آواز بلند نہیں ہوتی تھی۔ اور کسی کی مذمت اور عیب جوئی اور فحش نہ ہوتا تھا۔ اگر کوئی اُس مجلس میں واقعہ ہو جاتا تھا تو لوگ اُس کو ظاہر نہ کرتے تھے۔ بلکہ پوشیدہ رکھتے تھے۔ اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے یار آپ کی مجلس میں عادل تھے۔ اور ایک دوسرے کے ساتھ تقویٰ اور تواضع سے پیش آتے تھے۔ اور بڑے کی عزت اور چھوٹے پر رحمت کرتے تھے۔ اور صاحب صاحب کی اور غریب غریب کی حفاظت کرتے تھے *

روایت ہے کہ آپ کی ہمت اس درجہ بڑھی ہوئی تھی۔ کہ جب تمام دنیا کو آپکے سامنے پیش کیا گیا۔ تو آپ نے مطلق اس پر توجہ نہ فرمائی۔ حتیٰ کہ ایک زرہ حضور علیہ السلام کی ایک یہودی کے پاس گرو تھی اور تین روز تک اُس نے تقاضا کیا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ دو روز متواتر اُس نے تقاضا کیا۔ اور کبھی جَو کی روٹی سے آپ سیر نہ ہوئے اور کبھی ایسا نہ ہوتا۔ کہ ایک ایک مہینے تک آپ کے گھر میں آگ نہ جلاتے تھے اور خرما کے پانی سے گزر ہوتی تھی۔ اور کبھی ایسا ہوتا تھا۔ کہ حضور علیہ السلام رات کو بھوکے سو رہتے تھے۔ اور دوسرے روزہ رکھتے تھے *

روایت ہے کہ ایک مرتبہ جبرائیل علیہ السلام حضور کی خدمت اقدس میں تشریف لائے اور فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ آپ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے۔ کہ آپ اگر چاہیں تو میں آپ کے واسطے ان سب پہاڑوں کو سونے اور چاندی کا بنا دوں کہ جہاں آپ جائیں یہ بھی آپ کے ساتھ جائیں۔ اور آپ جتنا چاہیں ان میں سے خرچ کریں۔ اس امر کو سُن کر تھوڑی دیر حضور نے تأمل فرمایا اور کہا اے جبرائیل یہ دنیا اس شخص کا گھر ہے کہ جس کا گھر نہ ہو۔ اور اس شخص کا مال ہے کہ جس کا مال نہ ہو۔ اس کو وہ شخص جمع کرتا ہے جس کو کچھ عقل نہ ہو۔ حضرت جبرائیل ؑ نے کہا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس قول پر ثابت رکھے *

اور دوسری حدیث میں وارد ہے کہ آپ نے فرمایا کہ مجھ کو دنیا سے کیا کام

میری اور دنیا کی ایسی مثال ہے جیسی کہ ایک سوار گرمی کے موسم میں کسی درخت سایہ دار کے نیچے ظاہر میں آرام لے اور سایہ اچھا سمجھ کر اس جگہ پر اتر پڑے اور تھوڑی دیر اس کے سایہ میں آرام کرے۔ پھر سوار ہو کر چلا جاوے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تواضع ایسی تھی۔ کہ اپنے ہمنشینوں کے زانوں اپنے قریب سے علیحدہ نہیں ہونے دیتے تھے اور جو شخص آپ کے قریب پہنچتا تھا۔ تو سلام کرتا۔ اور پہلے آپ سے مصافحہ کرتا تھا۔ اور کسی کی جگہ تنگ نہیں ہوتی تھی۔ اور جو شخص آپ کی خدمت شریف میں حاضر ہوتا تھا۔ تو حضور اس کی تعظیم اور تکریم فرماتے تھے۔ اور مسند پر اس کو بٹھاتے تھے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب پاک کو ان کی کنیت سے یاد فرماتے تھے۔ اور اچھا نام لے کر ان کو بلاتے تھے ؛

اور جب کوئی شخص آپ کے پاس جاتا تھا۔ اور کوئی حاجت اپنی پیش کرتا تھا۔ اگرچہ آپ نماز میں ہوتے تھے۔ تو آپ نماز میں تخفیف فرمادیا کرتے تھے۔ اور اس کی حاجت کو پورا کر کے نماز میں مشغول ہوتے تھے! اور فرماتے تھے کہ مجھ کو ایسا نہ سمجھو جیسا کہ نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کو سمجھا۔ میں خدا کا بندہ ہوں۔ میں اس کا رسول ہوں ؛

دوسری حدیث میں فرماتے ہیں کہ مجھ کو موسیٰ علیہ السلام پر قیاس مت کرو۔ اور فرمایا کہ جس شخص نے یہ کہا کہ میں یونس بن متیٰ سے اچھا ہوں۔ تو اس نے جھوٹ کہا۔ اور حضرت انس بن مالک رضؓ سے روایت ہے۔ کہ ایک عورت مدینہ کی طرف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آئی اور کہا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ سے میری ایک حاجت ہے، فرمایا کہ مدینہ کے جس کوچہ میں تو چاہے بیٹھ جا۔ میں بیٹھوں گا اور تیری حاجت کو پورا کرونگا اور اہل مدینہ کی کوئی لونڈی آپ کا ہاتھ پکڑ کر جہاں چاہتی لے جاتی۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نہایت تواضع اور نہایت بے تکلفی سے زمین پر بیٹھ کر تکیہ زمین سے لگا لیتے تھے اور سو رہتے تھے۔ اور غلام زرخریدہ کی دعوت بھی قبول فرما لیتے تھے۔ اور ارشاد فرماتے تھے لو دعیت الی کواع لاجبت ولو اهدی الی ذراع لقبلت یعنی اگر میں کریا کی طرف بلایا جاؤں تو میں قبول کر لوں۔ اور اگر کوئی مجھ کو ایک دست رست بطور ہدیہ کے بھیجے۔ تو میں قبول کر لوں۔ اور کبھی ایسا ہوتا تھا۔ کہ آپ کی دعوت جو کی روٹی وغیرہ سے

لوگ کرتے تھے۔ اور آپ قبول فرما لیتے تھے۔ اور آپ کا وجود کرم اور سخاوت اور مروت اس درجہ بڑھا ہوا تھا کہ آپ کسی سائل کو کبھی اپنی درگاہ سے محروم نہ فرماتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک اعرابی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ مانگا۔ تو آپ نے اس کو اتنی بکریاں دیں کہ وہ بکریاں دو پہاڑوں میں بھر گئیں جب وہ اعرابی اپنی قوم میں پہنچا۔ تو اس نے اپنی قوم سے کہا کہ اے یارو مسلمان ہو جاؤ۔ محمد صلے اللہ علیہ وسلم عجب فیاض شخص ہیں۔ آپ اتنی بخشش فرماتے ہیں کہ فقیری کا خوف اس کے بعد نہیں رہتا ہے ✦

روایت ہے کہ جنگ حنین کے روز آپ نے آدمیوں میں اتنا مال بخشا کہ لوگ حیران رہ گئے اور بعضے سرداران قریش کا سبب اسلام لانے کا یہی امر ہوا تھا۔ کہ وہ اپنے دلوں میں سمجھے کہ اتنی بخشش وہ شخص کر سکتا ہے کہ جس کو فقیری کا خوف نہ ہو۔ اور اس امر پر اس کو اطمینان کامل ہو کہ اللہ تعالےٰ اس کو کسی حال میں نہ چھوڑے گا۔ اور ہر حالت میں اس کو روزی پہنچائیگا۔ اور یہ بات ثابت ہے کہ ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور آپ سے اس نے کچھ مانگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس وقت میرے ہاتھ میں کچھ نہیں ہے لیکن جو تو چاہتا ہے خرید لے اور اس کی قیمت میرے ذمہ کر دے۔ جب میرے پاس کچھ ہو گا تو تیری طرف سے اس کو ادا کر دوں گا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس وقت حاضر تھے۔ انہوں نے عرض کیا۔ کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے اس کو اس طریقہ سے عطا فرمایا حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ایسی تکلیف اٹھانے کی اجازت نہیں دی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات حضرت عمر رضی عنہ کی خوش نہ آئی۔ اس وقت ایک مرد انصار نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ خوب خرچ کیجئے اور ذی العرش سے ہرگز نہ ڈریئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے اور آپ کے چہرہ مبارک پر خوشی کے آثار ظاہر ہوگئے۔ اور فرمایا کہ مجھ کو اسی طریقہ سے حکم کیا ہے ✦

نقل ہے کہ ایک مرتبہ نوے ہزار درم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حضور میں آئے آپ نے ان کو چٹائی پر ڈال دیا۔ جو اس وقت لوگ حاضر تھے۔ ان میں آپ نے ان کو تقسیم فرما دیا۔ جب آپ اٹھے۔ تو ایک درم بھی آپ کے پاس نہیں تھا۔ اور کسی کہنے والے نے کیا اچھا کہا ہے۔ کہ جو چیز آپ کے ہاتھ میں آتی تھی۔ بانٹ دی جاتی تھی۔ یہ اس شخص کی بخشش ہے کہ جس کو فقیری سے کچھ عار نہیں ہے ✦

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہ شعر لبید شاعر نے تصنیف کیا ہے ؎

اخ لی واما کل شئی سالتہ
فیعطی واما کل ذنب فیغفر

یعنے میرا ایک بھائی ہے۔ کہ جو چیز اُس سے مانگتا ہوں وہ مجھ کو عطا کر دیتا ہے اور گناہ کو بخشدیتا ہے۔ پھر فرمایا کہ واقع میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایسے ہی تھے ؎

ہرچہ آمدش بدست داشت پیش ازاں
دین چہ داند کسے کہ از فقر عار نیست

اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا حلم اس درجہ تھا۔ کہ ہر چند اپنے عزیزوں اور غیروں سے حضور ایذا اُٹھاتے تھے مگر حضور صلے اللہ علیہ وسلم اس کو برداشت کرتے تھے۔ اور ان سے کسی طرح کا بدلہ لینا نہیں چاہتے تھے۔ بلکہ ان کے حق میں دُعائے خیر فرماتے تھے ٭

حضرت عبدالرحمن ابن امیری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سب آدمیوں زیادہ حلیم اور سب سے زیادہ صابر تھے۔ اور سب سے زیادہ غصہ کو ضبط کرنے والے تھے ٭

حضرت انس ابن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ ایک روز ہم مع اپنے اصحاب کے مسجد نبوی میں بیٹھے ہوئے تھے۔ کہ یکایک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہم نے آتے ہوئے دیکھا کہ حضور اپنی چادر مُنہ پر ڈالے ہوئے تشریف لائے۔ حضور کے پیچھے ایک اعرابی آیا۔ اور اُس نے آپ کی چادر کو پکڑا۔ اور ایسا کھینچا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کندھا اعرابی کے سینہ میں جا لگا اور چادر کا کنارہ آپ کے سینہ پر پڑا رہا۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دیکھ کر تبسم فرمایا۔ اور فرمایا کہ اے اعرابی تیرا کیا حال ہے۔ اُس نے عرض کیا کہ یہ میں نے اس لئے کیا کہ جو آپ کے پاس مال ہے۔ اس میں سے کچھ مجھے دیجئے آپ نے فرمایا کہ کچھ اس کو بھی دیدو۔ اور بعض اہل تحقیق نے یہ کہا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں خلق کی جفا اثر نہیں کرتی تھی۔ اس واسطے کہ آپ کا دیدہ حق میں تھا۔ اور جمال حق پیش نظر ہر وقت رہتا تھا۔ قطعہ

آنکہ جان در روئے او خندہ چو قند
از ترش روئے خلقش چہ گزند

آنکہ جان بوسہ دہد بر چشم او — کے خورد غم از فلک و از خشم او

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے وعدہ کی وفا لازم سمجھتے تھے۔ اور تمام عمر حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے کوئی وعدہ خلافی نہ ہوئی۔ لوگ بیان کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی رسالت سے پہلے اپنی کوئی چیز کسی کے ہاتھ فروخت کی تھی۔ اور اس کی کچھ تھوڑی سی قیمت اس کے پاس رہ گئی تھی۔ کہ اس نے عرض کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تھوڑی دیر ٹھیریں۔ باقی قیمت میں لاتا ہوں۔ اس امر کو وہ شخص جاکر بھول گیا۔ بلکہ دوسرے دن اس کو وہ قیمت یاد آئی۔ وہ شخص باقی قیمت لے کر اسی جگہ دوڑا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اُسی جگہ ٹھیرے رہے۔ جب وہ حاضر آیا۔ تو حضور نے ارشاد فرمایا کہ تو نے ہم کو بڑی مشقت میں ڈال دیا۔ تیرے وعدہ کی وجہ سے میں اسی وقت سے اس جگہ پر ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شجاعت دلاوری میں آپ کا کوئی شخص مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ خوبصورت اور سب سے زیادہ بہادر۔ اور سب سے زیادہ جوان مرد تھے +

حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ آپ نے فرمایا کہ ہم لڑائی کے دن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو علیحدہ رہنے کی التجا کرتے تھے لیکن آپ دشمنوں سے سب سے زیادہ قریب ہوتے تھے۔ اور حضرت عمران رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جب لڑائی میں دشمنوں کی جماعت کے پاس پہنچتے تھے۔ تو سب سے پہلے کفار پر جو شخص حملہ کرتا تھا۔ وہ آپ ہی ہوتے تھے اور غزوۂ حنین میں بیان ہو چکا ہے۔ کہ آپ تنہا چار ہزار دشمنوں کی طرف متوجہ ہوئے اور آپ ان پر حملہ کرتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ میں جھوٹا نبی نہیں ہوں۔ میں حضرت عبد المطلب کا بیٹا ہوں۔ اور یہ بات صحیح ثابت ہے کہ ایک رات چند آدمی مدینہ منورہ میں یہ خبر لائے۔ کہ دشمنوں کی ایک جماعت مسلح اور مکمل ہو کر مدینہ کے لوٹنے کو آتی ہے اس خبر کو سنکر تمام آدمی پریشان اور مضطر ہو گئے۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم تلوار لے کر حضرت ابو طلحہ کے گھوڑے پر جو کہ کوتل تھا۔ سوار ہوئے۔ اور اہل مدینہ سے آگے تشریف لے گئے۔ تحقیق کے بعد معلوم ہوا۔ کہ اس خبر کی کوئی اصل نہیں تھی۔ اس وقت آپ

واپس تشریف لائے۔ اور آپ کے یار جو پیچھے آرہے تھے۔ ان سے حضور علیہ السلام فرماتے تھے کہ کچھ خوف نہیں ہے اور حضرت ابو طلحہ کے گھوڑے کی بابت ارشاد فرمایا۔ کہ وہ ابو طلحہ کا گھوڑا ایسا تیز چلتا تھا۔ کہ جیسے ہوا تیز چلتی ہے۔

حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو حیا اس درجہ تھی۔ کہ راوی آپ کے حیا کے وصف میں کہتا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم عذر زیادہ کرنے والے تھے اور اپنے آپ کو حضور بہت بچاتے تھے۔ یعنی کان حضرت محمد رسول اللہ اشد حیاء من عذرہا اور آپ کو حیا اس درجہ تھی۔ کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کوئی چیز کسی کی دیکھتے تو اس کو برا سمجھتے تھے۔ اور چہرہ مبارک حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم کا متغیر ہو جاتا تھا۔ لیکن اس کے سامنے حضور کچھ نہ فرماتے تھے۔

ایک مرتبہ ایک شخص حضور کی مجلس میں گیا۔ کہ اس پر کچھ زردی کا اثر تھا۔ آپ کا چہرہ متغیر ہو گیا۔ جب وہ شخص باہر چلا گیا۔ تو حضور نے ارشاد فرمایا کہ اس سے کہدو کہ اس زردی کو دھو ڈالے اور حضرت سہل بن ساعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے حیادار تھے۔ کہ جب کوئی چیز کوئی شخص آپ سے مانگتا تھا۔ تو اس کو حضور عطا فرمادیا کرتے تھے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اخلاق ایسا تھا۔ کہ آپ کا دل خلائق پر مہربان تھا۔ اور آپ کا سینہ کشادہ تھا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ خدا کے خوف سے رویا کرتے تھے۔ بلکہ اکثر غمگین رہتے تھے۔ وعظیم الرجا ودائم الذکر وقلیل الاذی ولین الجانب وکریم الوفاء وکاتم السر وامین السماد والوقد یعنے کم اذیت دینے والے اور بھید کے چھپانے والے اور امین اور سب مہربان اور حلیم اور بہت دوست اور مہمات میں مددگار اور کریم تھے۔ اور خدا تعالیٰ کا حکم پورا کرنے والے اور عہد کے وفا کرنے والے اور عبادت کو سفش کرنے والے اور خدا تعالیٰ کی رضامندی کے طالب تھے۔ اور حضور علیہ السلام دن میں روزہ رکھنے والے اور خضوع وخشوع کرنے والے اور رات کو قیام کرنے والے۔ اور نیکیوں میں رعایت کرنے والے اور رقیق القلب اور زاہد اور شریف الہمت اور لطیف الخصلات اور جمیل العشیرۃ اور سب دلیلوں کی دلیل اور فقر کو دوست رکھنے والے اور طبیب الاغنیاء اور تقی الاتقیاء اور اولیاء کے دوست تھے اور بزرگوں کی تعظیم کرتے تھے۔ ان کے وقار کی وجہ سے اور چھوٹوں کو اپنے نزدیک کرتے تھے۔

بوجہ ان کی نیک بختی کے۔ اور اگرچہ نعمت تھوڑی ہوتی۔ تو اس کا شکر کرتے تھے۔ فقیروں پر مہربانی کرتے تھے اور کم گو اور باوقار اور باحمیت اور کم خندہ اور بسیار تبسم اور کشادہ اور تازہ روح اور شیریں سخن اور خوش ترنم اور سخی النفس اور اندک تنعم تھے۔ اور حضور کو دیر میں غصہ آتا تھا۔ اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم جلد صلح کر لیتے تھے۔ اور حضور نہایت عقلمند اور پاکیزہ خیال اور قلیل الملامت اور خلق کے چارہ جو اور عفیف النفس حرام کے شبہ سے اور لطیف طبیعت اور اسلام کے زیادہ خرچ کرنے والے تھے۔ اور آپ کی ذات شریف تمام صفات کی جامع تھی۔ حضور بُری عادتوں سے دُور رہتے تھے۔ اور سخت عادت اور عیب جوئی اور سنگین دل اور فریاد اٹھانے والے اور گالی دینے والے اور سُبکسار اور حریص اور مال جمع کرنے والے اور بخیل اور بھلائی کے جمع کرنے والے اور مکار اور لالچی اور احسان جتانے والے اور بہت کھانے والے اور سُست اور جلد رنجیدہ ہونے والے اور طعنہ کرنے والے اور حیلہ باز اور نقصان پہنچانے والے اور حاسد اور بے وفائی کرنے والے اور رولانے والے اور جھوٹ بولنے والے اور متکبر اور جبر کرنے والے اور چغلخور اور بدی کرنے والے اور کج خلق اور ذخیرہ جمع کرنے والے اور محتکر اور برائی کرنے والے اور فخر کرنے والے نہ تھے۔ بلکہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم میں کوئی بُری عادت اور خصلت نہ تھی۔ صلوٰۃ اللہ علیہ وسلم ۔

ذکر دربیان عبادت حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم

روضۃ الاحباب میں لکھا ہے کہ جاننا چاہیئے۔ کہ اللہ تعالےٰ تجھ کو اور مجھ کو نیک توفیق دے۔ کہ اس امر میں علماء کا اختلاف ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نبوت سے پہلے کس طرح عبادت کیا کرتے تھے۔ بعض کہتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کی عبادت فکری تھی۔ اور بعض کہتے ہیں۔ کہ حضور علیہ السلام کی ذکری تھی۔ اور اس میں بڑا اختلاف ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم۔ کس شریعت پر عمل کرتے تھے۔ آیا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت پر یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شریعت پر یا حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی شریعت پر یا حضرت نوح علیہ السلام کی شریعت پر یا آدم علیہ السلام کے طریقے پر یا سب شریعتوں پر جو آپ سے پہلے تھیں۔ اور اس امر کی دلیلیں اور اقوال کی تفصیل اپنے

موقعہ پر لکھی ہوئی ہے +

ایک قول یہ بھی ہے۔ کہ ہر ایک شریعت میں جو مشکل امر تھا۔ اُس کو آپ نے اختیار فرمایا تھا +

ایک قول اِس آیت کریمہ کے مطابق ہے۔ ان اتبع ملتہ ابراھیم حنیفا یعنے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی ملت پر آپ نے عمل کیا۔ اور قول مرجح یہ ہے کہ آپ نے اپنی شریعت پر عمل کیا۔ آپ خدا کی عبادت میں کمالی درجہ کوشش فرماتے تھے۔ اور چونکہ ایمان کے بعد سب عبادتوں یعنے کل عباتوں میں افضل نماز ہے۔ اور وہ طہارت پر موقوف ہے تو زیادہ مناسب یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کا آغاز وضو اور اس کے مقدمات سے بیان کیا جائے تو بہتر ہے اور یہ بات صحیح طور پر ثابت ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب قضائے حاجت جاتے۔ تو انگوٹھی کو انگشت مبارک سے باہر نکال لیتے تھے۔ اور الٹا پاؤں پہلے رکھتے تھے۔ اور فرماتے تھے اللھم انی اعوذبک من الخبث والخبائث۔ اور جب باہر تشریف لاتے تھے۔ تو سیدھا پاؤں پہلے رکھتے تھے۔ اور کہتے تھے۔ غفرانک اگر جنگل میں ہوتے تھے تو آدمیوں کی نظر سے آپ دور تشریف لے جاتے تھے۔ یہاں تک کہ آپ کو کوئی نہ دیکھے۔ حتیٰ کہ کسی دیوار کے نیچے یا کسی درخت کے نیچے حضور اپنے آپ کو چھپا لیتے تھے۔ اور زمین نرم میں اُس کام میں مشغول ہوتے تھے۔ اگر زمین وہاں کی سخت ہوتی تھی۔ تو حضور اُس زمین کو نیزہ کی بھال سے جو ہر وقت حضور کے ہمراہ رہتا تھا نرم کر لیتے تھے۔ تاکہ پیشاب کی چھینٹیں نہ پڑیں۔ اور پھر وہ زمین مل جاتی تھی۔ اور حضور اپنے کپڑوں کو جسم مبارک سے نہیں اتارتے تھے اور استنجہ ڈھیلوں اور پانی سے کرتے تھے۔ اور آتے وقت فرماتے تھے کہ ڈھیلوں کو استنجہ کے واسطے اور تیار رکھو۔ اور اکثر اوقات حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے واسطے وضو کرتے تھے اور کبھی ایک وضو سے کئی نمازیں ادا کرتے تھے۔ اور حضور وضو سے پہلے مسواک کرتے تھے اور دوسروں کو بھی اس کی تاکید فرماتے تھے۔ اور کلی اور ناک میں پانی دیتے تھے اور کبھی بغیر کلی کے ناک میں پانی دیتے تھے۔ اور بغیر کلی اور ناک میں پانی دیئے ہوئے وضو نہیں کرتے تھے۔ اور ان دونوں سنتوں کی نسبت مختلف روایات ہیں۔ کہ کبھی ایک چلو سے کلی کرتے تھے اور ناک میں پانی لیتے تھے اور کبھی دو چلو سے اور کبھی تین چلو سے۔ اور تینوں صورتوں میں پانی کم صرف فرماتے تھے۔ اور احادیث صحیحہ صریح اِس امر میں واقع ہوئی ہیں۔ اور ایک ضعیف روایت ہے

کہ ایک مرتبہ درمیان کلی کرنے اور ناک میں پانی دینے کے آپ کے فصل کیا ہے۔ یعنی کلی سیدھے ہاتھ سے آپ کیا کرتے تھے۔ اور اُلٹے ہاتھ سے آپ ناک کو صاف کرتے تھے۔ اور اکثر اوقات وضو کے اعضاء کو تین مرتبہ دھوتے تھے۔ یا دو مرتبہ دھوتے تھے۔ اور تمام سر کا ایک بار مسح کرتے تھے۔ اور کبھی چہارم سر کے مسح پر آپ اکتفا کرتے تھے۔ اور عمامہ کا تکیہ لگاتے تھے۔ اور کان کے اندر انگشت سبابہ سے مسح کرتے تھے۔ اور اس کے ظاہر کا انگوٹھے سے مسح کرتے تھے۔ اور مسح کرنے کے بیان میں کوئی حدیث صحیح نہیں ہے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم داڑھی میں خلال کرتے تھے۔ اور کبھی انگلیوں میں خلال کرتے تھے۔ اور اگر انگشتری ہاتھ میں ہوتی تو حضور ویسے ہی ہلا لیتے تھے اور ابتداء وضو میں آپ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اور آخر میں یہ دعا پڑھتے تھے اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشھد ان محمدا رسول اللہ اللھم اجعلنی من التوابین واجعلنی من المتطھرین واجعلنی من عبادک الصالحین سبحانک اللھم وبحمدک اشھد ان لا الہ الا انت استغفرک واتوب الیک اور کبھی حضور یہ دعا فرماتے اللھم اغفر لی ذنبی ووسع لی فی داری وبارک لی فی رزقی۔ اور ضعیف حدیثوں میں وارد ہوا ہے کہ ہر عضو کے دھونے میں حضور کوئی نہ کوئی دعا پڑھتے تھے۔ اور وضو کا پانی کبھی اپنے ہاتھ پر نہ ڈالتے تھے۔ اور کبھی دوسرا شخص بھی حضور کو وضو کرا دیتا تھا مگر اور حدیث صحیح نہیں ہے کہ وضو کے اعضاء کو کسی کپڑے سے خشک نہیں کرتے تھے اور اگر کوئی چیز نہیں پونچھنے کے واسطے دیتا تھا۔ تو حضور اس کو نہیں لیتے تھے اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے وضو کا پانی ایک مُد اور غسل کا پانی ایک صاع ہوتا تھا۔ اور وضو اور غسل میں بے جا پانی صرف کرنے سے حضور منع فرماتے تھے۔ اور غسل کے وقت سیدھے ہاتھ سے اُلٹے ہاتھ پر پانی ڈالتے تھے۔ اور اپنے دونوں ہاتھوں کو حضور دھوتے تھے۔ اس کے بعد اور اعضاء دھوتے تھے اور اس جگہ سے علیحدہ ہٹکر پاؤں دھوتے تھے۔ اور سفر و حضر میں موزہ کا مسح کرتے تھے اور مسح کی مدت سفر میں تین دن رات اور حضر میں ایک دن رات تھی۔ اور صحیح یہ ہے کہ مسح موزہ کے اوپر کرتے تھے۔ اور مسح اور غسل میں کچھ تکلف نہ تھا۔ بلکہ اگر موزہ مسح کی شرطوں کے موافق پہنے ہوئے ہوتے تھے تو مسح کرتے تھے۔ ورنہ پاؤں دھوتے تھے۔ اور موزہ خاص مسح کے واسطے نہیں پہنتے تھے۔ اور اگر پانی نہیں ہوتا تھا اور تیمم کی شرطیں پائی جاتی تھیں تو تیمم کرتے تھے۔ اور دونوں ہاتھوں کو

زمین پر مارتے تھے۔ اور منہ پہ ملتے تھے اور یہ بات صحیح ثابت نہیں ہوئی کہ دو بار تیمم کے واسطے زمین پر ہاتھ مارتے ہوں۔ اور ہاتھ کا کہنیوں تک مسح کیا ہے اور نماز کے صحیح ہونے کی انتہا درجہ کی شرطیں یہ ہیں۔ یعنے قبلہ کی طرف منہ کرنا اور ستر عورت چھپانا۔ اس کا حکم نہایت درجے کا فرماتے تھے۔ اور کبھی ایک کپڑے میں نماز ادا فرماتے تھے لیکن اس کے کناروں کو کندھے پر ڈال لیتے تھے۔ اور فرض نماز مسجد میں ادا فرماتے تھے۔ اور اپنے اصحاب کے امام بنتے تھے۔ اور مقتدیوں کی رعایت نماز کی تخفیف اور طول کرنے میں کرتے تھے۔ اور جب آپ مسجد میں تشریف لاتے تھے۔ تو سیدھا پاؤں پہلے رکھتے تھے۔ اور فرماتے تھے اعوذ باللہ العظیم و بوجھک الکریم و سلطانہ القدیم من الشیطان الرجیم +

ایک روایت میں ہے کہ جب آپ مسجد میں تشریف لاتے تو فرماتے بسم اللہ الرحمن الرحیم اغفرلی وارحمنی وافتح لی ابواب رحمتک اور جب حضور نماز کے واسطے کھڑے ہوتے تھے۔ تو ہاتھوں کو دونوں کانوں کے برابر اور کبھی دونوں کندھوں کے برابر اُٹھاتے تھے اور سیدھے ہاتھ کی انگلیوں کو کھلا ہوا رکھتے تھے۔ اور اللہ اکبر کہکر نماز میں مشغول ہو جاتے تھے اور نماز کی نیت تکبیر سے پہلے فرماتے تھے۔ اور بعض کے نزدیک نماز کی نیت تکبیر سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں ہے اور تکبیر تحریمہ کے بعد سیدھے ہاتھ کو اُلٹے ہاتھ پر رکھتے تھے۔ اور پھر دعاے استفتاح پڑھتے تھے۔ اور وہ کئی طرح سے صحیح طور پر مروی ہے اور اس کا آغاز وجہت وجہی الی آخر اور مذہب مختار امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ ہے کہ سبحانک اللھم وبحمدک وتبارک اسمک وتعالیٰ جدک ولا الہ غیرک ہے اور یہی مذہب مختار امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ اور چھ روائتیں اور بھی ہیں۔ اور تفصیل اور تحقیق ان کے الفاظ کی کتب حدیث کی اور کتابوں سے کرلینی چاہیئے۔ اور بعد دُعاے استفتاح کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھتے تھے۔ اور اس کے بعد سورہ فاتحہ پڑھتے تھے۔ اور کبھی بسم اللہ چلاکر پڑھتے تھے اور اسی سبب سے اس میں علماء کا اختلاف ہے اور بعد سورہ فاتحہ کے نماز جہری میں لفظ آمین چلاکر کہتے تھے۔ اور نماز سری میں آہستہ فرماتے تھے۔ اور مقتدی بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موافقت میں آمین کہتے تھے۔ اور نماز میں دو

مکتہ کی رعایت کرتے تھے۔ ایک تکبیر اور قرأت کے درمیان میں۔ اور دوسری فاتحہ
اور قرات کے درمیان میں بھی تھوڑا اسا رکھتے تھے۔ اور صبح کی نماز میں سورہ فاتحہ
کے بعد بمقدار سات آیتوں کے دوسری سورہ پڑھتے تھے۔ اور کبھی بمقدار سو آیتوں
کے پڑھتے تھے۔ اور کبھی سورہ روم پڑھتے تھے۔ اور کبھی سورہ قاف پڑھتے تھے۔ اور کبھی نماز
میں تخفیف کرتے تھے۔ یعنی بعد سورہ فاتحہ سورہ اذا زلزلت الارض پڑھتے تھے۔
اور سفر میں کبھی قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پر ہی اکتفا فرماتے
تھے۔ اور جمعہ کے دن صبح کی نماز میں الم سجدہ پہلی رکعت میں اور سورہ ھل
اتی علی الانسان دوسری رکعت میں پڑھتے۔ اور ظہر کی نماز کو کبھی طول کرتے تھے اور
کبھی دو رکعت میں بقدر الم سجدہ دوسری رکعت میں سبح اسم ربک الاعلیٰ یا سورہ
بروج یا سورہ واللیل یا سورہ والسماء والطارق اور اس کی مثل پڑھتے تھے۔ اور کبھی اس سے
بھی کم اور شام کی نماز کبھی طول فرماتے تھے اس حیثیت سے کہ سورہ اعراف پہلی دو رکعتوں
میں پڑھتے تھے اور کبھی والصافات اور کبھی حم سورہ دخان اور کبھی سورہ والتین اور
کبھی سورہ والطور اور سورہ مرسلات اور کبھی سورہ سبح اسم اور کبھی قل اعوذ برب الناس
اور کبھی قصار مفصل اس نماز میں پڑھتے تھے۔ اور عشاء کی نماز میں عصر کی نماز کے قریب قریب
قرأت کرتے تھے۔ اور کبھی سورہ والتین پڑھتے تھے اور یہ امر صحیح طور پر ثابت ہوا ہے۔ کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کی خبر کی گئی کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اپنی
قوم کی امامت کرتے تھے۔ اور آپ نماز میں سورہ بقر پڑھتے تھے۔ تو حضور کو بہت غصہ
آیا۔ کہ تم چاہیے کہ کمی کرو۔ کیونکہ مقتدی ضعیف اور قوی ہر قسم کے آدمی ہوتے ہیں +
ایک روایت ہے معاذؓ سے کہا۔ کہ تم کیا فتنہ برپا کرنے والے ہو۔ اور یہ لفظ حضور
نے تین مرتبہ فرمایا۔ اور ان کو منع کیا۔ گھر کا۔ اور سورہ والشمس اور سبح اسم اور واللیل
اور اس کے مثل اور سورتوں کے پڑھنے کا حکم کیا۔ اور نماز وتر میں کبھی تین رکعت آپ پڑھتے
تھے۔ اور پہلی رکعت میں سبح اسم اور دوسری رکعت میں قل یا ایہا الکافرون اور تیسری رکعت
میں سورہ اخلاص اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھتے تھے۔ اور جمعہ کی
نماز میں سورہ جمعہ اور سورہ منافقون ایک ایک رکعت میں پڑھتے تھے۔ اور کبھی سبح اسم
ربک اور سورہ ہل اتی پڑھتے تھے۔ اور عید کی نماز میں سورہ قاف اور سورہ اقتربت الساعۃ

پڑھتے تھے۔ اور سبح اسم ربک اور سورہ غاشیہ پڑھتے تھے۔ اور اکثر اوقات سورۃ پوری پڑھتے تھے۔ اور کبھی تھوڑی سی پر ہی اکتفا کرتے تھے۔ اور پہلی رکعت کو دوسری رکعت سے ہمیشہ طول پڑھتے تھے۔ اور قرأت ترتیل اور ترتیب اور تجوید سے فرماتے تھے۔ اور ہر آیت کے آخر پر وقف کرتے تھے۔ اور آواز کو دراز کرتے تھے۔ اور جب قرأت سے فارغ ہوتے تھے تو تکبیر کہتے تھے۔ اور ہاتھوں کو نکالتے تھے۔ اور رکوع میں جاتے تھے اور دونوں ہاتھوں سے زانوں کو پکڑتے تھے اور کہنیوں کو پہلو سے دور کرتے تھے اور پیٹھ کو سیدھا کرتے تھے۔ اور سر مبارک پشت کے برابر رکھتے تھے۔ نہ بہت اونچا۔ اور رکوع میں تین بار سبحان ربی العظیم اور سبحانک اللھم ربنا وبحمدک اللھم اغفرلی ملاتے تھے۔ اور رکوع میں سبوح قدوس ربنا ورب الملائکۃ والروح کہتے تھے۔ اور نماز تہجد کے رکوع میں اللھم لک رکعت وبک امنت وعلیک توکلت ولک اسلمت خشع لک سمعی وبصری ومخی وعظمی وعصبی فرماتے تھے۔ اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تھے تو ہاتھوں کو نکالتے تھے اور کہتے سمع اللہ لمن حمدہ اور سیدھے کھڑے ہو جاتے تھے اور کبھی ربنا لک الحمد کہتے تھے۔ اور کبھی اللھم ربنا لک الحمد کہتے تھے۔ اور اکثر اس رکن کو رکوع کے برابر طویل فرماتے تھے۔ اور جو دعائیں اس رکن میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھی ہیں وہ سب کتب حدیث میں لکھی ہوئی ہیں اور جب سجدہ میں جاتے تھے تو ہاتھوں کو اٹھاتے تھے اور زانوؤں کو پہلے زمین پر رکھتے تھے۔ اس کے بعد ہاتھوں کو۔ پھر انگلیوں کو۔ پھر پیشانی اور ناک اور پگڑی کے پیچ پر کبھی سجدہ نہیں کرتے تھے۔ اور کبھی پیشانی کو خاک پر اور کیچڑ اور کبھی چٹائی کے سجادہ پر اور پکائے ہوئے چمڑے پر رکھ کر سجدہ کرتے تھے۔ اور ہاتھوں کو پہلوؤں سے علیحدہ کرتے تھے اور کندھے کے برابر زمین پر رکھتے تھے اور انگلیوں کو رکوع میں کھلا ہوا اور سجدہ میں ملا ہوا رکھتے تھے۔ اور ہر سجدہ میں تین بار سبحان ربی الاعلیٰ کہتے تھے اور یاروں کو بھی یہی حکم فرماتے تھے۔ اور جب سر پہلے سجدہ سے اٹھاتے تھے تو جس قدر سجدہ کرنے میں دیر لگتی تھی۔ اسی قدر دونوں سجدوں کے درمیان میں بیٹھتے تھے۔ اور فرماتے رب اغفرلی رب اغفرلی اور دوسری دعائیں اور ذکر جو سجدہ میں اور دونوں سجدوں کے درمیان میں پڑھتے تھے۔ ان سب کی تفصیل کتب حدیث میں مشرح ومفصل موجود ہے۔ اور دوسرے

سجدہ کے بعد جب تک زمین پر حضور نہ بیٹھ لیتے تھے نہیں اٹھتے تھے اور اس بیٹھنے کو اہل فقہ جلسہ استراحت کہتے ہیں۔ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب میں یہ مستحب ہے اور امام اعظم ابو حنیفہ کوفی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مستحب نہیں ہے اور وہ حدیث کو اس امر پر محمول کرتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بوجہ زیادہ عمر ہونے کے بیٹھ جایا کرتے تھے۔ اور جب دوسری رکعت کے واسطے کھڑے ہوتے تو بے توقف قرأت میں مشغول ہو جاتے تھے۔ اور جب التحیات صلے اللہ علیہ وسلم پڑھنے کے واسطے بیٹھتے تھے تو سیدھے پاؤں کو کھڑا کر لیتے تھے۔ اور سیدھے ہاتھ سیدھی ران پر رکھتے تھے۔ اور پہلے التحیات میں تخفیف کرتے تھے اور جب اٹھتے تھے تو دونوں ہاتھ اٹھاتے تھے۔ اور تکبیر کہتے تھے۔ اور قرأت میں مشغول ہوتے تھے ✦

اور اکثر تیسری اور چوتھی رکعت صرف سورہ فاتحہ سے پڑھتے تھے۔ اور کبھی کوئی مختصر سورۃ پڑھتے تھے۔ اور دوسرے التحیات میں الٹے پاؤں کو سیدھے پاؤں سے نکال لیتے تھے۔ اور نشستگاہ زمین پر رکھتے تھے۔ اور صبح کی نماز میں کبھی دعائے قنوت پڑھتے تھے اور کبھی نہیں پڑھتے تھے اور ظہر اور عصر کی نماز میں بھی آیتیں پڑھتے تھے۔ اور کبھی بت لوں کے لئے ایک آیت پڑھتے تھے۔ اور نماز میں الٹے اور سیدھی طرف نہیں دیکھتے تھے۔ چنانچہ اس باب میں فرماتے ہیں کہ یہ شیطان کی طرف ایک غارت ہے بندہ کی نماز ہیں۔ اور کہتے تھے۔ کہ تم نماز میں ادھر ادھر دیکھنے سے اپنے آپ کو بچاؤ۔ کیونکہ وہ ہلاکت میں ڈالنے والی چیز ہے۔ اگرچہ نماز نفل ہی کیوں نہ ہوں ✦

کتاب ترمذی شریف میں جو ابن عباس رضی اللہ سے روایت ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گوشہ چشم سے الٹی اور سیدھی طرف دیکھتے تھے۔ محققین کے نزدیک یہ بات ثابت نہیں ہے۔ حضور دونوں رکعتوں میں بیٹھ کر التحیات پڑھتے تھے۔ اور التحیات میں درود بھیجتے تھے۔ اور بعد التحیات پڑھنے کے وہ دعائیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہیں۔ پڑھتے تھے۔ اور التحیات کے پڑھنے کی کیفیت میں مختلف روایتیں وارد ہیں۔ اور ہر امام نے ایک ایک امر کے واسطے ایک روایت

اختیار کی ہے۔ یہ کتاب ان کی تحقیق اور تفصیل کی گنجائش نہیں رکھتی ہے۔ اور جب التحیات اور دعاؤں سے فارغ ہوتے تھے۔ تو السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہتے تھے۔ اور جب سیدھی طرف کو منہ پھیرتے تھے۔ تو اس طرف کی جماعت آپ کے رخسارہ کو دیکھتی تھی۔ اور الٹی طرف بھی اسی طریقہ سے حضور سلام کہتے تھے۔ بعد سلام کے تین بار استغفر اللہ الذی لا الٰہ الا ھو الحی القیوم واتوب الیہ فرماتے تھے۔ اور اس کے بعد آپ فرماتے تھے اللھم انت السلام ومنک السلام تبارکت یا ذا الجلال والاکرام۔

یہ بات بھی صحیح ثابت ہوئی ہے۔ کہ بعد نماز کے حضور لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہٗ الملک ولہ الحمد وھو یحیی ویمیت وھو علیٰ کل شئ قدیر اللھم لا مانع لما اعطیت ولا معطی لما منعت ولا ینفع ذالجد اور دوسری دعائیں نماز کے بعد پڑھتے تھے اور کبھی بعض نماز میں ترک کر دیتے تھے۔ یا اس پر زیادتی سے کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بطریق سہو کے واقع ہوا ہے۔ تو اس کی اصلاح کے واسطے سجدہ سہو فرماتے تھے۔ اور سجدہ سہو سلام سے پہلے اور بعد سلام کے دونوں طرح سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے۔ لیکن مذہب مختار حنیفہ کا سلام کے بعد ہے۔ اور سلام پہلے مذہب مختار امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور اس کے بعد نفل ادا کرتے تھے۔ اور حضر میں دو رکعتیں ظہر کے فرضوں سے پہلے اور دو دو رکعتیں اس کے بعد اور دو رکعتیں شام کے فرضوں کے بعد اور عشاء کی نماز کے بعد دو رکعتیں آپ ہمیشہ پڑھتے تھے۔ اور ہمیشہ نماز ادا کرتے تھے۔ اور اکثر اوقات تہجد مع وتر کے پندرہ رکعت اور کبھی تیرہ رکعت ادا کرتے تھے۔ اور اس نماز میں قرأت اور رکوع اور سجدہ نہایت طویل کرتے تھے۔ اور کبھی سورہ بقر اور آل عمران اور سورۂ نساء اور سورۂ مائدہ اور سورہ انعام رات کی نماز میں پڑھتے تھے۔ وہ آیت شریف یہ تھی۔ ان تعذبھم فانھم عبادک وان تغفر لھم فانک انت العزیز الحکیم اور اگر اتفاق سے آپ کا تہجد کبھی فوت ہو جاتا۔ تو دوسرے دن چاشت کے وقت بارہ رکعت ادا کرتے تھے۔ اور رات کی نماز میں کبھی آہستہ قرأت کرتے تھے۔ اور کبھی چلا کے پڑھتے تھے۔ آخر چلا کر ہمیشہ پڑھنے لگے اور وتر کو آغاز چاشت میں اور آدھی رات کو

یا آخر شب میں ادا کرتے تھے۔ لیکن اکثر آدمی رات کو پڑھتے تھے۔ اور فرماتے تھے۔ کہ تم اپنی آخری نماز کو وتر میں ادا کرو۔ اور وتر کی کبھی سات رکعتیں اور کبھی پانچ اور کبھی ایک ادا کرتے تھے۔ اور یہ روایت ضعیف ہے۔ اور کبھی تین رکعت ایک سلام سے ادا کرتے تھے +

یہ بات صحیح ثابت ہوئی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نماز وتر میں دعائے قنوت پڑھتے تھے۔ اور بعضے یاروں کو حکم کرتے تھے۔ اور اصحابہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی پڑھتے تھے۔ اور یہ بات بھی ثابت ہے۔ کہ نماز وتر سفر میں سواری پہ پڑھتے تھے۔ اور وتر ادا فرمانے کے بعد تین بار سبحان الملك القدوس آخر میں بلند آواز سے کہتے تھے۔ اور ایک روایت میں ہے۔ کہ اس کے آخر میں یہ اور زیادہ کرتے تھے۔ ربنا ورب الملائکۃ والروح اور چاشت کی نماز کبھی پڑھتے تھے اور کبھی ترک فرما دیتے تھے۔ اور دو رکعت سے آٹھ رکعت تک مختلف اوقات میں ادا کرتے تھے +

جو روایت صحیحہ میں وارد ہوا ہے۔ وہ یہ ہے۔ اور بعض کتابوں میں مروی ہے کہ کبھی بارہ رکعت بھی پڑھی ہیں۔ اور اکثر نوافل اور سنن کو گھر میں ادا کرتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ سب سے بہتر اُس شخص کا گھر ہے۔ جو اپنے گھر میں سوائے فرضوں کے سب نماز ادا کرے۔ اور کبھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی نئی نعمت حاصل ہوتی تھی۔ یا کوئی بلا دفع ہوتی تھی۔ تو حضور شکر کا سجدہ خدا تعالیٰ کی درگاہ میں بجالاتے تھے +

روایت ہے کہ ایک بار آپ نے ایک شخص بد صورت حقیر الجثہ۔ ناقص الخلق کو دیکھا تو حضور نے شکر کا سجدہ ادا کیا۔ اور دوسرے باب میں بیان ہو چکا ہے کہ جب ابوجہل لعین کے قتل کی خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی۔ تو حضور نے شکر کا سجدہ ادا فرمایا +

لوگ کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جب مسیلمہ کذاب کے قتل ہونے کی خبر سُنی تو شکر کا سجدہ کیا۔ اور حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے جب ذو الثدیہ جو کہ تمام خارجیوں کا سردار تھا مارا گیا تو شکر کا سجدہ ادا کیا +

پس جاننا چاہیئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سوائے نماز کے ہر روز ایک

مقدار معین قرآن مجید پڑھا کرتے تھے۔ اور آپ کی قرات خوب روشن اور ایک ایک
حرف کی تفسیر اور ترتیب اور تجوید اور خشوع اور تدبیر اور تامل کے ساتھ سب آیتوں کے
معنی ہیں ہوتی تھی۔ اور آخر آیات میں توقف کرتے تھے۔ اور حرف مد کو پوری طرح کھینچتے تھے
اور شروع قرائت میں اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھتے تھے۔ اور سب وقتوں میں قرآن
پڑھتے تھے۔ کھڑے ہو کر اور بیٹھ کر اور سو کر اور باوضو اور بے وضو لیکن جنابت کی
حالت میں نہیں پڑھتے تھے۔ اور کبھی کبھی قرآن کے پڑھنے کی حالت میں کسی نعمت کا شکر
ادا کرتے تھے۔ اور خوش الحانی کے ساتھ پڑھتے تھے۔ جس طرح کہ خوش آواز حافظ لوگ پڑھتے
ہیں۔ اور مکہ کی فتح کے دن سورہ فتح کو ترجیع کے ساتھ پڑھا۔ اور فرماتے تھے۔ کہ اللہ تعالےٰ
نے کسی نبیؑ کو قرآن میں تغنی کی اجازت نہیں دی ہے اور تغنی سے یہ مراد ہے کہ قرآن
مجید کو تکلف کے ساتھ پڑھے بتکلف سے جو پڑھا جائے وہ منع ہے۔ اور تین دن
رات سے کم میں ختم نہیں کرتے تھے۔ اور قرآن کو دوسروں سے سنتے تھے۔ اور آنکھوں
سے آنسوں جاری ہوتے تھے۔ اور راتوں کو الف لام میم سجدہ اور سورہ تبارک الذی
اور بہت سی سورتیں کہ سبحان الذی اسریٰ اور سبح اسم اور یسبح جن کے اول میں واقع
ہے پڑھتے تھے۔ اور سجدہ تلاوت کو ترک نہیں کرتے تھے۔ اور جب سجدہ کی آیت
پر پہنچتے تھے۔ تو تکبیر کہکر سجدہ میں جاتے تھے اور یہ کہتے تھے وجھی الذی وتلیق
سمعہ وبصرہ بحولہٖ وقوتہٖ اور کبھی اس دعا کے سوائے دوسری دعاء پڑھتے
تھے اور یہ روایت نہیں ہے کہ جب سر سجدہ سے اٹھاتے تو تکبیر کہتے تھے۔ یا
التحیات پڑھی ہو یا سلام کیا ہو اور آیتیں اور سورتیں اور دعائیں اور اذکار
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں۔ جو نمازوں کے بعد اور صبح شام اور دوسرے
کاموں کے واسطے اور تمام اوقات اور احوال میں پڑھتے تھے۔ اور دوسروں کو
حکم کرتے تھے۔ اور اس کا ثواب اور خواص بیان کئے ہیں۔ یہ کتاب ان کی تفصیل کی
نہیں ہے۔ اور اگر اللہ تعالےٰ نے عمر میں مہلت بخشی۔ تو انشاء اللہ تعالےٰ ایک کتاب
اس باب میں خاص طور پر لکھی جائے گی۔ جس سے مسلمان بھائیوں کو نفع پہنچے۔
اور پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا طریقہ یہ تھا کہ سفر میں جب نماز فرض پر اکتفا کرتے
تھے۔ اور سنتوں کو اکثر اوقات ترک فرما دیا کرتے تھے۔ مگر صبح کی سنتیں اور وتر کو

ترک نہیں فرماتے تھے۔ اور چار رکعت والی نماز کو قصر کرتے تھے۔ اور سفر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز کا پورا پڑھنا ثابت نہیں ہے +

حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی قصر اور کبھی پوری نماز پڑھی ہے۔ وہ ضعف سے خالی نہیں ہے +

ایک روایت یہ ہے کہ دو رکعت بعد نماز ظہر کے اور دو رکعت نماز مغرب کے ادا کرتے تھے۔ اور بعض روایت میں وارد ہے کہ جس وقت آفتاب کو زوال ہوتا تھا۔ تو دو رکعت نماز ادا کرتے تھے۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے یہ روایت ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز سنت کو سفر میں نہیں چھوڑا ہے وہ اس امر پر محمول ہے۔ کہ ان کو اطلاع نہ تھی۔ اور چار رکعت والی نماز کو قصر کرتے تھے۔ اور نماز کا پورا پڑھنا سفر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں ہے +

حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رض کی حدیث ضعیف ہے۔ اور تہجد کی نماز سواری پر بھی ادا کرتے تھے۔ اور جس طرف وہ سواری جاتی تھی خواہ قبلہ کی طرف ہو یا نہ ہو۔ اور رکوع اور سجدہ کے وقت اشارہ کرتے تھے۔ اور حدیث میں وارد ہے۔ کہ تکبیرۃ الاحرام کے وقت سواری کا منہ قبلہ کی طرف کرتے تھے۔ اور باقی نماز کے اجزاء کو جس طرف سفر کرنا کرنا مقصود ہوتا تھا۔ اور سواری جاتی تھی ادا کرتے تھے +

روایت میں ہے کہ ایک مرتبہ مینہ کے سبب سے سواری کی پیٹھ پر نماز فرض ادا کی اور یاروں نے سواری کی حالت میں اقتدا کی اور نماز ادا کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریف یہ تھی۔ کہ منزل سے اگر آفتاب کے زوال سے پہلے کوچ کرتے تھے۔ تو ظہر کی نماز میں تاخیر کرتے تھے۔ اور جب آتے تھے تو نماز ظہر کے ساتھ جمع کرتے تھے۔ اور اگر ظہر کے وقت کے بعد کوچ کرتے تھے تو کبھی ظہر کی نماز کو تنہا ادا کرتے تھے اور کبھی عصر کی نماز کے پہلے پڑھ لیتے تھے یا ظہر کے ساتھ جمع کرتے تھے اور مغرب اور عشاء میں اسی طریق پر عمل کرتے تھے۔ لیکن نزول اور فرار کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جمع کرنا ثابت نہیں ہے۔ اور جمعہ کے دن کی تعظیم کرتے تھے۔ اور طرح طرح کی عبادات اس روز بجالاتے تھے۔ اور پاکی اور خوشبو کا استعمال کرتے تھے۔

اور جمعہ کے دن نہانے کی رغبت فرماتے تھے۔ اور آدمی حاضر ہوتے تھے۔ تو مسجد میں تشریف لاتے تھے۔ اور حاضرین کو سلام کہتے تھے۔ اور جب منبر پر بیٹھتے تھے۔ پس بلال رضی اللہ عنہ اذان شروع کرتے تھے۔ اور جب فارغ ہوتے تھے۔ تو کھڑے ہو کر نہایت اور فصاحت اور بلاغت سے حضور خطبہ پڑھتے تھے۔ اور اس خطبہ میں خدائے تعالےٰ کی حمد و ثناء ہوتی تھی۔ اور شہادتیں اور مومنوں کو توبہ کا حکم اور ان کو تقویٰ اور طاعت کی وصیت اور دنیا سے نفرت دلانا اور اس کی بے اعتباری اور نفرت کی طرف ترغیب اور کوئی قرآن شریف کی آیت اور مومنین اور مومنات کو دعا پڑھاتے تھے۔ اور دونوں خطبوں کے درمیان میں جلسہ خفیفہ فرماتے تھے۔ اور خطبہ پڑھتے وقت کمان یا لاٹھی پر تکیہ لگاتے تھے۔ اور تلوار اور نیزہ پر تکیہ نہیں لگاتے تھے۔ اور یہ بات منبر پر بیٹھنے سے پہلے تھی۔ اور بعد منبر بننے کے کسی چیز پر تکیہ لگانا ثابت نہیں ہے۔ اور خطبہ پڑھنے کی حالت میں آدمیوں کو امام کے نزدیک رہنے کا اور خاموشی کا حکم کرتے تھے۔ اور یہ بات ثابت نہیں ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کی نماز سے پہلے مسجد میں جمعہ کی نماز کی سنتیں ادا کی ہوں۔ لیکن جمعہ کی نماز کے بعد جب گھر کو واپس ہوتے ہیں۔ تو چار رکعت نماز ادا کرتے تھے۔ اگر مسجد میں ادا کرتے تھے تو دو رکعت سے زیادہ نہ ہوتی تھی۔ لیکن آپ نے فرمایا ہے۔ کہ جمعہ کے دن ایک ساعت نہایت تھوڑی ہے۔ کہ بندہ جب اس ساعت کو پائے۔ اور جو حاجت خدا سے چاہے مقبول ہووے۔ اور قول صحیح یہ ہے کہ وہ ساعت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہی مخصوص نہ تھی۔ بلکہ اب بھی وہ ساعت باقی ہے۔ اور قیامت تک باقی رہے گی۔ اور اس ساعت کی خصوصیت میں مختلف روایتیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے وارد ہوئیں ہیں۔ اور علماء امت کے اس امر کے گیارہ قول ہیں۔ بعضے امام یہ فرماتے ہیں کہ دو قول سب سے زیادہ بہتر ہیں۔ ایک وہ ہے۔ کہ قبولیت کا وقت اس وقت سے شروع ہوتا ہے۔ کہ جب امام منبر پر بیٹھے۔ نماز کے تمام ہونے تک ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ وہ ساعت عصر کی نماز کے بعد سے آفتاب کے غروب ہونے تک ہے۔ اور یہ دونوں قول زیادہ غالب ہیں۔ اور ایک ساعت لکھی ہے کہ یہ بھی احتمال ہے کہ جمعہ کی ساعت کو ایام جماعت میں اثر ہے۔ اور وہ ساعت جو حضرت

صلے اللہ علیہ وسلم نے خاص فرمائی ہے۔ اِس میں ایک جمعہ میں امام کے منبر پر بیٹھنے سے آخر نماز تک ہے۔ اور دوسرے جمعہ میں نماز کی اقامت سے سلام تک ہے۔ اور تیسرے جمعہ میں نماز کے بعد غروب آفتاب تک ہے۔ اِس ساعت کی خصوصیت حدیث صحیح میں وارد ہے۔ لیکن بعض نے یہ بیان کیا ہے۔ کہ قبولیت کی ساعتیں پوشیدہ ہیں۔ جمعہ کے تمام دن میں یہ اسواسطے کہا گیا ہے کہ آدمی تمام دن الطاعت میں مشغول رہے +

چنانچہ شب قدر اور صلوٰۃ وسطیٰ اور اسم اعظم کی یہی کیفیت ہے اور قبولیت کی ساعت رات میں جو بیان کی گئی ہے۔ یہ قول ضعیف ہے۔ اِس کی کچھ اصل نہیں ہے۔ اس واسطے کہ اس کی خصوصیت صحیح حدیثوں میں واقع ہوئی ہے۔ واللہ اعلم +

پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے چند جگہ مثل غزوہ ذات الرقیع اور بطن النخلہ اور عسفان اور حدیبیہ کے مقام میں نماز خوف ادا کی ہے۔ اور ہر مرتبہ دوسری طرح سے اس کی تحقیق حدیث اور فقہ کی کتابوں سے معلوم ہوتی ہے۔ اور عید کی نماز مصلے پر مدینہ کے باہر ادا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ کسی سبب سے حضور باہر نہ جا سکے تھے۔ حضور نے نماز مسجد میں ادا فرمائی تھی۔ اور سب سے اچھے کپڑے جو آپ کے پاس تھے وہ عید کے دن حضور پہنتے تھے۔ اور کبھی وہ چادر جس پر سبز یا سرخ خطوط کھنچے ہوتے تھے۔ وہ پہنتے تھے۔ اور عید الفطر کو اس سے پہلے کہ عید گاہ کو تشریف لے جائیں چند خرموں سے افطار فرماتے تھے۔ اور وہ چھوہارے طاق عدد ہوتے تھے۔ اور پھر لوٹتے وقت تک کھانا نہ تھے۔ اور عید قربان میں بعد نماز عید کے کھاتے تھے اور اس کے بعد قربانی کرتے تھے۔ اور غسل کر کے عید گاہ کو جاتے تھے +

اور حدیث میں وارد ہے کہ حضور عید گاہ کو پیدل جاتے تھے۔ اور نیزہ آپ کے آگے ہوتا تھا۔ اور حضور راستہ میں چلا کر تکبیر کہتے جاتے تھے۔ اور جب مصلے میں پہنچتے تھے۔ تو منہ کے سامنے نیزہ کھڑا کر لیتے۔ اس واسطے کہ مصلے اس زمانہ میں جنگل تھا۔ اور کوئی دیوار اور محراب اس پر نہ تھی۔ اور عید کی نماز کے واسطے اذان اور اقامت اور صلوٰۃ جامعۃ کچھ نہ تھا۔ بلکہ حضور جب مصلے میں پہنچتے تھے۔ تو نماز شروع کر دیتے تھے۔ اور پہلی رکعت میں سات تکبیر متواتر کہتے تھے۔ اور دونوں تکبیروں کے درمیان میں تھوڑی دیر خاموش رہتے تھے۔ اور ذکر اور تسبیح

خاص تکبیرات کی عید کے دن کے درمیان میں روایت نہیں ہے۔ اور جب دوسری رکعت
کے سجدہ سے اٹھتے تھے تو تکبیر شروع کرتے تھے۔ اور پانچ تکبیریں متواتر کہتے تھے
اور اس کے بعد قرائت میں مشغول ہوتے تھے۔ اور دوسری حدیث میں وارد ہے۔
کہ دوسری رکعت کی تکبیرات قرائت سے کہتے تھے۔ اور جب نماز سے فارغ ہو کر اُٹھتے
تھے۔ تو آدمیوں کے سامنے کھڑے ہو کر حضور خطبہ پڑھتے تھے۔ اور خطبہ کے شروع
میں خدا کی حمد معہ تکبیر کے کرتے تھے۔ اور یاروں کو وعظ و نصیحت کرتے تھے اور صدقہ
کا حکم فرماتے تھے۔ اور اگر چاہتے تھے۔ کہ لشکر کہیں بھیجیں تو وہاں ہی مقرر فرماتے تھے
اگر چاہتے تھے۔ کہ ان کو کچھ حکم کریں تو ویسا ہی ارشاد فرماتے تھے۔ مدینہ منورہ کی
عورتیں مدینہ کے مصلے میں حاضر نہیں ہوتی تھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس
جا کر ان کو علیحدہ وعظ نصیحت کرتے تھے۔ صدقہ کا حکم فرماتے تھے۔ اور عید الفطر کی نماز
تاخیر کے ساتھ پڑھتے تھے اور عید الضحیٰ کی نماز قربانی کے واسطے جلدی سے پڑھتے
تھے۔ اور یہ بات صحیح طور پر ثابت ہے کہ دو بکرے خصی جن کے ہاتھ پاؤں اور گرداگرد
پشم سیاہ ہوتا تھا۔ عید کی نماز کے بعد قربانی کرتے تھے۔ اور جب اُن کے مُنہ کو قبلہ کی
طرف کرتے تھے تو حضور ارشاد فرماتے تھے انی وجھت وجھی للذی فطر السموات
والارض حنیفا وما انا من المشرکین قل ان صلواتی ونسکی ومحیای ومماتی
للہ رب العالمین لا شریک لہ وبذلک امرت وانا اول المسلمین اللھم
منک ولک عن محمد وامتہ بسم اللہ اللہ اکبر اور دوسری روایت میں ہے
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ھذا عنی وعن من لم یضح من امتی اور ایک
روایت میں ہے اللھم تقبل من محمد وال محمد ومن امۃ محمد ؛

آپ نے فرمایا ہے جو عید کی نماز سے پہلے ذبح کرے۔ چاہیے کہ وہ شخص پھر
ذبح کرے اس واسطے کہ وہ قربانی میں محسوب نہیں ہے بلکہ اس نے اپنے اہل و عیال
کے واسطے گوشت تیار کیا ہے۔ اور یہ بھی حکم فرماتے تھے کہ قربانی کے واسطے خوب
موٹے اور ہاتھ پاؤں کے تندرست اور سب عیبوں سے پاک تلاش کرے۔ اور جس کا کان
چرا ہوا یا کٹا ہوا یا سوراخ کیا ہوا یا سینگ ٹوٹا ہوا یا آنکھ پھوٹی ہوئی ہو وہ ذبح نہ کرے
اور فرمایا ہے کہ بھیڑ ایک برس کی اور سوائے بھیڑ کے اور چیز دو برس کی جائز ہے۔ اور اونٹ

اور گائے میں سات حصے کر لینے جائز ہیں۔ اور عید کے دن ایام تشریق میں قربانی جائز ہے اور مصلے سے لوٹنے کی حالت میں دوسرے راستے سے لوٹتے تھے۔ اور علمائے دین فرماتے ہیں۔ کہ اس بات میں یہ نکتہ تھا کہ کئی جگہ پر لوگ طاعت کے گواہ ہو جائیں۔ اور منافقین اسلام کی عزت اور نصرت کو دیکھ کر خوار اور ذلیل ہو جائیں۔ اور دونوں راستے والوں کی حاجتیں حضور پوری کریں۔ اور اسلام کے طریقوں کو دونوں راستوں سے ظاہر کریں۔ اور دونوں راستوں والوں کو سلام کریں۔ اور حضور کے قدم کی برکت دونوں زمینوں میں پہنچے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے نماز استسقا بھی پڑھی ہے۔ جس کا ذکر ہم نے پہلے باب میں لکھا ہے۔ اور کبھی مدینہ کی مسجد میں غیر جمعہ کے دن منبر پر خطبہ پڑھ کر استسقا کی دعا پڑھی ہے۔ اور اسی پر اکتفا کیا ہے۔ اور کبھی بغیر منبر ہاتھ اٹھا کر دعائے استسقا کی ہے۔ اور کسی میں دعا نہیں فرمائی ہے۔ اور یہ بات صحیح طور پر ثابت ہے۔ کہ اس دعا میں حضور نے ہاتھوں کو اُٹھا کر دُعا مانگی ہے۔ اور جب مینہ برستا تھا۔ تو فرماتے تھے اللھم صیبا نافعًا اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ مینہ برسا اور ہم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ آپ نے اپنے کپڑوں کو اتارا۔ تاکہ مینہ آپ کے بدن پر پڑے۔ پس میں نے عرض کیا۔ کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اس بات میں کیا حکمت ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ اس واسطے کہ یہ اپنے رب کے ساتھ نیا اہل ہے۔ اور جب ہوا اور بادل دیکھتے تو آپ کے روئے مبارک پر کراہت ظاہر ہوتی تھی۔ اور آپ باہر جاتے تھے۔ اور حضور اندر آتے تھے۔ اور جب مینہ برستا تھا تو وہ حالت زائل ہو جاتی تھی۔ اور حضور خوش ہوتے تھے +

حضرت عائشہ صدیقہ محبوبہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ سے دریافت کیا کہ آپ ایسا کیوں کرتے ہیں۔ تو فرمایا اے عائشہ کہیں قوم عاد کی طرح نہ ہو۔ جیسے کہ قوم عاد کہتی تھی۔ کہ جب جنگلوں کے کناروں سے بادل کو دیکھتے تھے کہ یہ بادل ہے مینہ برسے گا۔ حالانکہ یہ ایک ہوا تھی۔ اس میں بڑا عذاب تھا۔ فرماتے تھے۔ الریح من روح اللہ یاتی الرحمۃ ویاتی العذاب فلا تسبوھا یعنی ہوا خدا کی رحمت کا اثر ہے اور رحمت لاتی ہے۔ یعنی دوستوں پر رحمت کرتی ہے اور دشمنوں پر عذاب لاتی ہے۔ پس گالی دینا یا برا بھلا کہنا نہ چاہیئے۔ بلکہ خدا سے خیر کا

طلبگار رہو اور اس کے شر سے پناہ مانگے +

روایت ہے کہ ایک بار ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں ہوا کو لعنت سے یاد کیا۔ آپ نے فرمایا کہ ہوا پر لعنت مت کرو۔ اس واسطے کہ اس کو خدا کا حکم ایسا ہی ہے۔ اس واسطے کہ جو چیز لعنت کے قابل نہیں ہے۔ اس پر لعنت کرنے سے وہ لعنت اپنی طرف عود کرتی ہے +

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ جب ہوا چلتی تھی۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دو زانو بیٹھ کر فرماتے تھے اللھم اجعلنا رحمۃ ولا تجعلھا عذابًا اللھم اجعلھا ریاحًا ولا تجعلھا ریحًا اور جب حضور رعد کی آواز کو سُننے تھے تو فرماتے تھے اللھم لا تقتلنا بغضبك ولا تھلكنا بعذابك وعافنا قبل ذالك اور ایک روایت ہے کہ فرماتے تھے سبحان الذی یسبح الرعد بحمدہ والملائکۃ من خیفتہ اور جب سورج گرہن ہوتا تھا۔ تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم دو رکعت پڑھتے نماز کی کیفیت چند طریق سے روایت میں ہے۔ ایک یہ کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں سورج گرہن پڑا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے آدمیوں کے ساتھ دو رکعت نماز ادا کی۔ اس کے بعد بہت دیر تک قیام کیا۔ یعنی بقدر قرأت سورہ بقر کے۔ اس کے بعد رکوع طویل کیا۔ پھر قیام کیا۔ مگر پہلے قیام سے یہ کم تھا۔ اس کے بعد رکوع کیا لیکن پہلے رکوع سے یہ رکوع کم تھا۔ اس کے بعد اعتدال کی حالت میں واپس تشریف لائے۔ پھر سجدہ کیا۔ اور دوسری رکعت میں بھی اسی طرح سے کیا۔ جب نماز سے فارغ ہوتے تھے۔ تو آفتاب روشن ہو جاتا تھا۔ فرمایا کہ سورج اور چاند یہ دونوں موت اور زندگی کے واسطے خدا کی نشانیاں ہیں۔ جب تم دیکھو کہ چاند گرہن یا سورج گرہن ہوا۔ تو خدا کا ذکر کرو +

اس پر حضور کے یاروں نے فرمایا۔ کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ ہم نے آپ کو نماز میں دیکھا کہ کسی چیز کو آپ لینا چاہتے ہیں۔ لیکن آپ پیچھے رہ گئے۔ فرمایا کہ میں نے بہشت کو دیکھا۔ اور یہ چاہا کہ بہشت کے انگور کی شاخ سے انگور توڑوں۔ لیکن اگر میں اس سے انگور لے کر کھا لیتا۔ تو جب تک دُنیا باقی رہتی سب لوگ اُسے کھاتے۔ اور

دوزخ کو میں نے دیکھا۔ کہ وہ ایسی چیز تھی۔ کہ آج تک میں نے ایسی چیز ہولناک کبھی نہیں دیکھی۔ اور اہل دوزخ عورتیں زیادہ تھیں۔ صحابہ نے عرض کیا۔ کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دوزخ میں عورتیں کس وجہ سے زیادہ تھیں۔ فرمایا اس وجہ سے کہ شوہر کی نعمت کی وہ زیادہ ناشکری کرتی ہیں +

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بھی اس حدیث کو روایت کیا ہے اور سجدہ کا بہت کچھ وصف بیان کیا ہے۔ اور ان کی حدیث میں ایک یہ بھی زیادتی ہے کہ جب سورج گرہن اور چاند گرہن کو حضور دیکھتے تو خدا کو یاد کرتے تھے۔ اور تکبیر کہتے اور نماز پڑھتے اور صدقہ دیتے۔ پھر فرمایا۔ کہ اے امت محمد صلے اللہ علیہ وسلم خدا کی قسم اللہ سے بڑھ کر کوئی غیور نہیں ہے اپنے بندہ پر یا اپنی امت پر۔ اے امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم قسم خدا کی جو کچھ میں جانتا ہوں۔ اگر اس کو تم لوگ جانو تو بہت کم روؤ اور بہت کم ہنسو +

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ پیغمبر علیہ السلام نے دو رکعت نماز سورج گرہن ادا کی۔ اس میں چھ رکوع اور چار سجدہ تھے +

تیسری بات یہ ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ روایت کرتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سورج گرہن کی نماز ادا کی جس میں دو رکعت اور چار سجدہ تھے +

چوتھی حضرت عبدالرحمٰن بن حمزہ روایت کرتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں سورج گرہن پڑا۔ تو حضور نماز کے لئے کھڑے ہوئے۔ اور ہاتھوں کو اٹھایا اور تکبیر اور تحمید کرتے تھے۔ یہاں تک کہ آفتاب روشن ہو گیا۔ پھر دو سورتیں پڑھیں اور دو رکعت نماز ادا کی۔ اور چاند گرہن کی بھی حضور نماز پڑھا کرتے تھے۔ اور اس نماز میں قرأت چلا کر کرتے تھے +

عیادت مریض

عیادت مریض کے واسطے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت تاکید فرمائی ہے۔ خود صلے اللہ علیہ وسلم مریض کی عیادت فرمایا کرتے تھے۔ اور اپنے یاروں کو بھی اس کی تاکید فرماتے تھے۔ اور جب حضور بیمار کے پاس جاتے تھے۔ تو یہ فرماتے تھے۔

لاباس طہوراً انشاء اللہ تعالیٰ اور کبھی فرماتے تھے۔ کفارۃ طہورا۔ اور اس کے سرہانے بیٹھتے تھے۔ کہ تم اپنی کیسی حالت پاتے ہو۔ اور جو خبر کہ بیمار پوچھتا تھا۔ اس کو حضور فرماتے تھے۔ اور جس کی اس کو خواہش ہوتی تھی۔ اور اس کو میسر نہ آتی تھی۔ وہ چیز اس کو دیتے تھے۔ اور سید ھا ہاتھ مریض کے جسم پر رکھتے تھے اذھب الباس رب الناس واشف و انت الشافی لا شفاءً لا یغادر سقما اور کسی کے زخم ہوتا تھا۔ تو انگشت سبابہ سے یا سبابہ کو خاک پر رکھکر اٹھاتے تھے۔ اور فرماتے تھے۔ بسم اللہ تربت ارضنا بریقۃ بعضنا یشفی سقیما اور عیادت کے لئے کوئی دن اور کوئی وقت مقرر نہ تھا۔ بلکہ تمام اوقات میں عیادت کرتے تھے۔ اور فرماتے تھے۔ کہ جب کوئی مسلمان بھائی کی عیادت کرے تو بہشت میں جگہ پائے اور جب اس کے پاس بیٹھے تو خدا کی رحمت اس پر نازل ہو۔ کہ وہ اس میں غرق ہو جائے۔ اگر صبح ہو تو ستر ہزار فرشتے رات تک اس پر درود بھیجتے ہیں۔ اور اگر رات ہو تو ستر ہزار فرشتے صبح تک اس پر درود بھیجتے ہیں ٭

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری آنکھ کے درد میں عیادت کے واسطے تشریف لائے۔ جب مریض میں موت کے آثار دیکھتے تھے۔ تو اس کو آخرت یاد دلاتے تھے۔ توبہ کی وصیت اس سے فرماتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ اپنے مردہ کو لا الہ الا اللہ پڑھاؤ کہ مردہ کا آخر کلام کلمہ توحید ہو۔ اور جاہلیت کے زمانہ کی عادت ہے۔ جیسے رونا اور کپڑے پھاڑنا اور منہ پر طمانچے مارنا اس قسم کے امور سے منع کرتے تھے۔ اور صبر و شکر کرنے کا حکم کرتے تھے۔ اور انا للہ و انا الیہ راجعون کا کہنا اور خدا کی قضا پر راضی رہنا۔ اور آنسوؤں سے رونا۔ اور دل میں رنج و غم کرنا اس کو منع نہیں کرتے تھے۔ اور مردہ کی تجہیز و تکفین اور غسل اور خوشبو لگانا اور دفن میں جلدی کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ مردہ کو تین بار اور پانچ بار یا زیادہ رائے کے موافق غسل دینے والا دھوئے۔ اور آخر میں تھوڑا سا کافور اس پر ملے۔ اور فرماتے تھے۔ کہ شہید کو غسل نہ دو۔ اور جوشن اور ہتھیار سے علیحدہ کر لو۔ اور احرام والے کو وہی احرام کے کپڑے میں دفن کردو۔ کیونکہ قیامت کے دن لبیک کہتا ہوا اٹھے۔

اور اگر کفن کم ہوتا تھا تو فرماتے تھے کہ سر کو چھپا دو۔ اور تھوڑی گھاس میت پر رکھ دو اور سفید کپڑوں کا کفن کرتے تھے۔ اور اسی کا حکم کرتے تھے۔ اور نماز حاضر اور غائب اور مرد اور عورت اور بالغ اور نابالغ ہر قسم کی میت پر چار تکبیر سے اور چھ تکبیر سے ادا کرتے تھے۔ اور جب نماز شروع کرتے تھے تو پہلی تکبیر کے بعد سورہ فاتحہ پڑھتے تھے۔ اور باقی تکبیرات میں مغفرت اور رحمت کی دعا کرتے تھے۔ اور سب تکبیروں کیواسطے ہاتھ اُٹھاتے تھے +

لوگ بیان کرتے ہیں۔ کہ آخر نماز جنازہ کی جو آپ نے پڑھی۔ اس میں چار تکبیریں کہی ہیں۔ اسی وجہ سے جمہور علماء نے یہ طریقہ اختیار کیا ہے۔ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ جب ملائکہ نے آدم علیہ السلام پر نماز پڑھی تو چار تکبیریں کہیں۔ یہ طریقہ تمہارے باپ آدم علیہ السلام کا ہے۔ اور نماز جنازہ سے دونوں طرف سلام پھیر کر فارغ ہو جاتے تھے اور کبھی ایک سلام پر اکتفا تھے۔ اور نماز جنازہ احیاناً فوت ہو جاتی تھی۔ تو قبر میت پر ادا فرماتے تھے۔ اور جنازہ کے پیچھے چلتے تھے۔ اور جنازہ کے چلنے میں تعجیل فرماتے تھے۔ اور حکمت اس تعجیل میں یہ تھی۔ کہ اگر میت نیک ہے تو جلد اپنے دارالسرور میں پہنچے۔ اور اگر بد ہے تو اس کے شر سے حمال جلد سبکدوش ہوں +

روایت ہے کہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے جنازہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو لکڑیوں پر اُٹھایا۔ اور حدیث شریف میں وارد ہے کہ جو کوئی جنازہ کے ساتھ چلنے میں تین بار کاندھا دے۔ تو اُس نے حق ادا کر دیا +

زکوٰۃ اور صدقات میں روایت فقراء اور صاحب کمال کی نہایت خوبی سے فرمائی ہے۔ اور اقسام مال سے چار قسموں پر حصر فرمایا۔ اوّل اونٹ اور بیل اور بکری کو دوسری سونا اور چاندی کو تیسری کھیتی اور پھل کو۔ چوتھی تجارت کا مال اور محقق ہے۔ کہ مال زکوٰۃ اغنیاء سے لیکر مستحقوں کو مرحمت فرماتے تھے۔ اور صدقہ کے اونٹوں کو اپنے دست مبارک سے داغ فرماتے تھے۔ غالباً وہ داغ قریب کان کے تھا۔ اور باکمال رحمت جو شخص مال زکوٰۃ میں پیش کرتا۔ تو اس کے حق میں دعائے خیر فرماتے تھے۔ اور حصول زکوٰۃ کے واسطے تمام قبائل عرب میں عامل مقرر فرماتے تھے۔

اور اگر مال زکوٰۃ کسی خاص مقام کے مستحقین سے زیادہ ہوتا تھا۔ تو مدینہ شریف کو بھیج دیتے تھے۔ اور صدقہ دینے سے خوش ہوتے تھے۔ اور اصحاب پاک کو اس کی رغبت دلاتے تھے۔ اور عید کے دن ملنے کے واسطے خوشبو لگاتے تھے۔ اور عطا فرماتے تھے۔ اور غلاموں کے آزاد کرنے میں اہتمام فرماتے تھے۔ اور اس کے فضائل ارشاد فرماتے تھے۔ اور روزہ رمضان کے بعد رویت بچشم مبارک یا شہادت عمل رکھتے تھے۔ اور تیس ۳۰ تاریخ اگر شعبان کی ہوتی تھی۔ تو خطبہ میں ارشاد فرماتے تھے۔ کہ نہایت بزرگ مہینہ آتا ہے۔ کہ جس کی ایک رات ہزار مہینہ سے بہتر ہے۔ اور روزہ اس مہینے میں فرض اور شب بیداری اس مہینہ میں سُنّت ہے۔ اور اس ماہ مبارک کے نفل ثواب میں فرض کے برابر ہیں۔ جو اور مہینے میں ہوں اور اس مہینہ اس مہینے کا ایک فرض دوسرے مہینے کے ستر فرضوں کے برابر ہے۔ اور یہ مہینہ صبر کا ہے۔ جس کا اجر بہشت ہے۔ اور یہ مہینہ عالی ہمتی اور بھائی کرنے کا ہے۔ اس واسطے کہ خدا تعالےٰ مومنوں کے رزق کو اس مہینے میں وسعت دیتا ہے اور اس مہینہ میں جو شخص کسی کا روزہ کھلواتا ہے۔ خدا تعالےٰ اس کے گناہ کو معاف کر دیتا ہے۔ اور جہنم سے اُسے آزاد کر دیتا ہے۔ اور دونوں کو برابر ثواب ملتا ہے۔ اس پر صحابہ کرام نے عرض کیا۔ کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کہ اگر طاقت پیٹ بھر کر کھانا کھلانے کی نہ ہو۔ تو فرمایا ایک خرمہ کی ہی ہو۔ اور ایک قطرہ دودھ کے دینے کا بھی وہی ثواب ہے کہ جو شکم سیر کھانا کھلانے کا ثواب ہے۔ اور جو کسی کو شکم سیر ہو کر کھلائے گا تو خدا تعالیٰ اُس کو حوض کوثر سے سیراب کرے گا۔ اور اس ماہ کے اوّل میں رحمت اور وسط مغفرت اور آخر میں جہنم سے نجات ہے۔ اور اس مہینہ میں جو شخص اپنے زیر دستوں پر نرمی کرتا ہے۔ تو خدا تعالےٰ اس کو جہنم سے بچاتا ہے۔

اس مہینہ میں آسمان اور رحمت اور بہشت کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔ اور دوزخ مقفل کئے جاتے ہیں۔ شیاطین مسلسل کئے جاتے ہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کبھی ماہ رمضان میں صوم وصال رکھتے۔ لیکن بکمال رحمت صحابہ کو صوم وصال سے منع فرمایا۔ اور فرمایا لست کاحد بیت عند ابی یطعمنی و یسقینی یعنے میں تمہاری طرح سے نہیں ہوں۔ بلکہ خدا کے پاس رہتا ہوں۔ اور وہی مجھ کو کھلاتا پلاتا ہے اور افطار روزہ میں بعد غروب امر تعجیل فرماتے۔ اور قبل نماز مغرب چند چھوہارے یا

سحری رمضان شریف

کھجوریں یا جرعۂ آب جو کچھ ہوتا نوش فرماتے۔ اور ایسا ہی صحابہ کو حکم دیتے اور وقت افطار یہ دُعا پڑھتے اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْتُ وَبِکَ اٰمَنْتُ وَعَلَیْکَ تَوَکَّلْتُ وَعَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ۔ اور جب کبھی دُوسرے گھر روزہ افطار فرماتے تو یہ دُعا پڑھتے۔ دعاء عربی اکل الطعام کم الابرار افطر عندکم الصائمون وصلت علیکم الملائکۃ اور سحری کو حضور تناول فرماتے تھے۔ اور اس میں تاخیر فرماتے۔ اور حکم تاخیر کا فرماتے تھے۔ اور حدیث میں ہے۔ تسحروا فان فی السحور برکۃ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تمہارے اور اہل کتاب کے روزوں میں سحری کا فرق ہے عرباض بن سحاریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سحری نوش فرماتے تھے۔ اور بڑی دعوت سحری فرمائی۔ اور نیز یہ روزہ میں مبالغہ فرماتے تھے۔ اور روزہ میں اپنی ازواج مطہرات کا بوسہ لیتے تھے۔ اور پچھنا لگاتے تھے اور سرمہ لگاتے تھے۔ اور حسب عادت مسواک ملتے تھے۔ لیکن کلی کرنے میں اور ناک میں پانی ڈالنے میں مبالغہ نہیں کرتے اور حالت غسل میں قبل فجر غسل فرماتے تھے۔ اور احیاناً بعد طلوع آفتاب بھی۔ اور مسافرت میں کبھی روزہ رکھتے تھے اور کبھی افطار فرماتے تھے۔ اور ایسا ہی دوسروں کو ارشاد فرماتے تھے۔ اور روزہ نفل بھی رکھتے تھے۔ اور کبھی متواتر اور کبھی فصل سے +

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ کبھی آپ متواتر روزہ رکھتے تھے۔ جس سے ہم خیال کرتے تھے۔ کہ ہمیشہ آپ روزہ رکھا کریں گے۔ اور کبھی چند روز تک روزہ نہیں رکھتے تھے۔ جس سے یہ خیال ہوتا تھا۔ کہ آپ نے عادت روزہ داری کی ترک فرمائی۔ اور پورے مہینے متصل روزے نفل کے رکھنا ثابت نہیں ہے۔ اور عاشورہ کے روز روزہ رکھتے تھے۔ اور عرفے کے روز اگر حج میں ہوتے تو افطار فرماتے ورنہ روزہ رکھتے۔ اور دوشنبہ اور پنجشنبہ کو اکثر روزہ رکھتے۔ اور فرماتے کہ یہ روز فرض اعمال کے ہیں۔ مجھے اچھا معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان ایام میں روزہ دار رہوں۔ اور کبھی سنیچر اتوار کو بھی روزہ رکھتے تھے۔ اور ہر مہینے میں ایام بیض کے روزے رکھتے تھے۔ اور روز جمعہ کو اکثر روزہ فرماتے تھے۔ اور اگر پنجشنبہ یا شنبہ کو روزے جمعہ کے ساتھ فرماتے۔ اور تنہا روزے جمعہ کو منع فرمایا ہے۔ اور کسی مہینے کے شنبہ اور

یکشنبہ کو روزے اور کبھی سہ شنبہ اور چہار شنبہ اور پنجشنبہ کو روزے رکھتے تھے۔ اور ششش عید کے روزے۔ اور بعد عید کے روزے کی رغبت دلاتے تھے۔ اور عید الفطر اور ایام تشریق میں روزہ رکھنے کی ممانعت فرماتے۔ اور جب کبھی دولت سرا میں کچھ کھانے کو نہ ہوتا۔ تو فرماتے۔ میں روزہ دار ہوں۔ اور نیت روزے کی فرماتے۔ اور آخر عشرہ رمضان میں اعتکاف فرماتے تھے۔ اور کثرت تلاوت قرآن پاک کی کرتے تھے۔ اور لوگوں سے کم اختلاط فرماتے تھے۔ اور اول اور آخر عشروں میں بھی اعتکاف فرمایا ہے۔ اور اعتکاف بعد نماز صبح شروع فرماتے۔ اور مسجد میں خیمہ کے اندر اعتکاف فرماتے اور کبھی بحالت اعتکاف مسجد سے حجرہ حضرت عائشہ صدیقہ میں تشریف لاتے۔ اور حضرت صدیقہ سر مبارک کو کنگھا کرتیں اور دوسری ازواج مطہرات رات کو زیادہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے مسجد میں تشریف لے جاتی تھیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حج و عمرہ ایک ایک بار حجۃ الوداع میں ایک ساتھ فرمایا۔ اور چار عمرے ادا فرمائے۔ اور حدیبیہ کا عمرہ جس کو منکرین نے منع کیا۔ اور عمرہ قضا اور جعرانہ جو کہ آٹھویں سال جنگ حنین سے لوٹتے وقت واقع ہوا۔ اور وہ عمرہ جو حج کے ساتھ ادا کیا۔ وہ سب ادا کئے اور بعثت سے پہلے چند حج اور بھی قریش کے طریقے پر ادا کئے۔ مگر اس کے عدد یاد نہیں ہیں +

ذکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات اور سراری کا اور ہر ایک کا شرح حال

صاحب روضۃ الاحباب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپ نے فرمایا ہے۔ کہ میں نے کسی عورت سے نکاح نہیں کیا۔ اور میں نے اپنی لڑکیوں میں سے کسی شخص کی زوجیت میں نہیں دیا۔ مگر اس وقت کہ جب جبرائیل علیہ السلام میرے پروردگار کے پاس سے آئے۔ اور مجھ کو اس کا حکم دیا۔ اور ارباب سیر رحمۃ اللہ علیہم نے لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بارہ ازواج مطہرات تھیں۔ جن سے آپ نے

صحبت فرمائی ہے۔ ان سب میں گیارہ پر سب کا اتفاق ہے۔ اور ایک میں اختلاف ہے کہ آیا وہ زوجہ تھیں۔ یا سریہ۔ چنانچہ اسی فصل میں مفصل حال معلوم ہو جائے گا انشاء اللہ تعالےٰ +

سب سے اول حرم حضرت خدیجۃ الکبرےٰ رضی اللہ عنہا بن خویلد بن اسد بن عبد العزیٰ بن قصی بن کلاب سے تھیں۔ کہ ان کا نسب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتا ہے اور قصی کی اولاد سے سوائے حضرت بی بی خدیجہؓ اور ام حبیبہ کی دوسری عورت کے ساتھ نکاح نہیں کیا ہے اور کنیت ان کی ام ہند ہے اور ان کی ماں فاطمہ بنت زائد بن الصم قبیلہ بنی عامر سے ہی کا بیٹا تھا۔ اور حضرت خدیجہ پہلے عتیق بن حامد بن عبد اللہ مخزومی کی بی بی تھیں۔ اور ان سے ایک لڑکی اور ایک لڑکا تھا۔ اور اس کے بعد ابو ہالا بن البناش زرارہ تیمی نے ان سے نکاح کیا۔ اور ابو ہالا کا نام مالک تھا۔ اور ایک قول کے موافق زرارہ تھا اور ایک قول کے موافق ہند تھا۔ اور حضرت خدیجہؓ کے ان سے دو فرزند پیدا ہوئے۔ ایک ہالا اور دوسرا ہند۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ان سے نکاح کیا۔ تو ہند کی پرورش فرماتے تھے۔ چنانچہ ہند سے روایت ہے کہ وہ کہتے تھے کہ میں باپ اور ماں اور بھائی اور بہن کو تمام لوگوں سے بزرگ رکھتا ہوں۔ یعنے میرے باپ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور میری ماں حضرت خدیجۃ الکبرےٰ رضی اللہ عنہا ہیں۔ اور میرے بھائی حضرت قاسم ہیں۔ اور میری بہن حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا ہیں۔ اور ارباب سیر کہتے ہیں کہ حضرت خدیجۃ الکبرےٰ تمام قبائل عرب میں نہایت عقیلہ اور فاضلہ عورت تھیں۔ اور جاہلیت کے زمانہ میں تمام اہل عرب ان کو طاہرہ کہتے تھے۔ آپ بہت عالی نسب اور والا حسب بی بی تھیں۔ آپ مال بہت رکھتی تھیں۔ اور قریش کے اشراف اور سردار ابو ہالہ کے بعد چاہتے تھے۔ کہ آپ سے نکاح کریں۔ لیکن آپ نے کسی کو قبول نہیں کیا۔ اور لوگ کہتے ہیں کہ وہ اس وجہ سے قبول نہیں کرتی تھیں۔ کہ ابو ہالہ کے بعد انہوں نے ایک خواب دیکھا تھا۔ کہ ان کے گھر میں آفتاب اتر آیا۔ اور اس کا نور تمام گھر میں پھیل گیا۔ بلکہ مکہ شریف کے گھروں میں اس کے نور سے روشنی ہو گئی ہے۔ جب آپ بیدار ہوئیں۔ تو آپ نے اس خواب کو اپنے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل سے بیان کیا +

ورقہ بڑے تعبیر کرنے والے تھے۔ انہوں نے کہا کہ پیغمبر آخر الزمان تمہارے
شہر ہونگے۔ حضرت خدیجہؓ نے کہا کہ پیغمبر آخر الزمان کس شہر میں ہوں گے۔ کہا کہ
مکہ شریف میں۔ پوچھا کہ کس قبیلہ سے ہوں گے۔ کہا قریش سے۔ پوچھا کس بطن
سے ہوں گے۔ کہا بنی ہاشم سے۔ کہا ان کا نام کیا ہوگا۔ جواب دیا محمد صلی اللہ
علیہ وسلم۔ بس ہمیشہ حضرت خدیجہؓ منتظر رہتی تھیں۔ کہ وہ آفتاب کہاں سے نکلے گا
یہاں تک کہ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو طالب کے دسترخوان
پر بیٹھے ہوئے کھانا تناول فرما رہے تھے۔ اور حضرت ابو طالب کی بہن عاتکہ بھی وہاں
حاضر تھیں اور یہ دونوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن ادب اور استقامت پر
نظر کرتی تھیں۔ جب کھانا سے فارغ ہوئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف
لے گئے۔ حضرت ابو طالب نے عاتکہ سے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم جوان ہو گئے۔ اور
ان کی شادی کا وقت آگیا۔ لیکن وہ ہم سے اس قسم کی گفتگو کچھ نہیں کرتے معلوم
نہیں اس میں کیا مصلحت ہے۔ عاتکہ نے کہا کہ خدیجہؓ ایک عورت نہایت مبارک
اور صاحب حسب و نسب ہے۔ اور اس زمانہ میں ایک قافلہ ملک شام کو بھیجتی ہیں۔
اس سے بہتر کچھ نہیں ہے۔ کہ تھوڑا سا مال بطور شرکت کے ہم اس سے لے کر
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تجارت کے واسطے بھیجدیں۔ اور جو نفع کہ حاصل ہووے اُس
نفع کو ان کی شادی میں صرف کریں۔ اور خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ان کا نکاح کر
دیں۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس امر کا مشورہ کیا گیا۔ آپ نے اس
تجویز کو پسند فرمایا۔ اور یہ مژدہ سُن کر عاتکہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے پاس
تشریف لے گئیں۔ اور تمام یہ قصہ ان سے بیان کیا۔ اس وقت خدیجۃ الکبریٰ
نے اپنے دل میں سوچا۔ کہ میری خواب کی یہی تعبیر ہے۔ کیونکہ یہ مرد عربی مکی قریشی
الہاشمی ہے۔ اور اس کا نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ جو نہایت نیک خو۔ اور خوبصورت
اور صادق القول اور امین ہے۔ گویا کہ یہ پیغمبر موعود ہے۔ پس انہوں نے اس امر کو
قبول کر لیا۔ اور سید المرسلین شفیع المذنبین حضرت احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ
علیہ وسلم کے فراش سے مشرف ہوئیں۔ پس سب سے پہلا آپ کا نکاح انہیں کے
ساتھ ہوا۔ اس وقت عمر شریف حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کی چالیس سال کی تھی۔ اور

حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف پچیس ۲۵ برس کی تھی۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد ذکور اور اناث سب انہیں سیدہ کے بطن سے پیدا ہوئی۔ لیکن حضرت ابراہیم حضرت ماریہ قبطیہؓ سے پیدا ہوئے تھے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بوجہ ان کی رعایت کے اور ان کے مقابل کوئی عورت آپ نے نہ چاہی۔ اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بہت سے مناقب اور فضائل ہیں۔ اور سب سے پہلے جو شخص کہ مشرف بہ اسلام ہوئے۔ وہ عورتوں میں حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا ہیں۔ جنہوں نے حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تصدیق رسالت کی اور اپنے مال کو حضور کی رضا میں صرف کیا +

حضرت علی ابن ابیطالب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سب سے بہتر عورتوں میں حضرت مریم بنت عمران علیہم السلام ہیں۔ اور پھر سب سے تمام عورتوں میں حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا ہیں۔ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اہل بہشت کی تمام عورتوں میں افضل مریم بنت عمران ہیں۔ اور فاطمۃ بنت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت آسیہ بنت مزاحم فرعون کی عورت اور حضرت خدیجہ بنت خویلد کو فرمایا ہے۔ اور اہل سیر کا حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے سال وفات میں اختلاف رہا ہے۔ زیادہ صحیح یہ امر ہے کہ رمضان مبارک کے مہینہ میں بعثت کے دسویں سال واقع ہوئی۔ اور حجون کے قریب دفن ہوئیں۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خود ان کی قبر پر تشریف لائے اور ان کے واسطے دعائے خیر فرمائی۔ اور نماز جنازہ اس وقت تک فرض نہ ہوئی تھی۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ کی عمر شریف اس وقت ۶۵ سال کی تھی۔ آنحضرت ان کے مرنے سے بہت غمگین اور رنجیدہ ہوئے۔ اور دوسری بیوی حضور علیہ السلام کی حضرت سودہ بنت زمعہ بن قیس بن عبد الشمس بن عبد اود بن نضر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی بن غالب القریشی العامریہ تھیں۔ ان کا نسب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب کے ساتھ لوی پر جا کر ملتا ہے۔ اور ان کی کنیت ام الاسود ہے۔ اور ان کی ماں شموس بنت قیس بن عمرو بن زید بن لبید بن خداش تھیں۔ اور سودہ مکہ شریف میں آغاز بعثت کے زمانہ میں مسلمان ہوئی تھیں۔ اور پہلے اپنے چچا کے لڑکے سکران

بن عمرو بن عبد الشمس کے نکاح میں تھیں۔ اور ان سے ایک لڑکا تھا جس کا نام عبدالرحمن تھا اور جنگ جلولا میں جو شہید ہو گیا۔ اور جلولا ایک گاؤں کا نام ہے۔ فارس کے دیہات سے کہ وہاں لڑائی ہوئی تھی۔ اور سکران کو صحابہ میں شمار کیا ہے۔ اور حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے سکران کے ساتھ حبشہ کو ہجرت کی تھی۔ اور ایک مدت کے بعد مکے شریف کو لوٹے تو خواب میں دیکھا کہ پیغمبر علیہ السلام ان کی طرف تشریف لائے اور ان کی گردن پہ پاؤں رکھا۔ جب وہ بیدار ہوئیں۔ تو انہوں نے اس خواب کو اپنے خاوند سکران سے کہا۔ سکران نے کہا۔ کہ اگر تو سچ کہتی ہے۔ تو میں مر جاؤں گا۔ اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم تیرے ساتھ نکاح کریں گے۔ اس کے بعد پھر خواب میں دیکھا۔ کہ وہ تکیہ لگائے ہوئے ہوں۔ اور آسمان سے چاند مجھ پر گرا ہے۔ اس خواب کو بھی اپنے شوہر سکران سے کہا۔ انہوں نے جواب دیا۔ کہ اگر تو سچ کہتی ہے۔ تو میں جلد مر جاؤں گا۔ اور تو دوسرا شوہر کرے گی۔ یہاں تک کہ سکران یکایک بیمار ہوئے اور چند روز کے بعد وفات پائی۔ اور حضرت نے نبوّت کے دسویں سال حضرت خدیجہ کی وفات کے بعد، اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے نکاح سے پہلے موافق قول صحیح کے حضور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے نکاح کر لیا۔ اور ان کا مہر چار سو درم قرار پایا۔ چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بڑی عمر کا پایا اس وجہ سے ہجرت کے آٹھویں سال موافق قول بعض کے طلاق دیدی۔ اور موافق قول صحیح کے طلاق کا ارادہ کیا۔ ایک مرتبہ رات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے راستے میں جبکہ آپ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تشریف لئے جاتے تھے۔ بیٹھ گئیں اور کہا یا رسول اللہ مجھ کو طلاق نہ دیجئے۔ آپ نے فرمایا کہ میرے ساتھ رجعت کر کہ میں تجھ سے کچھ خواہش نہیں رکھتا ہوں، اُس نے کہا نہ مجھ کو دنیاداری کی آرزو تجھ سے کچھ ہے۔ لیکن میں چاہتی ہوں۔ کہ قیامت کے دن آپ کے ازواج سے اٹھائی جاؤں۔ اور میں نے اپنی نوبت کو آپ کی محبوبہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو بخشدیا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے پھر طلاق کا ارادہ نہ فرمایا یا ان سے رجوع کر لیا۔ اور ان کی وفات حضرت امیرالمومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے آخر زمانہ میں ہوئی۔ اور بعض روایت میں ہے۔ کہ وہ طول القامت

اور بہت موٹی تھیں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ ان کو رات میں دفن کرو ؟

حضرت اسماء بنت عمیس کہتی ہیں۔ کہ میں نے جلشہ میں دیکھا ہے کہ عورتوں کے واسطے نعش بناتے ہیں۔ پس ان کے لئے ایک نعش بنایا۔ اور سودہ کے جنازہ کو اس پر رکھ کر لے گئے اور سب سے پہلے انہیں کے واسطے نعش بنایا گیا۔ جب حضرت عمرؓ نے نعش کو دیکھا۔ تو اسماء بنت عمیس کے لئے دُعا کی اور کہا کہ جیسا تو نے ان کو چھپایا۔ اللہ تعالیٰ ایسا ہی تجھ کو چھپائے اور بعضے کہتے ہیں۔ کہ حضرت زینب بنت جحش کے واسطے نعش تیار کیا گیا تھا نہ حضرت سودہ کے واسطے۔ اور ایک قول یہ بھی ہے۔ کہ حضرت معاویہ کے زمانہ میں ان کا انتقال ہوا۔ لیکن پہلا قول زیادہ مشہور ہے۔ اور حضرت علامہ واقدی نے دوسرے قول پر عمل کیا ہے۔ واللہ اعلم۔

اور تیسری بی بی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ اول رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی تھیں۔ آپ کی کنیت ام عبداللہ تھی ؟

روایت میں ہے کہ ایک روز آپ نے کہا۔ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سب عورتوں کی کنیت ہے میری کنیت کیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ تم اپنے بھانجے کے نام کے ساتھ اپنی کنیت رکھ لو آپ کے بھانجے حضرت عبداللہ بن زبیر تھے۔ رضی اللہ عنہ۔ ان کی ماں ام رو ماں بنت عمیر بن عامر بن حارث بن غنم بن مالک بن کنانہ کی اولاد سے تھیں۔ اور ان کے نکاح اور زفاف کا بیان ان کے بعضے فضائل اور کمالات میں ذکر کیا جائے گا۔ آپ بڑی فقیہہ اور مفتیہہ اور عالمہ اور فصیحہ اور بلیغہ تمام صحابہ میں تھیں۔ یہاں تک کہ بعضے علماء سلف سے منقول ہے کہ چہارم احکام شریعت ان سے معلوم ہوئے۔ اور حدیث میں وارد ہے کہ تم اپنے تہائی حصہ دین کو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے حاصل کرو

اور عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے زیادہ جاننے والا قرآن کے معنے اور فرائض اور احکام اور حلال و حرام اور شعر عرب اور علم نسب کا کسی کو نہ دیکھا۔ اور یہ دو بیت انہیں کے اشعار سے ہیں۔ کہ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں کہے تھے ؎

فلو سمعوا فی مصر اوصاف خدہ لما بذلوا فی سعر یوسف من نقد

ترجمہ۔ اگر آپ کے رخساروں کے اوصاف لوگ مصر میں سن لیتے۔ تو یوسفؑ خریداری میں وہ کچھ بھی خرچ نہ کرتے*

لواحی زلیخا لو راین جبینہ لاثرن بالقطع القلوب علی الایدی

ترجمہ۔ زلیخا کی تشنہ لب عورتیں اگر آپ کی پیشانی دیکھ پاتیں تو ہاتھ کاٹنے کی جگہ پر اپنے دلوں کو کاٹ ڈالتیں*

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا صلی علیہ وسلم اپنی جوتیوں میں پیوند لگاتے تھے۔ اور میں چرخہ کاتتی تھی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک کو میں نے دیکھا کہ آپ کی پیشانی سے پسینہ ٹپک رہا ہے اور اس پسینہ سے انوار روشن ہیں۔ میں آپ کے جمال کو دیکھ کر حیران رہ گئی۔ تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے میری طرف نگاہ کی۔ اور فرمایا کہ تجھ کو حیرانی کیوں ہے۔ میں نے عرض کیا۔ کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی پیشانی پر پسینہ دیکھ کر میرے دل میں آیا کہ اگر آپ کو ابو کبیر ہزلی دیکھتا۔ تو یہ جانتا کہ شعر کہنے کے لائق آپ زیادہ ہیں۔ آپنے فرمایا کہ وہ کونسا شعر ہے۔ میں نے عرض کیا کہ یہ شعر ہے ؎

ومبرء من کل عشیر خصیبۃ وفساد مرجعۃ ودا ومغیل

واذا انظرت الی اسرت وجہہ برقت کبرق العارض المستہل

اس وقت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی جوتیاں ہاتھ سے رکھ دیں اور اٹھ کر میرے پاس تشریف لائے۔ اور میری دونوں آنکھوں کے درمیان میں حضور نے بوسہ دیا اور فرمایا کہ جزاك الله یا عایشۃ خیرا ما سررت منی سرورى منك اور انہیں سے روایت ہے کہ آپ فرماتے ہیں کہ مجھ کو کل عورتوں پر فضیلت دی ہے اور وہ فضیلت دس چیز میں ہے۔ پہلے یہ کہ حضور علیہ السلام نے میرے سوا کسی کنواری عورت سے نکاح نہیں کیا ہے۔ دوسری یہ کہ کوئی عورت ایسی حضور نے نہ کی۔ جس کے ماں باپ نے خدا کی راہ میں ہجرت کی ہو۔ سوائے میرے۔ تیسری یہ کہ میری برائت آسمان سے نازل ہوئی۔ اور چوتھی یہ کہ میرے ساتھ نکاح کرنے سے پہلے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے میری صورت حریر کے کپڑے میں لپیٹ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھائی اور کہا کہ یہ

عورت سے نکاح کر لو۔ پانچویں یہ کہ میں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دونوں ایک برتن سے غسل کرتے تھے۔ اور دوسری کسی عورت سے یہ امر نہیں کرتے تھے۔ چھٹی یہ کہ آپ کے نماز پڑھنے کی حالت میں آپ کے سامنے کروٹ سے لیٹی رہتی تھی۔ اور یہ امر میرے ساتھ مخصوص تھا۔ ساتویں یہ کہ کسی عورت کے جامہ خواب میں وحی نہیں آئی ہے۔ مگر میرے جامہ خواب میں وحی الٰہی آئی تھی۔ آٹھویں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روح کو ایسے وقت میں قبض کیا۔ کہ آپ میرے سینے اور کمر کے درمیان میں سر رکھے ہوئے تھے۔ نویں یہ کہ میری نوبت کے دن وفات پائی۔ اور دسویں یہ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں دفن ہوئے ہیں۔ اور یہ امور اس امر پر دلالت کرتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت صدیقہ کے ساتھ نہایت درجہ محبت اور الفت تھی۔ اور جو باقی عورتوں کے ساتھ نہ تھی +

یہ بات بالاتفاق ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ آپ کے نزدیک سب آدمیوں زیادہ دوست کون ہے فرمایا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا عرض کیا کہ مردوں میں سب سے زیادہ کون دوست ہے۔ فرمایا اس کا باپ۔ اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سب سے پہلے جو راستی اسلام میں پیدا ہوئی۔ وہ آنحضرتؐ کی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھی +

چوتھی بی بی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی تھیں۔ ان کی ماں زینب بنت مظعون بن حبیب بن وہب بن خزافہ کی لڑکی تھیں۔ اور حضرت حفصہ اول زوجہ خنیث بن خذافہ قیس بن سہمی کی تھیں۔ اور خنیث حبشہ کے مہاجرین سے تھے اور غزوہ بدر میں حاضر تھے۔ اور واقعہ بدر کے بعد اور ایک قول کے موافق جنگ احد کے بعد خنیث نے وفات پائی۔ اور ان کی عدت گذر جانے کے بعد پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے تیسرے سال میں اور ایک قول کے مطابق سال ہجری میں ان سے نکاح کیا +

روایت ہے کہ حضرت حفصہ بیوہ ہو گئیں۔ تو حضرت عمر خطاب رضی اللہ عنہ نے ان کو حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش کیا۔ حالانکہ اس زمانہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی زوجہ حضرت بی بی رقیہ بنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ

وسلم نے وفات پائی تھی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ مَیں اس امر میں ذرا دیر کے بعد جواب دوں گا۔ اس کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ زیادہ عمر کے ہو گئے۔ اور کہا کہ میری رائے میں حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکاح نہ کروں۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شکایت کی۔ کہ حضرت حفصہ کو میں نے ان کے سامنے پیش کیا۔ مگر انہوں نے قبول نہ کیا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو کوئی عورت اور دے۔ اور تیری لڑکی کو عثمان سے بہتر شوہر دے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ آپ نے حضرت بی بی حفصہ سے نکاح کر لیا۔ اور حضرت ام کلثوم کا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے نکاح کر دیا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش کیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے قبول نہ فرمایا۔ اور نہ جواب میں کچھ فرمایا۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان سے خفا ہو گئے اور پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے بی بی حفصہ رضی اللہ عنہ سے نکاح کر لیا۔ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لے گئے۔ اور کہا کہ شاید تم میرے اُس روز کے جواب دینے سے خفا ہو گئے ہو گے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہاں بلا شک۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھ کو اس کے قبول کرنے سے کسی چیز نے منع نہ کیا۔ مگر یہ کہ میں نے جان لیا تھا۔ کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حفصہ رضؓ کا ذکر کیا تھا۔ اور اس روز میں نے اس وجہ سے ظاہر نہیں کیا تھا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بھید کا ظاہر کرنا اچھا نہیں ہے ◆

پانچویں بیوی حضرت زینب بنت خزیمہ بن الحارث بن عبد اللہ بن عمر بن عبد المناف بن ہلال بن عامر بن صعصعہ تھیں۔ اور وہ پہلے فضل الحارث بن عبد المطلب کی زوجہ تھیں پس انہوں نے ان کو طلاق دیدی تھی۔ اور ان کے بھائی عبیدہ بن الحارث نے ان کے ساتھ نکاح کر لیا تھا۔ اور عبیدہ غزوہ بدر میں شہید ہو گئے۔ اور ایک قول یہ بھی ہے کہ عبد اللہ بن جحش اسدی نے ان کے ساتھ نکاح کر لیا۔ اور بعض اہل سیر نے اس قول کو ترجیح دی ہے۔ کہ وہ جنگ اُحد میں شہید ہوئے۔ پس رمضان المبارک میں ہجرت کے تیسرے سال میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ نکاح کر لیا۔ اور آپ کے

گھر آٹھ مہینے تک رہیں۔ اور ربیع الآخر ۴ھ ہجری میں وفات پائی۔ اور بعضے علمائے فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تین ماہ رہیں۔ اور ان کو ام المساکین کہتے ہیں۔ اس واسطے کہ وہ مساکین کے ساتھ بہت کچھ احسانات اور ان پر مرحمت اور شفقت فرمایا کرتی تھیں۔ اور ان کو کھانا کھلایا کرتی تھیں +

چھٹی بیوی حضرت ام سلمہ اور ان کا نام ہند بنت امیہ تھا۔ اور ابو امیہ کا نام حذیفہ اور بعضے کہتے ہیں کہ شام بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم بن قنیطہ ابن مرہ بن کعب بن بنی غالب تھا۔ اور وہ قبیلہ بنی مخزوم سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے چچا کی لڑکی عاتکہ بنت عبدالمطلب ہیں۔ اور پہلے ابو سلمہ عبداللہ بن عبدالاسد بن عبد ہلال جو کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے چچا کی لڑکی مرۃ بن عبدالمطلب ہیں۔ ان کی زوجہ تھیں۔ اور ام سلمہ کے اُن سے چار فرزند تھے یعنے زینب اور سلمہ اور عمر اور زمارہ اور یہ دونوں مرتبہ حبشہ کی طرف ہجرت کر گئے تھے۔ اور دونوں مرتبہ وہاں سے لوٹ کر مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کر کے چلے آئے تھے۔ اور ابو سلمہ کے جنگ اُحد میں ایک زخم لگا تھا۔ مدت تک اس کا علاج کرتے رہے۔ یہاں تک کہ وہ زخم اچھا ہو گیا۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سریہ میں بھیجا۔ اور جب وہاں سے لوٹے تو اُن کا زخم پھر تازہ ہو گیا۔ اور اُس زخم کی وجہ سے انہوں نے وفات پائی +

روایت ہے کہ جب ابو سلمہ نے وفات پائی۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے گھر تشریف لے گئے۔ اور ان کی تعزیت ادا فرمائی۔ اور فرمایا کہ اے اللہ ان کو تسکین دے اور ان کی مصیبت دور کر دے۔ اور اس سے اچھا ان کو عوض دے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ نکاح کر لیا۔ جب ان کی عدت گذر گئی۔ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اُن سے نکاح کرنا چاہا۔ لیکن انہوں نے کسی کو قبول نہیں کیا۔ اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا پیغام بھیجا۔ اور کہا کہ مرحبا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں ایک عورت ہوں زیادہ عمر والی۔ اور میرے فرزند یتیم ہیں۔ میں غیرت بہت کچھ رکھتی ہوں۔ اور دوسرے یہ کہ میرے ولی حاضر نہیں ہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ تم نے جو کہا کہ میں بڑی عمر والی ہوں۔ تو میری عمر تم سے زیادہ ہے۔ عورت کو

اس میں کوئی عیب نہیں ہے کہ اپنے آپ سے زیادہ عمر والے مرد کے ساتھ نکاح کرلے اور یہ جو تم نے کہا۔ کہ میں غیرت بہت رکھتی ہوں۔ تو میں تمہارے واسطے خدا تعالیٰ سے دُعا کروں گا۔ اور جو تم نے یہ کہا کہ میرے ولی موجود نہیں ہیں۔ تو تمہارے ولی مجھ کو حاضر و غائب بُرا نہ سمجھیں گے۔ اور میرے ساتھ نکاح کرنے سے راضی ہوں گے۔ پس ام سلمہ نے اپنے لڑکے سے کہا کہ اے عمر اُٹھ میرا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے نکاح کردے پس عمر نے اپنی ماں کا نکاح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کر دیا۔ حالانکہ وہ ابھی بالغ نہ ہوئے تھے۔ اور یہ واقع بماہ شوال المعظم ۴ سنہ ہجری میں واقع ہوا۔ اور ان کا اسباب دس درم کی قیمت کا تھا۔ اور ایک روایت یہ بھی ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے تیری فلاں بہن کو جو دیا ہے۔ اس سے کم نہ کروں گا +

ساتویں بیوی حضرت زینب بنت جحش بن ریان بن العمرو بن حرۃ بن مرۃ بن کثیر بن عودام بن اسد بن خذیمہ بن مدرک تھیں۔ ان کا نام پہلے بُرّہ تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بدل کر ان کا زینب رکھا۔ اس واسطے کہ بُرّہ اس بات کی خبر دیتا ہے کہ صاحب اسم پاک ہے۔ اور قرآن شریف کی آیت میں اس بات سے منع کیا گیا ہے لا تزکوا انفسکم یعنے اپنے نفسوں کو پاک نہ سمجھو۔ ان کی کنیت ام الحکم تھی۔ اور ان کی ماں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی امیہ عبد المطلب کی دختر تھیں۔ روایت ہے کہ پہلے حضرت زینب حضرت زید بن حارثہ کی زوجہ تھیں۔ مگر حضرت زید نے ان کو طلاق دیدی۔ تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بماہ ذالقعدہ ۵ سنہ ہجری میں ان سے نکاح کرلیا +

نقل ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زید کے واسطے زینب کو چاہا تھا۔ مگر حضرت زینب نے گمان کیا کہ حضور اپنے واسطے چاہتے ہیں۔ اس پیام کو قبول کرلیا۔ اور جب یہ جانا کہ زید کے واسطے چاہا۔ تو انکار کیا۔ اس واسطے زینب صاحب جمال عورت تھیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کی لڑکی تھیں۔ ان کے مزاج میں تیزی اور حدت تھی۔ اس وجہ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں زید کو نہیں چاہتی ہوں۔ اس واسطے کہ وہ آزاد کیا ہوا ہے۔ اور حضرت زینب کے بھائی حضرت عبد اللہ بن جحش بھی اپنی بہن کے ساتھ انکار میں متفق تھے۔ حالانکہ نبوت سے پہلے

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو خریدا تھا اور آزاد کر دیا تھا۔ اور اپنا فرزند بنا لیا تھا۔ پس پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم کو اس پیام کو قبول کر لینا چاہیے تو حضرت زینب نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو مہلت دیجئے۔ تاکہ میں اس معاملہ پر غور اور فکر کر لوں۔ یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ اس وقت یہ آیت شریف نازل ہوئی وما کان لمؤمن ولا مؤمنة اذا قضی اللّٰہ ورسولہ امرًا ان یکون لھم الخیرة من امرھم ومن اللّٰہ ورسولہ فقد ضل ضلٰلًا مبینًا۔ پس حضرت زینب اور عبداللہ ان کے دونوں بھائیوں نے کہا کہ ہم راضی ہیں۔ اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت زینب نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کا دل یہ چاہتا ہے۔ کہ زید میرا شوہر ہووے۔ فرمایا کہ ہاں۔ انہوں نے کہا کہ جب یہ بات ہے تو میں رسول خدا کی نافرمانی نہیں چاہتی ہوں۔ میں نے قبول کیا۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا زید کے ساتھ نکاح کر دیا۔ اور دس دینار سرخ مہر مقرر کیا۔ اور ایک درم اور چار پیراہن اور پچاس سیر گیہوں اور تیس صاع چھوہارے حضرت زینب کے واسطے بھیجے۔ اور ایک سال سے زائد حضرت زینب حضرت زید کے ساتھ رہیں۔ القصہ ان کے نکاح کے بعد اللہ تعالےٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی۔ کہ ہمارے علم قدیم میں یہ بات مقرر ہو چکی ہے کہ زینب تمہاری بی بیوں میں داخل ہوں۔ پس زید اور زینب میں کچھ ناموافقت پیدا ہوئی۔ جس طرح کہ بعض زن و شوہر میں ہو جاتی ہے۔ یہاں تک کہ زید ان سے تنگ ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت پاک میں حاضر ہوئے۔ اور حضرت زینب کی شکایت کی اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں چاہتا ہوں کہ زینب کو طلاق دیدوں۔ کیونکہ وہ میرے ساتھ تند خوئی کرتی ہے۔ اور اس کی زبان مجھ پر دراز ہو گئی ہے۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اپنی عورت کو نکاح میں رکھ اور خدا سے ڈر۔ لیکن چونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالےٰ سے یہ بات معلوم ہو چکی تھی۔ کہ زینب بھی ازواج مطہرات میں داخل ہونگی۔ اس وجہ سے آپ کی خاطر مبارک میں یہ تھا کہ زید ان کو طلاق دیدے۔ لیکن آپ کو طلاق کا حکم دینے سے شرم آتی تھی۔ اور حضرت زینب بھی اس سے اندیشہ کرتی تھیں۔ کہ لوگ کہیں گے کہ حضور اپنے

متبنیٰ کی زوجہ کو خود چاہتے ہیں۔ حالانکہ زمانہ جاہلیت میں متبنیٰ کی زوجہ کو حرام جانتے تھے۔ اور مثل اپنے فرزندوں کی بہو کے جانتے اور بعض علماء نے لکھا ہے کہ زینب کا مقصود زید کے یہاں سے رہنے سے یہ تھا۔ کہ گویا کہ زید اُن کے پسند ہے اور نہ دِل سے زینب زید کو چاہتی ہیں۔ پھر زید دوسری مرتبہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے زینب کو طلاق دیدی ہے

ما بتو پرداختیم خانہ دہر چہ اندر ہست
ہر چہ مراد شما ہست بہ ہمہ عالم حرام

القصہ جب حضرت زینب کی عدت گذر گئی۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے زید سے کہا کہ جاؤ اور حضرت زینب کے پاس ہمارا پیغام لے جاؤ۔ اور اس امر میں زید کو خاص کرنے میں یہ حکمت تھی۔ کہ تمام آدمی یہ گمان کریں کہ یہ امر زید کی رضا مندی سے واقع ہوا ہے۔ اور یہ معلوم ہو جائے۔ کہ زید کے دل میں زینب کی محبت باقی نہیں ہے۔ بلکہ اس امر سے وہ خوش ہے +

روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حضرت زینب کے گھر میں بے اجازت چلے گئے۔ وہ اس وقت ننگے سر تھیں۔ کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ بے گواہ اور بغیر پیام کے چلے آئے۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ منگنی کرنے والا ہے۔ اور حضرت جبرئیل علیہ السلام گواہ ہیں۔ آپ نے ولیمہ کا کھانا ترتیب دیا۔ اور لوگوں کو گوشت روٹی خوب کھلائی +

آٹھویں بی بی حضرت جویریہ بنت الحارث بن ابی ضرار بن حبیب بن عاید بن مالک بن خزیمہ خزاعیہ تھیں۔ اور وہ پہلے اپنے چچا کے بیٹے سعد بن منافع بن صفوان کی زوجہ تھیں۔ اور وہ غزوہ مرسیع میں مارے گئے۔ اور اس غزوہ سے پلٹنے کی حالت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جویریہ سے بماہ شعبان سنہ ۵ ہجری میں نکاح کیا۔ اور بعضے علماء کہتے ہیں کہ ان کا نکاح سنہ ۶ ہجری میں ہوا۔ اور ان کا نام اصل میں بَرّہؔ تھا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بدل کر جویریہ رکھا۔ راوی کہتا ہے کہ برہ کے کہنے کو آپ مکروہ جانتے تھے۔ اور یہ بات ثابت ہے۔ کہ ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز کے بعد جویریہ رضی اللہ عنہا کے پاس سے باہر تشریف لائے۔ اور وہ

اپنے مصلے پر رہیں۔ اور جب چاشت کے وقت آپ پھر تشریف لے آئے۔ تو وہ اسی طرح مصلے پر تسبیح اور ذکر میں مشغول تھیں۔ آپ نے فرمایا۔ کہ میں جس وقت باہر گیا ہوں۔ اس وقت سے اب تک تم اسی حال میں ہو۔ فرمایا کہ ہاں۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں جس وقت سے تمہارے پاس سے گیا ہوں تین مرتبہ چار کلمے کہے ہیں۔ اگر مقابلہ کیا جائے۔ تو وہ چار کلمے تمہارے اس وقت سے اب تک کی عبادت پر غالب ہیں۔ اور وہ کلمات یہ ہیں سبحان اللہ وبحمدہ عدد خلقہ وزنتہ عرشہ ورضاء نفسہ ومداد کلماتہ۔ اور روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن ان کے پاس آئے اور آپ کا روزہ تھا۔ فرمایا کہ تم نے روزہ رکھا ہے۔ کہا ہاں! فرمایا کہ کل روزہ رکھو گی۔ کہا نہیں۔ کہا پس افطار کرو۔ اسی وجہ سے علماء نے کہا ہے۔ صرف جمعہ کا روزہ رکھنا مکروہ ہے۔ ان کی وفات شریف مدینہ منورہ میں واقع ہوئی۔ اس وقت عمر شریف آپ کی پینسٹھ برس کی تھی۔ اور مروان بن حکم نے جو کہ معاویہ کی طرف سے مدینہ میں حاکم تھا۔ ان پر نماز پڑھی۔ واللہ اعلم بالصواب والیہ یرجع المآب +

نویں بی بی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت ام حبیبہ بنت ابو صفیان بن حرب بن آمنہ بن عبد الشمس بن عبد مناف تھیں۔ اور ان کا نام رملہ تھا۔ اور ایک قول کے موافق ہند تھا۔ اور ان کی ماں صفیہ بنت ابی العاص بن آمنہ بن عبد الشمس حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی پھوپھی تھیں۔ حضرت ام حبیبہ پہلے عبید اللہ بن جیش اسدی کی زوجہ تھیں اور آغاز سال میں مسلمان ہوئی تھیں۔ اور حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی۔ اور عبید اللہ سے ان کی ایک لڑکی حبیبہ پیدا ہوئی تھی۔ اسی کے نام کی وجہ سے ان کی کنیت رکھ دی گئی۔ انہیں ام حبیبہ سے روایت ہے۔ کہ ایک رات حبشہ میں میں نے عبید اللہ کو خواب میں دیکھا کہ نہایت بری صورت میں ہے۔ میں خواب سے بیدار ہوئی۔ اور اپنے دل میں ڈر کر یہ خیال کیا۔ کہ اس کا دین متغیر ہو جائے گا۔ جب صبح ہوئی۔ تو عبید اللہ نے کہا۔ اے ام حبیبہ میں نے سب کے سب دینوں کی طرف نظر کی لیکن کوئی دین اس دین سے بہتر نہ پایا۔ اور پہلے اس نے اس دین کو اختیار کیا تھا۔ اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو اختیار کیا۔ اب میں دین نصرانی کی طرف

رجوع کرتا ہوں میں نے کہا ایسا نہ کر اے عبیداللہ آج کی رات میں نے تیرے متعلق ایک عجیب خواب دیکھا ہے۔ میں نے وہ رات کا خواب اس کے سامنے بیان کیا۔ اس نے اس کی کچھ پرواہ نہ کی اور مرتد ہو گیا۔ اور نصرانیت اختیار کر لی۔ اور ہمیشہ شراب پیا کرتا تھا۔ یہاں تک کہ اسی حالت میں مر گیا۔ نعوذ باللہ منہا۔ اس کے بعد میں نے خواب میں دیکھا۔ کہ کوئی شخص مجھے پکارتا ہے۔ یا ام المومنین۔ میں بیدار ہو گئی۔ اور میں نے اپنی خواب کی یہ تدبیر سوچی۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے ساتھ نکاح کریں گے جب میری عدت گزر گئی۔ تو ایک دن گھر میں بیٹھی ہوئی تھی۔ کہ یکایک شخص نے دروازہ پر آ کر اندر آنے کی اجازت مانگی۔ میں نے اجازت دے دی۔ وہ ایک لونڈی ابرہا نام آئی اور نجاشی کے پاس سے پیغام لائی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو خط لکھا کہ میں تم کو ان کے واسطے چاہتی ہوں۔ اس وقت میں بہت خوش ہوئی اور دو جوڑے خلخال اور چند انگشتری چاندی کی جو میرے پاس تھیں۔ اس خوشی میں میں نے ابراہا کو دیدیں۔ اور میں نے ابراہا سے کہا۔ بشرک اللہ بخیر۔ اس نے کہا بادشاہ کہتا ہے کہ ایک وکیل کر لیجئے۔ تاکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکاح کر دوں۔ میں نے کہا خالد بن سعید بن العاص کو میں نے اپنا وکیل کیا۔ پس نجاشی اور جعفر بن ابی طالب اور مہاجرین حبشہ کی ایک جماعت کو حاضر کیا اور نکاح ہو گیا۔ اور چار سو دینار زر سرخ مہر مقرر ہوا۔ اور دوسری روایت ہے۔ کہ چار لاکھ چاندی کے درم مقرر ہوئے۔ اور ۷ھ ہجری میں جس روز کہ ان کو مدینہ منورہ میں لائے اُن کی عمر تیس برس سے کچھ زیادہ تھی۔ اور ام حبیبہؓ کی وفات معاویہ کے زمانہ میں ۴۲ھ ہجری میں یا ۴۴ھ ہجری میں واقع ہوئی۔ اور مروان بن حکم نے ان پر نماز پڑھی۔ اور ایک قول میں ہے۔ کہ ملک شام میں ان کی وفات ہوئی ؞

دسویں زوجہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی حضرت بی بی صفیہ بن حیی بن اخطب بن جو نضیر کا سردار تھا۔ آپ قوم بنی اسرائیل سے اولاد ہارون بن عمران پیغمبر علیہ السلام سے تھیں۔ اور ان کی ماں خرہ کا باپ سموال بنی قریظہ کا سردار تھا۔ یہ نہایت خوبصورت صاحب جمال تھیں۔ جیسا کہ اعلیٰ درجہ کے لوگ سُرخ و سفید ہوتے ہیں۔ اور صاف رنگ کی عورتیں ہو سکتی ہیں۔ اور حضرت سودہ اور حضرت جویریہ کی طرح سے یہ بھی بشارت

چا چکی تھیں۔ حضرت صفیہ پہلے سلام بن مشکم قرضی کی زوجہ تھیں۔ ان دونوں کی جدائی ہو گئی پھر کنانہ بن ابی الحقیق سے نکاح ہوا۔ اور کنانہ جنگ خیبر میں قتل ہو گئے۔ اور فتح خیبر کے بعد حضرت صفیہ رضؓ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کر لیا +

نقل ہے کہ جب حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو لائے۔ اور آپ نے فرمایا کہ ان کو خیمہ میں لیجاؤ۔ پھر آپ خود خیمہ میں تشریف لے گئے۔ تو جب حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو کھڑی ہو گئیں۔ اور جو تے پہنے ہوئے تھیں اس کا فرش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے بچھا دیا اور خود زمین پر بیٹھ گئیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اے بی بی تیرا باپ ہمیشہ مجھ سے عداوت رکھتا تھا۔ یہاں تک کہ خدا تعالیٰ نے اُس کو ہلاک کر دیا۔ اُنہوں نے کہا کہ اللہ تعالےٰ کسی بندہ کو دوسرے کے گناہ کی عوض نہیں پکڑتا۔ پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو اختیار دیدیا۔ کہ وہ چاہیں تو آزاد ہو کر رہیں یا اپنی قوم میں مل جائیں یا مسلمان ہو جائیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ان سے مصالحت کی۔ حضرت صفیہ بہت حلیمہ اور عاقلہ عورت تھیں۔ انہوں نے کہا۔ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں مسلمان ہونے کی آرزو رکھتی ہوں۔ اور میں نے آپ کی دعوت سے پہلے آپ کی تصدیق کی ہے۔ اب میں آپ کے گھر آئی ہوں۔ اور قوم یہود سے میرا کوئی رشتہ نہیں ہے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ مجھ کو کفر اور اسلام میں اختیار دیتے دیتے ہیں۔ خدا کی قسم ہے کہ خدا اور رسول صلے اللہ علیہ وسلم میرے نزدیک اپنی قوم سے زیادہ محبوب ہیں۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات اچھی معلوم ہوئی اور ان کو اپنے واسطے رکھ لیا۔ اور آزاد کر دیا۔ اور ان کے آزاد ہونے کو ان کا مہر سمجھا۔ اور حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی وفات ۳۶؁ھ ہجری میں واقع ہوئی۔ اور ایک قول میں ہے۔ کہ ان کی وفات حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں ہوئی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے جنازہ کی نماز پڑھی +

گیارھویں زوجہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا بنت الحارث بن خریم بن الجحبر بن البدیہ بن عبد اللہ بن ہلال بن صاعۃ عامریہ ہلالیہ تھیں۔ اور ان کی ماں ہند بنت عبل بن زہیر الحرب قبیلہ حمین سے تھیں۔ اور ایک قول

یہ ہے۔ کہ قبیلہ کے کنانہ سے تھیں۔ میمونہ کا نام برہ تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بدل کر میمونہ رکھا اور لفظ میمونہ یمن سے مشتق ہے۔ جس کے معنی برکت کے ہیں پس میمونہ کے مبارک معنے ہیں ؛

روایت ہے کہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی ماں ہند سب داماد گرامی رکھتی تھیں یہاں تک کہ ان کی شان میں یہ کہا گیا ہے کہ وہ بہت بزرگ بوڑھی عورت تھیں۔ جس نے زمین پر دامادان گرامی جمع کئے گئے ہیں۔ اس واسطے کہ ان کی ایک لڑکی حضرت میمونہ کا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے نکاح ہوا۔ اور دوسری لڑکی ام الفضل حضرت عباس بن عبد المطلب کے نکاح میں تھیں۔ اور ہند کے سوائے حارث میمونہ کی ماں کے ایک شوہر اور بھی تھے۔ کہ اُن کا نام عمیس خثعمی تھا۔ اور ان سے بھی کئی لڑکیاں تھیں۔ ان کی ایک لڑکی اسماء بنت عمیس سے حضرت جعفر بن ابی طالب سے نکاح ہوا۔ اور حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اُن سے نکاح کر لیا۔ اور بعد حضرت صدیق اکبرؓ کے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے فراش سے مشرف ہوئیں۔ اور ان سب شوہروں سے اسماء کے ایک فرزند پیدا ہوا۔ اور دوسری لڑکی حضرت زینب کو حضرت حمزہ بن عبد المطلب نے اپنے نکاح میں اختیار کیا۔ اور تیسری لڑکی سلما بنت عمیش سے شداد بن الحارث نے نکاح کر لیا۔ یہ سب ان کے داماد ہیں۔ کوئی عورت مثل ان کے داماد نہیں رکھتی ہے۔ اور زمانہ جاہلیت میں مسعود بن عمر ثقفی کی زوجہ تھیں۔ پھر ان سے جدائی ہو گئی۔ اس کے بعد ابو درہم بن عبد العزہ یا خویطب بن عبد العزہ کی زوجہ ہوئیں یا سیرہ بن ابی درہم یا عبد اللیل بن عمر کی زوجہ ہوئیں۔ اور دوسرے شوہر نے وفات پائی۔ اس کے بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ۷ھ ہجری میں غزوہ قضا سے لوٹتے وقت اُن سے نکاح کر لیا۔ اور زفاف کی جگہ منزل سرف جو کہ اطراف مکہ شریف سے ہے واقع ہوا۔ اور تاریخ میں یہ بھی ہے کہ اسی منزل میں وفات پائی۔ اور جہاں زفاف واقع ہوا تھا۔ وہیں پر دفن ہوئیں۔ اور بعض روایات میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان سے نکاح کے وقت حلال ہو گئے تھے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ احرام کی حالت میں تھے۔ اور بیان کرتے ہیں۔ کہ حضرت میمونہ وہ عورت تھیں۔ کہ جنہوں نے اپنے نفس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے بخش دیا تھا۔ جب ان کو اس بات

کی خبر ہوئی۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے نکاح کرنا چاہتے ہیں۔ تو اس وقت وہ اونٹ پر سوار تھیں۔ کہا کہ اونٹ اور جو چیز اونٹ پر سوار ہے وہ سب خدا و رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے ہے۔ اور حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی وفات موافق قول صحیح کے ۵۱ سنہ ہجری میں واقع ہوئی۔ اور ایک قول میں ہے کہ ۶۱ سنہ ہجری میں یا ۶۳ سنہ ہجری میں ہے۔ اور ان سب قولوں کے موافق سب سے آخر ازواج مطہرات سے جس نے وفات پائی وہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا تھیں یا ام سلمہ رضؓ اور حضرت میمونہؓ پر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھی۔ اور ان کے بھانجے ابن عباس اور یزید الاصم اور عبد اللہ ابن شداد ابن الہاد نے ان کو قبر میں اُتارا اور دفن کیا۔

یہ گیارہ عورتیں وہ ہیں۔ جن سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے نکاح کیا ہے۔ اور زفاف واقع ہوا ہے۔ اس میں اہل سیر کا کچھ بھی اختلاف نہیں ہے۔ اور ان سب میں سے حضرت خدیجہ رضؓ اور حضرت زینبؓ بنت خزیمہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں دُنیا سے رحلت فرما گئیں۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس حالت میں نو بیبیاں باقی تھیں وفات پائی۔ اور تین عورتیں وہ تھیں کہ جن میں سے بعض کے ساتھ نکاح کر لیا تھا۔ اور زفاف کی نوبت نہ پہنچی۔ اور بعض کو پیام بھیجا تھا۔ مگر نکاح کا اتفاق نہ ہوا تھا۔ اور ان سب میں سے جن سے نکاح فرمایا یہ تھیں۔

ایک فاطمہ ضحاک کلامیہ کی لڑکی تھیں۔ اور زفاف سے پہلے یہ آیت تخییر نازل ہوئی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اِن کو اختیار دے دیا۔ اُس نے دنیا کو اختیار کیا۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے یہاں سے نکل گئیں۔ آخر کار اُس کا یہ حال ہوا۔ کہ گوبر تھوپتی پھرتی تھی اور کہتی تھی۔ کہ مجھ ایسی بدبخت عورت سے عبرت پکڑو۔ کہ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر مَیں نے دنیا کو اختیار کیا۔

دوسری اسماء بنت صلب سلیمہ تھی۔ روایت ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو پیام بھیجا اور یہ خبر اُس کو پہنچی تو وہ مارے خوشی کے مر گئی۔ اور ایک روایت میں ہے۔ کہ ایک شخص قبیلہ بنی سلیم سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میری لڑکی بڑی عاقلہ اور بڑی صاحب جمال ہے مجھ کو شرم آتی ہے کہ وہ سوائے آپ کے دوسرے کے پاس جائے۔ آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم نے اس سے نکاح کرنے کا ارادہ کیا یا نکاح کر لیا وہ مر گئی۔ اور اس شخص نے یہ کہا کہ اس میں ایک اور وصف بھی ہے۔ وہ یہ کہ اس کو کبھی کوئی مرض اور کوئی تکلیف نہیں پہنچی ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ ہم کو تیری لڑکی کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اور اس حال میں کچھ بھلائی نہیں ہے جس کو تکلیف نہ پہنچی ہو +

تیسری ملکیہ بن کعب اور ایک قول میں کہ کسی اور کی لڑکی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اس سے خلوت کی تو اس کی ران پر ایک سفیدی دیکھ کر نفرت کی۔ اور فرمایا کہ اپنے کپڑے پہن لو۔ اور اپنے قبیلہ میں چلی جاؤ +

چوتھی۔ اسماء بنت النعمان بن ابی الجون الکندیہ تھیں۔ روایت ہے کہ ان کا باپ کندہ کا پیشوا تھا۔ اور اپنے قبیلہ سے نکلکر ایمان لایا۔ اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری ایک لڑکی ہے کہ تمام عرب کی عورتوں سے زیادہ خوبصورت اور بے شوہر ہے۔ اور یہ خواہش رکھتی ہے کہ آپ کے فراش سے مشرف ہووے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے ساڑھے بارہ اوقیہ چاندی کے مہر پر نکاح کر لیا۔ نعمان نے کہا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اس کا مہر زیادہ کیجیے۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے کسی عورت کا اس سے زیادہ مہر مقرر نہیں کیا ہے اور کسی لڑکی کا مہر اس سے زیادہ کسی شخص سے نہیں باندھا ہے کہا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایک شخص کو میرے ہمراہ کر دیجیے تاکہ آپ کی بی بی کو آپ کے پاس وہ لے آئے۔ پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ابو اسید ساعدی کو روانہ کیا۔ تاکہ اسماء کو مدینہ منورہ میں لائے۔ اور اس کے جمال کا شہرہ تمام مدینہ منورہ میں ہو گیا۔ اور عورتیں اس کے دیکھنے کے واسطے آئیں۔ اور امہات المومنین نے ایک عورت کو سکھا دیا تھا کہ اس سے یہ کہو کہ تو بادشاہ کی لڑکی ہے۔ اگر تو چاہتی ہے کہ میں اس شوہر کے سامنے عزیز اور سر بلند رہوں۔ کہ جب تم سے وہ خلوت کریں تو تو یہ کہنا اعوذ باللہ منک وہ تجھ کو بہت دوست رکھیں گے +

ایک روایت میں ہے کہ جب اس کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے تو امہات المومنین کو بہت رشک ہوا۔ اور ظاہر میں شفقت اور مہربان اس پر رہیں مگر حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ نے حضرت حفصہ رضؓ سے کہا۔ کہ تم اس کو مہندی لگانا۔ اور میں اس کے سر کے بالوں میں کنگھی کرونگی۔ اس وقت ان دونوں میں سے ایک نے اس بیچاری

سے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُس عورت کو دوست رکھتے ہیں کہ جو خلوت کے وقت یہ کہے اعوذ باللہ منک۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ساتھ گھر میں تشریف لائے تو پردہ اُٹھا دیا۔ اور اپنی گود میں ان کو بٹھایا اور چاہا کہ ان سے بوس و کنار کریں۔ اس بے عقل عورت نے اعوذ باللہ منک کہا فوراً آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اس کے پاس سے علیحدہ ہو گئے۔ اور کہا تو نے بڑے پناہ دینے والے سے پناہ مانگی۔ اُٹھ اور اپنی قوم میں ملجا۔ اور ابواسید ساعدی سے فرمایا کہ اس کو اس کے قبیلہ میں پہنچا دو۔ اُس کے بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خبر ہوئی۔ کہ عورتوں نے ایسا مکر کیا تھا۔ تب آپ نے فرمایا کہ یہ سب عورتیں حضرت یوسف علیہ السلام کی مصاحب ہیں۔ اور ان کا مکر بہت بڑا ہے۔

پانچویں لیلیٰ بنت خطیم تھیں۔ روایت ہے کہ ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آفتاب کو پشت کئے ہوئے بیٹھے تھے۔ کہ لیلیٰ آپ کے پیچھے سے آئی۔ اور ایک گھونسا آپ کی پشت مبارک پر مارا فرمایا تو کون ہے۔ اُس نے کہا کہ یہ وہ ہے کہ جس کو بھیڑیا نہ کھائے۔ اور کہا۔ کہ میں خطیم کی لڑکی ہوں۔ اور اپنے باپ کی بہت تعریف کی۔ اور کہا میں اس لئے آئی ہوں کہ میں اپنے نفس کو آپ کو دے دوں۔ آپ نے فرمایا۔ کہ میں نے تجھ کو قبول کر لیا۔ پس لیلیٰ اپنی قوم میں لوٹ گئیں۔ اور ان سب کو اس کی خبر کی۔ تو لوگوں نے کہا کہ تو نے بڑا کیا ہے۔ تو بڑی غیرت والی عورت ہے۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس بہت عورتیں ہیں تو رشک کرے گی اور وہ تجھ سے ایسی باتیں کرینگی۔ جس سے تجھے غصہ آئے گا۔ پھر تجھ کو بددعا کرینگی۔ اور ان کی دُعا قبول ہو جاتی ہے۔ جا کر اپنا نکاح فسخ کرالے۔ پس وہ لوٹ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر ہوئی۔ اور اپنا فسخ نکاح چاہا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اُس کا فسخ نکاح قرار دیا۔ اُس نے دوسرا شوہر کر لیا۔ اس سے اولاد ہوئی پس ایک دن مدینہ منورہ کے باغ میں وہ نہا رہی تھی کہ یکایک بھیڑیا آیا اور اس کے ٹکڑے کر ڈالے۔

اِن سب میں سے جن کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے پیام نکاح بھیجا تھا مگر نکاح کی نوبت نہیں آئی تھی۔ ایک اُمہانی فاختہ بنت ابوطالب تھیں۔ روایت

ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے زمانہ جاہلیت میں بی بی اصہانی کو ابوطالب سے چاہا تھا۔ اور ہبیرہ بن ابی لہب نے بھی چاہا تھا۔ مگر حضرت ابوطالب نے اُن کو ہبیرہ بن ابی لہب کے ساتھ نکاح کر دیا تھا۔ تو آنحضر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ کہ اے میرے چچا ابوطالب اپنی لڑکی کو تم نے مجھ کو چھوڑ کر ہبیرہ بن ابی لہب کو دے دیا۔ حالانکہ تم سے مجھ کو ایسی اُمید نہ تھی۔ ابوطالب نے کہا اے میرے بھتیجے میں نے ان کے ساتھ سسرائیت کی تھی۔ اور لڑکی اس سے مانگی تھی اس واسطے بھتیجے کو لائق ہے کہ بدلہ کرے اور تیری طرف اسے دل جمع ہے کہ میری اصلاح سے باہر نہ جاؤ گے بعد از اں اصہانی مسلمان ہوئی اور اسلام نے ان کے اور ہبیرہ کے درمیان میں جدائی ڈالی۔ اس وقت ان کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چاہت کی۔ اصہانی نے کہا یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قسم ہے خدا کی۔ کہ میں تم کو جاہلیت کے زمانہ میں دوست رکھتی تھی۔ پس اسلام میں کیوں نہ دوست رکھوں۔ قسم ہے اللہ تعالیٰ کی۔ کہ تم میرے کان اور آنکھ سے مجھ کو دوست ہو۔ اور میں وہ عورت ہوں کہ بچے رکھتی ہوں۔ میں ڈرتی ہوں۔ کہ میں اگر ان کے حال کی طرف مشغول ہوئی اور تمہاری خدمت کا حق بجا نہ لائی۔ اور اگر جیسا کہ شرط ہے۔ تمہاری خدمت میں قیام کروں اور ان کے حال کی رعایت نہ کر سکی اور ضائع ہوئے اور شرم کرتی ہوں اس وقت سے کہ جب جامہ خواب میں تم آئے ایک بچے کو تم نے تکیہ کیئے ہوئے دیکھا اور دوسرے کو دودھ پیتے تو بہت برا ہوگا۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ خیر النساء وہ عورت ہے کہ جمیع امورات کو مساوی رکھتی ہے +

دُوسری خولہ بنت حکم کہ مشہور ہے۔ ام شریک سلیمہ اور کہتے ہیں۔ کہ اپنے نفس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بخشا۔ اور دولت نکاح کو نہ پایا۔ دوسری جمرہ بنت حرث عطفایہ تھی۔ کہتے ہیں۔ کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کے باپ سے ان کو چاہا۔ اس نے کہا۔ اُس کو مرض ہے۔ حالانکہ وہ کوئی بیماری نہیں رکھتی تھی۔ اور وہ جب گھر میں آئے اُس کی لڑکی پیش ہوئی تھی۔ اور باقی کے نام کی تعداد میں خامہ معتبر نہیں ہے۔ پس ان کے ذکر پر اختصار کیا۔ واللہ اعلم +

ذکر پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی حرموں کا

اول۔ ماریہ بنت شمعون قبطیہ ہے کہ جس کو مقوقس مالک اسکندریہ نے واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہدیہ کی رسم پر بھیجا۔ نقل ہے کہ وہ کنیزک گوری اور صاحب جمال تھی۔ اور مسلمان ہوئی۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مثل عورت کے رکھا۔ اور ملک یمین کے طور پر ان میں تصرف کرتے تھے۔ اور ان کے ساتھ محبت رکھتے تھے۔ اور ابراہیم ان سے پیدا ہوئے حضرت ماریہ کی وفات عمر خطاب کے زمانہ میں سنہ ۱۶ ہجری میں واقع ہوئی۔ اور بقیع میں دفن ہوئیں +

دوسری ریحانہ زید ابن عمر کی لڑکی تھی۔ اور بعض نے بنت شمعون کو کہا ہے۔ کہ وہ بنی نضر کے قیدیوں سے اور دوسرے قول پر بنی قریضہ سے تھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو قیدیوں میں سے اپنے واسطے اختیار فرمایا تھا۔ اور ان کو درمیان دین اسلام کے مخیر کیا۔ لیکن وہ اسلام لائیں۔ آنسرور صلے اللہ علیہ وسلم نے بطور ملک یمین کے ان میں تصرف کیا۔ اور ایک قول یہ ہے کہ حضرت نے ان کو آزاد کیا اور چاہا۔ محرم سنہ ہجری میں حالانکہ واقدی نے اس قول کی ترجیح کی ہے اور ابن عبداللہ وغیرہ نے ان کو جملہ سریہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے شمار کیا ہے اور ان کی وفات سال حجۃ الوداع میں تھی۔ بقیع میں دفن ہوئیں۔ اور ایک قول یہ ہے کہ بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں وفات پائی اور یہ زیادہ صحیح قول ہے +

تیسری کنیزک جمیلہ کہ نبی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تھی +

چوتھی کنیزک وہ ہے۔ کہ زینب بنت حجش نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بخشا تھا +

ذکر اولاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

روضۃ الاحباب میں بیان کرتے ہیں۔ جان کہ توفیق دے تجھ کو اور ہم کو اللہ تعالیٰ کہ تمام اولاد آنسرور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدیجہ رضی بنت خویلد سے تھی۔ سوائے ابراہیم کے

کیونکہ ماریہؓ سے پیدا ہوئے۔ اور بہت صحیح یہ ہے۔ کہ حضرت کے ۳ لڑکے اور چار لڑکیاں تھیں۔ لیکن آپ کے لڑکے قاسمؓ اور عبد اللہؓ اور ابراہیمؓ اور طاہر اور طیب لقب عبد اللہ کا ہے۔ اس واسطے کہ زمانہ اسلام میں پیدا ہوئے اور بعض کہتے ہیں کہ طاہر اور طیب دونوں لڑکے اور تھے۔ پانچ لڑکے تھے۔ قاسم آنسرور صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد میں بڑے تھے۔ حضرت نے اسی واسطے اپنی کنیت ابو قاسم رکھی۔ ان کی پیدائش جاہلیت کے زمانہ میں مکہ میں ہوئی۔ اور بچپن میں فوت ہوگئے اور عاص بن وائل نے کہا ہے۔ محمد کے لڑکے مر گئے۔ وہ ابتر ہوگا۔ جس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ اور بعض مفسروں نے آیہ کریمہ کی تفسیر میں المال والبنون زینۃ الحیوۃ الدنیا والباقیات الصالحات خیر عند ربک ثوابا وخیر املا۔ بیان کیا ہے۔ کہ جب حضرت کے لڑکے نے وفات پائی۔ تب مشرکوں نے کہا کہ ہمارے لڑکے ہیں۔ ہمارا نام ان سے باقی رہے گا۔ اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے نہ رہے ان کا نام مٹ جاویگا۔ تو یہ آیت مذکورہ نازل ہوئی۔ اس تقدیر پر مراد باقیات صالحات سے لڑکیاں صلاح کے ساتھ ہیں۔ اور ابراہیمؓ نے مدینہ میں ذالحجہ ۸ھ ہجری میں تولد کیا۔ قابلہ اسلمی آزاد کردہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے شوہر کو کہ ابو رافع ہے خبر دی کہ ماریہؓ کے لڑکا پیدا ہوا۔

ابو رافع نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بشارت دی۔ آنسرورؐ نے اس خوشی میں ایک غلام اس کو بخشا۔ اسی رات ان کا نام ابراہیم رکھا۔ اور جبرئیلؑ آئے۔ اور کہا کہ السلام علیک یا ابراہیم اور حضرت اس لقب سے خوش ہوئے۔ ساتویں روز ان کے واسطے دو گوسفند عقیقہ کیں۔ اور ان کا سر منڈوایا اور ان کے بالوں کے برابر چاندی مساکین کو صدقہ فرمائی۔ اور بال دفن کر دیئے۔ اور ایک قول یہ ہے۔ کہ ساتویں روز نام رکھا۔ لیکن اول قول بہت صحیح ہے۔ بیان کرتے ہیں۔ کہ انصار کی عورت نے جھگڑا کیا۔ ابراہیم کی دائی اور دودھ پلانے میں۔ اور ان کا مقصود یہ تھا۔ کہ ماریہؓ فراغت کے ساتھ آنسرورؐ کی خدمت میں مشغول رہیں۔ کیونکہ وہ جانتی تھیں۔ کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم ان کو بہت دوست رکھتے تھے۔ اور ابراہیم کے مرضیہ کے تقرر میں بہت روایات نظر سے گذریں ایک یہ کہ ام بردہ بنت المنذر بن زید انصاریہ براء ابن اوس کی زوجہ تھی۔ دوسری

یہ کہ ام سیف ابو یوسف لوہار کی عورت تھی۔ اور یہ روایت صحیح ہے۔ صحیح حدیثوں سے ثبوت ملا کہ حضرت ابراہیمؑ کے دیکھنے کو ابو یوسف لوہار کے گھر میں تشریف لاتے تھے۔ انس بن مالک روایت کرتے ہیں۔ کہ ابو یوسف بھٹی میں آگ جلاتے تھے۔ اور دھواں ان کے گھر میں جاتا تھا۔ جب کبھی آنحضرتؐ ابراہیمؑ کی محبت سے ان کے گھر میں جاتے۔ میں پہلے جاتا تھا۔ اور ان کو خبردار کرتا تھا۔ کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم آتے ہیں۔ تاکہ وہ کام چھوڑ دیں۔ اور روایت آدمی کی صحت کی تقدیر پر جمع متعین پر محتمل ہے یعنے ام سیف اور ام بردہ نے ابراہیم کو دودھ پلایا۔ اور روایت وصفین فی بحتہ اس جمع کی تائید کرتی ہے۔ اور قاضی عباس مالکی نے کہا کہ ام بردہ اور ام سیف ایک ہے اور نام ابو یوسف براء ابن اوس کا اور نام بردہ خولہ بنت منذر کا ہے اور شیخ ابن حجر نے صحیح میں کہا ہے۔ کہ یہ جمع قاضی عیاض کی غیر مستند ہے لیکن اسماء رجال کے آئمہ سے کسی سے تصریح واقع نہ ہوئی یا یہ کہ کنیت براء ابن اوس اور ابو یوسف اور نام ابو یوسف براء ابن اوس کا تھا فقیر حقیر کہتا ہے۔ ابن عبداللہ مالکی کہ صاحب کتاب استعانت اور فن اسماء الرجال میں اسماء معروفہ صحابہ امام ہے۔ اور ایک رکن نے کہا کہ ابو یوسف کا نام براء ابن اوس ہے۔ اور اسماء میں کہا کہ براء بن اوس کی کنیت ابو یوسف ہے۔ اور وہ مددگار ابراہیم ہے۔ ابن اثیر کے جامع الاصول میں اسماء ہیں۔ کہا کہ اس کا نام براء ابن اوس اور وہ ابو یوسف مددگار۔ ابراہیم بیٹا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ کیونکہ اس کی بی بی ام بردہ نے ان کو دودھ پلایا وہ بھی امام ہے۔ پس سخن قاضی عیاض کا بقول ان دو امام کے ہماری تقویت میں گیا۔ واللہ اعلم ؟

ابراہیم قریب ایک سال کے جب ۱۰ھ میں وفات پائی۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ان کی موت سے بہت رنجیدہ اور غمگین ہوئے۔ اور روئے۔ یہ صحت کو پہنچا ہے۔ کہ جب آنحضرت کو خبر دی گئی کہ ابراہیم سکرات میں ہیں۔ تو عبدالرحمن بن عوف ان کے پاس تھے۔ آپ نے ان کا ہاتھ پکڑا۔ اور ابو یوسف کے گھر میں آئے۔ ابراہیم ماں کی گود میں تھے۔ ان کو اپنی گود میں لیا۔ اور جب ان کو اس حال میں دیکھا۔ آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ عبدالرحمن بن عوف نے کہا کہ یا رسول اللہ آپ بھی روتے ہیں۔ حالانکہ آپ نے میت پر رونے سے منع فرمایا تھا۔ تو فرمایا اے

پسر عوف یہ حال جو تو مجھ پر دیکھتا ہے رحمت دقت میں ہے۔ میت پر کہ پیدا ہوتی ہی
تحمل سے اس حال میں کہ اس کو پیش آیا۔ ایک روایت اس وقت فرمائی۔ کہ میں نے منع
نہیں کیا ہے۔ مگر دو آوازوں سے ایک وہ آواز کہ وقت نغمہ لہولعب کے اور شیطان کے
مزامیر سے ہو۔ دوسری وہ آواز کہ وقت مصیبت کے ہو۔ بال اکھاڑنے اور منہ پیٹنے
اور کپڑے کو پھاڑنے کے ساتھ۔ لیکن یہ رونا رحمت کے اثر سے ہے۔ اور جو شخص رحم
نہ کرے خدا بھی اس پر رحم نہ کرے۔ اس وقت فرمایا اے ابراہیم کہ اگر یہ نہ ہوتا
کہ موت ایک امر ہے حق کا اور ایک وعدہ ہے سچا۔ آخر ہمارا کہ عنقریب اولیاء کے
ساتھ ملیگا۔ تو بہ تحقیق اس سے زیادہ میں حزین ہوتا۔ اور فرمایا العین تدمع والقلب
تحزن ولا نقول الا مایرضی ربنا وانا لفراقک یا ابراھیم لمحزونون آنکھ روتی ہی
اور دل غمگین ہوتا ہے۔ اور ہم دم نہیں مارتے۔ مگر جس میں ہمارا رب راضی ہو۔ اور ہم
اس تیرے فراق میں اے ابراہیم البتہ غمگین ہیں۔ عبدالرحمٰن بن حسان بن ثابت
اپنی ماں سیرین سے روایت کرتے ہیں۔ کہ میں ابراہیم کے سرہانے موجود تھی۔ جب
میں نے اور میری بہن ماریہ نے فریاد کی۔ حضرت ہم کو منع نہیں کرتے تھے۔ جب قبض
روح کیا ہم کو فریاد کرنے سے منع فرمایا۔ اور ایک روایت میں یہ ہے کہ جب رسول
علیہ السلام رو گئے۔ اسامہ بن زید فریاد بر لائے۔ حضرت نے ان کو منع کیا۔ انہوں نے
کہا کہ میں نے آپ کو روتے دیکھا۔ فرمایا البکاء من الرحمۃ والصراخ من الشیطان
کہتے ہیں ان کی دایہ نے ان کو نہلایا۔ اور ایک قول یہ ہے کہ فضل ابن عباس نے غسل
دیا۔ اور عبدالرحمٰن بن عوف پانی ڈالتے تھے۔ اور حضرت غسل کے وقت حاضر تھے۔ اور
صحیح روایت یہ ہے کہ ان پر نماز پڑھی اور قبر پر کھڑے ہوئے۔ یہاں تک کہ ان کو دفن
کیا۔ اسامہ بن زید اور فضل ابن عباس نے قبر میں اتارا۔ اور بعد فراغ دفن کے صورت
قبر کی درست کی۔ اور پانی چھڑکا اور اول قبر کہ جو اسلام میں اس کو بنایا۔ وہی تھی ٭
منقول ہے کہ حضرت نے ابراہیم کی وفات میں فرمایا۔ اگر وہ زندہ رہتے تو میں
سب اقربا کو مع ان کی ماں کے آزاد کر دیتا۔ اور قبطیوں سے جزیہ وضع کر لیتا۔ اور
صحاح میں اختیار نبوت میں ملاکہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ابراہیم میرے لڑکے
نے مدت رضاع تمام نہ کی۔ اور دنیا سے گیا بہ تحقیق اس کو ایک مرضعہ اور ایک روایت

میں دو مرضعہ بہشت میں چاہیئے۔ کہ ایام رضاعت کی تکمیل کریں +

فائدہ + بعض سلف سے جو منقول ہے کہ ابراہیم پسر صلے اللہ علیہ وسلم نے حالت صغیر میں وفات پائی۔ اگر زندہ رہتے تو پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے چاہا تھا۔ یہ صحت کو نہ پہنچا۔ اور اعتبار نہیں رکھتا۔ اور دلیری علم غیب پر ہے۔ اور یہ عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا۔ میں نہیں جانتا۔ کہ اس سخن کے کیا معنے ہیں۔ نوح کے لڑکے تھے۔ اور نبی نہ تھے اور جیسا کہ غیر نبی سے ہو سکتے ہیں۔ کہ نبی وجود میں آئے۔ اگر نبی سے غیر نبی ممکن نہ ہوتا تو چاہیئے تھا کہ ہر کوئی نبی ہوتا۔ اس واسطے کہ سب نوح کی اولاد ہیں۔ اور آدم نبی مسلم تھے۔ ان کی پشت سے معلوم نہیں۔ کہ سوائے چھ بیٹے کے ہوئے ہوں۔ واللہ اعلم +

لڑکیاں۔ زینب بڑی بیٹی آنسرور صلے اللہ علیہ وسلم کی بقول صحیح ہیں۔ اور انکی پیدائش جاہلیت میں تیسویں سال واقعہ فیل سے تھی۔ ان کا نکاح آپ نے اپنی خالہ کے لڑکے ابوالعاص ابن ربیع ابن عبدالعزیٰ ابن عبدالشمس ابن عبدمناف کے ساتھ کیا اور ابوالعاص کی ماں ہالہ بنت خویلد تھی +

جنگ بدر کے دن جب ابوالعاص قیدی ہوا۔ زینب مکہ میں تھیں۔ ابوالعاص کے چھوڑانے کو ایک ہار جو خدیجہ رضؓ نے برات کے ان کو دیا تھا بھیجا تھا۔ جب رسول علیہ السلام نے اس کو دیکھا تو خدیجہ رضؓ کو یاد کیا اور بہت روئے اور اصحاب سے فرمایا کہ اگر چاہو کہ زینب کے قیدی کو چھوڑ دو۔ اور اس کا ہار پھیر دو۔ تو ایسا کرلو۔ سب نے کہا بہت اچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ پس ابوالعاص کو چھوڑ دیا۔ اور ہار واپس کردیا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوالعاص سے کہا اگر تم جب مکہ میں پہنچو تو میری لڑکی کو بھیجدو۔ کہ اس اسلام نے اور تمہارے کفر نے تمہارے درمیان جدائی ڈال دی اس نے قبول کیا۔ اور اپنی شرط پوری کی۔ اور زینب کو مدینہ بھیجدیا۔ اور اس زمانہ تک کہ ابوالعاص تجارت سے جو مکہ کی طرف لوٹتا۔ سریہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا اس طرف پہنچا۔ ابوالعاص بھاگ گیا۔ اور اس کا مال اہل اسلام کے ہاتھ آگیا۔ اس کو مدینہ میں لائے۔ ابوالعاص نے خفیہ اپنے کو مدینہ پہنچا۔ اور زینب سے امان طلب کی۔ زینب نے اس کو امان دے دی۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کی امان کو

قبول کیا۔ اور زینب سے فرمایا۔ کہ اس سے نزدیکی نہ کرنا کہ حلال نہیں ہے۔ اس کو اور اس سریہ کے اہل سے کہا کہ اگر احسان کرو تو اس کا مال واپس دو۔ اور اگر انکار کرو تو وہ مال لوٹ کا ہے اور اس کے تم حق دار ہو۔ سب نے کہا یا رسول اللہ اس کا مال ہم پھیر دیں گے۔ پس اس کا مال اس کے سپرد کر دیا۔ ابو العاص مکہ کو گیا۔ اور جو کچھ امانت کسی کی اس کے پاس تھی سب کو دیدی۔ اور کہا اے گروہ قریش تمہاری کوئی چیز میرے پاس نہ رہی۔ سب نے کہا نہیں۔ پس کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں۔ کہ خدا تعالیٰ ایک ہے۔ اور محمد بندہ اور رسول اس کا ہے۔ قسم ہے خدا کی۔ کہ کوئی چیز مجھ کو مدینہ میں مانع نہ ہوئے کہ اس کے آگے مسلمان ہو تا مگر اس کا ڈر کہ تم گمان کرو گے کہ ہمارا مال لینا چاہا۔ پھر مکہ سے باہر آیا۔ اور اپنے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملازمت میں پہنچایا۔ آنسرور صلے اللہ علیہ وسلم نے زینب کو اسی اول نکاح سے اُس کو دیا۔ اور ایک روایت ہے کہ نکاح کی تجدید کی +

نقل ہے کہ زینب کے ابو العاص سے ایک لڑکا علی نام اور ایک لڑکی امامہ نام تھی۔ لڑکا قریب بلوغ کے پہنچا تھا۔ کہ دُنیا سے سفر کر گیا۔ اور امامہ کو حضرت دوست رکھتے تھے چنانچہ ثبوت کو پہنچا ہے کہ ایک وقت نماز ادا کرتے تھے۔ اور امامہ کو اپنے کندھے پر بٹھایا تھا۔ جب رکوع کو جاتے تو زمین پر اتارتے اور جب سر سجدہ سے اٹھاتے تو قیام کے واسطے۔ تو اس کو اٹھاتے اور علی ابن ابی طالب نے بعد فاطمہ زہرا کے بموجب ان کی وصیت کے امامہ کو چاہا۔ وفات زینب کی حضرت کی زندگی میں ۸ہجری میں واقع ہوئی۔ اور سودہ بنت زمعہ اور ام سلمہ اور ام ایمن اور ام عطیہ انصاری نے غسل دیا۔ اور صحت کو پہنچا ہے کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ۳ بار یا ۵ بار اور ۷ بار ان کو بیری کے پانی سے نہلاؤ۔ اور آخر میں کافور کے پانی سے دھوؤ۔ اور سیدھی طرف سے ابتدا کرو۔ اور جب غسل سے فارغ ہو تو وضو کی جگہوں پر مجھ کو خبر کرو۔ جب فارغ ہوئیں تو کہا۔ آپ نے اپنی چادر کو دیا کہ اس کو اس کا شعار بناؤ۔ اور بعد غسل اور تجہیز اور تکفین اور نماز کے دفن کیا۔ اور حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی قبر پر آئے۔ رضی اللہ عنہا +

دوسری رقیہ۔ ان کی ولادت جاہلیت میں ۳۳ہجری میں واقعہ فیل سے ہوئی ظہور نبوت سے پہلے حضرت نے ان کو عتبہ بن ابی لہب کے نکاح میں دیا۔ اور ایک

روایت ہے کہ عتبہ کی زوجہ ام کلثوم تھی۔ اور مشہور زیادہ یہ ہے۔ کہ ان کے ساتھ عتبہ کے زفاف سے پہلے سورہ تبت ابولہب کی شان میں نازل ہوئی۔ اُس نے اپنے لڑکے عتبہ سے کہا کہ اگر محمدؐ کی لڑکی کو طلاق نہ دے گا۔ تو میں تجھ سے بیزار ہوں گا۔ اور روایت ہے کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے۔ اور قریش نے آپ سے دشمنی اختیار کی ابو العاص اور عتبہ سے کہا۔ کہ تم نے محمدؐ کے دل کو فارغ کیا ہے۔ اگر ہماری خاطر منظور ہے۔ تو اُن کی لڑکیوں کو طلاق دو۔ تاکہ ان کے شغل میں دوسری بات نہ کر سکیں۔ اور جو لڑکی تم چاہو۔ ہم اس کو دیں ابو العاص نے کہا قسم ہے خدا کی کہ میں محمدؐ کی لڑکی سے مفارقت نہ کروں گا۔ اور نہ دوست رکھوں گا۔ کہ اس کی عوض قریش کی کوئی عورت ہو۔ لیکن عتبہ ابی لہب کے بیٹے نے کہا اگر سعید ابن ابی العاص کی لڑکی مجھ کو دو تو رقیہ کو طلاق دوں۔ پس قریش نے ایسا ہی کیا اُس زمانہ میں عتبہ اپنے باپ کے ساتھ تجارت کو شام کی طرف جاتا تھا۔ اس نے کہا محمدؐ کے پاس جاتا ہوں۔ اور ان کو ان کے خدا کی شان میں ایذا پہنچاتا ہوں۔ پس حضرت کے پاس آیا اور کہا اے محمدؐ ھو یکفر بالذی دنی فتدلی فکان قاب قوسین او ادنیٰ یعنے وہ کفر کرتا ہے اُس ذات پاک کے ساتھ۔ کہ جس نے نزدیک کیا۔ پس تم نزدیک ہوئے پس ہو گیا فرق دو کمانوں کے قاب یا اِس سے بھی کم۔ اور اس ملعون نے بے ادبی کی۔ اور اپنی تھوک کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف ڈالا ؎

دریا بدہان سگ نگردد بد رنگ

اور کہا میں نے رقیہ کو طلاق دے دی۔ حضرت رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللّٰھم سلط علیہ کلبا من کلابک یعنی اے اللہ اس پر کوئی کتا اپنے کتوں میں سے مسلط کر دے۔ ابو طالب مجلس میں حاضر تھا۔ عتبہ سے کہا کہ کیا چیز محمدؐ کی دُعا کو تجھ سے دفع کرے۔ عتبہ ابی طالب کے پاس آیا اور سارا قصہ بیان کیا پھر شام کو چلا گیا۔ اور راہ میں ایک منزل پر اترا کہ اس کو زرقا کہتے تھے اور ایک بت خانہ کے پاس تھی۔ جو راہب کہ وہاں رہتا تھا۔ اُس نے ان سے کہا کہ تم واقف ہو کہ یہ منزل درندوں کی ہے ابو لہب نے قافلہ سے کہا کہ آج کی رات ہماری مدد کرو۔ میں ڈرتا ہوں کہ محمدؐ کی دُعا آج کی رات میرے لڑکے پر تاثیر کرے۔ پس اپنے یاروں کو جمع کیا اور بہت اونچے سونے کی جگہ راست کی اور اس کے آس پاس تکیہ بنایا یہ سب نگہبانی بجا لائے لیکن خدا تعالیٰ کی

حفاظت جوان کے ساتھ نہ تھی کچھ نتیجہ نہ ہوا ؎

بے عنایات حق و خاصان حق
گر ملک باشد سیاہش شد ورق

حق تعالیٰ نے نیند ان پر غالب کی۔ ایک شیر آیا اور ایک ایک کو سونگھا اور کسی کو تعرض نہ کیا اور اوپر جا کر ایک حربہ اپنے ہاتھ کا عتبہ پر مارا۔ اور اس کا پیٹ چیر ڈالا ؎

بس تجربہ کردیم دریں دہر مکافات
با آلِ نبی ہر کہ درافتاد برافتاد

عتبہ جاگا اور کہا کہ شیر نے مجھ کو مار ڈالا۔ اور فوراً جان اپنی مالک دوزخ کے سپرد کر دی +

صحت کو پہنچا ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے رقیہ کو اس کے بعد عثمان ابن عفان رضی کو دیا۔ اور انہوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ اور حضرت نے دونوں ہجرت میں ان کی شان میں فرمایا۔ انھما الاول من ھاجر الی اللہ بعد لوط پہلی ہجرت میں رقیہ حاملہ تھی۔ اس کا حمل گر گیا۔ اور کہتے ہیں کہ بعد اس کے عثمان سے رقیہ کو ایک لڑکا پیدا ہوا۔ اس کا نام عبداللہ رکھا۔ اور اسلام کے زمانہ میں ابو عبداللہ کے ساتھ کنیت کے وہ لڑکا دو برس کا ہوا۔ مرغ نے اس کی آنکھ میں چونچ ماری۔ اس کے صدمہ سے وفات پائی۔ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الحقی بسلفنا الخیر عثمان بن مظعون عورات روئیں عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ آئے اور ان کے کوڑے مارے کہ کیوں روتی ہو۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے عمر کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اور کہا کہ ان کو چھوڑ دو اس وقت فرمایا۔ کہ روؤ۔ ولیکن نوحہ گری سے بچی رہو۔ کہ جو دل اور آنکھ سے ہے۔ اور اللہ کی رحمت کا اثر ہے۔ اور جو زبان اور ہاتھ سے ہے۔ شیطان کی طرف سے ہے۔ فاطمہ۔ زہرا رقیہ کی قبر کے سرہانے سیدھے پہلو پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹھیں تھیں۔ بعد روتی تھیں۔ اور رسول علیہ السلام اپنی چادر مبارک کے گوشہ سے ان کی آنکھ سے آنسو پونچھتے تھے +

تنبیہ۔ جو کہ صحت پہنچا اور شہرت اکثر روایات سے پائی یہ ہے۔ کہ حضرت رقیہ رضی کی وفات کے وقت موجود نہ تھے۔ جیسا کہ پہلے گذرا۔ پس غالب گمان یہ ہے کہ جو قصہ کہ

مروی ہوا۔ ابن عباس رض سے زینب رض یا ام کلثوم رض کی وفات میں تھا۔ واللہ اعلم بالصواب۔ اور اگر رقیہ کی شان میں ہوتا تو یہ امر احتمال رکھتا ہے کہ بعد آنے آنسرور صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوہ بدر سے رقیہ کی قبر پر آئے اور امور مذکورہ واقع ہوئے +

تیسری ام کلثوم۔ اُن کا نام آمنہ تھا۔ ان کو اول عتبہ ابن ابی لہب کے نکاح میں دیا۔ اور بعد نزول سورہ تبت کے ابی لہب نے اُس کو طلاق دلائی۔ بعد وفات رقیہ کے تیسرے سال آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو عثمان رض کو دیا ایک مدت عثمان رض کے ساتھ رہیں۔ فرزند پیدا نہ ہوا۔ اور بعض روایات میں وارد ہوا کہ ان کی لڑکی تھی۔ لیکن بالغ نہ ہوئی کہ دُنیا سے سفر کر گئی۔ وفات ام کلثوم کی ۹ھ ہجری میں واقع ہوئی اور اسماء بنت عمیس اور صفیہ بنت عبد المطلب اور ام عطیہ نے ان کو غسل دیا۔ اور حضرت ان کی قبر پہ حاضر ہوئے اور روئے۔ اور صحت سے معلوم ہوا کہ جب ان کے جنازہ کو قبر کے کنارہ پہ رکھا۔ حاضرین نے فرمایا ھل منکم رجل لم یقارق اللیلۃ اھلہ۔ ابو طلحہ انصاری نے کہا یا رسول اللہ میں نے آج کی رات اس کی مفارقت نہ کی فرمایا قبر میں آؤ۔ اور اس کو دفن کرو +

نقل ہے کہ جب ام کلثوم رض کو قبر میں اتارا۔ حضرت صلعم نے فرمایا منھا خلقنٰکم وفیھا نعیدکم ومنھا نخرجکم تارۃ اُخری اور بعد ازاں فرمایا بسم اللہ وفی سبیل اللہ وعلے ملۃ رسول اللہ۔ اور فرمایا کہ دروزہائے خشت اٹھالو۔ اور جان لو کہ اس سے میت کو نفع نہیں پہنچتا ہے۔ لیکن دوستوں کا دل خوش ہوتا ہے۔ اور مروی ہے۔ کہ اگر میں دس لڑکیاں رکھتا۔ عثمان رضی اللہ عنہ کو ایک کے بعد ایک دیتا +

چوتھی سیدۃ النساء فاطمہ زہرہ رضی اللہ عنہا ان کی کنیت ام محمد اور ان کا لقب مبارکہ طاہرہ زاکیہ۔ راضیہ۔ مرضیہ۔ بتول۔ عذرا ہیں۔ ان کی ولادت ۳۵ سنہ میں واقع فیل سے پانچ سال پہلے نبوت سے۔ اور ایک قول سے ۴۱ سنہ ہجری میں واقع ہوئی۔ اور سب سے چھوٹی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی لڑکیوں میں بقول صحیح آپ تھیں۔ اور ایک قول سے رقیہ اور ایک قول سے ام کلثوم اور علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ نے رمضان میں ۲ سنہ ہجری میں بعد مراجعت بدر سے ان کو بیاہا۔ اور

ذی الحجہ میں ان کے ساتھ زفاف کیا ایک قول سے ماہ رجب میں اور ایک قول سے صفر میں اُن کو چاہا۔ اُس وقت فاطمہ زہراؓ پندرہ برس یا اٹھارہ برس کی تھیں۔ اور جو کہ تاریخ ولادت اور تزویج میں ذکر کیا ہے۔ کہ وہ نکاح کے وقت بیسؔ سال کی ہونی ہونگی۔ اور شرح تزویج کے سلسلہ ہجری کے وقائع کے ذکر میں ذکر میں گذرا ہے۔ اور فاطمہ کے ۳ پسر اور ۳ لڑکیاں تھیں۔ یعنے حسنؓ و حسینؓ و محسن۔ و زینب و ام کلثوم۔ و رقیہ محسن اور رقیہ نے بچپن میں وفات پائی۔ اور زینب کو عبداللہ ابن جعفر کو اور ام کلثوم کو عمر ابن الخطاب کو دیا۔ ان سے نسل نہ چلی جب عائشہ صدیقہ رضہ سے پوچھا یہ کہ آدمیوں سے کون دوست تر تھے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہا فاطمہ۔ کہا مردوں سے کون تھے۔ کہا اس کا شوہر۔ اور اخبار میں وارد ہوا ہے کہ حذیفہ ابن الیمان رضؓ نے کہا ایک دن میری ماں نے مجھ سے پوچھا کہ کب سے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کو تو نے نہیں دیکھا ہے۔ میں نے کہا اتنے وقت سے کہ میری خواری کی اور گالیاں دیں۔ میں نے کہا معاف کرو۔ میں جاتا ہوں۔ اور ان کے ساتھ شام کی نماز پڑھوں گا۔ اور تیرے اور اپنے واسطے عرض کروں گا۔ کہ بخشش کی دُعا فرمایئے۔ تو مجھ کو اجازت دی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا۔ اور شام اور عشاء کی نماز ادا کی۔ جب نماز سے فارغ ہوئے اُٹھے اور گھر کی طرف جاتے تھے۔ میں پیچھے آپ کے رواں ہوا۔ میں نے دیکھا کہ راہ میں ایک شخص اُن کے آگے آیا۔ اور بطریق بشارت کے بات کی اور غائب ہو گیا۔ میں پیچھے جاتا تھا۔ میری آواز سُنی۔ فرمایا تو ابن حذیفہ ہے۔ میں نے کہا ہاں۔ پوچھا کہ تیری حاجت کیا ہے غفر اللہ لک و لامک یہ شخص جو میرے آگے آیا تو نے دیکھا۔ میں نے کہا ہاں یا رسول اللہ۔ فرمایا فرشتہ تھا۔ کہ اس سے پہلے ہرگز زمین پر نہ آیا۔ اپنے پروردگار سے اجازت چاہی کہ مجھ پر سلام کرے۔ اور خوشخبری دے۔ کہ فاطمہ رضی اللہ عنہ اہل بہشت کی عورات کی سردار ہے۔ اور حسنؓ اور حسینؓ جوانان بہشت کے سردار ہوں گے

انسؓ ابن مالکؓ روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت نے فرمایا حسبک اللہ من نساء العالمین مریم بنت عمران اور خدیجہ بنت خویلد اور فاطمہ بنت محمدؐ اور آسیہ بنت مزاحیم فرعون کی بی بی۔ اور صحت سے معلوم ہوا۔ کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بضعۃ منی من اذاھا فقد اذانی و من ابغضھا فقد ابغضنی یعنی فاطمہ

میرا ٹکڑا ہے۔ جس نے اس کو ایذا دی اُس نے مجھ کو ایذا دی اور جس نے اُس سے بغض کیا۔ پس تحقیق مجھ سے بغض کیا۔ اور بعض خبروں میں وارد ہوا ہے ان اللّٰہ یغضب یغضب فاطمۃ و یرضی برضاہا یعنی اللہ تعالےٰ فاطمہؓ کے غصہ سے غصہ کرتا ہے اور فاطمہ کی رضامندی سے راضی ہوتا ہے۔ ثبوت سے معلوم ہوا کہ ایک دن حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کے مجمع میں فرمایا کہتے ہیں کہ عورتوں کو کیا چیز بہتر ہے۔ یاروں نے جواب نہ دیا۔ علی ابن ابی طالب گھر میں آئے اور جو مجلس نبوی میں گذرا تھا۔ فاطمہؓ سے پوچھا۔ فاطمہؓ نے کہا۔ کیوں نہ کہا کہ عورتوں کو یہ بہتر ہے۔ کہ مردوں کو نہ دیکھیں۔ اور مرد ان کو نہ دیکھیں۔ پس حضرت امیر علیہ السلام نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں مراجعت کی۔ یہاں تک کہ یہ جواب آں سرورؐ سے کہا۔ فرمایا کس سے سیکھا۔ امیر علیہ السلام نے کہا کہ فاطمہ رضؓ سے۔ فرمایا کہ انما فاطمۃ بضعۃ منی اور کہتے ہیں کہ ایک بار پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے علی اور فاطمہ کے ساتھ مباسطت فرمائی۔ اور دونوں سے ملاطفت کرتے تھے۔ علی نے کہا یا رسول اللہ وہ دوست تر ہے۔ آپ کے ساتھ مجھ سے یا میں۔ حضرت نے فرمایا وہ ہے۔ احب الیّ منک وانت علی اعز منھا اور صحت کے ساتھ ملا۔ عائشہ صدیقہ رضؓ سے کہ باہر گئے۔ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم اور پشمینہ کی ردا اوڑھے ہوئے تھے کہ حسین رضؓ ابن علی الخ کے آگے آئے۔ اُن کو ردائے مبارک میں لے لیا۔ پھر حسن رضؓ ابن علی رضؓ آئے۔ پھر علیؓ اور فاطمہؓ آئے۔ اُن کو بھی لے لیا۔ پھر فرمایا انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت و تطھیرا یعنے اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ تم سے برائی دور کرے اور تم کو خوب پاک کرے۔ اور ان چاروں کی شان میں فرمایا۔ انا حرب لمن حاربھم و سلم لمن سالمھم یعنے میں لڑنے والا ہوں اس سے جو ان سے لڑائی کرے اور سلامت رکھنے والا ہوں اس سے جو ان کو سلامت رکھے اور ایک بار فاطمہ رضؓ کے گھر میں تشریف لائے دیکھا کہ وہ موٹا جامہ اونٹ کے بالوں کا پہنے ہوئے ہیں۔ آپ آنسو بھر لائے اور کہا اے فاطمہ رضؓ آج مشقت اور دنیا کی تنگی پر صبر کر کل قیامت کے دن بہشت کی نعمتیں تیرے واسطے ہیں۔ اور شیخ نجم الدین عمر رضی اللہ عنہ اپنی تفسیر فاتحہ میں روایت کرتے ہیں کہ دن پیغمبر صلے اللہ

علیہ وسلم فاطمہ زہرا کے گھر تشریف لائے۔ دیکھا کہ فاطمہؓ ملول اور محزون ہو نے روتی ہیں۔ آپ نے پوچھا کہ کیوں غمگین ہو۔ فرمایا یا رسول اللہ بر سبیل حکایت نہ شکایت کہتی ہوں تین دن ہوئے کہ میرے گھر میں کھانا نہیں ہے۔ اور حسنؓ اور حسینؓ کو صبر نہ رہا۔ وہ شدت بھوک سے روتے ہیں۔ مجھ کو بھی ان کے رونے سے رونا آتا ہے اور علی بھی روتے تھے اور میں آپ سے پوشیدہ رکھتی تھی۔ لیکن آج حسنؓ اور حسینؓ سے کچھ میں نے وہ سُنا کہ مجھ کو طاقت نہ رہی۔ کہ کوئی بچہ ایسا روتا ہوگا۔ کہ ہم پر جہان تاریک ہوا۔ اے پدر کیا فرماتے ہو۔ اگر بندہ حق تعالےٰ کے ساتھ گستاخی کرے مناجات میں عیب نہیں ہے۔ فرمایا اے فرزند خدا تعالےٰ بندوں کی گستاخی دوست رکھتا ہے۔ فاطمہ گئیں اور غسل کیا۔ اور گھر کے گوشہ میں نماز کو کھڑی ہوئیں۔ جب نماز سے فارغ ہوئیں۔ مناجات کی اور ہاتھ اُٹھائے اور روئیں اور کہا خدا وندا تو جانتا ہے کہ عورتوں کو طاقت پیغمبران نہیں ہے یا مجھ کو بھی ایسی طاقت دے۔ یا اس بلا سے ماعت بخش یہ کہا اور ہوش سے گئیں۔ فوراً جبرئیل علیہ السلام آئے اور فرمایا۔ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم انہوں نے فرمایا کیا ہے۔ کہا فاطمہؓ نے فرشتوں کو شیر میں ڈالا ہے ان کو دیکھو۔ خواجۂ عالم صلی اللہ علیہ وسلم آئے اور فاطمہؓ کو دیکھا کہ بیہوش ہیں۔ ان کا سر زمین سے اٹھایا اور گود میں لیا۔ حضرت فاطمہؓ ہوش میں آئیں اور اٹھیں اور شرمندوں کی مثل سر ڈال لیا۔ حضرت نے فرمایا اے فاطمہ زہرا انحن قسمنا خدائے تعالےٰ کو قسام جان تاکہ مشقتیں تجھ سے آسان ہوں۔ پھر دست مبارک ان کے سینہ پر رکھا اور کہا۔ خدایا اس کو بھوک سے نڈر کر۔ فاطمہؓ کہتی ہیں کہ یہاں تک ہیں روتی تھی ہرگز۔ اپنے دل پر سختی بھوک کی نہ پائی ثوبان غلام آزاد کردہ رسول علیہ السلام سے مروی ہے۔ کہ جب سفر کو جاتے تھے۔ آخر جو کوئی رخصت کرتا۔ وہ فاطمہ زہراؓ تھیں۔ اور جب مراجعت فرماتے۔ اور اول اہل بیت میں جس سے ملاقات کرتے وہ فاطمہ زہراؓ تھیں۔ پھر ازواج کے حجرہ میں تشریف لے جاتے تھے۔

مروی ہے کہ حضرت علیؓ اور فاطمہؓ کے دروازہ آتے اور کھڑے رہتے اور فرماتے السلام علیکم یا اھل البیت انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل

البیت ویطھرکم تطھیرا امیر المومنین حسن ابن علی فرماتے ہیں۔ کہ میں نے اپنی ماں فاطمہؓ کو دیکھا۔ کہ جمعہ کی رات میں اپنے گھر کی مسجد میں نماز پڑھتی تھیں۔ اس وقت تک کہ صبح طلوع ہوتی میں نے سُنا کہ مومن مرد اور عورت کو بہت دعائے خیر فرماتی تھیں اور اپنے واسطے کچھ دُعا نہ کرتی تھیں۔ میں نے کہا اے مادرِ مہربان کس لئے اپنے نفس کے واسطے دُعا نہیں کرتی ہو۔ فرمایا۔ اے بچے من الجار ثم الدار +

نقل ہے کہ چند روز بیمار رہیں اور جس روز کہ دُنیا سے کوچ کیا علی مرتضیٰ ایک مہم پر گھر سے باہر تھے۔ سلمیٰ آزاد کردہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا میرے واسطے پانی گرم کرنا تاکہ غسل کروں۔ سلمیٰ کہتے ہیں۔ میں نے ایسا ہی کیا غسل اچھی طرح بجالائیں۔ پھر آپ نے پاک کپڑے مانگے اور پہنے اور فرمایا۔ کہ ان کے بستر کو اندر گھر کے میں نے بچھا دیا۔ وہاں قبلہ رو ہوئیں۔ اور سیدھا اپنے منہ کے نیچے تکیہ کیا۔ فرمایا اے سلمیٰ میں ابھی اس عالم سے جاتی ہوں۔ اور میں نے غسل کیا ہے چاہیے کہ کوئی مجھ کو برہنہ نہ کرے۔ یہ فرمایا اور روح پاک قبض ہوگئی۔ جب علی آئے دیکھا کہ ہم روتے تھے۔ پوچھا کہ کیا ہوا۔ ہم نے کیفیت واقعہ کی اُن سے کہی۔ اور اُن کی وصیت بجالائے۔ اور اسی غسل سے ان کو اُٹھایا اس قصہ کو احسن طریق سے محمد ابن سعد واقدی کے کاتب نے اپنی کتاب طبقات میں بیان کیا ہے اور کتاب النعمہ میں مسند امام محمدؒ حنبل سے نقل کیا ہے۔ باوجود اس کے کہ حکم فقہی اس کے خلاف ہے۔ اور اگر صحت کو پہنچی۔ فاطمہ بتول کے مخصوصات سے رکھنا چاہیئے۔ لیکن مشہور یہ ہے کہ جب وفات پائی بموجب ان کی وصیت کی۔ اسماء بنت عمیس نے ان کو غسل دیا اور حسن و حسین رضی اللہ عنہما نے پانی ڈالا اور کی سوت پر روتے تھے +

نقل ہے کہ علی مرتضیٰ آئے اور کہا اے بنتِ رسولؐ اپنے دل کو میں بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے تجھ سے تسکین دیتا تھا۔ بعد تمہارے کس طرح تسکین دوں گا۔ اور انکی مفارقت پر بہت روئے۔ اور یہ بیت انشا فرمائے +

لکل اجتماع من خلیلین فرقۃ	وکل الذی دون الفراق قلیل
وان افتقادی فاطمہ بعد احمدؐ	دلیل علی ان لا یدوم خلیل

ہر دو دوست کے ملنے پر جدائی ہے۔ وہ آدمی کم ہیں کہ جن میں جدائی نہ ہو۔ افتقاد فاطمہ کا دلیل ہے۔ کہ اس امر کی کہ دوست ہمیشہ نہیں رہتا" +

حضرت فاطمہؓ کی وفات منگل کی رات میں تیسری رمضان کو واقع ہوئی۔ اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے چھ ماہ اور بقولے ۹۰ روز بعد اور اول قول بہت صحیح ہے۔ اور عمر شریف ان کی اٹھائیس سال کی تھی۔ اور بقیع میں رات کے وقت دفن ہوئیں اور ان پر نماز حضرت علیؓ نے اور بقولے عباس نے ادا کی۔ دوسرے روز ابوبکر صدیق اور عمر فاروق اور تمام اشراف قریش کے رضی اللہ عنہ علی مرتضےٰ کرم اللہ وجہہ کے ساتھ معاتبت کرتے تھے کہ ہم کو کیوں خبر نہ کی۔ تاکہ شرف نماز کا پاتے۔ علی کرم اللہ وجہہ عذر فرماتے تھے۔ کہ ان کی وصیت کے مطابق میں نے ایسا کیا۔ اور بعض کہتے ہیں۔ کہ جب وفات کا وقت آیا تو علیؓ کو بلایا اور کہا کہ میں چاہتی ہوں کہ ایک وصیت تم سے کروں۔ اگر بجا لاؤ۔ ورنہ دوسرے سے کروں کہ وہ بجا لاوے گا۔ علیؓ نے کہا میں نے قبول کیا کہ جو کہوگی ویسا کروں گا۔ فرمایا کہ جب میں دنیا سے جاؤں مجھ کو رات میں دفن کرنا۔ کہ نامحرم کی آنکھ میرے جنازہ پر نہ پڑے۔ بعد وفات کے حضرت علیؓ نے ایسا ہی کیا۔ جیسا کہ وصیت تھی +

میں نے حاشیہ شرح مطالعہ میں دیکھا ہے۔ کہ آل میں پانچ مذہب ہیں۔ ایک بمعنے پیچھے چلنے والے کے ہیں۔ مذہب جعفر بن عبد اللہ انصاری کا ہے۔ اور سفیان ثوری کا اور مختار بعض اصحاب امام شافعی کا ہے۔ دوسرے امام شافعی کے نزدیک اول مطلب اور بنو ہاشم۔ تیسرے آل بنو ہاشم فقط۔ چوتھے امام مالک کے نزدیک حضرت رسالت پناہ سے لیکر غالب ابن فہر تک۔ پانچویں ذریت حضرت نبی کی اور ازواج مطہرات آنحضرت علیہ السلام کے۔ اور بعض اس پر ہیں کہ بنو ہاشم اور نیز آل حضرت امیر المومنین علیؓ اور آل حضرت عباس اور جعفر اور عقیل اور حارث ابن عبد المطلب اور علم اللہ کے نزدیک ہے +

بیان ذکر کیفیت ولادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کچھ بیان غرائب سے کہ اسی ولادت میں ظہور میں آیا اور جو اس کے متعلق ہے

روضۃ الاحباب سے مروی ہے کہ عثمان ابن العاص نے اپنی ماں فاطمہ بنت عبداللہ ثقفیہ سے روایت کی ہے کہ میں آمنہ کے پاس موجود تھی۔ جس وقت کہ وضع حمل کے آثار ظاہر ہوئے۔ میں نے آسمان کی طرف دیکھا کہ ستارے زمین کی طرف میل کرتے تھے۔ اس میں یہاں تک کہ میں نے جانا کہ زمین پر گر پڑینگے۔ اور ایک روایت میں ہے۔ کہ اس وقت ایسے نزدیک ہوتے تھے کہ میں گمان لے گئی کہ مجھ پر گر پڑینگے۔ اور جب آمنہ کو وضع حمل واقعہ ہوا۔ تو اُن سے ایک نور جُدا ہوا کہ اُن کا حجرہ اور گھر سب نورانی ہو گیا۔ اس حیثیت سے کہ میں نے سوائے نور کے کوئی چیز نہ دیکھی۔ اور عبدالرحمٰن ابن عوف روایت کرتے ہیں۔ کہ اپنی ماں شفا بنت عوف سے کہ میں آمنہ کی قابلہ تھی۔ اور اس رات کہ ان کی درد ولادت کا ہوا۔ جب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ہاتھ میں آئے۔ اور آواز میرے ہاتھ سے پہنچی۔ میں نے سُنا کہ کہتے تھے یرحمک ربک تیرا رب تجھ پر رحم کرے۔ اور مشرق سے مغرب تک زمین نورانی ہو گئی۔ چنانچہ بعض محل شام کے اُس نور سے میں نے دیکھے۔ اس وقت میں نے تکیہ کیا۔ تھوڑی دیر ہوئی۔ کہ ایک ظلمت اور ڈر اور لرزہ مجھ پر طاری ہوا۔ بعد ازاں میری سیدھی طرف سے روشنی پیدا ہوئی۔ میں نے سُنا کہ کہنے والا کہتا تھا کہ ان کو کہاں لے جائے گا۔ دوسرے نے اُس کے جواب میں کہا مغرب کی طرف۔ بعد تھوڑی دیر کے وہ لرزہ مجھ سے جاتا رہا۔ اور شفا کہتی ہیں کہ میں نے دیکھا کہ کچھ آوازیں میرے کان میں اور آئی ہیں۔ اور میری جانب چپ سے ایک روشنی پیدا ہوئی۔ اور کہنے والا کہتا تھا کہ ان کو کہاں لے گیا تھا۔ دوسرے نے جواب میں کہا مشرق کی طرف۔ تمام جگہوں متبرکہ میں پہنچایا۔ اور ابراہیم خلیل کے روبرو پیش کیا۔ کہ اِن کو انہوں نے اپنے سینہ سے لگایا۔ اور طہارت اور برکت کی دُعا کی۔ شفا کہتی ہیں پھر کہا کہ بشارت ہو تم کو اے محمدؐ دنیا کی عزت اور شرف کی تحقیق تو تھامنے والا ہے ایک مضبوط رسی کا جو کوئی تیری ملت اور دین کے درخت اور درخت کے دین کی ڈالی سے متعلق ہوگا۔ اور تیری بات پر عمل

کرے گا۔ کل قیامت کے روز تیری اُمت میں محشور ہوگا۔ شفا کہتی ہیں۔ ہمیشہ یہ بات میرے دل میں رہی یہاں تک کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے۔ اور میں سب سے پیشتر اسلام لائی +

نقل ہے کہ ایک گروہ ملائکہ کا درگاہ خداوند تعالیٰ سے اُس رات زمین پر بھیجا گیا۔ کہ آمنہ کی حفاظت کرے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شیاطین کی آنکھ سے بچائے۔ آپ کی والدہ آمنہ روایت کرتی ہیں۔ کہ اس رات جب میرے درد زہ پیدا ہوا۔ ایک آواز عظیم میں نے سُنی کہ اُس سے میں خوفناک ہوئی۔ میں نے دیکھا کہ ایک مُرغ سفید نے بازو میرے سینہ پر ملے کہ وہ خوف اور ڈر جاتا رہا۔ پھر میں نے دیکھا۔ کہ ایک طرف میرے آگے شربت سفید کا بھرا ہوا پیالہ رکھا ہے۔ میں نے جانا کہ دودھ ہے۔ اس وقت میں پیاسی تھی۔ اس کو میں نے پیا کر مجھ کو تسلی ہوئی۔ اور نیز آمنہ سے منقول ہے کہ اس رات میں نے دیکھا۔ کہ ایک گروہ مرغوں کا میرے گھر کی طرف آیا۔ اس حیثیت سے کہ سارا گھر میرا چھپا لیا۔ منقاریں ان کی زمرد کی اور پاؤں یاقوت کے تھے۔ خداوند تعالےٰ نے حجاب میرے آگے سے اُٹھا لیا۔ اور اس وقت میں نے تمام مشارق اور مغارب کا مشاہدہ کیا۔ اور میں نے دیکھا کہ تین علم نصب کئے تھے۔ ایک مشرق اور ایک مغرب میں اور ایک خانہ کعبہ پر اور نیز آمنہؓ سے روایت ہے۔ کہ جب محمد صلے اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے تو اپنے ہاتھوں کو زمین پر رکھا۔ اور سر آسمان کی طرف اُٹھا۔ اور دو زانو بیٹھے اور اپنی انگلیاں لے کر انگشت شہادت سے اشارہ کرتے تھے جیسے کوئی تسبیح پڑھتا ہے۔ اور ایک روایت یہ ہے کہ انگوٹھا چوستے تھے کہ شیر اس سے جاری تھا۔ بعد ازاں ایک مشت خاک زمین سے اُٹھائی۔ اور کعبہ کی طرف متوجہ ہوئے اور سجدہ کیا اور ان سے ایک نور ظاہر ہوا۔ کہ تمام محل بصرہ اور شام کے اُس نور سے میں نے دیکھے اور ایک روایت آمنہ سے یہ ہے۔ کہ جب محمد صلے اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے ایک سفید ابر کا ٹکڑا آسمان سے اُترا۔ اور میرے پاس آیا۔ اور ان کو اُٹھا کر میری آنکھ سے غائب ہوگیا۔ میں نے سُنا کہ منادی کہتا تھا کہ ان کو تمام مشرق اور مغرب میں پھراؤ۔ اور مقامات انبیاء میں لاؤ تا کہ دُعا برکت کی ان کے واسطے کریں۔ اور ان کو ملت حنیفہ کا لباس پہناؤ۔ اور ان کے باپ ابراہیم علیہ السلام کے آگے لیجاؤ اور تمام دریاؤں میں لاؤ تا کہ سب اہل دریا ان کو نام اور صفت

اور صورت سے پہچانیں یہ تحقیق ان کا نام دریا میں یا جی ہے۔ کوئی مقدار شرک سے روئے زمین میں باقی نہ رہی ہوگی۔ مگر ان کے وقت میں محو ہوگی۔ بعد ایک لحظہ کے اُن کو پھر لائے اور ایک ٹکڑے میں سفید صوف کے رکھا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ ان کو حریر سبز کے ٹکڑے میں رکھا اور چند کنجیاں اس کے ہاتھ میں تھیں۔ اور کہنے والا کہتا تھا۔ کہ اے محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم تو کلید نبوت اور کلید نصرت اور کلید خزانہ یاد کو۔ بعد ازاں دوسرا ابر کا ٹکڑا ظاہر ہوا۔ جو نہایت بڑا اور پہلے سے زیادہ نورانی تھا۔ اور آواز اس کی بڑی تھی۔ اور مرغوں کے پر کی اور باتوں کی آدمیوں کی اس سے آواز میں سُنتی تھی۔ اس ابر نے بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اٹھا لیا اور میری نظر سے غائب کیا۔ اوّل بار سے زیادہ دیر تک اور میں نے سُنا کہ منادی کہتا تھا لے جاؤ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو تمام اطراف زمین میں پھراؤ اور تمام روحانیوں انس اور جن میں پیش کرو۔ اور ان کو صفوف آدم اور رقت روح اور برواتے شدت اور قوت نوح اور ملت ابراہیمؑ اور سنت اسحاقؑ۔ اور ایک روایت ہے۔ کہ صبر ایوبؑ بجائے سنت اسحٰقؑ کی اور فصاحت اسمٰعیلؑ اور بشارت یعقوبؑ اور جمال یوسفؑ اور آواز داؤدؑ اور زہد یحییٰؑ اور کرم عیسےٰؑ سپرو کرو۔ اور ایک روایت ہے کہ ان کو انبیا اور رسل کے اخلاق کے دریا میں غوطہ دو۔ اسی سبب سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مدح میں کہا ہے ۔

وارث اخلاق ہر پیغمبر است
جامع اوصاف مجموعہ رسل

آمنہ کہتی ہیں کہ بہت تھوڑی دیر کے بعد پھر لائے۔ ایک حریر کا ٹکڑا لپٹا ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں تھا کہ قطرے آب زلال کے اس سے ٹپکتے تھے اور کہنے والا کہتا تھا بخ بخ محمدؐ نے تمام دُنیا پر قبضہ کر لیا۔ کوئی مخلوق اہل دُنیا سے باقی نہ رہی کہ ان کے قبضہ تسخیر میں اللہ تعالےٰ کے حکم سے عاجزی کے ساتھ نہ آئی ہو ماشاء اللہ لاقوۃ الاباللہ ؀

روایت ہے کہ آمنہؓ نے فرمایا کہ جب محمد صلے اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے۔ تین شخص مجھ پر ظاہر ہوائے۔ جو نہایت حسین گویا اُن کے چہرہ سے آفتاب چمکتا تھا۔ ایک کے ہاتھ میں ایک ابریق چاندی کی کہ جس سے مشک کی بو آتی تھی۔ اور دُوسرے کے

ہاتھ میں ایک طشت زمرد سبز کا کہ چہار گوشہ رکھتا تھا۔ ہر ایک گوشہ میں سفید موتی تھے۔ اور کہنے والا کہتا تھا یہ دنیائے شرق اور غرب اور بر و بحر اس کا اے اللہ کے حبیبؐ جو گوشہ چاہو اس کا لے لو۔ محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے دست مبارک طشت کے درمیان رکھا۔ غیب سے آواز آئی قسم رب کعبہ کی کہ انہوں نے کعبہ کو اختیار کیا۔ اور خبردار ہو کہ حق تعالیٰ نے اس جگہ کو ان کا قبلہ بنا دیا۔ اور ان کا مسکن مبارک کیا۔ اور تیسرے شخص کے ہاتھ میں سفید حریر کا ٹکڑا تھا۔ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو اس طشت میں سات بار نہلا کر اس چاندی کے آفتابہ سے اس حریر کے ٹکڑے میں لپیٹا اور ایک بندکہ مشک اذفر سے معلوم ہوتا تھا اس پر باندھا۔ بعد ازاں وہ حریر کا مالک ایک ساعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے پروں میں دبائے رہا۔ ابن عباسؓ یہ خبر جب کہتے تھے تو کہاں وہ شخص رضوان خازن بہشت تھا۔ آمنہ آپ کی والدہ فرماتی ہیں۔ کہ بعد ایک لحظہ کے آپ کو اپنے پروں سے اس نے نکالا اور آپ کے کان میں باتیں کہیں کہ میں ان کو نہ سمجھ سکی۔ پھر اس نے دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور کہا بشارت ہو تم کو اے محمدؐ کہ علم تمام پیغمبروں کا تم کو سپرد کیا۔ علم اور شجاعت تمہارا سب سے زیادہ ہوا۔ اور تمہارے ساتھ کنجیاں نصرت کی ہمراہ کیں۔ اور عظمت اور ہیبت تمہارے آدمیوں کے دلوں میں ڈالی کہ کوئی آدمی تمہارا ذکر نہ سنے گا۔ مگر اول اس کا لرزاں اور ہراساں ہوگا۔ اگرچہ اس نے تم کو نہ دیکھا ہووے۔ اللہ کے حبیب آمنہ فرماتی ہیں کہ بعد ازاں میں نے اس شخص کو دیکھا۔ کہ اس نے منہ آپ کے منہ پر رکھا جیسا کہ کبوتر اپنے بچہ کو کچھ دیتا ہے۔ اور اس نے آپ کو کچھ دیا۔ اور میں اس کو دیکھتی تھی۔ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنی انگشت سے اشارہ فرماتے تھے اور زیادہ طلب کرتے تھے۔ بیان کرتے ہیں کہ جس رات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے۔ تمام بت اوندھے ہو کر گر پڑے۔ شیطان اور اس کا لشکر قید کیا گیا تھا۔ حالانکہ وہ فریاد اور نالہ عظیم کرتا تھا۔ ان ابلیس لعنۃ اللہ عن اربع رنات رنتہ حین لعن و رنتہ حین اھبط و رنتہ حین ولد النبی و رنتہ حین انزل الفاتحہ۔ اور جمہور اہل سیر اور تواریخ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ختنہ کردہ اور ناف بریدہ پیدا ہوئے۔ علماء نے کہا ہے کہ حکمت اس میں یہ تھی۔ کہ کوئی مخلوق آپ کی تکمیل میں دخل نہ رکھے۔

دُوسری یہ کہ کوئی عیب لاحق نہ ہو۔ کوئی اقلف نہ کہے۔ تیسری یہ کہ کوئی مرد آپ کو ننگا نہ دیکھے +

اور انس رضؓ سے روایت ہے کہ ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال من کرامتی انی ولدت مختونا ولم یر احد سوالی یعنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک میری کرامت یہ ہے۔ کہ مَیں مختون پیدا کیا گیا۔ تاکہ مجھ کو کوئی ننگا نہ دیکھے۔ اور اس حدیث کو ابن جوزی و فاشع زندی نے اعلام میں بیان کیا ہے لیکن بعض متاخرین نے اس حدیث کے اسناد میں طعنہ کیا ہے اور کہا ہے محدث کا محاسبہ کریگی فردائے قیامت کو۔ اس حدیث کی روایت ہے اگر اس کا ضعف بیان نہ کریں اور بعض اہل سیر اور تواریخ متاخرین سے لائے ہیں۔ کہ جبرئیل السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ختنہ کیا۔ اس وقت آپ کی نظر قلب بجالائے حالت صغر سنی میں۔ اور ایک قول ہے۔ کہ عبدالمطلب نے ساتویں روز ولادت سے ختنہ کیا۔ واللہ اعلم +

نقل ہے کہ عبدالمطلب نے کہا میں اس رات کو کعبہ میں تھا۔ جب آدھی رات ہوئی کو چاروں دیواریں کعبہ مقام ابراہیم علیہ السلام پر مائل ہوئیں اور مقام کے نزدیک سجدہ میں گئیں۔ اور پھر اصلی حالت پر رجوع کیا۔ اور عجب تکبیر اس سے میں سُنتا تھا۔ اور آواز آتی تھی اللہ اکبر اللہ اکبر رب محمد المصطفےٰ کان قد طھرنی ربی عن انجاس الاصنام وانجاس المشرکین یعنے میرے رب نے مجھ کو بتوں کی نجاست اور مشرکین کی پلیدی سے پاک کیا۔ اور جس قدر کہ بُت کعبہ کے آس پاس تھے۔ مثل کپڑے کے پارہ پارہ ہو گئے۔ اور بڑا بُت کہ اس کا نام ہبل تھا اوندھے مُنہ گرا۔ مَیں نے سُنا کہ منادی ندا کرتا تھا۔ کہ اب آمنہ سے محمد صلے اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے۔ اور ایک رحمت کا بادل اترا اور ایک طشت فردوس سے اور ایک روایت ہے قدس سے نازل ہوا۔ تاکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہلا دیں۔ عبدالمطلب آپ کے دادا فرماتے ہیں۔ کہ جب میں نے خانہ کعبہ کو اور بتوں کو اس احوال میں دیکھا۔ اور آواز سُنی تو میں نے نہ جانا کہ کیا کہوں۔ آنکھیں ملتا تھا۔ اور کہتا تھا۔ کہ آیا سوتا ہوں یا جاگتا ہوں۔ پھر مَیں نے کہا نہیں

بیدار ہوں میں اُٹھا اور آمنہؓ کے گھر گیا۔ جب اِن کے دروازہ پر پہنچا۔ تو میں نے ان کو طرح طرح کے انوار اور خوشبوؤں سے مزین پایا۔ میں نے دستک دی۔ آمنہؓ نے آہستہ سے جواب دیا۔ میں نے کہا افسوس تجھ پر جلد دروازہ کھول۔ ورنہ میرا پتہ پھٹ جاوے گا۔ آمنہؓ نے جلدی سے دروازہ کھولا۔ اول میری آنکھ نور محمدی کی جگہ پر آمنہؓ کے منہ پر پڑی۔ اس کو میں نے دیکھا اور بے طاقت ہوا۔ اور میں نے کہا واغوثاہ اے آمنہ وہ نور کیا ہوا۔ آمنہؓ نے کہا میں نے وضع حمل کیا۔ میں نے کہا اُن کو لاؤ تاکہ میں دیکھوں۔ آمنہؓ نے کہا ابھی نہیں دیکھ سکتے ہو۔ میں نے کہا کیوں نہیں دیکھ سکتا۔ جواب دیا کہ جس گھڑی وہ پیدا ہوئے۔ ایک شخص میرے پاس آیا کہ اس کا قد مثل درخت خرمائے تھا اور کہا کہ اس بچے کو گھر سے مت نکال اور کسی کو آدم کی اولاد سے مت دکھا جب تک تین روز نہ گزر جاویں۔ عبدالمطلب فرماتے ہیں کہ میں نے تلوار کھینچی اور آمنہؓ سے کہا کہ جلد لڑکے کو باہر لاؤ تاکہ میں اُس کو دیکھوں۔ ورنہ تجھ کو یا آپ کو ہلاک کروں گا۔ آمنہؓ نے یہ حال دیکھا کہا لڑکا فلاں گھر میں ہے۔ جاؤ۔ اُس کو دیکھو۔ میں نے قصد کیا کہ اس گھر میں آؤں۔ اندر سے ایک شخص با عظمت اور ہیبت مجھ پر ظاہر ہوا۔ کہ قبل اس کے ہرگز نہ دیکھا تھا شمشیر برہنہ ہاتھ میں مجھ پر حملہ کیا۔ اور کہا ثکلتک امک کہاں آتا ہے۔ میں نے کہا اس گھر میں آتا ہوں۔ تاکہ میں اپنے فرزند کو دیکھوں۔ اس نے کہا کہ لوٹ جا۔ کسی بنی آدم کو ان کے دیکھنے کی راہ نہیں ہے۔ جب تک کہ ملائکہ تمام زیارت کر لیں۔ عبدالمطلب فرماتے ہیں۔ کہ مجھ پر لرزہ طاری ہوا۔ اور تلوار میرے ہاتھ سے گر پڑی اور باہر آیا۔ تاکہ قریش کو خبر کروں۔ ہر چند میں نے چاہا کہ ان سے کلام کروں اور اس صورت کی تقریر کروں۔ مگر نہ کر سکا ✦

ایک روایت میں ہے کہ جب عبدالمطلب نے آنسرور صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا بہت خوش ہوئے اور ان کو اُٹھایا۔ خانہ کعبہ کے دروازہ لا کر خداوند تعالیٰ کی پناہ میں سونپا۔ اور محمدؐ نام رکھا۔ اور کہتے ہیں کہ خانہ کعبہ میں کھڑے ہوئے اور شکر معبود کا بجا لائے اور یہ شعر پڑھے ؎

الحمد للہ الذی اعطانی ھذا الغلام الطیب الاردان

یعنے شکر خدا کا کہ جس نے مجھ کو یہ پاک بچہ دیا ✦

قد صافنی المہد علی الغلمان اعیذہ بالبیت ذی الارکان

یعنے ہنڈولے میں بچوں پہ پناہ مانگتا ہوں میں اس کو گھر صاحب ارکان کے ساتھ +

حتی اراہ البالغ البنان اعیذہ من شر ذی شان

یعنے یہاں تک کہ میں اس کو جوان دیکھوں پناہ مانگتا ہوں شر صاحب شان سے +

من حاسد مطرب العنان دشمن حرص کرنیوالے بے صبر سے +

پھر عبد المطلب آنسرور صلے اللہ علیہ وسلم کو آمنہ کے پاس لائے۔ اور محافظت کی وصیت کرتے تھے۔ اور کہا کہ اس فرزند کی بڑی شان ہے +

حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں مدینہ میں ہفت سالہ تھا۔ کہ ایک جہودوں میں سے کوٹھے پہ آیا۔ اور بلند آواز سے کہا۔ طلع اللیلۃ نجم احمد آج کی رات ستارہ احمد کا طلوع ہوا۔ اور وہ وجود میں آئے۔ حسانؓ فرماتے ہیں۔ کہ جب پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں نزول فرمایا۔ میں نے اس رات کو یاد رکھا تھا۔ حساب جو کیا تو پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم اسی رات پیدا ہوئے تھے +

ذکر بعضے حوادثات کا کہ ولادت کی رات واقع ہوئے

روضۃ الاحباب میں عروہ بن الزبیر سے روایت ہے کہ قریش کی ایک جماعت کا بُت خانہ میں ایک بُت تھا کہ ہر سال میں ایک روز اس بت کے پاس جمع آتے تھے۔ اور اس روز کو عید کا دن جانتے تھے۔ اور وہاں اونٹ ذبح کرتے تھے اور دعوت کرتے تھے۔ اور شراب پیتے تھے۔ اور اس کے روبرو معتکف ہوتے تھے۔ اتفاقاً ایک شب عید کی راتوں سے اس بت کے پاس گئے۔ دیکھا کہ اپنی جگہ سے اوندھا پڑا ہے۔ یہ حال ان کو نہایت ناگوار معلوم ہوا۔ اس کو لیکر پھر اس جگہ رکھا۔ ایک لحظہ کے بعد پھر اوندھا ہو گیا۔ بمشکل پھر اسے سیدھا کیا۔ تیسری بار پھر اوندھا ہو گیا۔ اُس جماعت نے جب یہ امر دیکھا۔ بہت غمگین اور ملول ہوئے۔ اور بُت کو پکڑا۔ اور اپنی جگہ پہ مضبوط کیا۔ سُنا کہ اس کے جوف سے کہنے والا کہتا تھا ؎

تردی لمولود اضاءت بنورہ جمیع فجاج الارض بالشرق والغرب

وخرت لہ الاوثان طرا وارعدت قلوب ملوک الارض من الرعب

یعنے تم بیان کرتے ہو کہ ایک ولادت کے نور تمام زمین کے بعد شرق سے غرب تک روشن ہو گئے۔ اور بت خراب ہو گئے اور رُعب سے تمام زمین کے بادشاہوں کے دل کانپنے لگے +

یہ واقع شب ولادت آنحضرت کے تھا اور کتاب اعلام شیخ قدندی رحمۃ اللہ علیہ میں ہے کہ ایک بڑا حادثہ وقت ولادت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کسریٰ کے محل کا پھٹ جانا۔ اور اس کا سنہ ۲۶ ہجری میں ہمارے زمانہ تک باقی رہنا تھا۔ پھر اللہ اعلم ہے کہ کس مدت تک باقی رہا +

بیان کرتے ہیں کہ آنسرور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی رات دریا جو سیاوہ زمین میں چلا گیا اور رود خانہ کہ اس کو وادی سماوہ کہتے تھے جاری ہوئی۔ اس سے پہلے ہزار سال سے خشک ہو گئی تھی۔ اور جاری نہ تھی۔ اور کسریٰ کے محل کو لرزہ آیا۔ چودہ[۱۴] کنگرے اس کے گر پڑے اور کسریٰ اس محل سے بہت خائف ہوا۔ اور بدشگون اپنے اپنے واسطے لیا۔ اور اظہار تجلد اور دلبری کا نہیں کرتا تھا۔ کچھ عرصہ ڈر اور دغدغہ اپنے دل کا آدمیوں سے چھپایا تھا۔ پھر اس کی رائے نے یہ قرار پکڑا۔ کہ اس صورت کو اپنے وزیروں اور ندیموں سے نہ چھپائے۔ پس تاج سر پر رکھا۔ اور اپنے تخت پر بیٹھا۔ اور خواص کو جمع کیا۔ جب سب جمع ہو گئے۔ ایک خط فارس کی طرف سے پہنچا کہ فلان رات پارسیوں کا آتشکدہ بجھ گیا۔ اور اس سے پہلے ہزار سال سے نہ بجھا تھا۔ اور وہ صورت بھی کنگروں کے گرنے کی رات میں تھی۔ پس یہ واقع علاوہ غموں کسرےٰ کے ہوا۔ اور اسی معنی کا تائید کرنے والا یہ ہے۔ کہ اس کے شہر کے قاضی القضاۃ نے کہا۔ کہ میں نے بھی اس رات خواب میں تیز اونٹوں اور سرکش گھوڑوں عربی کو دیکھا ہے۔ یہاں تک کہ دجلہ سے گذر کر اور شہروں میں منتشر ہوئے ہیں۔ کسریٰ نے تاویل کرنے والوں سے جو اس واقعہ کو سنا تھا۔ ان سے کہا کہ کیا ہو گا۔ حالانکہ اس کا قاضی شہر ان کے آگے تھا۔ اس نے کہا کوئی حادثہ ہو گا کہ نواح عرب میں واقعہ ہوا۔ کسریٰ نے نعمان ابن منذر کو لکھا۔ ایک مرد ہمارے پاس بھیج کہ دانا ہو۔ اس واسطے کہ ہم اس سے کچھ سوال کریں گے۔ نعمان بن منذر نے عبدالمسیح بن عمر غسانی کو اور بعض کہتے ہیں کہ عبدالمسیح بن احسان کو کہ بیٹا بصیدہ کا تھا۔ اس کے پاس بھیجا۔ کسریٰ نے اس سے

پوچھا کہ تم سے ایک خبر پوچھتا ہوں۔ اگر ممکن ہو تو اس کا جواب دے۔ عبدالمسیح نے کہا۔ اگر معلوم ہو گا۔ ورنہ جو شخص اس کا جواب جانتا ہو کہ گیا ہے۔ پس کسریٰ نے اس حالت گذشتہ کو عبدالمسیح سے کہا اور کہا کہ یہ امور حادثہ پر دلالت کرتے ہیں۔ میں جانتا ہوں۔ کہ تجھ کو معلوم ہو کہ وہ حادثہ کیا ہو گا۔ اس نے کہا کہ عالم اس سوال کے جواب کا میرا ماموں ہے کہ شام میں اس کا مکان ہے۔ اور اس کا نام سطیح ہے۔ کہتے ہیں کہ وہ کاہن تھا۔ بنی ذئب سے اس کے مفاصل نہ تھے۔ اور قدرت قیام اور قیود پر نہ رکھتا تھا۔ مگر جب غضب میں ہوتا ہوا پر چلتا اور بیٹھتا۔ اور اس کے اعضا میں کوئی ہڈی نہ تھی۔ مگر کھوپڑی کی ہڈی اور پورے ہاتھ اور انگلیوں کی گویا سطح تھا۔ گوشت سے جب چاہتے کہ اس کو کہیں لے جائیں۔ اس کو مثل کپڑے کے لپیٹ لیتے تھے مانند لے جاتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ اس کا منہ سینہ میں تھا۔ اور اس کی سر اور گردن نہ تھی۔ اور اہل تاریخ کہتے ہیں کہ رہنے والا جابیہ کا تھا۔ زمانہ سیل عرم میں وجود میں آیا اور ساتھ گروہ کے دار مارب سے باہر گیا۔ اس زمانہ میں کہ وہ جماعت وہاں سے متفرق ہوئی۔ اور زمانہ ولادت پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم تک جیا۔ چنانچہ اس کی عمر قریب چھ سو سال کے ہو گی۔ واللہ اعلم بالصواب ٭

کہتے ہیں کہ جب چاہتے کہ کہانت کرے اور غیب کی خبریں کہے اس کو ہلاتے تھے جیسا کہ دوغ کے مشک ہلاتے ہیں۔ پس پھونک اس پر پڑتی اور مغیبات سے خبر دیتا تھا۔ اور وہب ابن منبہ سے منقول ہے۔ کہ سطیح سے پوچھا کہ علم کہانت تم کو کہاں سے حاصل ہوا۔ کہا کہ میرا ایک یار ہے۔ جنہوں سے کہ اس نے آسمان کی خبریں سنی ہیں اس زمانہ میں کہ حق سبحانہٗ تعالےٰ موسیٰ علیہ السلام سے کوہ طور میں کلام فرماتا تھا۔ ان میں سے وہ خبریں مجھ سے کہتا ہے۔ اور میں آدمیوں سے کہتا ہوں۔ القصہ کسریٰ نے عبدالمسیح سے کہا کہ ابھی اس کے پاس جا۔ اور میرے سوال کا جواب اس سے معلوم کر۔ عبدالمسیح سطیح کے پاس گیا۔ جب اس کے شہر میں پہنچا اور اس کے پاس آیا۔ سطیح سکرات میں مبتلا تھا۔ سلام کیا۔ اور پیغام کسریٰ کی پہنچائی۔ اور کچھ اس سے جواب نہ سنا۔ چند بیت کہے کہ عبدالمسیح کے حال اور اس امر پر کہ اس کو کسریٰ نے سطیح کے پاس بھیجا تھا۔ تاکہ ان مشکلات کا جواب لائے شامل تھیں۔ بعض ابیات سے یہ ہیں ؎

اصم ام یسمع غطریف الیمن ام فاد فازلم به شاء والعنن

یا فاصل الخطة اعیت من ومن وکاشف الکربة فی وجه الغضن

اتاک شیخ الحی من آل سنن امه من آل ذیب بن حجن

رسول قیل العجم کسری للوسن

لا یرهب الرعد ولا یریب الزمن

یعنے بہرا ہے یا سنتا ہے اور بزرگ سردار میرا آپ مردہ ہے اور موت اس پر طاری اور عارض ہوئی۔ اے فاضل اور حاکم ایک امر عظیم کہ اس نے متحیر کیا ہے ایک جماعت کو یعنی کسریٰ کو اور موبدان وزرا اور ندما کو اور اے کھولنے والے پردہ کرب اور غم کے منہ اس شخص کے کہ شکستہ خاطر تھے۔ بجہت کثرت خون اور غم سے کہ ان کو پہنچا ہوا ہے تیز اور توشیخ قبیلہ کا ابن سنن سے ہے۔ کہ اس کی ماں اولاد ذیب بن حجی سے ہے یعنے خویشاوند تیرا ہے اور رسول بادشاہ عجم کا ہے یعنے کسریٰ کا راہ دور و دراز قطع کی اور نہ ڈرا رعد اور آفات زمانہ سے کہ راہ میں واقع ہوتی ہیں۔ اور سطیح نے جب ابیات سنے۔ سر اٹھایا اور کہا عبد المسیح جاء الی سطیح علی جمل طلیح وقد اوفی علی الضریح بعثک ملک بنی ساسان لارتجاس الایوان وخمود النیران ورؤیا الموبذان رای ابلا صعابا تقود خیلا عرابا قد قطعت دجلة وانتشرت فی البلاد فارس یا عبد المسیح اذا ظهرت التلاوة وبعث صاحب الهراوة وفاض وادی السماوة وغاضت بحیرة ساوة وخمدت نیران فارس لم یکن اهل الفرس مقاما والشام لسطیح شاما یملک منهم ملوکا وملکات علی عدد الشرفات لم یکون ممات ممات وکل ما هو آت آت ثم اضطجع ومات۔ اے عبد المسیح آیا ہے سطیح کی طرف ایک تھکے ہوئے اونٹ پر اور بہ تحقیق سطیح اس شرف پر ہے کہ قبر میں آوے بھیجا ہے تجھ کو بادشاہ ساسان نے یعنے نوشیروان نے واسطے اضطراب اور تزلزل ایوان کے اور گرنے اس کے کنگروں کے اور بجھ جانے پارسیوں کے آتشکدہ کے اور خواب طاؤس کے کہ اونٹ سرکش عربی گھوڑوں کو کھینچتے تھے۔ یہاں تک کہ دجلہ سے گذار دیا۔ اور بلاد فارس میں منتشر ہوئے۔ اے عبد المسیح ایک وقت پیدا ہوئے تلاوت قرآن خوانی کا۔ اور ظاہر ہووے صاحب عصمت۔ یعنے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اور جاری ہوئے خانہ سماوہ اور زمین میں چلا جاوے دریا چہ ساوہ اور بجھے آتشکدہ فارس کا بابل مقام فرس اور شام مقام سطیح نہ ہو یعنے حکومت فارس کی زمین سے منقطع ہو۔ اور سطیح حیات کا اسباب ہراچہ دنیا سے لے جاوے اور اس کا عالم کہانت شام کی زمین میں نہ رہے۔ شاہیوں کے موافق شمار کنگروں کے کہ ساقط ہوئے چودہ آدمی حکومت کریں۔ ان کی عورتوں اور مردوں سے بعد از ال سختیاں اور بڑے امور ظاہر آویں۔ اور جو کچھ آمدنی ہونا آوے۔ سطیح نے یہ کلام تمام کیا پڑا اور مر گیا۔ اور عبد المسیح لوٹا اور کسریٰ کے پاس آیا اور جو سنا تھا بیان کیا۔ کسریٰ نے کہا اس زمانہ تک کہ ہم سے چودہ آدمی بادشاہوں سے حکومت کریں مدت مدید چاہیئے۔ اور تقدیر ربانی سے خبر نہ رکھتا تھا۔ کہتے ہیں کہ دس آدمی ان بادشاہوں سے چار سال کے عرصہ میں مر گئے۔ اور چار کی مدت حکومت زمان خلافت حضرت امیر المؤمنین عمر خطاب رضی اللہ عنہ تک اُٹھائی حق تعالیٰ نے سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے یزدجرد کی مملکت کو کہ آخر بادشاہ فارس کا تھا۔ فتح فرمایا۔ اور وہ لشکر اسلام سے بھاگ گیا۔ اور بعد اس کے چند بار لشکر جمع کیا اور مسلمانوں سے لڑتا تھا۔ یہاں تک کہ نہاوند کی لڑائی سے بھاگا۔ اور خراسان کی طرف چلا گیا۔ اس کو عثمان بن عفان رضؓ کی خلافت کے زمانہ میں ایک اسپ بان نے ۳۱ سنہ ہجری میں ایک جنگل میں مار ڈالا۔ واللہ اعلم +

فن سیر کے محقق تاریخ میں لکھتے ہیں کہ جب سطیح نے وفات پائی علم کہانت اُٹھ گیا اور یہ بات اس امر کو شامل ہے کہ مقصود اصلی کاہنوں اور عراقوں کے وجود سے عرب میں یہ تھا کہ خبریں بعثت آنحضرت کی کریں۔ اور جو اخبار میں وارد ہوا ہے۔ لا کہانۃ بعد النبوۃ اس معنی کے موید ہے۔ لیکن کاہن سے مراد حدیث میں آتی ہے کاھنا او عرافا فصدقہ فقد کفر بما انزل علی محمد۔ میں دعویٰ کرنے والا کہانت کا تھا۔ بعد نبوت کے جو حقیقت میں کہانت سے موصوف ہو اس واسطے کہ کاہن حقیقی ہے کہ مثل سطیح کے ہو اور شق اور سواد بن قارب وغیرہم کے اور تصدیق صادق کے کفر نہیں ہے۔ لیکن جب علم کو خدا تعالیٰ نے بعد ظہور نبوت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے خلق کے درمیان سے اُٹھا لیا۔ تو بدلیل

حدیث اول ہے کوئی بعد اس کے کہانت کا دعویٰ کرے۔ نیز کاذب اور نیز مکذب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ اور ایسے مدعی کی تصدیق کرنے والا کافر ہے۔ واللہ اعلم بالصواب +

ذکر وقائع گیارھویں سال کی ہجرت سے اور قصہ بیماری آنحضرت کا اور جو اس سے متعلق ہے

روضۃ الاحباب میں بیان کیا ہے۔ کہ ارباب سیر ذکر کرتے ہیں کہ جب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع سے مراجعت فرمائی اور بیمار ہوئے سوائے مرض موت کی خبر ہمارے آنحضرت کی اطراف وجوانب میں گئی۔ بعض آدمیوں کو نبوت کا دعویٰ پیدا ہوا۔ مثل مسلمہ بن ثمامہ بن کثیر بن حبیب بن الحارث کے بنی حنیفہ سے اور طلیحہ خولد بن اسدی اور اسود بن کعب عیسیٰ اور ایک عورت کہ اس کا نام سجاح بنت الحارث بن لوید تمیمیہ تھا۔ آخر لشکر اسلام کے ہاتھوں سے مارے گئے اور عاجز آئے۔ ان کے قصہ کی تفصیل طویل ہے اس واسطے فروگذاشت کی۔ اس طرح بیان کرتے ہیں۔ کہ آخر عمر میں پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا کہ ان کو ایک سال میں جوار حضرت ذوالجلال میں انتقال واقع ہوگا۔ ناچار حجۃ الوداع میں اسی معنی کا اشارہ فرمایا۔ اور صحت کے ساتھ پہنچا۔ کہ موسم فیا میں حجۃ الوداع میں سورہ کریمہ اذا جاء نصر اللہ والفتح نازل ہوئی۔ حضرت جبریل علیہ السلام سے فرمایا۔ کہ گویا مجھ کو خبر دالکرتے ہیں کہ اس عالم سے جانا چاہئے۔ جبریل ع نے کہا وللاخرۃ خیرلک من الاولیٰ +

ایک حدیث میں ہے کہ جب یہ سورۃ نازل ہوئی حضرت بہت کہتے تھے۔ سبحانک اللھم وبحمدک اللھم اغفرلی انک انت التواب الرحیم۔ بعض نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہے۔ جو یہ کلمات آپ بہت فرماتے ہیں۔ فرمایا جان لو اور خبردار رہو کہ مجھ کو حق عالم بقا میں بلاتے ہیں۔ اور آپ روئے۔ لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ موت سے آپ روتے ہیں، حالانکہ بہ تحقیق خداوند تعالیٰ نے اگلے پچھلے گناہ سب بخشدیے ہیں۔ فرمایا این ھول المطلع۔ این ضیق القبر وظلمۃ اللحد

وایں القیامت والاحوال اور ابن عباس سے مروی ہے کہ سورہ اذا جاء نصر اللہ والفتح نذعی ہے رسول علیہ السلام کو حق تعالےٰ سے اور ودعی ہے ان کو دُنیا سے اور عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے۔ کہ کہا انہوں نے کہ جب دُنیا سے رحلت کا زمانہ قریب ہُوا۔ تو پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک ماہ پہلے اپنی وفات سے یعنے ہم کو اپنی موت سے خبر دی یعنے خاص اکرام المؤمنین عائشہ رض کے گھر بُلایا۔ اور جب نظر مبارک آپکی ہم پر پڑتی تو روتے اور وہ گریہ نہایت رحم اور شفقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ان پر اور بہ خیال جدائی کے تھا۔ سچ ہے ؎

دو دل چو یار دیارم چو بگذرد بہ خیال | شود منازلم از آب دیدہ مالا مال
میان آتش سوزندہ ممکن است آرام | ولے در آتش ہجران قرار و صبر محال

پھر فرمایا مرحبا لکم وحیاکم اللہ بالسلام وجمعکم اللہ حفظکم اللہ خیرکم اللہ نصرکم اللہ ونفعکم ووفقکم اللہ قبلکم اللہ ھداکم اللہ اداکم اللہ وقاکم اللہ سلمکم اللہ درزقکم اللہ میں تم کو تقویٰ کی وصیت کرتا ہوں۔ اور خدا یتعالےٰ کے ڈر کی اور تم کو خدا یتعالےٰ کے سپرد کرتا ہوں۔ اور حق تعالےٰ کو تم پر میں اپنا خلیفہ کرتا ہوں۔ اور تم کو عتاب خداوند تعالےٰ سے ڈراتا ہوں۔ تحقیق میں نذیر مبین ہوں۔ تم کو چاہیئے۔ کہ علو اور عتو اور تکبیر خداوند تعالےٰ کے پاس کے شہروں اور بندوں کے درمیان نہ کرو۔ اس واسطے کہ حق تعالیٰ نے مجھ کو اور تم کو فرمایا تلک الدار الاخرۃ نجعلھا للذین لا یریدون علوا فی الارض ولا فسادا والعاقبۃ للمتقین۔ فرمایا الیس فی جھنم مثوی للمتکبرین۔ میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ آپ کی موت کب ہوگی۔ فرمایا جدائی کا وقت قریب پہنچا ہے۔ اور لوٹنے کا زمانہ ہے خدا کی طرف۔ اور سدرۃ المنتہیٰ اور جنۃ الماویٰ اور رفیق اعلیٰ کی طرف میں نے عرض کیا یا رسول اللہ غسل آپ کا کون بجا لائے۔ فرمایا۔ اہلبیت سے میرے وہ شخص کہ مجھ سے قریب زیادہ ہو گا۔ میں نے کہا یا رسول اللہ کس جامہ میں آپ کو دفن کریں۔ فرمایا ان کپڑوں میں جو کہ میں پہنے ہوئے ہوں۔ اگر چاہو یا جامہائے مصری یا حلہ یمنی یا جامہائے سفید میں نے عرض کی یا رسول اللہ آپ پر نماز کون ادا کرے۔ اور ہم رونے لگے۔ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم بھی روئے۔ پھر فرمایا صبر کرو۔ غم مت کرو۔ اللہ تعالےٰ تم پر رحم کرے۔ اور تم کو بخشے اور خیر کا بدلہ دے

جب مجھ کو نہلاؤ اور کفن لپیٹ کر قبر کے کنارے پر رکھو اس گھر میں سے بعد ازاں باہر چلے جاؤ۔ اور تھوڑی دیر مجھ کو تنہا چھوڑ دو۔ اول جو شخص کہ مجھ پر نماز پڑھیگا۔ دوست جبرئیلؑ ہوگا۔ پھر میکائیلؑ پھر اسرافیلؑ پھر عزرائیلؑ ایک انبوہ کثیر کے ساتھ ملائکہ سے ✤

ایک روایت ہے کہ فرمایا اول من یصلی علی نبی یعنے اول جو کہ مجھ پر رحمت نازل کرے میرا پروردگار ہے۔ پھر جبرئیلؑ اس ترتیب سے کہ مذکور ہوئی بعد ازاں فوج فوج آدیں اور نماز مجھ پر ادا کریں۔ اور چاہیئے کہ نماز کی ابتدا میرے اہل بیت کے مرد کریں۔ بعد ازاں ان کی عورتیں۔ پھر تمام اصحاب اور سلام میرا بالجماعت میرے یاروں سے کہ مجھ سے غائب ہیں پہنچانا۔ اور جو میرے دین کی پیروی کرے اور میری سُنت کی متابعت روز قیامت تک سلام پہنچاؤ ○

روزے کہ ز تو سلام باشد ما را　　آں روز فلک غلام باشد ما را

از تو نکنم توقع پرسیدن　　اندیشہ تو تمام باشد ما را

مَیں نے عرض کی یا رسول اللہ آپ کو قبر میں کون اتارے۔ فرمایا میری اہلبیت ملائکہ کی جماعت کثیر کے ساتھ کہ وہ تم کو دیکھیں اور تم اس کو نہ دیکھو گے۔ اور آخر ماہ صفر میں تم حکم کئے گئے ہو اس سبب سے کہ اہل گورستان بقیع غرقدرہ کے استغفار کرتے ہیں۔ اور عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے۔ کہ ایک رات رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خواب کے کپڑوں سے جدا ہوئے اور اپنے کپڑے پہنے اور باہر گئے۔ مَیں نے بریدہ سے کہا کہ پیچھے جا۔ اور دیکھ کہ کہاں جاتے ہیں۔ وہ گئی اور حضرت کے لوٹنے سے پہلے آئی اور فرمایا کہ آنحضرت بقیع کے گورستان میں مدت دراز تک ٹھیرے رہے اور اب گھر آئے۔ جب آپ آئے۔ میں نے اُن سے کچھ نہ کہا یہاں تک کہ صبح ہوئی۔ میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ رات کو آپ کہاں تشریف لے گئے تھے۔ فرمایا کہ مجھ کو بقیع کے اہل مقبرہ کے پاس بھیجا تھا۔ تاکہ ان کے واسطے بخشش کی دُعا کروں۔ پھر احد میں گئے اور احد کے شہدا کے واسطے دُعائے خیر فرمائی۔ اور وہاں سے لوٹے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر درد سر طاری ہوا۔ سر آپ نے پٹی سے باندھ لیا۔ اور عقبہ عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ کہ کہا

یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم احد کے شہیدوں پر بعد آٹھ سال کے واقعہ احد سے نماز آپ نے پڑھی یعنے ان کو دعائے خیر کی۔ گویا امانت رکھی ہے حیات اموات میں بعدازاں آپ آئے اور فرمایا۔ انی بین ایدیکم فرطا علیکم وانا علیکم شہیدان موعدکم الحوض وانی لانظر الیہ وانا فی مقامی ہذا وانی لست اخشی علیکم ان تشرکوا ولکن اخشی علیکم الدنیا ان تنافسوا فیہا۔ عائشہ صدیقہ روایت کرتی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض کی ابتدا میمونہ کے گھر میں تھی۔ اور اس کی نوبت کے دن وہاں سے آپ میرے گھر میں آئے۔ حالانکہ میرے بھی درد طاری ہوا تھا۔ میں نے کہا وارأساہ۔ فرمایا ضرور ہو تم کو کہ مجھ سے پہلے دنیا سے جاوے۔ اور میں تیری تجہیز و تکفین کروں۔ اور تجھ پر نماز ادا کروں۔ عائشہ رض فرماتی ہیں۔ کہ از روئے غیرت کے میں نے کہا کہ آپ یہ چاہتے ہیں۔ اور میرا گمان یہ ہے کہ اس روز میرے دفن سے فارغ ہوں دوسرے عورت کے ساتھ میرے گھر میں آپ شادی کریں۔ حضرت نے تبسم فرمایا اور فرمایا بل انا وارأساہ یعنے تیرا دردسر اے عائشہ اچھا ہوگا۔ لیکن میرا دردسر وہ ہے کہ اس سے خلاصی مشکل ہے۔ پھر میمونہ کے گھر آپ واپس آئے۔ اور مرض نے زیادتی کی۔ پس سب ازواج مطہرات وہاں جمع ہوئیں۔ فرماتے تھے۔ این انا غدا یعنے کل میں کہاں ہوں گا اور یہ بات مکرر فرماتے تھے۔ اور مقصود یہ تھا کہ ایام مرض میں عائشہ رض کے گھر میں ہوں۔ امہات المؤمنین اس معنی کو سمجھ کر اُس پر راضی ہوئیں۔ کہ ان ایام میں عائشہ رض کے گھر میں ہوں۔ اور وہاں رہیں۔ اور ہم حضرت کی خدمت میں قیام کریں۔ اور ایک روایت یہ ہے کہ حضرت ؐ نے صریح زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ میں زمانہ مرض میں تمہارے گھر میں رعایت قسم کی نہیں کر سکتا۔ چاہو تم مجھ کو اجازت دو۔ تاکہ عائشہ کے گھر میں جاؤں اور اس کو تیمار دار کروں۔ اور ایک روایت میں یوں ہے کہ فاطمہ رض نے امہات المؤمنین سے کہا کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم پر شاق ہوگا۔ کہ تردد کریں تم میں سے ہر ایک کے گھر میں عائشہ رض کے گھر میں راضی ہوئے۔ پس میمونہ رض کے گھر سے نکلے۔ ایک ہاتھ حضرت عباس رض کے کاندھے پر اور فضل عباس کے اور دوسرا ہاتھ علی رضی اللہ عنہ کے دوش مبارک پر۔ اور پائے مبارک زمین پر گھسیٹتے تھے

یہاں تک کہ عائشہ رضؓ کے گھر آئے اور کہتے ہیں کہ ابوبکر صدیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ اور کہا یا رسول اللہ میں چاہتا ہوں کہ بیماری کے دنوں میں تیمار داری کروں اور خدمت کی شرطیں بجا لاؤں۔ فرمایا اے ابوبکر میں اس مرض اپنا معالجہ سوائے لڑکیوں اور بی بیوں کے نہ کراؤں گا۔ ان کی مصیبت بڑھ جاویگی۔ اور بہ تحقیق تمہارا اجر خداوند تعالیٰ پر ہے۔ یعنی تم صرف اس نیت خیر سے مژدہ پاؤ گے۔ پس عائشہ رضؓ کے گھر میں بستر مرض کا ڈالا۔ اور تمام بی بیوں نے وہاں قیام کیا۔ اور مرض نہایت سختی اور شدت پر گذرا۔ عائشہ صدیقہ رضؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مرض موت میں بہت اضطراب کرتے تھے اور اپنے بستر پر لوٹتے تھے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ اگر مثل اس حالت کے ہم میں سے کسی وجود میں آئے تحقیق آپ غضب فرماویں۔ فرمایا اے عائشہ رضؓ میرا مرض بہت سخت ہے۔ اور تحقیق خدا تعالےٰ نے بلا مومنوں اور صالحوں پر بہت رکھی ہے اور کوئی مومن نہیں ہے کہ اس پر بلا پہنچے۔ یہاں تک کہ کانٹا بھی چبھے۔ مگر اللہ تعالےٰ اس سبب سے درجہ اس کا بلند کرتا ہے اور اس سے خطائیں کم کرتا ہے اور ایک روایت حضرت عائشہ رضؓ سے یہ ہے کہ میں نے کسی کو نہ دیکھا کہ اس پر مرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سخت تر ہوتا۔

ثابت ہوا ہے عبداللہ بن مسعود رضؓ سے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا آپ کو تپ تھی۔ میں نے ہاتھ رکھا ایسا گرم تھا۔ کہ میرا ہاتھ اس کا تحمل نہ کر سکا میں نے کہا یا رسول اللہ تپ بہت گرم ہے۔ فرمایا ہاں میری تپ اس قدر ہے کہ دو مردوں سے تم کو تپ ہو۔ میں نے کہا آپ کو دو اجر ہونگے۔ فرمایا ہاں بخدا کہ نفس میرا جس کے دست قدرت میں ہے کہ کوئی روئے زمین پر نہیں ہے کہ ایذا مرض سے اور سوائے اس کے اس کو پہنچی ہو۔ مگر یہ کہ اس کے گناہ خدا تعالےٰ دور کرتا ہے۔ جیسا کہ پتے درخت سے مادر بشر کہتی ہیں میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس مرض موت میں آئی۔ تب نہایت حرارت رکھتی تھی۔ میں نے کہا یا رسول اللہ علیہ وسلم میں نے ہرگز مثل اس تپ کے کسی پر نہ پائی۔ فرمایا کہ ایسا ہی ہے کہ اس کا اجر دونا ہے۔ اے ام بشر آدمی مرض کے باب میں کیا کہتے ہیں۔ میں نے کہا کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ذات الجنب ہے۔ فرمایا کہ لائق لطف اور کرم خداوند تعالیٰ کے نہیں ہے۔ کہ اس مرض کو اپنے پیغمبر پہ

مسلط کرے وہ سختی ثمرات شیطان سے ہے اور شیطان کو مجھ پر غلبہ نہیں ہے۔ لیکن یہ اثر اس گوشت زہر آلود کا ہے کہ تیرے لڑکے یا وس کے ساتھ کسی چیز میں کھایا تھا۔ ہر وقت اس کا الم مجھ پر تازہ ہوتا ہے۔ اور یہ وقت رگ حیات کے کٹنے کا ہے گویا حکمت اس میں یہ تھی۔ کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کو مرتبہ شہادت نصیب ہو۔ عائشہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم بیماروں کو تعویذ کرتے تھے اِن کلمات سے اِذھَبَ الْبَأسَ رَبَّ النَّاسِ اَشفِ اَنتَ الشَّافِی اِلَّا شِفَاءُکَ شِفَاءً لَا یُغَادِرُ سُقماً +

ایک روایت ہے۔ جب مریض ہوتے۔ اور نفس شریف کے لئے تعویذ کرتے ان کلمات کا از دست مبارک بدن اطہرت پر ملتے۔ جب مرض موت سے مریض ہوئے میں نے وہ دعا پڑھی۔ اور چاہا کہ آپ کے ہاتھ کو آپ کے بدن پر ملوں۔ آپ نے ہاتھ کھینچ لیا۔ اور کہا رب اغفرلی والحقنی بالرفیق الاعلے اور ایک روایت ہے کہ مجھ کو یہ تعویذ اس سے پہلے نفع پہنچاتا تھا۔ اب یہ کچھ نفع نہیں دیتا۔ اور صحت کو پہنچا ہے۔ عائشہ رضہ سے ایام صحت میں میں نے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا کہ کوئی پیغمبر دنیا سے نہیں جاتا مگر یہ کہ اس سے پہلے اس کو اختیار دیتے ہیں درمیان دنیا اور آخرت کے۔ اور جب مریض ہوئے مرض موت کے ساتھ۔ آپ کو کھانسی ہوئی۔ فرماتے تھے نعم الذین انعم اللہ علیھم من النبیین و الصدیقین والشھداء والصلحین وحسن اولئک رفیقا پھر فرمایا مع الرفیق الاعلیٰ اور ایک روایت میں مع الرفیق الاعلےٰ مع جبرئیلؑ و میکائیلؑ و اسرافیل میں نے جانا کہ آپ کو اختیار دیا ہے اور آپ نے وہ عالم اختیار فرمایا۔ اور مروی ہے کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے تمام اپنی بیماریوں میں خداوند تعالےٰ سے آرام اور شفا چاہی۔ مگر مرض موت میں دعا شفا کی نہ کی۔ اور فرماتے۔ اے نفس تجھ کو کیا ہوا ہے کہ پناہ ہر جگہ ڈھونڈھتا ہے۔ جبرائیل علیہ السلام مرض موت میں آئے اور عرض کی کہ اے محمد تمہارے پروردگار نے مجھ کو بھیجا ہے۔ اور فرمایا ہے کہ اگر چاہو تو شفا دوں۔ اور اس بیماری سے نجات دوں۔ اور اگر چاہو تو موت بھیجوں۔ اور بخشوں۔ حضرتؐ نے جواب میں فرمایا اے جبرئیلؑ میں نے اپنے امر کو اپنے پروردگار کے

سپرد کیا ہے۔ جو چاہے میرے ساتھ کرے اور ارباب سیر میں اختلاف ہے کہ آپ کی مدتِ مرض کتنے دنوں تک رہی۔ اکثر اس پر متفق ہیں۔ کہ ۱۳ روز اور ایک قول یہ ہے کہ چودہ روز اور بعض کے نزدیک بارہ روز ایک گروہ یہ کہتا ہے کہ دس روز بیمار رہے۔ اور ان ایام میں بہت سے قصے ثابت ہوئے۔ ایک یہ کہ صحت کو پہنچا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس بیماری میں فاطمہؓ کو بلایا۔ جب وہ آئیں تو فرمایا کہ اے بیٹی اور ان کو سیدھے ہاتھ کی طرف بٹھلایا۔ اور ان سے بر سبیل مشورہ ایک بات فرمائی۔ فاطمہ رضؓ روئیں۔ پھر اسی طریق سے بات فرمائی۔ اس دفعہ ہنسیں۔ عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے کوئی خوشی غم سے ایسی نزدیک ترمثل آج کے دن کے نہ دیکھی۔ اور ان سے پوچھا کہ حضورؐ کیا فرماتے۔ فاطمہؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے راز کو فاش نہ کروں گی اور وہ بات مجھ سے نہ کہی۔ یہاں تک کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے دنیا سے نقل فرمائی۔ بعد ازاں میں نے ان سے پوچھا کہ وہ بات کیا تھی۔ فرمایا جبرئیلؑ میرے ساتھ ہر سال ایکبار درس قرآن کرتے تھے۔ امسال دو بار کیا۔ سوائے اس کے اور کوئی مجھ کو گمان نہیں تھا۔ کہ موت میری قریب ہے۔ اور مجھ کو خبر دی کہ اول جو شخص کہ میری اہلبیت سے مجھ سے ملیگا تم ہوگی۔ پس میں روئی۔ اور دوسری بار فرمایا کہ تم راضی نہیں ہو کہ عورات بہشتی کی سردار ہو۔ اور ایک روایت یہ ہے کہ جبرئیلؑ نے مجھ کو خبردار کیا کہ کوئی عورت مسلمانوں کی عورات سے نہیں ہے کہ اس کی ذریت تمہاری ذریت سے اعظم ہو۔ چاہئے کہ تمہارا صبر باقی عورتوں سے کمتر نہ ہو۔ اور وہ بات ایک اشارہ تھا۔ اس امر کا کہ آنسرور کی مفارقت میں گریہ اور غم نہ کریں اور صبر کریں۔ اس واسطے آپ جانتے تھے۔ کہ صبر ملاقات اور مصاحبت سے فاطمہ رضؓ پر دشوار ہوگا۔ اور ثابت ہوا ہے کہ ابو سعید خدری رضؓ سے کہ ایام بیماری میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عائشہ رضؓ کے حجرہ سے باہر آئے اور منبر پر تشریف لے گئے۔ اور خطبہ پڑھا۔ آدمیوں کو نصیحت کی اور اس اثناء میں فرمایا تندرستی کو خداوند تعالیٰ نے اپنے بندہ کو درمیان دنیا کے اور اس چیز کے کہ اس کے پاس ہے مخیر فرمایا ہے۔ یعنی ثواب اور نعمت اور دیدار سے۔ پس اس بندہ نے خدا تعالےٰ کے نزدیک جو تھا۔

اس کو اختیار فرمایا۔ ابوبکر صدیق رضہ روئے۔ ہم سب متعجب ہوئے۔ ان کے رونے سے کہ اُن کو اس صورت سے کیوں رونا چاہیئے۔ حالانکہ وہ ہم سب سے زیادہ دانا تھے۔ اور جان گیا کہ مراد اس بندہ مخیر سے آنسرور ہیں۔ پس پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان من امن الناس علی فی صحبتہ و مالہ ابی بکر بن ابی قحافہ یعنی جلد آدمیوں خرچ کرنے والے نفس اور اپنے مال سے ہماری رضا میں ابوبکر قحافہ کے بیٹے ہیں۔ پھر فرمایا گروہ مردمان کہ میرا جانا تمہارے درمیان سے نزدیک ہوگیا ہے۔ اور جس شخص کو مَیں نے ستایا ہو کہ روئے اور بدلہ لے اور اگر اس کا مال لیا ہو چاہیئے کہ اپنا حق مجھ سے لے۔ اور نہ کہے کہ میں ڈرتا ہوں کہ اگر بدلہ لوں گا رسول سے تو میرے اوپر اعتراض کریں گے۔ جانو اور خبردار ہو۔ کہ عداوت میری طبیعت سے نہیں ہے۔ مَیں اس سے دور ہوں۔ اور دوست ترین تمہارا مجھ پر وہ شخص ہے کہ اگر کوئی حق مجھ پر رکھتا ہو اس کو مجھ سے پورا کرے یا مجھ کو حلال کرے۔ اور منبر سے اُترے اور ظہر کی نماز ادا کی اور پھر منبر پر تشریف لے گئے اور اس گفتگو کو لوٹایا ایک مرد اٹھا اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے آپ پر ۳ درم ہیں۔ فرمایا کہ ہم تکذیب نہیں کرتے کسی قائل کی قسم نہیں دیتے۔ ولیکن یہ درم کس سبب سے ہیں۔ اُس نے کہا یا رسول اللہ ایک روز ایک مسکین آپ کے پاس آیا آپؐ نے مجھ سے فرمایا کہ ۳ درم اس کو دے آپ نے فرمایا اے فضل ۳ درم اس کو دو پھر فرمایا ایھا الناس جس کسی کا اس پر حق ہو چاہیئے کہ آج اُس کو اپنی گردن سے اتار کر اور نہ کہے کہ فضیحت سے ڈرتا ہوں۔ جانو خبردار ہو کہ دُنیا کی فضیحت بہتر ہے آخرت کی فضیحت سے۔ پس ایک مرد اُٹھا اور کہا کہ ۳ درم لوٹ کے مال سے جنے خیانت کئے تھے۔ میری گردن پر ہیں۔ فرمایا کیوں خیانت کئے تھے۔ اس نے کہا یارسول اللہ میں اس کا محتاج تھا۔ اے فضل ان کو اس سے لے لو۔

مروی ہے کہ مدت مرض میں ۲۴ روز آپ باہر نہ آ سکے۔ اور ایک روایت ہے کہ ۱۷ روز جماعت میں حاضر نہ ہو سکے۔ وقت عشا کی نماز کا تھا۔ بلال رضؓ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حجرہ کے دروازہ پر آئے۔ اور کہا الصلوٰۃ یارسول اللہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہت ثقیل تھے باہر نہ جا سکے۔ فرمایا کہ ابوبکر آج نماز پڑھا دیں۔ عائشہ رضؓ نے عرض کی کہ

وہ رقیق القلب اور کثیر الحزن ہیں۔ جب آپ کے مقام پر کھڑے ہوں گے اور قرأت کریں گے۔ گریہ اُن پر غلبہ کرے گا۔ نماز نہ پڑھ سکیں گے۔ کیا اچھا ہو کہ عمرؓ سے کہو کہ نماز ادا کریں۔ عائشہؓ نے کہا کہ مقصود میرا اس سے یہ تھا کہ میرے دل میں گزرتا تھا کہ آدمی کسی کو پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کا قائم مقام ہونا دوست نہ رکھیں گے۔ نماز میں۔ اور اُس کو گالیاں دیں گے۔ مَیں چاہتی تھی کہ یہ امر ان سے پھر جاوے۔ القصہ ایک شخص بلالؓ کے پاس آیا اور کہا کہ حکم نبوی نے اس طرح نفاذ فرمایا کہ ابوبکرؓ امامت قوم کی بجا لاویں بلالؓ روتے ہوئے اور ہاتھ سر پر رکھ کر کہا وغوثاہ وانقطاع رجاو انکسار ظہراہ کیا اچھا ہوتا کہ ہماری ماں ہم کو نہ جنتی۔ اور کیا اچھا ہوتا کہ اس سے پہلے ہم مر جاتے۔ اور یہ حال کو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر نہ دیکھتے۔ پھر بلالؓ نے ابوبکرؓ کے پاس آکر کہا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تم کو حکم فرمایا ہے کہ نماز پڑھاؤ ابوبکرؓ اٹھے۔ اور جب ان کی نظر محراب پر پڑی اس مکان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خالی نہ دیکھ سکے اور رنج نے ان پر غلبہ کیا۔ اتنا روئے کہ بیہوش ہو کر گر پڑے۔ اور شور اور نالہ یاروں سے اُٹھا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فاطمہؓ سے پوچھا کہ یہ کیا فریاد ہے انہوں نے کہا یا رسول اللہ آپ کے اصحاب غم مفارقت سے آپ کے روتے ہیں۔ تو علیؓ اور عباس رضی اللہ عنہما کو بلایا۔ اور ان پر تکیہ لگا کر گھر سے باہر تشریف لے گئے۔ اور نماز ادا کی۔ بعد ازاں فرمایا اے گروہ مسلمانان تم حفظ اور پناہ میں خداوند تعالےٰ کے ہو۔ ابوبکرؓ میرا خلیفہ ہے۔ تم کو چاہیئے کہ تقویٰ کی ملازمت اور خدا کا ذکر کرو اور فرمانبرداری بجا لاؤ تحقیق میں دنیا سے مفارقت کروں گا۔

عبداللہ بن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے مرض کے ایام میں ایک دن امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ باہر آگئے آدمیوں نے کہا اے ابوالحسن آج رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طبیعت کیسی ہے۔ فرمایا بحمد اللہ آج اچھی ہے اور افاقہ ہے عباسؓ نے ان کا ہاتھ پکڑا۔ اور پوشیدہ اُن سے کہا کہ بعد تین روز کے دُنیا سے نقل کریں گے۔ اور تم دوسرے امر کے مامور ہوگے اور میں علامت عبدالمطلب کی اولاد کی جانتا ہوں۔ جو وقت موت کے ظاہر ہوتی ہے۔ اور وہ علامت آج پیغمبر صلے علیہ وسلم کے چہرہ پر میں نے دیکھی ہے۔ آؤ تاکہ

ان کے پاس چلیں۔ اور پوچھیں کہ امر خلافت بعد کو کس کے واسطے ہے اگر تم میں سے ہے تو جانیں اور اگر غیر کوئی ہے تو معلوم ہو کہ کون ہے۔ اور اُن سے عرض کریں۔ تاکہ ہمارے واسطے وصیت کریں فرماویں۔ علی رضؓ نے جواب میں کہا قسم ہے خدا کی کہ اگر اُن سے خلافت کا سوال کروں گا۔ اور ہم کو اُس سے آپ منع فرمائیں گے۔ تو بعد اس کے آدمی مجھ کو نہ دینگے۔ واللہ میں یہ سوال نہ کروں گا۔ اور دنیا نہ مانگوں گا۔ اور ایک روایت یہ ہے کہ وفات سے پانچ روز پہلے فرمایا جانو اور خبردار ہو کہ پہلے سے ایک جماعت تھی کہ اپنے انبیاء اور صلحا کی قبروں کو مساجد بناتے تھے۔ تم کو چاہیے کہ ایسا نہ کرو۔ پھر صحت کو پہنچا کہ آنسرور کے واسطے چند دینار زر سُرخ کے ایک طرف سے لائے تھے۔ سب تقسیم فرمایا مگر ۶ یا ۷ یا ۹ دینار حضرت عائشہؓ کو دیئے۔ بعد ازاں مرض میں آپ پر بیہوشی طاری ہوئی۔ اور سر عائشہؓ کے سینہ پر رکھا تھا۔ جب پھر ہوش ہوا۔ فرمایا اے عائشہؓ ان دیناروں کو کیا کیا۔ انہوں نے کہا کہ میرے پاس ہیں۔ فرمایا کہ فقراء پر تصدق کر دو۔ اور بیہوش ہوئے۔ پھر جب ہوش آیا۔ فرمایا خرچ کر دیئے کہا نہیں یا رسول اللہ۔ اور کہا کہ ان کے خرچ کرنے میں تاخیر اس سبب سے ہوئی۔ کہ عائشہؓ تیمار اور خدمت میں مشغول تھی۔ فرمایا۔ اُن کو لاؤ۔ حضرتؐ نے وہ دینار کف مبارک پر رکھے اور گنے اور فرمایا کیا گمان تھا کہ محمدؐ کو اپنے پروردگار کے ساتھ اگر خدا کے پہنچیں تو وہ دینار پاس ہوں۔ پس اُن کو علی ابن ابیطالب کے پاس بھیجا تاکہ فقراء پر تقسیم کر دیں۔ اور فرمایا کہ اب میں نے آرام پایا۔ اور یہ مروی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات سے پہلے تین روز پہلے جبرئیل آئے اور کہا کہ پروردگار تمہارا تم پر سلام پہنچاتا ہے اور مجھ کو بھیجا ہے اکرام اور فضائل خاص کے آپ سے پوچھتا ہے کہ وہ اعلم ہے اس سے خبر پوچھتا ہے کہ آپ کو کیونکر پاتے ہو۔ فرمایا۔ اے اللہ کے امین میں آپ کو مکروب اور مغموم اور دردناک پاتا ہوں۔ دوسرے روز آئے۔ اور ہر روز بدستور اول پرسش کی۔ اور وہی جواب سنا۔ تیسرے روز ملک الموت اور ایک فرشتہ اسمٰعیل نام ستر ہزار فرشتوں پر حاکم ہے۔ ہمراہ تھا۔ آپ نے پوچھا۔ جبرئیل نے کہا یہ فرشتہ ہے دروازہ پر کھڑا ہے۔ اجازت چاہتا ہے۔ ہرگز کسی آدمی سے قبل آپ کے اجازت نہ مانگی تھی۔ بعد آپ کے نہ مانگیگا۔ فرمایا۔

اجازت دو اے جبرئیلؑ تاکہ آوے۔ ملک الموت بعد اجازت کے آئے اور سلام کیا۔ اور کہا اے محمدؐ حق تعالیٰ نے مجھ کو آپ کے پاس بھیجا ہے اور حکم فرمایا ہے کہ آپ کا فرمان بجالاؤں۔ اگر حکم ہو تو قبض روح کروں۔ اور عالم بالا کو لیجاؤں ورنہ لوٹ جاؤں۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیلؑ کی طرف نگاہ کی۔ جبرئیلؑ نے کہا اے احمدؐ درست ہے کہ خداوند تعالیٰ آپ کے دیدار کا مشتاق ہے۔ آنسرور صلے اللہ علیہ وسلم نے ملک الموت سے فرمایا اپنے کام میں مشغول ہو۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا اے احمد علیک السلام اب میں واسطے سفارت وحی کے ہرگز زمین پر نہ آؤنگا۔ مراد اور مقصود میرا اہل دنیا سے آپ تھے ؎

چو یوسف تو نباشی مرا بہ مصر چہ کار

چو ہم وہم تو نباشی سفر چہ سود کند

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ روز وفات آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حق تعالیٰ نے ملک الموت کو حکم فرمایا۔ کہ زمین پر میرے حبیب محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس جا۔ اور پرہیز کر کہ بلا اجازت وہاں داخل ہووے۔ اور بے اذن قبض روح کرے۔ پس ملک الموت ہزار ہزار فرشتوں اپنے اعوان کے ساتھ ابلق گھوڑوں پر سوار زرد یاقوت کے بنے ہوئے کپڑے پہنے ہوئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے گھر کے دروازہ پر آئے۔ اور ان کے ہاتھ میں نام پروردگار عالمیان کا تھا۔ قابض الارواح گھر کے باہر اعرابی کی صورت پر کھڑے ہوئے اور کہا السلام علیکم اہل بیت النبوۃ و معدن الرسالۃ اور مختلف الملائکہ ہم کو اجازت دو تاکہ ہم آویں۔ رحمت خدا تعالیٰ کی تم پر ہو۔ اُس وقت فاطمہ رضؓ اپنے باپ کے سرہانے تھیں۔ جواب دیا کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم اپنے حال میں مشغول ہیں۔ اب ملاقات میسر نہیں ہے دوسری بار اجازت چاہی وہی جواب سُنا۔ تیسری بار اجازت چاہی بلند آواز سے۔ چنانچہ جو آدمی اس گھر میں تھے۔ اُس کے ڈر سے کانپ گئے۔ حضرت ہوش میں آئے اور آنکھیں کھول دیں۔ اور پوچھا کیا ہوتا ہے صورت حال کی بیان کی۔ فرمایا اے فاطمہؓ تم نے جانا کہ کس سے مقابلہ اور مخاطبہ کرتی تھیں۔ انہوں نے عرض کی۔ اللہ اور اُس کا رسُول جانتا ہے۔ فرمایا اے فاطمہؓ

یہ ملک الموت ہے یہ توڑنے والا لذتوں کا ہے اور کاٹنے والا آرزوؤں کا۔ اور جُدا کرنے والا جماعتوں کا۔ اور بیوہ کرنے والا عورتوں کا۔ اور یتیم کرنے والا لڑکیوں کا ہے۔ فاطمہ رضؓ روئیں۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہؓ کے ہاتھ پکڑ کر اپنے سینہ بے کینہ سے لگایا۔ اور آنکھیں کھول دیں۔ تھوڑی دیر ایسا کیا۔ مگر رُوح نامی نے جسم گرامی سے مفارقت پائی۔ فاطمہؓ کا سر آگے تھا۔ کہا یا ابا۔ کچھ جواب نہ سُنا کہا میری جان قربان میری طرف دیکھو اور ایک بات کہو۔ آنسرور صلے اللہ علیہ وسلم نے آنکھ کھولی۔ اور کہا اے میری نور چشم مت رو۔ کہ تمام عرش تیرے رونے سے روتا ہے۔ اور خود دست مبارک سے آنسو پونچھے۔ اور دلداری اور خوشخبری دی۔ اور کہا۔ بار خدایا۔ اس کو میری مفارقت سے صبر کرامت فرما اور ان سے کہا کہ جب میری روح قبض کریں تو انا للہ وانا الیہ راجعون کہنا۔ بعد ازاں عائشہ رضؓ آگے آئیں اور کہا یا رسول اللہ آنکھیں کھولئے۔ اور مجھ کو دیکھئے۔ اور وصیت فرمایئے آپ نے آنکھ کھولی۔ اور کہا اے عائشہ رضؓ کل جو تم کو وصیت کی۔ وہی وصیت آج ہے اس پر عمل کرنا۔ بعد ازاں حفصہؓ آگے آئیں۔ ان سے بھی کلام فرمایا۔ اور تمام مطہرات پردہ عصمت سے کہا۔ تم کو چاہیئے۔ کہ اپنے گھر کا گوشہ نگاہ رکھو۔ اور نامحرم کی نظر سے پوشیدہ کرو۔ اس وقت سیدنا حسنؓ نے اپنا منہ آپ کے روئے مبارک پہ سیدنا حسینؓ نے اپنا سر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ پر رکھا۔ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے آنکھیں کھول دیں۔ اور لطف اور شفقت سے دیکھا اور بوسہ دیا۔ اور فرمایا میرے بھائی علیؓ کو بلاؤ۔ علی کرم اللہ وجہہ آئے اور سرہانے بیٹھے ان سے بھی وصیت فرمائی۔ کہ اس کی تفصیل طول ہی بیان کرتے ہیں۔ کہ جب ملک الموت اعرابی کی صورت میں آئے اور اجازت چاہی۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اطلاع پائی۔ اور اہل بیت کو خبردار کیا کہ ملک الموت ہیں۔ اور فرمایا کہ آویں۔ پس ملک الموت آئے۔ اور کہا السلام علیک یا ایہا النبی بدرستی کہ خداوند تعالےٰ نے آپ کو سلام پہنچایا ہے۔ اور حکم فرمایا ہے کہ آپ کی رُوح قبض نہ کروں مگر باجازت۔ فرمایا اے ملک الموت مجھ کو تم سے حاجت ہے۔ انہوں نے کہا کیا ہے آنسرور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری قبض روح نہ کرو۔ جب تک کہ جبرئیل عؑ

نہ آویں۔ پھر حق تعالےٰ نے حکم فرمایا مالک دوزخ سے کہ روح مطہر میرے حبیب کی آسمان پر لاویں گے۔ دوزخ کی آگ بجھاوے۔ اور حور عین کو حکم ہوا کہ اپنے کو آراستہ کرو۔ اور ملائکہ ملکوت اور صوامع جبروت کو خطاب ہوا کہ اٹھو اور صف بصف کھڑے ہو۔ اور جبرئیلؑ کو حکم ملا کہ زمین پر جاؤ۔ میرے حبیبؐ کے پاس۔ اور ایک قندیل سندس سفید کا ان کے واسطے لے جاؤ۔ جبرئیلؑ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس روتے ہوئے آئے آنسرور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے میرے دوست اس وقت مجھ کو ایسا تنہا چھوڑتے ہو۔ جبرئیلؑ نے کہا بشارت لایا ہوں۔ فرمایا کیا۔ کہا تحقیق کہ بہشت حرام ہے تمام انبیاء اور اُمم پر اس وقت تک کہ آپ اور آپ کی اُمت نہ آویں۔ اور حق تعالےٰ نے چند چیزیں آپ پر ارزانی رکھیں۔ کہ کسی پیغمبر کو نہ دیں۔ یعنی حوض کوثر اور مقام محمود اور شفاعت مردم گنہگار۔ آپ کو بخشا ہے۔ کہ راضی ہو۔ فرمایا کہ اس وقت میں خوش دل ہوا۔ اور آنکھ روشن ہوئی۔ اے ملک الموت آگے آؤ۔ اور جس چیز پر مامور ہو قیام کرو۔ ملک الموت قبض روح میں مشغول ہوئے۔ اور کہتے ہیں کہ سکرات موت آپ پر ایسی دشوار تھی۔ کہ کبھی سرخ اور کبھی زرد ہوتے تھے عائشہ صدیقہ رضؓ سے نقل ہے کہ جب روح مبارک نے بدن سے مفارقت کی میں نے خوشبو سونگھی ایسی کبھی نہ سونگھی تھی۔ پھر آپ کو برد اور حریر میں نے پہنایا۔ اور بعض روایات میں ہے کہ ملائکہ نے پہنایا۔ پس اہالی مدینہ اور اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دل آپ کی موت پر رکھا۔ اور انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ تعزیت اور تسلی اہلبیت کی بجالاتے تھے۔ اور کہا کہ مہم غسل اور تجہیز اور تکفین آنسرور کی تم سے تعلق رکھتی ہے۔ اور آپ اکابر اور مہاجر اور انصار کے ساتھ سقیفہ بنی ساعد کی طرف گئے۔ تاکہ امر خلافت کو قرار دیں۔ اہلبیت غسل کار سازی کرتے تھے۔ یہاں تک کہ کسی نے حجرہ کے باہر سے کہا کہ مت نہلاؤ۔ اس واسطے کہ طاہر اور مطہر احتیاج غسل کی نہیں رکھتا۔ ہر چند تلاش کیا مگر کہنے والا نہ پایا۔ بعد ازاں سُنا کہ دوسرے نے کہا غسل دو۔ وہ شیطان تھا۔ اور میں خضر ہوں۔ پس کمر برد یمانی سے باندھا۔ عباسؓ اور علیؓ اور فضیلؓ اور پسران عباسؓ اور اُسامہ بن زید اور صالح حبشی نے آنسرورؐ کو اُٹھایا اور اندر تکیہ کے لائے اور اختلاف واقع ہوا۔ کہ حضرتؐ کو کپڑوں کے ساتھ غسل

دیں۔ یا سوائے اس کے گوشہ خانہ سے آواز آئی کہ برہنہ مت کرو رسول خدا کو۔ اور پیراہن سمیت غسل دو۔ سب نے جانا کہ کہنے والا غیب سے ہے۔ سب اُٹھے۔ اور غسل میں مشغول ہوئے۔ عباسؓ نے فرمایا کہ دروازہ بند کردو۔ تاکہ کوئی نہ آوے اور مغسل میں سوائے چھ آدمیوں مذکور کے کوئی نہ آیا۔ انصار نے باہر سے فریاد کی کہ اے اہلبیت ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بھائی ہیں۔ اور ہمارا اخلاص اسلام میں سب پر روشن ہے۔ ایک آدمی چاہیئے کہ ہم سے ہو۔ تاکہ ہم کو شرف حاصل ہو۔ اور دولت دیدار رسول اللہ صلی اللہ سے محروم نہ رہیں ؛

روایت ہے کہ اوس بن خولی انصاری نے کہا۔ اے علیؓ میں قسم دیتا ہوں تم کو خدا کی کہ مجھ کو آنے کی اجازت دو۔ امیر نے اس کو اجازت دی اور آیا۔ لیکن غسل میں کچھ دخل نہ دیا۔ اور روایت ہے وہ سعد چاہ سے پانی کھینچتا تھا اور لاتا تھا۔ اور اہل بیت نہلاتے تھے۔ پھر آنحضرتؐ کو چارپائی پر لٹایا۔ اور سر اطہر آپ کا مشرق کی طرف اور پائے رہنما اُن کے مغرب کی طرف تھے۔ اور علی ابن ابی طالب مباشر غسل کے ہوئے۔ اور ان کو اپنے سینہ پر لیا اور کپڑا ہاتھ پر لپیٹ کر اندر لباس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے۔ اور اسامہ اور شقران پانی ڈالتے تھے۔ اور فضل علیحدہ لباس کو نگاہ رکھتے تھے۔ یہاں تک کہ علیؓ نے بآسانی جسد اطہر کو دھویا۔ اور عباسؓ آپ کے پھرنے میں ایک طرف سے علیؓ کی مدد کرتے تھے۔ اور غیب سے بھی اس امر میں مدد ہوتی تھی۔ چنانچہ جانتے تھے کہ خود ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ پر پھرتے تھے۔ اور تین بار بیر کے پتوں کے پانی سے اور خالص پانی سے آپ کو نہلایا۔ جب مہم غسل کی تمام ہوئی اور چند قطرہ پانی کے گوشہ چشم اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ناف میں جمع ہوئے۔ علیؓ نے اُن کو پیا۔ اس سبب سے علم اور حفظ زیادہ ہوا۔ پھر سید عالم کو تین سفید کپڑوں سنجوئی میں کہ کوئی ان میں سے قمیض اور عمامہ نہ تھا۔ کفن کیا۔ اور ایک روایت ہے۔ کہ کفن آپ کا دو جامہ سفید اور ایک بُرد یمانی اور مشک اور حنوط کفن پر اور سجدہ گاہ پر چھڑکا۔ اور کہتے ہیں۔ کہ جبریل ع آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا بہشت سے حنوط لائے تھے ؛

منقول ہے۔ کہ علی بن ابی طالبؓ نے وفات کے وقت کچھ مقدار مشک کی اپنے

فرزند کو دی۔ اور وصیت فرمائی۔ کہ اس کو میرے کفن کے کام لانا کہ فضیلت حنوط رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔ جب ان امور سے فارغ ہوئے آپ کو صدر پر لٹایا۔ جیسا کہ وصیت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تھی۔ اور گھر میں رکھ کر باہر چلے گئے +

حضرت علی رض فرماتے ہیں کہ جب آپ کی وفات بروز دوشنبہ تھی۔ اور سہ شنبہ کو میں نے سُنا کہ ہاتف آواز دیتا تھا کہ اے گروہ مُسلمانان اپنے پیغمبر پر پڑھو۔ سب فوج آئے۔ اور ہر ایک نے علیحدہ نماز پڑھی۔ علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کوئی آدمی آپ پر امامت نہ کرے۔ کہ آپ اس کے امام ہیں زندگی میں بھی اور بعد مرنے کے بھی +

مروی ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے وصیت فرمائی تھی۔ اسی طریق سے اور اسی واسطہ سے آنسرور کے دفن میں تاخیر واقع ہوئی۔ اس واسطے کہ نماز آپ کی قبر پر جائز نہ تھی۔ اور اختلاف کیا۔ کہ پیغمبر کے گھر میں مسجد میں یا بقیع کے مقبرہ میں دفن کریں۔ ابو بکر صدیق رض نے کہا کہ میں نے سُنا ہے رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ دفن کیا نہیں جاتا ہے۔ کوئی پیغمبر مگر جہاں کہ اس کا روح قبض کریں۔ اور ایک روایت ہے کہ علی مرتضے رض نے کہا جائے زمین میں کوئی جگہ بزرگ تر اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس جگہ سے نہیں ہے کہ روح پیغمبر کی اس جگہ قبض کی ہو۔ پس آپ کا فرش اُٹھایا۔ اور حجرہ میں جگہ معین کی۔ دو گور کن تھے۔ ایک ابو عبیدہ ابن الجراح کہ بطریق پیش کھودتے تھے۔ اور دوسرے ابو طلحہ انصاری کہ لحد کرتے تھے۔ عباس نے دو کو ان کی طلب میں بھیجے ابو طلحہ کہ صاحب لحد تھے آئے اور آنسرور صلے اللہ علیہ وسلم کی قبر کو کھودا۔ اور بدھ کی رات آدھی رات تھی یا صبح تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قبر کے کنارے پر رکھا اور بائیں طرف قبر سے لائیں۔ علی رض و عباس رض و فضیل رض و اسامہ رض و شقران رض اور بقولے فضل رض اور قثم رض اور بقولے عبد الرحمن رض بن عوف بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں آئے۔ اور سُرخ چادر کہ خیبر کے روز پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو ملی تھی شقران رض نے قبر کی تہ میں ڈالی۔ اور کہا واللہ کہ دوسرا بعد آپ کے نہ اوڑھے۔ اور ایک روایت ہے کہ آن سرور صلے اللہ علیہ وسلم نے وصیت فرمائی ہے میری چادر میرا بچھونا ناقبر میں تحقیق خداوند تعالیٰ زمین کو انبیاء کے جسم پر مسلط نہیں کرتا ہے۔

پس ۹ خشت آپ کی لحد پر چنی - اور ایک روایت ہے کہ جب اینٹوں کو لپیٹا اس چادر کو باہر لائے - اور قبر سے نکال لیا - اور آخر میں جو شخص کہ قبر سے اوپر آیا قثم تھے اور ایک میں علی رضؓ تھے - پھر خاک آن سرور صلے اللہ علیہ وسلم کی قبر پر ڈالی - اور قبر کی صورت مسطح اور ایک روایت ہے مثل کوہان شتر کے اٹھائی - ایک بالشت زمین سے بلند کی - اور اس پر پانی چھڑکا - جب دفن سے فارغ ہوئے - اول فاطمۃ زہراؓ کے دروازہ پر آئے - اور تعزیت ادا کی - بعد ازاں ازواج طیبات طاہرات پر کہ ہر ایک مفارقت میں بہت غمناک تھے - اور ہر ایک کو ان مردوں اور عورتوں سے ایک قیام تھا - انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کوئی دن مدینہ کا بہتر اور نورانی تر اس دن سے نہ تھا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم وہاں تشریف لائے - اور کوئی دن اندھیرا اور تنگ تر اس روز سے نہ تھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی - اور ہنوز دفن سے فارغ نہ ہوئے تھے کہ ہمارے دل ہر ایک کے متغیر ہوئے ؎

ہمان زماں کہ جہاں نور چشم خود گم کرد
ہزار فتنہ زہر گوشہ سر بلدم کرد

مروی ہے کہ عبد اللہ بن زید انصاری کہ صاحب اذان اور مستجاب الدعوات تھے - انہوں نے کہا کہ اے پروردگار میں اپنی چشم جہان بین بے ملاحظہ جمال باکمال محمدی کے نہیں چاہتا - میری آنکھیں لے لے - اسی وقت نابینا ہو گئے - اور ایک جماعت نے نہ چاہا کہ بلا دیدار آں سرور صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ میں رہیں - غربت اختیار کی ان میں سے بلال حبشی تھے - شام کی طرف سفر کا قصد کر دیا - اور صدیق رضؓ نے ہر چند کوشش کی نہ رہے - اور شام کو گئے - وہاں ایک مدت ٹھہرے - پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں - اے بلال رضؓ تم نے ہم پر ظلم کیا - اور ہماری پرورش سے میل آیا - ہماری زیارت کا قصد کر - بلال رضؓ خواب سے بیدار ہوئے اور مدینہ کی طرف متوجہ ہوئے - اس زمانہ میں فاطمہ رضؓ بھی انتقال فرما چکی تھیں - جب مدینہ میں آئے - جو ملاقات کرتا تھا اہلبیت کو پوچھتے تھے - سب نے جواب دیا - کہ علی رضؓ اور حسن عؓ اور حسین عؓ اور ازواج پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سب سلامت ہیں اور فاطمہ رضؓ کے حال سے کچھ نہ کہا - یہاں تک کہ حسن عؓ اور حسین عؓ کے پاس گئے - اور

سلام کیا۔ اور تعظیم اور احترام ان کی بجا لائے۔ اور حال فاطمہؓ کا پوچھا۔ یہ روئے اور کہا اے جگر گوشہ رسولِ خدا جلد اپنے پدر بزرگوار سے مل گئیں +

کہتے ہیں کہ بعضے دوستوں نے بلالؓ سے استدعا کی۔ کہ وقت نماز ظہر کا ہے کیا خوب ہو کہ اگر بدست اذان کی قیام کرو۔ اور الحاح اور مبالغہ کرو۔ بلالؓ رسول علیہ السلام کی مسجد کے بام پر آئے تاکہ اذان کہیں۔ جب اللہ اکبر کہا۔ تمام مدینہ کے گھروں میں شور اٹھا۔ اور جب اشہد ان محمد الرسول اللہ پر پہنچے۔ مدینہ میں کوئی باقی نہ رہا۔ کہ نہ روتا ہو۔ اور فریاد نہ کرتا ہو۔ وہ دن مثل وفات پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے ہوا تھا۔ جب اذان تمام کی کہا اے یارو۔ میں تم کو خوشخبری دیتا ہوں۔ کہ جو آنکھ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم پر روئی وہ دوزخ کی آگ نہ دیکھے گی +

پوشیدہ نہ رہے کہ یہ فضلیت مخصوص اُسی وقت کی اہلزمان سے نہیں ہے۔ بلکہ اُمید ہے کہ تمام وقت قیامت تک جو وفات سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی متحیر اور متاثر ہوتی ہے اور آپ کے فراق میں روتی ہے کہ آپ کا انتقال فرمانا تمام امت کی مصیبت ہے اور جمہور علماء اس پر ہیں۔ کہ زیارت قبر حضور علیہ السلام کی سُنت ہے۔ مندوب الیہ اور فضیلت ہے۔ مرغوب اور بعض علماء اس کے وجوب کے قائل ہیں۔ حدیث من لم یزد قبری فقد جفانی کی دلیل سے یعنی جس شخص نے میری قبر کی زیارت نہ کی۔ پس تحقیق مجھ پر ظلم کیا۔ زیارت قبر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی فضل ہے اور بہت ثواب رکھتی ہے +

مروی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص کہ زیارت نہ کرے میری اور یا میری قبر کی۔ پس اُس کا شفیع نہ ہوں گا قیامت کے روز۔ اور فرمایا جو شخص میری قبر کی زیارت بعد میرے انتقال کے کرے گا۔ ایسا ہے۔ کہ میری حیات میں زیارت کی +

فائدہ جمہور اہل سیر اس پر ہیں۔ کہ واقعہ وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ۱۲ ربیع الاول کو واقع ہوا۔ اس واسطے کہ بالاتفاق آئمہ تفسیر اور حدیث اور بوڑھوں کے عرفہ روز جمعہ کا تھا۔ پس غرہ ذی الحجہ کا پنجشنبہ تھا۔ اور اس وقت میں ممکن نہیں ہے کہ پیر کا روز ہو۔ اور ۱۲ ربیع الاول کا ہو۔ خواہ تینوں مہینے ماضیہ یعنے ذی الحجہ اور محرم اور صفر تیس ۳۰

روزہ ہوئے ہوں۔ خواہ انتیس روزہ اور خواہ بعضے ۲۹ اور بعضے ۳۰ روز۔ جواب اس کا یہ ہے۔ کہ کہتے ہیں احتمال رکھتا ہے۔ کہ اہل مکہ اور مدینہ ذی الحجہ کے ہلال کی روایت میں مختلف ہوئے ہوں بواسطہ کسی مانع کے ابر وغیرہ سے یا نسبت اختلاف مطلع کے پس غرہ ذی الحجہ کا اہل مکہ کے نزدیک پنجشنبہ اور اہل مدینہ کے نزدیک جمعہ ہوگا۔ اور وقوف اہل مکہ کی روایت سے واقع ہوا ہوگا۔ اور جب مدینہ میں مراجعت کی تاریخ کو اہل مدینہ کی روایت سے اعتبار کیا ہو۔ اور تین مہینہ ماضیہ اکمل یعنے تیس۳۰ روزہ ہوئے ہوں۔ پس اول ربیع پنجشنبہ ہوئی۔ اور دوشنبہ کے دن ۱۲ ماہ ربیع الاول ہو۔ اور اس قول کے موافق کہ وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری ماہ ربیع الاول میں ہوئی ہو۔ ایک جماعت نے متاخرین محدث کے اس قول کی ترجیح دی ہے بسبب وارد ہونے اشکال کے قول پر جمہور علماء کے۔ پس اس قول پر لازم آتا ہے۔ کہ تین مہینہ ذی الحجہ اور محرم اور صفر ناقص یعنے تینوں ۲۹ روز کے ہوں۔ واللہ اعلم ٭

فائدہ دوسرا اور باب سیر کا سن شریف میں اقوال مختلفہ واقعہ ہوئے۔ ایک قول ۶۹ سال۔ اور ایک ۶۵ سال اور ایک قول ۶۲ سال اور ۶ ماہ اور ہر ایک قول بسبب روایت کے ہے۔ کہ اس باب میں واقع ہوئے ہیں۔ لیکن قول ۶۹ سال کا اس سبب سے ہے کہ انبیاء سے صحت کو پہنچا۔ کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم ۴۰ برس میں نبوت پر مبعوث ہوئے بعد ازاں ۱۳۔ سال مکہ میں رہے اور وحی نازل ہوئی اور دس سال مدینہ میں بسر کیئے اور ۶۳ سال کے تھے کہ فوت ہوئے اور بخاری جو ائمہ حدیث کے ہیں۔ کہتے ہیں کہ اکثر روایات اس پر ہیں۔ اور امام محمدؒ نے صحیح اور ترجیح اس روایت کی کی۔ لیکن قول ۶۵ سال کا اس واسطے ہے کہ ابن عباسؓ سے ہے۔ ثبوت کو پہنچا کہ مکہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ۱۵ سال امامت کی۔ منجملہ اس کے ۷ سال وحی کی تھی۔ اور دس سال مدینہ میں امامت فرمائی اور ۶۵ سال کے تھے کہ وفات پائی یہ روایت ابن عباسؓ سے مخالف اکثر راویوں کے اور نیز مخالف اس کے ہے کہ پہلے اُن سے مروی ہوئی۔ اسی واسطے آئمہ حدیث کے نزدیک معمول نہیں ہے لیکن قول ساٹھ کا اس واسطے ہے۔ کہ انسؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ۴۰ سال کے تھے کہ مبعوث ہوئے۔ پھر دس مکہ میں رہے اور دس مدینہ کی امامت

کی۔ اور ساٹھ برس کے بھتے کہ وفات پائی۔ ماناکہ انس رضؓ نے اس روایت میں عقود عشرات کو اعتبار کیا ہے۔ اور کسر کو چھوڑ دیا یا تین سال خفیہ دعوت کو اعتبار نہ کیا ہو۔ یا یہ ہم ایک کے روایت سے اس حدیث کے انسؓ قائل ہوئے۔ اس واسطے کہ ایک روایت انسؓ سے یہ ہے کہ عمر آنسرورؐ کی ۶۳ سال بھی۔ لیکن قول ۶۲ سال ۶ ماہ کا۔ بنابراس حدیث کے ہے۔ کہ مروی ہوئی کہ عمر ہر پیغمبر کی ہے کہ پہلے اس سے ہوا ہو۔ اور عمر عیسےٰ علیہ السلام کی ایک سو پچاس سال کی بھی۔ یہ حدیث ضعف سے خالی نہیں ہے۔ واللہ اعلم بالصواب +

ذکر عادات سید السادات رسول اللہ صلعم کے

روضتہ الاحباب میں ہے کہ عادت آداب اور طریقہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ہے۔ لباس پہننے اور کھانے اور شربت پینے میں جان کہ توفیق دے ہم کو اللہ تعالےٰ کہ عادت کریمہ آنسرورؐ کے لباس میں تکلف نہ تھا۔ بلکہ جو میسر ہوتا لباس اور سراویل اور ردا اور ازار اور جامہ نقشانی دار اور سادہ اور قبا اور پوستین اور موزہ اور نعلین سب پہنتے تھے۔ اور بیشتر کپڑے سے تنگی فرماتے اور صحابہ رضؓ نے اعتبار بھی اسی طریق سے مرعی فرمائی۔ اور کبھی پشمینہ اور کبھی کتان پہنتے تھے۔ اور جس قماش سے کہ جامہ کرتے بروجیرہ آپ کے پاس دو استر ہوتے تھے۔ تمام قماشوں سے اور بروجیرہ بروہین ہے۔ اور بعض نے کہا ہے۔ بروقحط لوہے اور کپڑے کی قسم سے لباس دو استر رکھتے تھے۔ اور بیشتر رنگ سفید اختیار فرماتے۔ اور فرماتے کہ جامہ سفید پہنو کہ اچھا اور پاک ہے۔ اور اپنے موتہ کو اس میں دفن فرماتے۔ اور اس کپڑے سے کہ سرخ خالص یا زرد خالص ہوتا۔ مردوں کو انکار فرماتے اور چادر مخلوط سرخ یا سفید سبز یا زرد یا سیاہ پہنتے اور سبز جامہ فاد رطور پر آتا تھا۔ اور جو کپڑا پہنتے اس کا نام تعین فرماتے۔ خواہ عمامہ یا قمیص یا ردا ہوتے بعدازاں فرماتے۔ اللھم لک الحمد کما کسوتنہ اسالک خیرہ وما خیر ما صنع لہ واعوذبک من شرہ وما صنع لہ اور کبھی فرماتے الحمد للہ الذی کسانی ما اواری بہ عورتی واتجمل بہ فی الناس دکلا اعوذبک اور فرمایا جو شخص نیا کپڑا پہنے وہ کہے الحمد للہ الذی

نسائی ھذا الثوب من غیر حول منی ولا قوۃ ذرقیتہ من غیر حول منی ولا قوۃ
اس سے گذشتہ اور آئندہ گناہ بخشے جاتے ہیں۔ اور اکثر اوقات نیا کپڑا بروز جمعہ پہنتے۔
اور کپڑا پہننے میں سیدھی طرف سے ابتدا کرتے اور اتارنے میں اُلٹی طرف سے۔ اور جب
نیا کپڑا پہنتے۔ تو پُرانا کپڑا مسکین کو دے دیتے اور فرماتے مامن مسلم یکسو مسلما
من عملا یثابہ لا یکسوا لا اللہ الا کان فی زمان اللہ وحرزہ ما دام حیا ومیتا۔
اور سفید عمامہ سر اطہر پر باندھتے۔ اور طرہ دونوں کندھوں کے درمیان لٹکاتے۔
اور کبھی تحت الحنک باندھتے۔ اور کبھی بے طرہ باندھتے۔ اور اکثر عمامہ کلاہ پر باندھتے
اور کبھی بے کلاہ اور کبھی کلاہ بے دستار پر کفایت کرتے۔ اور وہ جو آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سے مروی ہے کہ فرق درمیان ہمارے اور مشرکوں کے یہ ہے۔ کہ ہم دستار کلاہ
پر باندھتے اور وہ بے کلاہ یہ ضعف سے خالی نہیں ہے اور اگر صحت کو بھی پہنچی تو ہم کہینگے
کہ مقصود یہ ہے کہ ہماری عادت اکثر دستار پہننے کی کلاہ پر ہے اور بخلاف عادت کے
اکثر ہم جمیع اوقات میں بے کلاہ سفید شامی دراز اور کلاہ چیدہ کے سر پر چپکی ہوئی مانند
کلاہ کے پہنتے تھے اور کلاہ دو گوشی رکھتے تھے۔ کبھی سفر میں سر پر رکھتے تھے۔ اور
کبھی جب نماز ادا کرتے۔ تو اس کو اپنے منہ کے برابر رکھتے۔ کبھی سیاہ دستار باندھتے۔
اور مروی ہے کہ روز فتح مکہ کے دستار سیاہ باندھی تھی۔ اور خطبیہ اور بعض علماء تاویل
کرتے ہیں۔ کہ سیاہی اصلی نہ تھی۔ بلکہ خود دستار پر یعنے خود سر پر رکھا تھا۔ اور بسبب حرارت
ہوا کے دستار نے خود سے رنگ لے لیا تھا۔ اور خود سر سے اتارا تو اوروں نے
جانا کہ سیاہ خالص ہے۔ اور وہ جو بعض روایات میں وارد ہوا ہے کہ علیہ اصابۃ ودسما
اس تاویل کی تائید کرتا ہے۔ اور مروی ہے کہ ایک بار ایک دستار کہ علماء رکھتا تھا
تحفہ میں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے لائے۔ علماء نے اُس کو قطع کیا۔ اور
سر سے باندھا۔ اور طول آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی دستار کا کتب احادیث اور سیر میں
نظر سے نہیں گزرا۔ لیکن بعض علماء حنیفہ نے بیان کیا ہے کہ دستار رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم ہمیشہ ۷ گز کی باندھتے تھے۔ اور جو دستار عید اور جمعہ کو باندھتے تھے ۱۲ گز
کی ہوتی تھی۔ واللہ اعلم +

وقت حرارت ہوا کے کبھی چادر سر مبارک پر ڈالتے۔ اور حضور کے لئے برد جب چادر کا

وصل کوئی کرتا تو فرماتے۔ ھذا ثوب لا کسر شکرہ یعنے اس کپڑے کا شکر ادا نہیں کیا جاتا۔ اور جب روغن سر پر ملتے۔ ایک رومال سر پر ڈالتے تاکہ اور کپڑے چکنے نہ ہوں اور جو انس سے مروی ہے۔ کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم یکثر القناع کان ثوبہ ثوب زمات۔ مراد اس ثوب سے یہی رومال ہے۔ اور آستین آپ کے پیراہن اور جامہ کے ہاتھوں کے گٹوں تک رہتی۔ اور کبھی انگلیوں کے اطراف تک اور کشادہ اور بالائی پیراہن اور جامہ اور ازار نصف ساق تک اور کبھی قریب ٹخنوں کے تھی۔ اور طول ردا آنسرور صلی اللہ علیہ وسلم کا چہار گز۔ اور عرض اس کا ڈھائی گز۔ اور ایک روایت ۲ گز اور ایک بالشت اور طول ازار کا چہار گز ایک بالشت۔ عرض میں دو گز ایک بالشت تھا۔ اور کبھی پیراہن تکمہ دار تھی۔ تکمہ باندھتے۔ اور بعض روایات روایات میں وارد ہوا۔ کہ کان قمیصہ مثل ودالا ذار ودبماحل الازار فی الصلوۃ وغیرھا اور کبھی پیراہن چھوٹا کوتاہ آستین تھی۔ اور حلہ لمبا اختیار فرمایا۔ اور حلہ عبارت ہے دو جامہ سے اور سفر میں آستین تنگ کا جامہ تھا۔ اور وقت وضو کے دست مبارک جب آستین سے باہر نہ آتا۔ تو دامن کے نیچے سے نکال کر اس کو کاندھے پر ڈال کر وضو کرتے اور کبھی جامہائے فاخرہ گراں قیمت اختیار کرتے۔ خاصکر عید کے دن اور آتے تھے۔ ایک وقت ایک بادشاہ نے ۳۳۔ اونٹ میں ایک حلہ خریدا تھا۔ حضرت کے واسطے تحفہ کے طور پر بھیجا۔ آپ نے ایک بار اس کو پہنا اور ایک بار حلہ ۲۹۔ اونٹ کا اور ایک روایت یہ ہے کہ حلہ ستائیس اوقیہ کا خریدا۔ اور کبھی فرماتے تھے۔ تو آپ کے واسطے جامہ بنتے تھے۔ اور پہننے میں جلدی کرتے تھے۔ اور صحت کو پہنچا ہے کہ ایک بار قبائے ابریشمی کی پیچھے سے اس کا چاک کھولا تھا۔ واسطے آنسرور صلے اللہ علیہ وسلم کے بطور تحفہ بھیجا۔ آپ نے اس کو پہنا اور نماز پڑھی تھی۔ جبرئیل ؑ آئے اور خبر اس کی حرمت کی پہنچائی۔ پس بشدت آپ نے اس کو دور کیا جیساکہ اس سے کراہت رکھنا تھا۔ فرمایا لا ینبغی ھذ المتقین ای المومنین الذین ینغضون عن الشرك یعنے وہ مومن کہ شرک سے بچتے ہیں +

انس بن مالک روایت کرتے ہیں۔ کہ روم کے بادشاہ نے ایک مندیل سندس کا کہ آستین بڑی رکھتا تھا۔ ہدیہ میں آپ کے واسطے بھیجا آپ نے اس کو پہنا

صحابہ نے نہایت خوبی سے اس کی نسبت پوچھا کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یہ شاید آسمان سے آپ پر اترا ہے۔ فرمایا تعجب کیا کرتے ہو۔ اس کی خوبی سے بخدا کہ نفس میرا جس کے دست قدرت میں ہے کہ ایک مندیل سعد ابن معاذ کی مندیلوں سے کہ بہشت میں ہے۔ اس سے بہتر ہے۔ پھر اس کو جعفر ابن ابی طالب کے واسطے بھیجا۔ انہوں نے پہنا۔ اور حضرت کی ملازمت میں آئے۔ فرمایا اس کو تمہیں نہیں دیا ہے کہ پہنو۔ انہوں نے عرض کی کہ کیا کروں۔ فرمایا اس کو اپنے بھائی کو بھیجدو۔ یعنے نجاشی کو۔ اور ایک بار ابو جہم عامر بن حذیفہ قریشی عدوی رض گلیم سیاہ مربع کہ اس کے پلڑے دو نشانیاں رکھتے تھے۔ اور عرب اس کو قمیصہ کہتے تھے۔ واسطے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ہدیہ بھیجے۔ آپ اس کو اوڑھکر نماز میں مشغول ہوئے۔ اور اس کے علم یعنے نقش ونگار پر نگاہ کی جب نماز سے فارغ ہوئے۔ فرمایا اس قمیص کو ابو جہم کے پاس لیجاؤ۔ اور فرمایا سوتی و بیز۔ کملی بے نقش ونگار میرے واسطے لاؤ۔ کہ اس کے نقش ونگار نے مجھکو نماز سے باز رکھا +

ثبوت کو پہنچا ہے۔ کہ سبز جامہ آپ رکھتے تھے۔ اور وقت ملاقات کے اس کو پہنتے تھے۔ بعد ازاں کپڑے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بہت پورانے ہوئے تھے اور بعض خلفائے نے اس کا استر کیا تھا۔ اور تیمناً وتبرکاً بروز عید اس کو پہنتے تھے اور سرخ حلہ مخلطا سرخ خطوط سے اور سبز سے اکثر جمعہ اور عید کو پہنتے۔ اور دو جامہ خاصہ واسطے جمعہ کے ترتیب دیتے تھے۔ سوائے ان جاموں کے کہ ہر روز پہنتے اور عائشہ صدیقہ رض سے روایت ہے کہ حضرتؐ سیاہ چادر رکھتے تھے۔ کہ میں نے کہا نہایت اچھی معلوم ہوتی ہے سفید رنگ اس سیاہ جامہ میں۔ اور چادر سیاہ رکھتے تھے کہ میں نے کسی کو بخش دی۔ حضرت سلمہ رض نے کہا۔ وہ چادر سیاہ کیا ہوئی۔ فرمایا میں نے وہ کسی کو دیدی۔ کہا میں نے کوئی چیز عمدہ زیادہ سفیدی سے سیاہی میں نہ دیکھی۔ اور ایک چادر ریشہ دار پہنتے تھے۔ اور کبھی اس کے واسطے بخش فرماتے۔ جیساکہ ریشہ ہائے چادر قدم مبارک پر پڑتے تھے۔ اور ایک آپ جبہ خسروانی رکھتے تھے۔ کہ اس کی شگاف فرا اور پردیبا کی بنی تھی۔ اور کبھی بردا اور ردا پہنتے تھے کہ قیمت اسکی ایک دینار زر سرخ کی تھی +

مروی ہے سہیل بن سعد ساعدی سے کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے ایک جبہ پشم سیاہ اور سفید سے سیاہ۔ اُس کو آپ نے پہنا۔ اور کوئی جامہ اچھا مثل اس کے نہ تھا۔ اور دست مبارک سے اس کو مس فرماتے تھے۔ اور کہتے تھے۔ کیا ہے۔ یہ جبہ ایک اعرابی قوم کے درمیان تھا۔ اس نے کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مجھکو بخشدو یہ جبہ حضور نے فوراً اسے دیدیا۔ اور صحیح بخاری میں سہیل سے ثابت ہوا کہ ایک عورت ایک شملہ کہ اس کا حاشیہ ہنوز اس سے جدا نہ کیا تھا۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائی اور کہا یا رسول اللہ اس کو میں نے اپنے ہاتھ سے بنایا ہے تاکہ آپ پہنیں۔ آنسرور صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کو صیغہ سے لے لیا۔ پھر اس کو پہنا۔ اور ہماری طرف آئے ایک مرد نے قوم سے اس کو اپنے ہاتھ سے دیا اور ایک روایت میں ہے۔ تحسین کی اُس کو۔ اور کہا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اس کو دیجئے۔ فرمایا۔ اچھا۔ اور بعد ایک زمانہ کے مجلس سے اُٹھے اور گھر میں تشریف لے گئے۔ اور چادر لپیٹ کر واسطے مرد کے بھیجا۔ قوم نے اُس سے کہا۔ تم نے اچھا نہ کیا۔ جو اس چادر کو آپ سے لے لیا۔ حالانکہ آپ نے پہنا۔ اور اُس کے محتاج تھے اور تم جانتے ہو کہ کسی سائل کو رد نہیں کرتے ہیں۔ اُس نے کہا کہ قسم ہے خدا کی کہ میں نے نہیں مانگا اس کو مگر اس واسطے کہ میرا کفن ہو۔ سہیل رضؓ کہتے ہیں۔ وہ بردہ آخر اس کا کفن ہوا ہوگا۔ اور دوسرے طریق سے وارد ہوا کہ وہ عبدالرحمٰن بن عوف تھے۔ اور ایک روایت میں سعد ابن ابی وقاص تھے۔ اکثر احوال کپڑے کھدری اور سخت پہنتے تھے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کہ کپڑے غلیظ اور کھدری تھے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یہ دونوں کپڑے آپ کے بہت سخت اور کھدری ہیں۔ جب آپ کو پسینہ آتا ہوگا۔ بھاری ہوتے ہونگے۔ آپ نے کچھ جواب نہ دیا۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ نے ایک کپڑا قلیلہ یعنے وصلہ یا اور ایک ازار موٹی نکالی۔ اور کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روح نے ان دو کپڑوں میں قبض کیا۔ اور آپ انگشتری پہنتے تھے۔ سیدھے ہاتھ کی خنصر میں اور اُلٹے ہاتھ کی خنصر یعنے دونوں میں مروی ہوا ہے۔ اور دونوں سُنت ہیں اور اولے تر حنفیہ کے نزدیک اُلٹے ہاتھ میں ہے اور آئمہ شافعی کے

نزدیک سید ھیں۔ اور انگشتری کو ایسا پہنتے کہ اس کا نگینہ کف دست کی طرف ہوتا۔ اور جب گھر سے باہر تشریف لاتے تو انگوٹھے پر دھاگا باندھتے۔ تاکہ فراموش نہ ہووے اور سبب انگشتری پہننے اور کیفیت اس کے نقش کی باب سابق میں ذکر وقائع سال ششم کے ضمن گذری ہے۔ اور یہ انگشتری بعد کو ابوبکر رضی اللہ عنہ رکھتے تھے۔ اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو تبرک بنالیا تھا۔ اور بعد ان کے وہ عثمان رضی اللہ عنہ کو پہنچی اور بعد چھ سال کے ان کے ہاتھ سے۔ یا ان کے لڑکے کے ہاتھ سے بیرِ یس میں گر پڑی۔ ہر چند پانی نکالا مگر نہ نکلی۔ کہتے ہیں کہ آدمیوں کا حال اس سبب سے متغیر ہوگیا اور فتنہ کا دروازہ کھل گیا۔ اور بعض اہل سیر بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم دو انگشتری رکھتے تھے۔ کہ اس کا نگین حبشی یعنے عقیق تھا یا جانب حبشہ سے لائے تھے یا اس کا بنانے والا اہل حبشہ سے تھا۔ واللہ اعلم۔ اور موزہ پہنتے اور موزہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا سادہ اور سیاہ تھا۔ اور وہ موزہ نجاشی نے پیراہن اور سراویل اور طیلسان کے ساتھ ہدیہ بھیجا تھا۔ اور نعلین پہنتے۔ اور نعلین ان کا پوست گائے کی کھال کا تھا۔ اور دو دوال تھے۔ اور کبھی پا برہنہ تردد فرماتے تھے۔ اور ایک تصویر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نعل کی اس حقیر کے پاس ہے۔ کاغذ سے کٹی ہوئی۔ اُس پر خط کھینچے ہوئے گھر میں ہے۔ نعل کی دوال اور دو انگشت کی بنصر اور خنصر معین کی ہے اور اس پر خط شریف سر آمدۂ المحدثین وقدوۃ المحققین برہان العلم والشریعت والدین مشہور بخلعہ صہ ابو نصر قدس سرہٗ لکھا ہے۔ اس طریق سے نعلین مبارک او از چند تا ادے بودہ است بخیہ دار اور اس پر ایسے نعال ہیں۔ اور اس کے بادل نہیں ہیں۔ جیساکہ قبقاب کے ہوتے ہیں۔ اور وہاں بھی ان کے خط شریف سے عربی عبارت میں سے کچھ لکھا ہے۔ اور اس کی مراد اس معنے سے راجع ہے بہ مقدار رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی نعل کے ہے۔ جیساکہ ثابت ہوا اس کے مطابق اُس کی تصحیح ہوئی۔ اور منقول ہوا باسناد صحیح اور معین ہوا۔ کتاب مصحح المصابیح تالیف عبد حقیر الی اللہ ابو خیر محمد بن محمد الجزری اثابہ اللہ تعالےٰ ومن فضلہ منہ میں کر نقل کیا گیا۔ اس کے خط سے

یا طالب تمثال نعل نبیہ قد وجدت الی اللقاء سبیلا

فاجعلہ فوق الراس واغضم دا (لمنتقل) وتعلی فیہ وادلہ النعیلا
من یدی الفجیع فانہ بیدی علی مایدعیہ ولیلا

اور نیز دہاں ان کے خط شریف سے لکھا ہے کہ مجربات برکات تمثال اس نعلین شریف سے یہ ہے۔ کہ جو شخص اس کو ہمیشہ اپنے ساتھ لائے اور اس کو رکھے۔ وہ آدمیوں کے درمیان میں مقبول ہوتا ہے۔ اور البتہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی اُس کو زیارت نصیب ہوتی ہے یا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھتا ہے۔ اور جو شخص آپ کو خواب میں دیکھے گا پس تحقیق کہ اس نے حق دیکھا۔ اور یہ تمثال شریف جس لشکر میں ہوگی وہ لشکر نہ بھاگیگا اور جس قافلہ میں ہوگی۔ وہ قافلہ غارت نہ ہوگا۔ اور جس کشتی میں ہوگی۔ وہ کشتی نہ ڈوبے گی۔ اس کی صاحب صلے اللہ علیہ وسلم سے توسل جس حاجت میں ڈھونڈیں گے وہ فراخ ہو جائے گی۔ مثال کے طور پر اس جگہ وہ نقشہ متبرکہ مثال شریف کا پیش کرتے ہیں۔ جس کے محامد فضائل بے شمار ہیں۔ (وہو ہذا۔ اگلے دو صفوں کو دیکھو) +

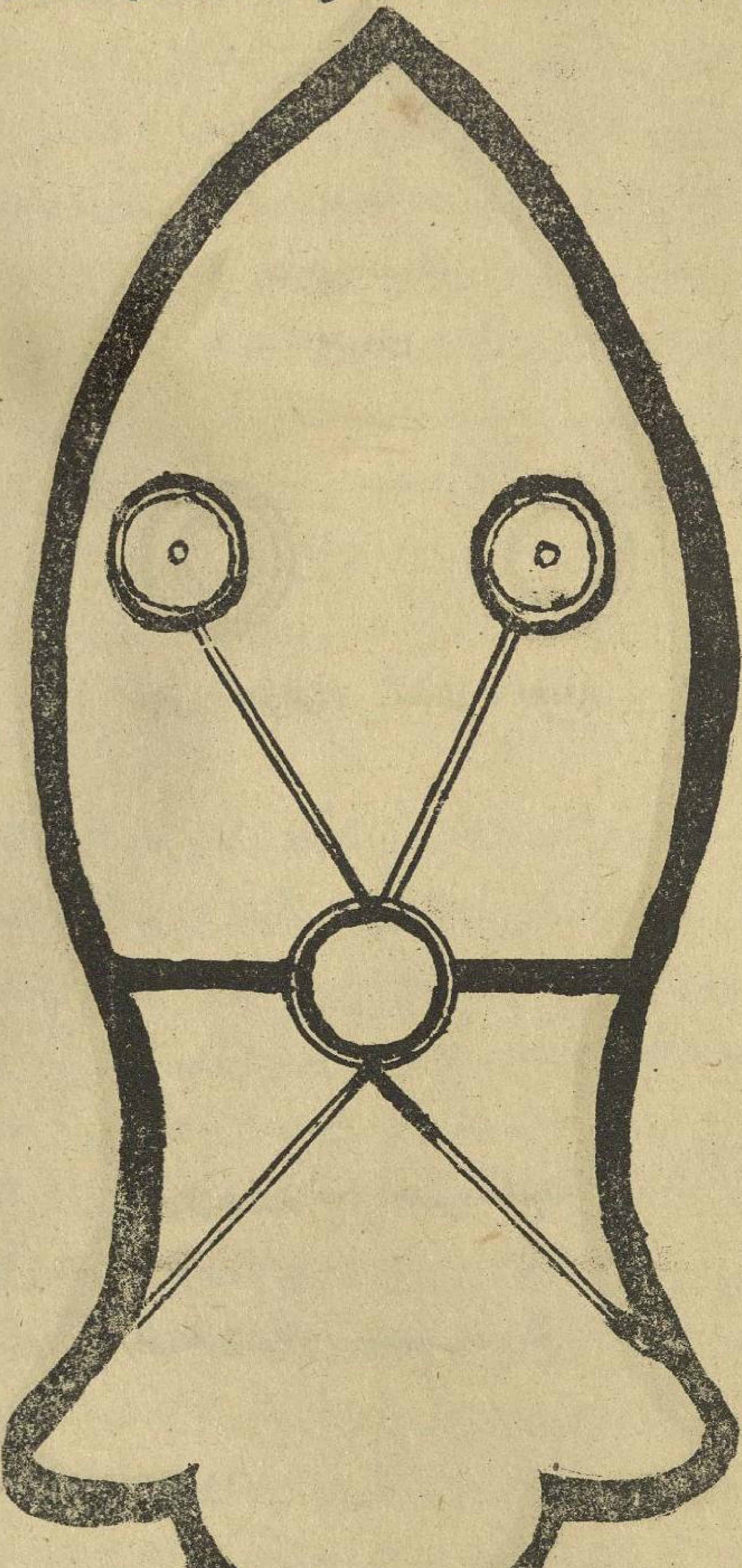
عادت پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے کھانے میں عدم تکلف تھا۔ اور جو کھانا موجود کرتے اچھے کھانوں سے تناول فرماتے اور کبھی ہوتا کہ خود اُٹھتے اور اپنے کھانے اور مشرب خود لیتے اور اوّل میں بسم اللہ فرماتے یا اُن سے بسم اللہ فرمانے کا حکم فرماتے۔ کہ اگر اوّل میں بھول جاوٗں۔ چاہیئے کہ آخر میں کہی جاوے اس طریق سے بسم اللہ اولہ وآخرہ دست راست کی تین انگشت سے تین انگشت سے طعام اُٹھاتے اور تناول فرماتے اور رطب اور خرما اور شوربا کدو دار اور مثل اس کے اس وقت جو ہوتا اور برتن چاروں طرف سے پونچھ لیتے۔ اور کبھی کھانے میں چوتھی انگلی لگاتے اور دو انگشت سے طعام نہ کھاتے۔ بلکہ دو زانو بیٹھتے اور فرماتے مَیں بندہ ہوں خداوند تعالےٰ کے بندوں سے جیسے بندے کھاتے ہیں کھاتا ہوں۔ اور جیسے بندے پہنتے ہیں پہنتا ہوں۔ اور کبھی سیدھا پاوٗں اُٹھا لیتے اور اُلٹے پاوٗں پر بیٹھتے۔ اور کبھی نہایت بھوک سے بہت سختی میں بیٹھتے اور کھانا کھاتے۔ اور زیادہ دوست کھانا آپ کو وہ ہوتا تھا۔ کہ بہت سے آدمیوں کے ساتھ کھایا کرتے۔ اور آپ نے تنہا کھانا نہ کھایا مگر شاذ و نادر۔ اور فرمایا۔

خمس عليهم الفى التعظيم مقبل و موضع فانهت بها على وجه الاحتياط و تحمد المتبوك و مزيد الاستنباط فقط والسلام



صلى الله عليه وسلم و شرف و انعم و بارك و اكرم

هذه صفة المثال الثانی المحکی لنعال من اعلیٰ السبط المثلی



فهذان المثالان هما المعتبران کما سبق وفی الاقتصاد علیهما الکفایة ومقنع ولکن کما صورت زیادة

اشر الناس من اکل وحدہ ۔ اور جب مومنوں کے ساتھ کھانا کھاتے ۔ تو کوئی آپ سے پہلے ہاتھ کھانے پر نہ لے جاتا ۔ اور کھانا کبھی دستر خوان پر اور کبھی زمین پر کھاتے اور جب کھانے سے فارغ ہوتے تو فرماتے الحمد للہ حمدا کثیرا طیبا مبارکا فیہ غیر مکفی ولا مودع ولا مستغنی عنہ ربنا اور کبھی فرماتے الحمد للہ الذی کفانا اور کبھی فرماتے اللھم اطعمت وسقیت واغنیت واقنیت وھدیت واحییت فلک الحمد علی ما اعطیت اور کبھی فرماتے الحمد للہ الذی من علینا وھدانا والذی اشبعنا وارونا وکل الاحسان اتانا اور فرماتے جو شخص کھانا کھاوے پس کہے الحمد للہ الذی اطعمنی ھذا الطعام ورزقنیہ من غیر حول منی ولا قوۃ اس کے گذشتہ گناہ بخشے جاتے ہیں ۔ جب کسی قوم کے پاس کھانا کھاتے تو اس قوم کو دعا فرماتے اور کبھی اللھم بارک لھم فیما رزقتھم واغفر لھم وارحمھم اور کبھی کھانے سے پہلے اور بعد اس کے دست مطہر دھوتے ۔ اور بعد اس کے ہاتھوں کو روئے مبارک پر اور ساعدوں پر ملتے ۔ اور فرماتے اس میں برکت طعام کی ہے کہ ہاتھ پہلے کھانے سے اور بعد کو دھوئے ۔

مروی ہے کہ الوضوء قبل الطعام ینفی الفقر وبعدہ ینفی اللمم اور منع فرماتے اس سے کہ اُلٹے ہاتھ سے کھانا اور پانی کھاویں اور پئیں اس واسطے کہ شیطان الٹے ہاتھ سے کھاتا پیتا ہے ۔ اور جب کھانے سے فارغ ہوتے تو انگلیاں چاٹتے ۔ اور مندیل سے پاک کرتے ۔ اور فرماتے تم نہیں جانتے کہ کون سے جز میں کھانے کے اجزا سے برکت ہے کہ آپ نے فرمایا ۔ جو کوئی پیالہ کھانے کا کھا کر چاٹے ۔ تو پیالہ اس کے واسطے استغفار کرتا ہے ۔ اور وقت کھانا کھانے کی بات کرتے ۔ اور مکرر طعام مہمان پر پیش کرتے ۔ اور خوان پایہ دار اور اونچی اور نیم کاسہ اور نان تنگ گوشت بلمہ اور میدہ اور گوشت سوسمار اور تلی اور گردہ اور لہسن اور پیاز اور گندہ نا نہ کھاتے ۔ اور فرماتے جو کوئی ان بدبودار چیزوں سے کھاوے کہ بوئے نا خوش آتی ہو چاہیئے کہ ہم سے دوری ڈھونڈھے یا اپنے گھر میں بیٹھے اور فرماتے کہ میں ان سب کو اس سبب سے نہیں کھاتا کہ اس سے راز کہتا ہوں ۔ کہ تم نہیں کہتے ہو ۔

حضرت عائشہ رضؓ سے مروی ہے ۔ کہ آخر طعام جو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے تناول

فرمایا پیاز تھے۔ بر تقدیر صحیح ہونے کی محمول ہے۔ اس امر پر کہ واسطے دوا مرض کے یا واسطے جواز کے بیان ہے۔ اور اشارہ اس معنیٰ کی طرف بھی تھا۔ کہ اس کی کراہت تخفیف پاتی ہے۔ اس واسطے کہ ایک طریق طریقوں حدیث سے بھی بہیر اور پیاز سے وارد ہوئی ان کنتم لا بد اکلھما لا متوھا طبخا درمیان شیر اور ماہی اور درمیان دودھ اور چیزوں ترش کے۔ اور درمیان حشو کے اور مطبوخ کے اور درمیان تازہ قدید اور غیر تازہ قدید کے اور درمیان شیر اور انڈے کے اور میان گوشت اور پنیر کے۔ اور درمیان دو غذا گرم کے اور غذا سرد کے۔ اور بیخ کے اور درمیان دو قابض اور دو مسہل کے۔ اور درمیان دو غلیظ اور دو مرغی کے جمع نہ کیا۔ اور گرم کھانا نہ کھاتے۔ بلکہ ایک لحظہ چھوڑ دیتے۔ تاکہ تیزی حرارت کی تسکین پاوے اور کبھی مباح کھانے کو عیب نہ فرمایا۔ اگر بھوک ہوتی تو کھانا کھاتے۔ ورنہ کچھ نہ کھاتے۔ چنانچہ اکثر خوانوں پر اعراب سوسمار کھاتے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نہیں کھاتے تھے۔ پوچھا کہ حرام ہے؟ فرمایا کہ حکم اس کی حرمت کا نہیں کرتا ہوں۔ ولیکن میری قوم کی زمین میں نہ تھا۔ مجھ کو کراہت طبعی ہے اس کے کھانے سے ✦

مروی ہے کہ ایک بار سوسمار کا گوشت آپ کے واسطے لائے۔ فرمایا یہ ایک امت تھی کہ اس صورت پر مسخ ہوئی تھی۔ اور آنسرور صلے اللہ علیہ وسلم کھانا بہت تھوڑا کھاتے تھے۔ اور فرماتے تھے۔ کثیرۃ کل مشوم اور فرماتے جب کھانا کھاؤ۔ اس کو نماز اور ذکر پر گذارو۔ اور بعد کھانے کے خواب میں مت جاؤ۔ کہ تمہارے دل سخت ہوں۔ اور کھانوں میں اکثر جو کی روٹی کھاتے۔ اور آرد جو کہ حضرت کا ماکول تھا نہیں پکاتے بلکہ اس پر ہوا پھونکتے۔ جو جانے والا ہوتا جاتا تھا۔ اور جو باقی رہتا اس کو خمیر کرتے اور گوشت گوسفند اور شتر اور اسپ اور گورخر اور خرگوش اور خبازی اور مچھلی کھاتے اور مچھلی قدید تناول فرماتے۔ اور جملہ محبوب تر کھانوں سے آنسرور صلے اللہ علیہ وسلم کو گوشت تھا۔ اور فرمایا کہ گوشت سامعہ کی تقویت کرتا ہے۔ لیکن اس کے کھانے پر حریص نہ ہو۔ اور اس پر زیادتی نہیں کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ جو کوئی اس کے کھانے پر مداومت کرتا ہے آسانی سے عادت کو ترک نہیں کر سکتا۔ اور گوشت دست اور شانہ سے الفت رکھتے اور پشت کے گوشت کی مدح فرماتے تھے اور فرماتے تھے

کہ عمدہ گوشت میں گوشت پشت کا ہے۔ اور جگر گوسفند کا بھون کر تناول فرماتے۔ اور کبھی ثرید گوشت کے ساتھ کھاتے۔ پختہ کو دانتوں سے توڑتے۔ اور فرماتے کہ گوشت کو چھری سے پارہ نہ کرو۔ اس واسطے کہ وہ اہلِ عجم کی عادت تھی۔ اور دانتوں سے کاٹو کہ انبیاء کا امر ہے۔ اور علماء نے کہا ہے کہ یہ انکار مخصوص ہے گوشت کے ساتھ کہ کارد کی حاجت نہ رکھتا ہو یا مقصود یہ ہے کہ گوشت کے کاٹنے کو چھری سے اپنی عادت مت کرو۔ جیسا کہ عجم نے کی ہے۔ اس واسطے کہ صحت سے معلوم ہوا ہے کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے شانہ کا گوشت کباب کیا۔ اور پہلوئے بریان کو چھری سے پارہ کر کر کھایا۔ اور کبھی ہوتا۔ کہ اہل خانہ سے کھانا چاہتے اور وہ کہتے تھے کہ کوئی چیز گھر میں نہیں ہے سوائے سرکہ کے۔ تو فرماتے تھے کہ لاؤ۔ اور روٹی سے کھاتے تھے۔ اور اس کا نام طبان رکھا۔ اور اکثر کھانا آپ کا خرما تھا۔ اور کبھی دو بارہ کھاتے کہ ایک بار میں خرما نہ ہوتا۔ اور فرماتے کہ بھوکے نہ رہیں۔ اور اہل خانہ کہ اس میں خرما ہو۔ اور ایک روایت یہ ہے کہ فرمایا کہ جس گھر میں خرما نہ ہو اس کے اہل بھوکے ہیں۔ اور عجوہ کی شان میں ایک قسم ہے خرما کی اچھی مدینہ میں سیاہ رنگ وارد فرماتے تھے۔ تصبیح بسبع تمرات عجوۃ لم تضرہ فی ذالک الیوم سم ولا سحر اور جب رطب خرما کھاتے۔ اس کی گٹھلی انگشت سبابہ اور وسطی سے پشت کی طرف رکھتے اور ڈالتے اور کبھی گٹھلیوں کو دستِ چپ سے جمع کرتے ✦

مروی ہے کہ ایک روز رطب تناول فرماتے تھے۔ اور دانوں کو دست چپ سے نگاہ رکھتے تھے۔ ایک گوسفند آئی۔ کفِ مبارک کو کھولا۔ اور دانوں کو اس گوسفند کی طرف کیا۔ وہ آئی اور کفِ دست مبارک سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دانہ خرما کھاتی تھی۔ اور آنحضرت دست راست سے تناول فرماتے تھے اور کبھی قدرانی خرمہ اس کے پاس لاتے تھے۔ کہ کیڑے اس سے نکلتے تھے۔ اور ڈالتے تھے۔ اور خرما کھاتے تھے۔ اور کبھی ٹکڑے جو کی روٹی کے اٹھاتے تھے۔ اور خرما اس پر رکھتے تھے اور فرماتے تھے۔ یہ نان خورش ہے۔ اور تناول فرماتے تھے۔ اور حمار یعنی بیہ درخت سے خرما کھاتے تھے۔ اور کدو کو دوست رکھتے تھے۔ اور فرماتے تھے۔ کہ یہ میرے بھائی یونسؑ کا درخت ہے ✦

عباس رضؓ سے روایت ہے کہ حضرت فرماتے تھے۔ کہ جب ہانڈی چولھے پر رکھو۔ چاہیئے کہ بہت سے کدو اس ہانڈی میں رکھو۔ کہ خون قلب کو نافع ہے۔ اور انس رضؓ کہتے ہیں کہ میں نے کہا یا رسول اللہ کدو آپ بہت تناول فرماتے ہیں۔ اس کا کیا فائدہ ہے۔ فرمایا دماغ کو نافع ہے۔ اور عقل کو زیادہ کرتا ہے۔ اور خورش کہ فلفل اور ادو کرم اور چقندر اس میں ہوتا ہے۔ دوست رکھتے اور جو رنگ پر چپٹا تھا طعام سے بہت میل رکھتے تھے۔

مروی ہے کہ ایک بار عثمان بن عفان رضؓ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے پالودہ لائے اس میں سے کھایا اور کہا اے ابو عبداللہ کیا ہے۔ عثمان رضؓ نے اس کی اجزاء اور کیفیت عرض کی۔ فرمایا کہ بدرستے کہ یہ کھانا اچھا ہے۔ اور جنگلی خرما اور قروت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس محبوب تر طعام سے تھا۔ اور کبھی روٹی روغن سے کھاتے اور غزوہ تبوک میں پنیر خشک کا ٹکڑا حضرت کے پاس لائے۔ چھری طلب کی اور پارہ کیا اور تناول فرمایا۔ شاید بلی اس کو لے جاوے اور یہ بلی کو لے جاوے۔ اور ایک روایت یہ ہے کہ خربزہ خرما سے کھاتے تھے اور فرماتے تھے۔ ہما الاطیبان۔ اور بعض علماء نے خربزہ کو روایت اولیٰ میں حمل تربز پر کیا ہے۔ اور مروی ہے کہ تربز کبھی روٹی سے اور کبھی شکر سے کھاتے اور بعض کتب میں ہے کہ محبوب تر میوہ ان کے نزدیک تربز اور انگور تھا۔ اور خوشہ انگور کو منہ میں لے جاتے اور دانہ پکڑتے۔ اور خوشہ تنہا دہن شریف سے نکال لیتے۔

مروی ہے کہ ککڑی کو نمک سے کھاتے۔ اور نمک کی شان میں وارد ہوا ہے کہ سید ادامکم الملح اور جب میوہ تر واسطے حضرت کے آتا۔ فرماتے تھے اللھم بارك لنا فی مدیننا و مدنا وصاعنا واجعل مع البرکۃ۔ میوہ کو بعد اس کے بہت چھوٹے بچے کو کہ موجود ہوتا دیتے اور دودھ سے محبت تمام رکھتے تھے اور فرماتے تھے۔ خداوند تعالےٰ نے اس کو طعام کیا۔ چاہیئے کہے اللھم بارك لنا فیه وزدنا منه اور فرماتے تھے میں نہیں جانتا ہوں اس چیز کو۔ کہ کام طعام اور شراب کا کرے سوائے دودھ کے اور کبھی جب دودھ کھاتے مضمضہ کرتے۔ اور فرماتے کہ اس میں چکنائی ہے۔ اور جب پانی پیتے تین سانس سے پیتے۔ اور ہر ایک کے اول میں

بسم اللہ اوّل آخر میں الحمد للہ کہتے اور سانس لینے سے اس وقت میں کہ پانی کا ظرف منہ میں ہو منع فرماتے تھے۔ اور ہر روز ایک بار پیالہ شربت کا شہد سے پیتے۔ اور کبھی گیہوں اور جو بھوُ نے ہوئے بلغورہ کر کر پانی ڈال کر پیتے تھے۔ اور بواسطہ اس کے کہ پانی مدینہ کا کھاری ہوتا تھا۔ چھوہارے پانی میں ڈال لیتے تاکہ شیریں ہو۔ اور یونہی فرماتے تھے۔ اور اکثر اوقات بیٹھ کر پانی پیتے تھے اور کبھی کھڑے ہو کر پیتے تھے۔ اور اگر آنحضرتؐ کی مجلس میں جماعت ہوتی۔ اور ان کو پانی یا شربت دیتے تو پینے میں ان کو مقدم رکھتے تھے۔ بعد ازاں آپ نوش فرماتے تھے۔ صحت کو پہنچا ہے کہ فرمایا۔ ساقی القوم آخرھم شربا اور کبھی اول خود پیتے تھے۔ اور پھر کسی کو دیتے تھے۔ مگر جو دست راست پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ہوتا۔ اور صحاح میں وارد ہوا۔ کہ ایک بار ایک پیالہ دودھ کا کہ پانی سے مخلوط کیا تھا۔ حضرت کے پاس لائے۔ آپ نے لیا اور قدح کو پیا۔ سیدھے ہاتھ پر آپکے ابوبکر صدیق رضؓ تھے اور ان کی سیدھی طرف ایک اعرابی تھا۔ عمر خطابؓ نے کہا یا رسول اللہؐ ابوبکرؓ کو دیجئے۔ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اعرابی کو کہ ان کی سیدھی طرف تھا۔ دیا۔ اور کہا الایمن مالایمن اور ایک روایت ہے کہ فرمایا الا المؤمنون فالا المومنون اور دوسری حدیث میں وارد ہوا۔ کہ ایک پیالہ آپ کے پاس لائے۔ اور سیدھی طرف آپ کے ایک نوجوان تھا۔ خورد تریں قوم کا۔ اور بوڑھے اور بڑے الٹی طرف تھے۔ جب وہ پیالہ پیا اس جوان سے کہا تم اجازت دیتے ہو۔ تاکہ بوڑھوں کو دوں۔ اس نے کہا میں ایسا نہ کروں گا۔ آپ کے پس خوردہ کو۔ پس حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے پیالہ اُس کو دیا اور اس پانی سے پیا۔ اور پانی پینے سے مشک کے منہ سے اور ثلمہ قدح سے منع فرمایا۔ اور غالباً یہ بھی تنزیہی ہے۔ اس واسطے کہ صحت کو پہنچا ہے۔ کبشہ انصاریؓ سے کہا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم مجھ پر آئے اور پانی پیا۔ دہن مشک سے کہ لٹکتی تھی کھڑے ہو کر۔ پس میں اٹھا اور منہ اس مشک کا اس سے قطع کیا۔ اس واسطے کہ تیمناً و تبرکاً اس کو نگاہ رکھیں۔ اور سرد پانی شیریں بہت دوست تھا۔ اور آپ کے پاس انصار سے آیا اور کہنہ مشک سے پانی لایا سہ پایہ میں۔ ٹھنڈا کرتا تھا۔ اور موضع سقیا سے۔ کہ وہاں سے مدینہ تک ۱۲ روز کی راہ ہے۔ آپکے

واسطے آب شیریں لاتے تھے اور آپ فرماتے تھے۔ کہ جب رات آوے بسم اللہ کہے اور سر طعام اور سر آب کے برتن کا ڈھانپ دے اگرچہ اس طرح ہو کہ بطریق عرض کے اس ظرف کے سر پر رکھو۔ واللہ اعلم بالصواب ✦

فصل ۲۰

روضۃ الاحباب میں آپ کی نسب اور حسب اور حلیہ اور ازواج اور اولاد اور مدت خلافت میں اور ولادت اور وفات امیر المؤمنین وامام الاصدقین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ابن قحافہ ابن عمر بن کعب بن سعد بن تیم بن عثمان ابن عامر بن کعب ابن لوی ہیں ✦

ذکر بعض آیات قرآنی کا کہ شان میں صدیق اکبرؓ کے نازل ہوئیں

ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ هُمَا فِی الْغَارِ اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا مفسروں کا اتفاق ہے کہ مراد صاحب ثانی اثنین سے اس آیہ کریمہ میں ابوبکر صدیق رضؓ ہیں۔ فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰی وَاتَّقٰی وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰی بعض مفسر کہتے ہیں کہ ابوبکر رضؓ کی شان میں نازل ہوئی۔ وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖ ابو المعالی کہ خاصان اصحاب تفسیر سے ہیں۔ کہا ہے۔ کہ مراد الذی جاء بالصدق رسول صلعم ہیں۔ اور مراد صدق سے ابوبکر صدیق رضؓ ہیں وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتَانِ واکرمکم عند اللہ اتقکم یہ دونوں آیتیں بعض اہل تفسیر کے قول پر ابوبکر رضؓ کی شان میں ہیں۔ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا عَبْدًا مَّمْلُوْكًا لَّا یَقْدِرُ عَلٰی شَیْءٍ وَّمَنْ رَّزَقْنٰهُ مِنَّا رِزْقًا حَسَنًا فَهُوَ یُنْفِقُ مِنْهُ سِرًّا وَّجَهْرًا هَلْ یَسْتَوٗنَ بعض مفسر کہتے ہیں کہ مراد عبد مملوک سے ابوجہل بن ہشام اور مراد من رزقنا منا رزقا حسنا سے ابوبکر صدیق رضؓ ہیں ✦

مروی ہے کہ جب آیہ یٰۤاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ اتری ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ ان ھذا الحسن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے ابوبکر رضی اللہ عنہ جان اور خبردار ہو کہ فرشتہ وقت تیری موت کے یہ آیت تجھ پر پڑھے گا ✦

ذکر بعض احادیث کہ شان میں صدیق اکبرؓ کے وارد ہوئیں

عبداللہ بن مسعود رضؓ سے ثبوت کو پہنچا ہے۔ کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا لَاتَّخَذْتُ اَبَا بَكْرٍ خَلِيلًا وَلٰكِنَّهُ اَخِيْ وَصَاحِبِيْ وَقَدِ اتَّخَذَ اللّٰهُ صَاحِبَكُمْ خَلِيلًا اگر میں کسی کو خلیل بناتا البتہ ابوبکر رضؓ کو خلیل بناتا۔ لیکن وہ میرا بھائی اور مصاحب ہے اور تحقیق اللہ کو صاحب اور خلیل بناتا ہے +

صحاح الاخیار میں ابودرداء رضؓ سے مروی ہے کہ کہا میں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا۔ ناگاہ ابوبکر صدیق رضؓ ظاہر ہوئے اپنے جامہ کا دامن اٹھائے ہوئے چنانچہ زانوں ان کے ظاہر تھے۔ حضرتؐ نے فرمایا صاحب تمہارے یعنے ابوبکرؓ نے کسی کے ساتھ بڑی خصومت کی۔ پس ابوبکر رضؓ نے سلام کیا۔ اور کہا یا رسول اللہ میرے درمیان اور پسر خطاب کے یعنی عمر رضؓ کے گفتگو واقع ہوئی۔ اور میں نے مبادرت کی اور اس پر زیادتی کی بعد اس کے اس امر سے پشیمان ہوا۔ اور ان کے دروازہ پر گیا۔ اور عذر خواہی کی تاکہ مجھ سے درگذرے قبول نہ کیا۔ اور اپنے گھر کا دروازہ بند کر لیا آنسرور صلے اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں آئے۔ حضرتؐ نے جب ان کو دیکھا۔ رنگ روئے مبارک کا متغیر ہوا۔ اتنا کہ ابوبکر ڈرے۔ دروازہ تک دو زانو آئے۔ اور کہا یا رسول اللہ واللہ کہ اس قصہ میں ا علم ہوں۔ عمر سے دو بار یہ بات فرمائی۔ اور ایک روایت میں یہ ہے کہ عمر رضؓ مجلس میں حضرتؐ کے بیٹھے۔ حضرتؐ نے منہ ان کی طرف سے پھیر لیا عمر رضؓ روئے اور پھر منہ کے آگے بیٹھے۔ حضرتؐ نے پھر منہ ان سے پھیر لیا۔ اور عمر رضؓ نے عرض کی۔ کہ یا رسول اللہ میں گمان نہیں لیجاتا ہوں۔ اس روگردانی کا آپ سے مگر اس امر کے واسطے۔ کہ آپ تک پہنچایا ہے۔ عمر کی زندگانی ہے۔ کہ جب آپ ان سے روگردانی کریں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم وہ ہو کہ ابوبکر رضؓ عذر خواہی کریں۔ اور تم ان سے قبول نہ کرو۔ تحقیق خداوند تعالیٰ نے مجھ کو تمہارے ساتھ پیغمبری پر بھیجا ہے۔ تو تم تکذیب کرتے تھے۔ اور ابوبکر رضؓ نے میری تصدیق کی۔ اور مجھ سے موافقت کی اپنے مال اور نفس سے پس تم میری خاطر سے نہیں۔ ممکن ہے کہ میرے یار کی ایذا ترک کرو۔ ابودرداء کہتے ہیں۔ بعد اس کے پھر ابوبکر رضؓ کو کسی نے ایذا نہ دی +

مروی ہے ابو ہریرہ رضؓ سے کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کسی کا ہم پر کوئی حق ہو۔ اس کے حق کا بدلہ دیا۔ مگر ابو بکر رضؓ کہ اس کا حق ہمارے اوپر ایسا ہے کہ اس کا بدلہ حق تعالیٰ قیامت کے روز فرمائے گا۔ اور عبداللہ بن عمر رضؓ روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر رضؓ سے فرمایا کہ انت صاحبی فی الغار و صاحبی علی الحوض کہ تم میرے صاحب غار میں بھی ہو۔ اور حوض کوثر پر بھی ہو۔ اور نیز منقول ہے کہ ایک روز ابو بکر رضؓ آپکے دست راست اور عمر رضؓ دست چپ پر تھے۔ آنسرور صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کا ہاتھ پکڑا۔ اور فرمایا کہ قیامت کے دن اسی طرح اٹھیں گے +

انس بن مالک رضؓ کہتے ہیں۔ کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر رضؓ اور عمر رضؓ کی شان میں فرمایا هٰذَانِ سَیِّدَانِ کُهُوْلُ اَهْلِ الْجَنَّۃِ مِنَ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ اِلَّا النَّبِیِّیْنَ وَ الْمُرْسَلِیْنَ۔ یہ دونوں سردار ہیں جنت کے ادھیڑ عمر والوں کے اولین اور آخرین میں سوائے نبی اور مرسلین کے اور چند حدیث ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اشارہ ان کی خلافت کا واقعہ ہوا۔ بعد حضرت کے ایک یہ کہ ایام مرض میں بواسطہ شدت درد کے۔ اور جب نماز کو جماعت کے واسطے نہ جاسکے فرمایا مروا ابو بکر فلیصل بالناس۔ اس واقعہ کی تفصیل اول مقصد میں کتاب کے تحریر آئی اور اس قصہ میں اشارہ تو یہ اُن کی خلافت کا ہے۔ اور علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہٗ اس روز کہ بیعت ان کے ساتھ کرتے تھے۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا۔ ہمارے دین یعنی نماز میں پسند کیا نیز امر دنیا میں یعنے خلافت میں پسند کرتا ہوں۔ دوسری یہ کہ فرمایا اِقْتَدُوْا بِالَّذِیْنَ مِنْ بَعْدِیْ اَبَابَکْرٍ وَّ عُمَرَ یعنے میرے بعد اقتدا کرو دین میں ابا بکر رضؓ اور عمر رضؓ کی۔ دُوسری یہ کہ ایک ضعیفہ ایک روز حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی۔ اور کچھ آپ سے چاہا۔ آپ نے فرمایا کہ پھر آنا تیرا سوال پورا ہوگا۔ اس ضعیفہ نے کہا یا رسول اللہ اگر آؤں اور آپ نہ ملیں تو کیا کروں۔ فرمایا ابو بکر رضؓ کے پاس جا۔ اور عائشہ صدیقہ رضؓ سے صحت کے ساتھ معلوم ہوا۔ کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض موت میں مجھ سے فرمایا ادعوا ابابکر اباك واخاك حتی اکتب کتابا فانی اخاف ان یتمنی تمنمن ونقول قائل انا ولایاتی اللّٰہ والموصنین الا ابابکر رضؓ +

ذکر حلیہ ابابکر صدیق رضی اللہ عنہ

ثابت ہوا - کہ ابوبکر رضہ آدمی دراز قد سفید جسم مائل بزردی اور خفیف العارض اور آنکھیں غایر اور پیشانی ابھری ہوئی تھی - اور وارد ہے وکان معروق الوجہ حادی الا ساجع الا سمسلک اور بعض روایتیں وارد ہے کہ ریش مبارک پر اور وسمہ کا رنگ کرتے تھے ٭

ذکر ماکول وملبوس ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

بیت المال سے امر کاتب اور قاضی اور دربان اور کارپردازوں کا اور مقررہ کرنا نقش خاتم واللہ اعلم ٭

ثابت ہوا کہ جب امر خلافت کا حضرت ابوبکر رضہ پر قرار پایا - دوسرے روز صبح کو بازار ے گئے - تاکہ موافق عادت کے تجارت اور خرید و فروخت کریں - عمر رضہ اور ابوعبداللہ رضی اللہ عنہما ان کے پاس پہنچے - اور کہا یا خلیفہ رسول اللہ آپ کہاں جاتے ہیں - کہا بازار کو - انہوں نے کہا کیا کرو گے - ابھی آپ مسلمانوں کے امر کے والی ہوئے ہیں - آپ کے منصب کے قابل نہیں ہیں - کہ بدستور . . . مقررہ تردد اور بازار اور تجارت کریں - فرمایا پس عیال کے ساتھ کیا کروں - انہوں نے کہا مراجعت فرمایئے - تاکہ کچھ بیت المال سے آپ کے واسطے مقرر کریں صدیق رضہ لوٹے اور باتفاق تمام اصحاب کے ہر روز ان کے اور ان کے عیال کے واسطے نیم گوسفند اور اس کے حوائج اور ہر سال اسی مقدار سے کہ ان کا اور ان کے عیال کا ملبوس ہو - اور سواری اور خادم ملتا تھا - اور ایک روایت ہے کہ ایک سال ان کے واسطے دو ہزار درہم یا دو ہزار پانسو یا زیادہ مقرر کئے - اور آپ کا گھر مسلخ میں تھا - اور مسلخ مکان بنی حارث بن الجراح سے ہے - حوالی مدینہ کی طرف اور وہاں مسجد نبوی تک ایک میل راہ ہے - بعد بیعت کے ایک ماہ اس جگہ بسر کی بروز سوموار مدینہ سے آتے تھے - اور پانچوں نماز کو جماعت کے واسطے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں امامت کرتے تھے - اور بعد نماز عشاء کے محلہ مسلخ میں جاتے تھے - اور کبھی جب موجود نہ ہوتے - عمر رضہ ان کی

نیابت میں اصحاب کی امامت بجا لاتے تھے۔ اور مسجد حضرت نبوی میں تشریف لاتے تھے۔ اور جمعہ کی نماز ادا کرتے تھے۔ اور کہتے ہیں۔ کہ منصب قضاء کا عمر خطابؓ کے سپرد کیا تھا اور عثمان بن عفان رضؓ اور زید بن ثابت رضؓ اور عبداللہ بن ارقم کو رضی اللہ عنہم اپنا کاتب مقرر کیا تھا۔ اور ان کا حاجب مولائی مسابق عامل مکہ پر عتاب بن رسید اور طائف پر عثمان بن ابو العاص اور صنعا پر مہاجر بن ابی امیہ اور حضر موت پر زیاد بن لبید اور جوان پر یعلی بن امیہ اور خدید معاذ بن جبل اور بحرین پر علما بن الحضرمی تھے۔ اور اپنے خاتم پر نعم القادر اللہ نقش کیا تھا۔ اور ایک قول ہے عبد ذلیل لرب جلیل تھا۔ واللہ اعلم *

ذکر ازواج اور اولاد اور احفاد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

جاہلیت میں دو عورت سے نکاح کیا تھا۔ ایک قیلہ۔ کہتے ہیں کہ قیلہ بیٹی عبد العزیٰ کی تھی۔ اور عبداللہ اور اسماء کہ ذات النطاقین سے ملقب ہیں۔ اس سے پیدا ہوئے۔ دوسری ام رومان بیٹی عامر کی کہ والدہ عبدالرحمٰن اور عائشہ رضؓ کی ہیں۔ اور اسلام میں بھی دو عورت سے نکاح کیا۔ ایک اسماء بنت عمیس کی اول زوجہ جعفر طیار کی تھی اور محمد بن ابوبکر رضؓ پیدا ہوئے۔ اور ام حبیبہ بنت خارجہ بن زید انصاری اور وہ ابوبکر سے حاملہ تھی۔ کہ صدیق رضؓ نے وفات پائی۔ رضی اللہ عنہ *

ذکر مدت خلافت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ

صحیح تر قول کے موافق ڈھائی سال۔ اور بعض نے کہا ہے۔ جو کہ اپنی کتاب اول میں روایت کرتے ہیں۔ کہ دلالت اس قول کی صحت پر کرتی ہیں۔ اور ایک قول ہے کہ دو برس اور دو ماہ اور پچیس روز۔ ایک قول دو برس اور تین ماہ اور بیس روز۔ اور ایک قول ہے۔ کہ دو سال اور چار ماہ ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب *

ذکرِ تاریخِ پیدائش اور وفات اور سببِ موت امیر المومنین ابوبکر صدیق رض

واقعہ فیل کے دو برس اور چار مہینہ بعد پیدا ہوئے۔ آخر روز پیر کے اور بقول منگل کی رات میں۔ اور یہ بہت صحیح ہے اور ایک قول کے موافق جمعہ کے روز بائیسویں یا تئیسویں جمادی الآخر کو تیرھویں سال ہجرت وفات پائی۔ اور مدت عمر کی تقریباً ۶۳ سال ہے۔ اور ایک قول کے موافق ۶۵ سال اور موت کے سبب میں بیان کیا ہے کہ سلمان والد یہود ان کو مہمانی میں لے گیا تھا۔ اُس نے زہر کھانے میں دیا۔ اور حارث بن کلاہ طبیب دونوں نے کھایا۔ ناگاہ حارث نے کہا یا خلیفہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اس کھانے میں زہر یکسالہ ہے اور میں اور آپ ایک روز وفات پائیں گے۔ پس اس کھانے سے ہاتھ کھینچ لیا۔ اور اسی روز بیمار ہوئے اور ایک سال بیمار رہے۔ بعد ازاں دونوں نے ایک روز طرف عالم آخرت کے انتقال فرمایا۔ اور ایک قول یہ ہے کہ امیر المومنین صدیق رض کی موت کا سبب یہ تھا۔ کہ ان کے پاؤں میں ورم پیدا ہوا جیسے کہ سانپ کاٹتا ہے۔ ایک شب غار میں پیدا ہوا تھا۔ اُس سختی سے دنیا سے گئے۔ اور ایک قول یہ ہے کہ سبب وفات کا یہ تھا۔ کہ ایک روز ہوا میں بہت خشکی تھی۔ غسل کیا اور بیمار ہوئے۔ تپ پیدا ہوئی۔ پندرہ روز رہی۔ اور کہتے ہیں کہ سل کی سختی منتظم ہوئی۔ آپ سے کہا گیا۔ کہ طبیب کو لاویں۔ فرمایا۔ کہ حکیم نے مجھ کو دیکھا۔ پوچھا کہا جواب دیا کہ اُس نے کہا انی فعال لما یرید و لقد اجاد من افاد ہ

اشک خونی بنمودم بطبیباں گفتند
درد عشق است جگر سوز دوائے دارد

مروی ہے کہ ایام مرض میں بمشورہ ایک جماعت کے کبار صحابہ رض سے مثل عثمان رض بن عفان علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہما کی خلافت کو عمر خطاب رض کے سپرد کیا۔ اور کہتے ہیں۔ کہ عثمان رضی اللہ عنہ کو کہ آپ کے زمانہ خلافت میں کاتب تھے۔ بلایا اور فرمایا کہ لکھو ھذا ما عھد ابوبکر ابن ابی قحافہ الی المسلمین اما بعد فانی قد استخلفت علیھم یہ فرمایا اور بیہوش ہوئے۔ پس عثمان رض نے جو کچھ ابوبکر رض نے کہا تھا لکھا تھا اپنے جانب سے لکھا کہ عمر خطاب رض نے کہا ابوبکر رض سے اس سے

پہلے اس معنی کو معلوم کیا تھا۔ بعد اس کے ابوبکر رضؓ نے بیہوشی سے افاقہ پایا۔ عثمان رضؓ سے کہا کیا لکھا۔ عثمان رضؓ نے جو لکھا تھا پڑھا۔ وہاں تک کہ اپنی طرف سے ذکر عمر رضؓ کا لکھا تھا۔ ابوبکر رضؓ نے کہا اے عثمان خدا تجھ کو اسلام سے خیر دے۔ پھر فرمایا یہاں تک کہ لکھا۔ فاسمعوا لہ و اطیعوا فان عدل فذالک ظنی بہ علمی فیہ فان جار فلکل امرء ما اکتسب و الخیر اردت فلا اعلم الغیب و سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ بعد ازاں ابوبکر رضؓ نے ہاتھ اُٹھائے اور کہا خدایا اس کو مسلمانوں پر خلیفہ بناتا ہوں۔ اور اس امر میں میں نے اُن کی صلاح کے سوا اور نہ چاہا ہے۔ اور وہ کام بجا لاتا ہوں کہ تو اس کا زیادہ جاننے والا ہے۔ اور میں نے اجتہاد کیا ان سے بہتر ان پر میں نے والی کیا۔ اور اس قصہ میں عمر رضؓ کی حمایت میں نے نہیں چاہی ہے۔ اور میں عنقریب دنیا سے آخرت کی طرف جاتا ہوں۔ تو ان پر خلیفہ رہ۔ اس واسطے کہ تیرے بندے ہیں۔ ان کے والی کی اُن پر صلاح کر یعنی عمر رضؓ کو اور اس کو خلفائے راشدین سے کر۔ کہ تابعداری کرے اپنے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی خصلت کی۔ اور صالحوں کی سیرت کی کہ بعد پیغمبر کے ہوئے ہیں۔ اور رعیت کا کام اس کی صلاح کے ساتھ لا۔ پس فرمایا کہ عہد نامہ پر مہر کی۔ امراء قریش جیوش کی طرف کہ اطراف و جوانب میں تھی مثل اس عہد نامہ کے لکھا اور مُہر کی۔ بعد ازاں عمر رضؓ کو بُلایا۔ اور ان کو خبر کی کہ اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر میں نے تم کو خلیفہ کیا۔ عمر رضؓ نے کہا یا خلیفہ رسول اللہ اس سختی کو مجھ سے دُور رکھ کہ مجھ کو خلافت کی حاجت نہیں ہے۔ صدیق رضؓ نے کہا۔ اگر تم کو اس کی حاجت نہیں ہے۔ تو اس کو تمہاری حاجت ہے۔ تم کو پوچھیں گے ؎

کسے کو مہیا بود دولتے را | اگر او بجوید بجوید دولت اورا

القصہ صدیق رضؓ نے فاروق کو حقوق مسلمین بہ عجب وصیتیں اور مواعظ اور نصائح مرغوب فرمائے اور وصیت اس بات پر ختم کی۔ کہ اگر میری نصیحت کو نگاہ رکھو گے تو موت کے وقت کوئی چیز اس سے زیادہ دوست نہ ہوگی اور اگر ضائع کرو گے تو کوئی چیز موت کے وقت اس سے زیادہ مکروہ نہ ہوگی۔ حالانکہ موت کو عاجز نہیں کر سکتے ہو اور مروی ہے معقب ابن ابی فاطمہ سے کہا میں ابوبکر رضؓ کے خرچ کا وکیل تھا۔ جب مرض اُس پر غالب ہوا۔ تو ان کے پاس میں آیا۔ اور میں نے سلام کیا۔ وہ امر استخلاف میں مشغول تھے۔ جب فارغ ہوئے

فرمایا۔ اے معقب تو متصدی میرے خرچ کا تھا۔ میرے تیرے درمیان جو کم وبیش خرچ ہوا بیان کر۔ میں نے کہا تجھ پر ہمارے پچیس درہم ہیں۔ ان کو میں نے تجھ پر حلال کیا۔ کہا خاموش رہ اور زاد راہ میری آخرت کا دین سے مت کر۔ میں نے کہا یا خلیفہ رسول اللہ میں اس مجلس کو گمان نہیں کرتا۔ مگر آخر میں صحبت میرے اور آپ کے درمیان میں رہی ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کے پھر بدلا اس شخص کا ہے۔ کہ اس نے کہا ہے۔ غزل

وداع چون تو نگاری نہ کار آسان است | ہلاک عاشق مسکین فراق جانان است
ز وصل خود نفسے پیش از انکہ دور شویم | اگر بجان بفروشی ہنوز ارزان است
مجال دیدن رویت نماند چشم مرا | کہ شکل مردمکش زیر اشک پنہان است
بکوئے تو نشود کاروان روان امروز | کہ آب دیدہ اصحاب او ز باران است
ہر طرف کہ نگاہ میکنم برابر چشم | ہزار سینہ نالاں و چشم گریان است
نظر بجانب زلف تو میکنم زاں تیز | برائے خاطر سرگشتگاں پریشان است

نہ ہم بریدن یاراں نہ تیغ ناکامی
چو ہست عادت گردوں مرا چہ تاوانست

معشوق کی رخصت آسان کام نہیں ہے۔ محبوب کا فراق عاشق غریب کی موت ہے۔ اپنے وصل ایک نفس پہلے بیماری دور ہونے سے اگر جان سے مجھ کو بیچ لے تو سستا ہے میری آنکھ کو تیرے منہ کے دیکھنے کی طاقت نہیں ہے۔ کیونکہ پتلی تو آنکھوں کے نیچے پوشیدہ ہوگئی ہے۔ تیری گلی میں قافلہ کش آج رواں نہیں ہے کہ یاروں کے دیدہ کا آج مینہ برس رہا ہے۔ میں آنکھ کے برابر جس طرف نگاہ کرتا ہوں ہزاروں سینہ نالاں اور آنکھیں گریاں ہیں۔ تیری زلف کی طرف اس سبب سے نظر تیز کرتا ہوں کہ خاطر عاشقوں کی پریشان ہے۔ یاروں کا تیغ ناکامی سے باہم کٹ جانا آسمان کی عادت ہے۔ مجھ کو کیا تاوان ہے۔ ابوبکر رضؓ نے معقب سے کہا غم اور رنج مت کر۔ صبر کا طریق پکڑ کر میں اپنی جگہ پر جانے کا امیدوار ہوں۔ وہ مجھ کو وہ جگہ بہتر اور پاک تر ہے۔ اس خاکدان دنیا سے یعنی ہر چند کہ بظاہر میرا بدن خاک کے نیچے ہوگا۔ لیکن حقیقت میں میری روح پاک عالم افلاک پر چلے گی۔ کیا اچھا کہا ہے ؎

گرچہ تن من ہیچو تنہا خفتہ است | ہشت جنت در دلم بشگفتہ است
جان خفتہ در گل نسرین بود | چہ غم است از تن دراں سرگین بود

جان سفتہ چہ خبر دارد ز تن کو بگلشن خفتہ یا در کو لخن
میرود جاں در جہانِ ابجوں نعرۂ یالیت قومی یعلمون
گر نخواہد زیست جاں ایں بدن پس فلک ایوان کے خواہد بدن
گر نخواہد بے بدن جان تو زیست فی السماء رزقکم روزئے کیست

معقب کہتے ہیں۔ کہ صدیق رضی اللہ عنہ نے ابو ہریرہ کو بلایا۔ اور حضرت عائشہ رضؓ کے پاس بھیجا تاکہ پچیس درم لادیں۔ اور مجھ کو دیں۔ اور ثابت ہوا کہ عائشہ رضؓ نے کہا۔ ابوبکر رضؓ آخر روز مرض موت کی بیہوش ہوئے اور میں روتی تھی۔ اور کہتی تھی۔ کہ عجیب سخت امرض میرے باپ پر طاری ہوا۔ اور جب پھر ہوش میں ہوئے اور یہ بات مجھ سے سُنی۔ کہتے تھے اے بیٹی ایسا نہیں ہے جیسا کہ تو کہتی ہے۔ لیکن سکرات موت حق کی طرف سے آئی ہے وہ یہ ہے کہ جس کو میں پاتا ہوں۔ پوچھا کہ رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو کس قدر کپڑے میں کفن کیا۔ میں نے کہا تین کپڑوں میں سفید پہننے کہ اس میں سہ جامہ پیراہن اور عمامہ نہ تھا۔ پھر کہا پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے کس روز دنیا سے نقل فرمائی۔ میں نے کہا پیر کے روز۔ تو کہا آج کیا دن ہے۔ میں نے کہا پیر ہے۔ تو کہا میں خدا تعالےٰ سے اُمیدوار ہوں کہ میری موت آج کے دن یا آج کی رات ہووے۔ پس جو کپڑے کہ میں پہنے تھے اور جن میں بیمار داری کی تھی۔ فرمایا۔ اور حالانکہ اس میں اثر زعفران کا تھا۔ کہا یہ جامہ میرا دھوؤ اور اس پر دو کپڑے اور زیادہ کرو۔ اور میرا کفن اُسکو۔ میں نے کہا یہ پُرانا ہے۔ تو کہا ان الحی احق بالجدید یعنے زندہ کو نیا لائق ہے وما لمیت انما یصیر الی السبیل السدیل اور کاش سوائے اُس کے نہیں ہے کہ راہ راست کی طرف رجوع ہوتا۔ پھر اپنی زوجہ اسما بنت عمیس کو وصیت کی کہ اُن کو غسل دے اور عبدالرحمٰن۔ اور ایک روایت میں عبداللہ اُس کی مدد کرے اور کہا میں نہیں جانتا کہ سوائے اُن کے مجھ کو برہنہ دیکھے رات کے وقت دُنیا سے نقل کی۔ اور بعد تجہیز و تکفین کے جس دستور سے کہ وصیت کی تھی۔ عمر رضؓ نے اُن پر نماز ادا کی۔ اور عائشہ رضؓ کے حجرہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے پہلو میں قبر کھودی۔ اور اُن کے لڑکے عبدالرحمٰن اور عمر بن الخطاب رضؓ اور عثمان بن عفان رضؓ اور طلحہ رضؓ اُن کی قبر پر آئے۔ اور رات ہی میں اُن کو دفن کیا۔ جزاللہ عن المسلمین احسن الجزاء خدا تعالےٰ مسلمانوں سے اچھا بدلہ دے ◆

نقل ہے کہ جب خبر اُن کی موت کی ان کے باپ ابو قحافہ کو پہنچی کچھ غم نہ کیا۔ اور نہ کچھ تغیر اُن میں پیدا ہوا۔ اور کہا اِنّا لِلّٰہِ اخذ ولہ ما اعطی اللہ تعالےٰ کا مال ہے۔ اس نے دیا تھا لے لیا ٭

فصل ۔ ۳

ذکر حسب اور نسب اور حلیہ اور ازواج مطہرات اور اولاد اور مدت خلافت اور ولادت اور وفات حضرت امیر المؤمنین امام الاشجعین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ٭

روضۃ الاحباب میں بیان کرتے ہیں۔ کہ امیر المؤمنین عمرؓ خطاب ابن نفیل ابن عبد العزیٰ ابن ریاح ابن عبداللہ ابن قرط ابن زراح ابن عدی ابن کعب ابن لوی تھے۔ اور لوی بیٹے غالب بن فہر ابن مالک ابن نضر کے تھے۔ کہ لقب اُن کا قریش ہے۔ نہ کنانہ کی اولاد ٭

ذکر بعض آیاتِ قرآن کی۔ کہ شان میں حضرت عمر فاروقؓ کے نازل ہوئیں

ومن کان میتاً فاحییناہ وجعلنا لہ نوراً یمشی بہ فی الناس ضحاک مفسر رح کا قول ہے۔ کہ حضرت عمر فاروقؓ کے شان میں ہے۔ یعنے وہ مردہ تھا۔ اس کو ہم نے زندہ کیا۔ اور اُس کو نور گردانا۔ کہ اس سے آدمیوں میں چلتا ہے۔ وقل للذین آمنوا یغفروا للذین لا یرجون ایام اللہ لیجزی قوما بما کانوا یکسبون ابن عباس رضؓ کہتے ہیں۔ کہ ایک مرد نے بنی غفار سے عمرؓ کو گالیاں دیں۔ عمرؓ نے چاہا کہ اس کو ماریں پیٹیں آیہ مذکور نازل ہوئی۔ یعنے کہدو تم ان لوگوں سے کہ ایمان لائے مغفرت چاہیں اون لوگوں کے واسطے کہ امید نہیں رکھتے ایام اللہ کی تاکہ قوم کے کسب کا بدلہ ہو جاوے محمد الرسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینہم حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مراد اشداء علی الکفار سے عمر بن الخطاب ہیں۔ والذین اتیناھم الکتاب یعلمون انہ منزل من ربک بالحق عطار بن ابی رباح کہتے ہیں۔ کہ ازاں جملہ عمر فاروق رضؓ ہے۔ یعنے جس کو کہ ہم نے کتاب دی ہے وہ رب کی طرف سے اس کو سمجھتے ہیں حق سے ساتھ۔ اولئک الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین عکرمہؓ کہتے ہیں کہ مراد شہداء سے عمرؓ اور

عثمان اور علی ہیں رضی اللہ عنہم یاایھاالذین اٰمنو واطیعوا اللہ واطیعوا الرسول و اولی الامر منکم عکرمہ رحؒ کہتے ہیں۔ کہ مراد اولی الامر سے ابوبکر اور عمر ہیں۔ امر یحسدون الناس علے ما اٰتیھم اللہ من فضلہ۔ محمد بن کعب قرضی کہتے ہیں۔ کہ علی ابن ابیطالب علیہ السلام سے میں نے سُنا کہ فرمایا ھم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وابوبکر و عمر وشاورھم فی الامر یعنی الامر ایک تردد کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر اور عمر رض نے اور مشورہ کیا ایک امر میں +

ابن عباس رض سے منقول ہے کہ انہوں نے کہا یعنے وشاورھم ابوبکر و عمر ہیں۔ اور ثبوت کو پہنچا ہے کہ چند آیت قرآن کے موافق رائے اور قول عمر رض کے نازل ہوئیں۔ اور ایک جماعت نے متاخرین سے بر سبیل اجمال کے کہا ہے کہ پندرہ قضیہ میں قرآن موافق رائے اور قول عمر رض ہوا۔ اور اس فقیر نے تتبع کیا۔ اور کتب تفاسیر اور احادیث میں بیس آیتیں پائیں۔ اول واتخذوا من مقام ابراھیم مصلے اور مروی ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے مقام ابراہیم کو صلوٰۃ الرحمٰن کہا اور عمر رض آنسرور کے ہمراہ تھے۔ کہا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یہ ہمارے پدر ابراہیمؑ کا نہیں ہے؟ فرمایا ہاں۔ کہا پھر اس کو کیوں نہ مصلے بنادیں۔ حضرتؐ نے فرمایا میں مامور نہیں ہوں ہنوز آفتاب غروب نہ ہوا تھا کہ آیہ فاتخذوا من مقام ابراھیم مصلی نازل ہوئی +

دوم آیہ حجاب یعنے پردہ کی ہے عورات کے واسطے +

تیسرے عسیٰ ان طلقکن ان یبدلہ ازواجا خیرا۔ لیکن ایلا کے قضیہ میں +

چوتھی ماکان لنبی ان یکون لہ اسریٰ حتیٰ یثخن فی الارض۔ قیدیوں کے قضیہ میں +

پانچویں۔ ولا تصل علے احد منھم مات ابدا ولا تقم علی قبرہ عبداللہ ابن ابی منافق پر نماز کے قضیہ میں +

چھٹی آیہ تحریمہ شراب کی شرح اس پانچوں قضیہ کے مقصد اول روضۃ الاحباب میں مذکور ہوئے +

ساتویں احل لکم لیلۃ الصیام الرفث الی نسآء کم +

بیان کرتے ہیں کہ قبل از نزول آیہ مذکور کے ماہ رمضان کی رات میں عشاء کی نماز ادا کرتے تھے اللہ کھانا پینا اور جماع کرنا حرام تھا۔ حضرت عمرؓ ہمیشہ دل میں یہ آرزو ہمیشہ رکھتے تھے۔ کہ یہ امر طلوع صبح تک مباح ہو۔ ایک رات ان کو بعد نماز عشا کے اپنی اہل کے ساتھ اتفاق مجامعت کا ہوا۔ اور وہ صورت حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر عرض کی اور رخصت چاہی آیہ نازل ہوئی +

آٹھویں ثلثۃ من الاولین وثلثۃ من الاخرین بعض مفسروں نے کہا کہ جب یہ آیہ نازل ہوئی عمرؓ روئے اور یہ کہا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہم لاویں خدا اور رسول کے ساتھ۔ اور اس کی کلام کی تصدیق کریں۔ اور جو کہ ہم سے نجات پاوے تھوڑا ہو۔ پس یہ آیہ نازل ہوئی حضرت عمرؓ کو بلایا اور فرمایا تحقیق جو بات تم نے کہی تھی۔ اے ابن الخطاب اس میں اللہ تعالےٰ نے آیہ نازل فرمائی۔ اور گردان دیا۔ ایک گروہ اولین۔ اور ایک گروہ کو آخرین سے +

نویں۔ من کان عدو اللہ وملائکتہ ورسلہ وجبریل ومیکال فان اللہ عدو للکافرین ایک جماعت نے اخبار یہود سے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ جبرئیلؑ تمہارے پاس آتے ہیں حالانکہ وہ ہمارے دشمن ہیں اور ہم ان کے دشمن ہیں۔ اگر میکائیل آتے تو ہم تم پر ایمان لاتے۔ امیر المومنین رضؓ نے کہا جو جبرئیلؑ کا دشمن ہے وہ میکائیلؑ کا بھی دشمن ہے۔ اور جو میکائیل کا ہے۔ جبرئیل کا ہے۔ اور جو ان دونوں کا دشمن ہو وہ خدا تعالےٰ کا دشمن ہے پس آیہ مذکور نازل ہوئی عمرؓ کے قول کی تصدیق میں +

دسویں فتبارک اللہ احسن الخالقین جب یہ آیت نازل ہوئی کو ولقد خلقنا الانسان من سلالۃ من طین ثم جعلناہ نطفۃ فی قرار مکین ثم خلقنا النطفۃ علقۃ فخلقنا العلقۃ مضغۃ فخلقنا المضغۃ عظاما فکسونا العظام لحما ثم انشانٰہ خلقا آخر یہ آیہ جب عمرؓ کے روبرو پڑھی تو انہوں نے کہا فتبارک اللہ احسن الخالقین اور ابھی بقیہ آیہ کو نہ سنا تھا قبل اس حکایت کے عبداللہ بن سعید بن ابی سرح سے منقول ہے۔ اور عجب ہے کہ اس کلام کا پڑھنا سبب اس کے عجب اور ارتداد کا ہوا اور یہی سبب زیادتی شرف اور کمال یقین امیر المومنین حضرت عمرؓ کا ہوا۔ اور نیز مضمون آیہ کریمہ یضل بہ کثیرا ویھدی بہ کثیرا اس قصہ میں ظہور سے ملی

ذکر بعض احادیث اور آثار کے کہ فضیلت اور شرف میں حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وارد ہوئیں

ابو ہریرہ رضہ سے صحت کو پہنچا ہے کہ فرمایا رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ بہ تحقیق بنی اسرائیل میں آدمی محدث ہوئے ہیں۔ اگر میری اس اُمت میں وہ ہوں گے تو عمر پسر خطاب ہیں اور علماء کو محدثوں کی تفسیر میں اختلاف ہے اور بہت سے قول ہیں +

اول مراد محدثوں سے ایک جماعت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سے ماموراور ملہم ہوئے ہیں۔ دُوسری یہ کہ وہ جماعت ہے کہ ان کا گمان قضایا میں مطابق واقع کے ہو۔ تیسرے وہ گروہ مراد ہیں کہ وقائع میں ملائکہ ان کے ساتھ بات کہتے ہیں۔ اور راہ راست بتاتے ہیں چوتھے وہ گروہ ہیں کہ صواب ان کی زبان پر جاری ہو +

ابو سعید خدری رضہ سے مروی ہے کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے روبرو آدمی پیش کرتے ہیں۔ اور ان پر لباس ہیں۔ بعضوں کے لباس سینہ تک اور بعضوں کے اس کے نیچے عمر خطاب کو پیش کیا۔ اور ان پر لباس تھا کہ زمین پر گھسٹتا تھا۔ صحابہؓ نے عرض کی یا رسول اللہ کیا تعبیر آپ نے فرمائی۔ فرمایا دین ہے۔ اور صحاح اخبار میں ابن عمرؓ سے مروی ہوا۔ کہ حضرت نے فرمایا۔ کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے پاس ایک پیالہ دودھ کا لائے میں نے اس میں سے پیا اس قدر میرے ناخنوں سے دودھ ٹپکنے لگا۔ پھر میں نے اپنا بچا ہوا عمر خطابؓ کو دیا۔ اصحاب نے عرض کی۔ یا رسول اللہ آپ نے کیا تعبیر کی۔ فرمایا علم سے اور علماء محققین کہا ہے کہ وجہ تعبیر شیر کے علم سے یہ ہے کہ دونوں کثرت نفع میں سیر کر دیتے ہیں۔ اس واسطے جیسے کہ شیر غذا اور شراب جسمانی ہے اور جب صلاح اور قوت بدن کا ہے۔ علم بھی بمنزلہ غذا اور شراب روحانی کے ہے۔ اور سبب صلاح امور دنیوی کا۔ اور اخروی کا ہے +

سعد بن وقاص رضہ روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے عمر خطابؓ سے کہا کہ قسم اس پروردگار کی کہ میرا نفس جس کے دست قدرت میں ہے کہ تیرے ساتھ شیطان ملاقات نہیں کرتا ہے کسی راہ میں مگر یہ کہ وہ راہ پھرتا ہے اور دوسرے راستہ کو چلنا اختیار کرتا ہے

کہ جو غیر اُس راستہ کا ہے کہ جس میں تو چلتا ہے۔ اور ایک روایت یہ ہے کہ فرمایا ان الشیطان لیفر من عمرؓ یعنے شیطان عمر سے بھاگتا ہے اور ایک روایت یہ ہے کہ فرمایا انی لا نظر الی شیاطین الجن والانس قد فروا من عمرؓ یعنے البتہ میں دیکھتا ہوں طرف شیاطین جن اور انس کی کہ عمرؓ سے بھاگ گئے ہیں +

جابر بن عبداللہ انصاری نے کہا ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ میں نے آپ کو بہشت میں دیکھا۔ اور وہاں ایک محل کہ اس میں ایک حور بیٹھی ہے۔ اور وضو کرتی تھی۔ میں نے پوچھا یہ محل کس کا ہے۔ اس نے کہا عمرؓ کا۔ میں نے چاہا وہاں جاؤں۔ پس تیری غیرت کو یاد کیا اور نہ گیا۔ عمرؓ نے کہا بابی انت و امی یا رسول اللہ علیک یعنے میرے ماں باپ آپ پر قربان یا رسول اللہ۔ میں غیرت کرتا ہوں +

احادیث صحیح میں وارد ہوا انس بن مالکؓ سے کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور کوہ احد پر آئے۔ اور ابوبکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ اور علیؓ آپ کے ہمراہ تھے اور کوہ احد کانپا۔ حضرت نے فرمایا ساکن اور ثابت رہ اے احد کہ تجھ پر کوئی نہیں ہے۔ مگر پیغمبر اور صدیق اور شہید۔ اور ابوہریرہؓ سے صحت سے معلوم ہوا کہ حضرت نے فرمایا میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ایک چاہ پر کھڑا تھا۔ اور پانی چاہ سے کھینچتا تھا۔ اور آدمی کو پلاتا تھا۔ ابوبکر میری طرف آئے اور ڈول ہاتھ سے لیا۔ ایک ڈول یا دو ڈول پانی کھینچا۔ اور اس کے کھینچنے میں کمزوری تھی واللہ یغفر لہ پھر عمرؓ آئے اور ڈول ابوبکرؓ سے لیا۔ ان کے ہاتھ میں ڈول بڑا ہو گیا۔ پانی کھینچتے تھے اور آدمیوں کو سیراب کرتے تھے۔ اور ایک روایت ہے کہ فرمایا کوئی پہلوان میں نے نہ دیکھا۔ کہ اس نے ان کی مانند کھینچا ہو اس قدر پانی کھینچا کہ آدمی سیراب ہو گئے۔ اور چاہ سے لوٹ گئے۔ اور ابوذرؓ کہتے ہیں کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان وضع الحق علی لسان عمر یقول بہ تحقیق طریق حق کا عمر کی زبان پر ہے کہ اس کو وہ کہتے ہیں۔ اور ایک روایت میں ہے ینزل الحق علی لسان عمر وقلبہ یعنے عمر کی زبان سے حق نکلتا ہے اور دل سے اور منقول ہے کہ عقبہ بن عامرؓ نے کہا کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لو کان بعدی نبیا لکان عمر بن الخطاب۔ اگر میرے بعد نبی ہوتا۔ تو عمر بن الخطاب ہوتے +

عمرؓ سے مروی ہے کہ میں نے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم سے اجازت چاہی تا کہ خانہ کعبہ کی زیارت

کروں اور عمرؓ بجا لاؤں۔ آنسرور صلے اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی۔ اور فرمایا اشرکنا یا اخی فی دعائك ولا تنسی یعنی اے عمر اپنی دعا میں ہم کو شریک کر لینا اور نہ بھولنا۔ عمرؓ کہتے ہیں کہ وہ بات کبھی کہ خوش نہیں کرتا ہے مجھ کو یہ کہ اس کے عوض اور مقابلہ میں تمام دنیا حاصل ہو مجھ کو اور عبداللہ بن عمر روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا انی اول من تنشق عنہ الارض ثم ابوبکر ثم عمرؓ میں اول اس شخص کا ہوں۔ کہ نکلے گا زمین سے پھر ابوبکر پھر عمر اور انہی سے مروی ہے کہ ایک بار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ عمر سفید جامہ دھلا ہوا پہنے ہیں۔ آپ نے پوچھا یہ جامہ دھلا ہوا ہے یا نیا ہے۔ عمرؓ نے کہا دھلا ہوا آنسرور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا البس جدیدا وعش حمیدا ومت شہیدا یعنے نیا پہن اور اچھی طرح جیش کر اور شہید مر وزادک اللہ قرۃ العین فی الدنیا والآخرۃ اور زیادہ کرے اللہ تعالے تیری آنکھ کی ٹھنڈک دنیا اور آخرت میں۔ عمرؓ نے کہا وایاک یا رسول اللہ یعنے اور آپ کو بھی یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ۔

نقل ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تعریف میں فرمایا ہے وھو قرن من حدید لا تاخذہ فی اللہ لومۃ لائم یعنے عمر لوہے کا سینگ ہے اللہ تعالے کے معاملہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت ان پر اثر نہیں کرتی ہے۔ اور کہتے ہیں کہ عمرؓ نے ایک خبر کے ساتھ اہل کتاب کے اخبار سے کہا کہ کتب آسمانی میں میرا کچھ وصف ہے اس نے کہا ہاں۔ پوچھا کس طرح سے اس نے کہا وھو قرن من حدید امیر امین شدید لا تاخذہ فی اللہ لومۃ لائم۔ اس پر حضرت فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جو شخص میرے بعد ہوگا۔ کس طرح رہے گا۔ اس نے کہا خلیفہ نیکوکار لیکن ایسا کہ اس سے تو خود خرابت کرنا چاہیگا۔ اور ظالموں کا فتنہ ان کے قتل پر اقدام کرے گا۔ عمرؓ نے کہا رحم کرے اللہ تعالے عثمانؓ پر پھر پوچھا کہ بعد ازاں کیونکر ہوگا۔ تو اس نے کہا ثم یکون البلاء اور ایک روایت میں ہے کہ عمرؓ نے پوچھا جو شخص کہ بعد ان کے خلیفہ ہوگا۔ ان کا وصف تو کس طرح پاتا ہے اس نے کہ زنگ آہن یعنی طازم آہن اور یہ بات خبر اشارہ سے ہے۔ لڑائیوں کی کثرت سے خلیفہ کے زمانہ میں عمرؓ نے سر جھکا لیا داد خواہ خبر نے کہا یا امیر المومنین وہ خلیفہ راست گفتار

خوب کرہار ہوگا. لیکن اُس میں خلافت کو پہنچے گی۔ کہ تلوار ننگی اور خون ٹپکتا ہوگا۔ اور اخبار میں وارد ہُوا۔ کہ اول من سلیم علیہ الرب یوم القیمۃ عمر بن الخطاب رضی یعنے اول اللہ تعالیٰ جس پر قیامت کے دن سلام بھیجیگا۔ وہ عمر رض ہیں۔ خلاصہ یہ کہ احادیث میں بہت فضیلت اس خلیفہ بزرگوار کی وارد ہوئی ہیں۔ طول سے بچنے کے لئے اس قدر پر اختصار کیا۔ اور صحابہ کرام سے اس عالی مقام کی شان میں بہت فضل اور علو مرتبہ ثبوت کو پہنچا ہے بیان کرتے ہیں۔ کہ جب امیر المؤمنین عثمان رض خلافت کے ساتھ مقرر ہوئے اور چند وقت اس پر مقرر ہوئے تو اُن سے کہا کہ مثل عمر رض کے کیوں نہیں سلوک کرتے۔ تو انہوں نے کہا کہ یستطیع ایکون مثل لقمان حکیم میں لقمان ہونے کی طاقت نہیں رکھتا۔ اور مروی ہے کہ امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ نے کہا خیر الناس بعد الرسول ابو بکر ثم عمر ثم اللہ اعلم بالثالث یعنے بہتر آدمیوں کا بعد رسول کے ابو بکر ہے۔ پھر عمر پھر اللہ تعالےٰ تیسرے کا جاننے والا ہے۔ اور نیز انہیں سے کرم اللہ وجہہ منقول ہے کہ فرمایا کان ابوبکر اتاھا وکان عمر مخلصا اما صحاب اللہ فنصحہ ملن کنا نری ان الشیطان عمر بسائہ ان یامر بالخطبۃ اور کہتے ہیں کہ زمانہ خلافت علی مرتضےٰ کرم اللہ وجہہ میں اہل نجران مدینہ میں آئے اور کہا یا امیر المؤمنین جان لو کہ عمر رض نے ہم کو ہمارے وطن سے نکال دیا۔ اور جلاوطن کیا۔ کیا اچھا ہو کہ اگر آپ ہم کو ہمارے وطن میں بھیجدیں امیر علیہ السلام نے فرمایا کان عمر راشد الا موفلا اغیر شہا صفتہ یعنے عمر سخت حکم والے تھے۔ میں اُن کے حکم کو کسی طرح پر نہیں بدل سکتا ہوں +

نقل ہے کہ سعید بن زید رض عمر رض کی موت کے روز بہت روتے تھے۔ اُن سے پوچھا کہ اس طرح کیوں روتے ہو۔ انہوں نے کہا کہ اسلام پر روتا ہوں۔ اس واسطے کہ عمر کی موت اسلام کی موت ہے۔ اذا مات ذو علم وفتوی فقد ثلمت من الاسلام ثلمۃ وموت الملک العادل للمولی بحکم الحق منقصۃ ونقمۃ۔ زید بن وہب کہتے ہیں۔ کہ میں عبداللہ بن مسعود کے یہاں آیا۔ انہوں نے اثناء کلام میں عمر رض کو یاد کیا۔ اور روئے اس حیثیت سے کہ زمین کے سنگریزہ ان کے آنسوؤں سے تر ہوگئے۔ پھر کہا کہ عمر رض اسلام کا مضبوط قلعہ تھے۔ مسلمان اس قلعہ میں آتے تھے۔ اور باہر نہیں جاتے تھے۔ اور موت سے اُن کی اسلام میں رخنہ پڑ گیا۔ کہ آدمی اس

رخنہ سنے نکلتے ہیں اور پھر نہیں آتے۔ اور مثل اس کلام کے امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ سے بھی منقول ہے۔ ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ کوئی صاحب ایسا مسلمانوں سے نہ تھا کہ عمرؓ کی موت سے خلل اس کے دین یا دنیا میں نہ پیدا ہوا ہو۔ اور مغیرہ بن شعبان کہتے ہیں۔ کہ واللہ عمرؓ افضل تھے یعنے واللہ من کان عمر افضل من یخلد ۶ حضرت عروۃ ابن زبیر حضرت عائشہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا زینوا مجالسکم بالصلوۃ عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم وبذکر عمر بن الخطابؓ فرمایا اپنی مجلسوں کی زینت نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے سے اور عمرؓ کے ذکر سے کرو۔ امام زین العابدینؓ سجادرؓ سے پوچھا کہ مرتبہ ابو بکرؓ اور عمرؓ کا رسولِ خدا کے نزدیک کیسا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ مثل ان کے مرتبہ کے اب وہی دو صحیفے ہیں +

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں بیزار ہوں اس شخص سے کہ ابو بکرؓ اور عمرؓ کو سوائے نیکی کے یاد کرے۔ سعید بن جبیرؓ کہتے ہیں کہ عمرؓ خطاب کو بہت یاد کرو اس واسطے کہ ان کا یاد کرنا عدل کا یاد کرنا ہے۔ حق سبحانہ تعالے انکو یاد کرتے رہو گے مجاہد کہتے ہیں کہ ہم آپس میں کہتے تھے کہ شیاطین عمرؓ کے زمانہ میں مصعد اور مقید تھے۔ جب وہ شہید ہوئے۔ روئے زمین پر پھیل گئے +

ذکر شدت عیش و قلت

حضرت سعد بن وقاصؓ سے منقول ہے کہ ایک بار برسم تفقد حضرت حفصہؓ کے گھر آئے اور بقاعدہ مشہور کہ جو جہاں ہے اور جو گھر میں ہے۔ عمل کیا انہوں نے کاسہ آش کو سرد فرمایا۔ اور خود سے روغن زیت اضافہ کرکے ضیافت کی اور جب اس کی نظر اس پر پڑی۔ فرمایا دو دام کیا تم نے اس میں خرچ کیا ہے۔ پس فرمایا حضرت عمرؓ نے کیونکر اس کھانے کو تناول کروں امیدوار ہوں کہ مجھ کو حق سبحانہ تعالیٰ اس قسم کے تنعم سے نگاہ رکھے اس وقت تک کہ میں خدا تعالےٰ کے پاس پہنچوں۔ اور ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ ہر روز کھانا امیر المؤمنین عمرؓ کا زیادہ گیارہ لقمہ سے نہ تھا۔ بیان کرتے ہیں۔ کہ ایک بار ایک اقارب کی جماعت نے حفظہ سے کہا۔ کیا خوب ہو اگر اپنے باپ کی عرض میں پہنچادے کہ اب شدت عیش اور الدام مشقت اختیار نہ کریں اور کبھی کبھی عمدہ کھانوں سے آپ کو متمتع اور خوش کریں۔ حفظہؓ نے اس جماعت

کے کہنے کے موافق کہا۔ عمرؓ نے کہا عشیت ایاک ونصیحت لقومک تو جیش کر اور میں تیری قوم کو نصیحت کرتا ہوں ؎

بروں از خوردن و خفتن خیلے ہست مردم را
بجاناں زندگانی کن کہ وصل دوست جاں دارد

انس ابن مالکؓ کہتے ہیں کہ عمرؓ کو میں نے دیکھا کہ لباس پہنے ہوئے تھے چار پیوند اوپر لگے ہوئے تھے۔ اور ایک روایت ہے کہ ان کے لباس میں چار پیوند درمیان دو شانہ کے تھے۔ اور کہتے ہیں کہ جب بلاد شام کو اپنے قدم کی عزت سے زیب اور زینت دی۔ تو وہاں کے امیروں اور رئیسوں نے آپ کا استقبال کیا۔ حالانکہ آپ اونٹ اور اپنے راحلہ پر سوار تھے۔ خواص نے عرض کی یا امیر المؤمنین اس جگہ اکابر اور اشراف ملاقات سے مشرف ہونگے۔ اگر آپ سواری گھوڑے کی اختیار فرمادیں خوب ہوتا کہ شوکت اور ہیبت آپ کی ان کی آنکھوں میں پورے طور پر اور کامل تر دکھاوے۔ فرمایا تم اس مقام میں نہیں رہتے کہ کام دوسری جگہ سے راست ہوتا ہے۔ اور آپ نے آسمان کی طرف اشارہ کیا ٭

ذکر حلیہ فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ثابت ہوا کہ عمر خطابؓ مرد ضخیم اور لمبے تھے اور نہایت ضخامت اور طول سے جب پیادہ جاتے تو آدمی جانتے تھے کہ سوار ہے۔ اور ایک روایت ہے کہ آدمیوں سے ایک ذراع بلند تھے۔ جس کے پاس آپ بیٹھتے تھے اُس سے اونچے رہتے تھے۔ اور سیدھے اور لمٹے دونوں ہاتھوں سے کام کرسکتے تھے۔ اکثر کہتے ہیں کہ آپ گندم گون تھے بعض کہتے ہیں۔ کہ نہایت گورے تھے اور سال رمادہ میں خلافت سے پہلے کہ قحط تھا۔ کبھی نہ چاہا کہ کھانے میں فقراء اور درویشوں سے ممتاز ہوں۔ زیت کا کھانا اختیار کیا۔ اور دودھ اور گھی ترک کیا۔ اس سبب سے گندم گونی پیدا ہوگئی تھی۔ لیکن یہ قول ضعیف ہے۔ اعتماد اول قول پر ہے۔ اور آپ کی آنکھیں نہایت سرخ تھیں۔ آپ کی ڈاڑھی اور مونچھیں جھتوار تھیں جب غصہ ہوتے۔ ان کو مروڑتے۔ اور اکثر کہتے ہیں کہ مہندی بالوں پر لگاتے تھے اور ایک روایت ہے کہ ایک لونڈی نے آپ کی دو لونڈیوں سے چاہا۔ کہ آپ کے بالوں پر رنگ کرے۔

آپ نے فرمایا کہ میرا نور بجھانا چاہتی ہے۔ جیسا کہ فلاں نے اپنا نور بجھا دیا +

کہتے ہیں کہ آپ سے پوچھا کہ اپ اپنے سفید بالوں کو کیوں تبدیل نہیں کرتے۔ کیونکہ ابو بکر رضؓ نے خضاب کیا۔ فرمایا میں نے سُنا ہے کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا من شاب شیبۃ فی الاسلام کانت لہ نورا یوم القیمۃ اس سبب سے بڑھاپے کو میں نہیں بدلتا۔ اب اگر دونوں روائتیں صحت کو پہنچیں تو جمع کا طریق یہ ہے کہ کہیں اول ابو بکر رضؓ کے اقتدا سے خضاب کرتے تھے۔ اور بعد ازاں جب حدیث کا ملاحظہ فرمایا ترک کیا ہو +

ذکر تعداد ازواج اور کنیزکوں اور اولاد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی

بیان کرتے ہیں کہ حضرت امیر المؤمنین عمر رضؓ نے چھ عورتیں جاہلیت میں اپنے نکاح میں لائے ایک زینب مظعون کی بیٹی حبیب وہب کی تھی۔ اور آپ کی ایک لڑکی اور ۲ دو لڑکے اس عورت سے تھے۔ عبدالرحمٰن اور حفصہ دوسری ام کلثوم علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کی بیٹی ایک لڑکا اور ایک لڑکی اس عورت سے پیدا ہوئی۔ زید اور رقیہ رضی اللہ عنہا۔ اور تیسری ام کلثوم بیٹی خرول بن مالک بن الیب بن ربیعہ کی دو لڑکے ان سے تھے یعنے زید اصغر۔ اور چوتھی جمیلہ بیٹی عاصم بن ابی الافلح کی۔ ایک لڑکا اس عورت سے پیدا ہوا۔ عاصم اور پانچویں ام حکیم بیٹی حارث بن ہشام کی۔ اس عورت سے ایک لڑکی رکھتی تھی فاطمہ نام۔ چھٹی عاتکہ بیٹی زید بن عمر نفیل کی۔ ایک لڑکا اس سے تھا۔ یعنے عیاض اور دو لڑکے تھے ایک لہیہ کنیزک اور ایک لڑکا اس کنیزک سے پیدا ہوا۔ ابوالخیر اس کو عبدالرحمٰن اوسط کہتے تھے۔ اور دوسری فکیہ کنیزک اس سے ایک لڑکا اور ایک لڑکی تھی۔ یعنی عبدالرحمٰن اصغر اور زینب چنانچہ آپ کی مجموعہ زنان و کنیزکاں سے ۹ لڑکے اور چار لڑکیاں تھیں +

ذکر بعض احوال حضرت عبداللہ بن حضرت امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ

شواہد النبوۃ میں بیان کرتے ہیں کہ وہ سب سے بڑے بیٹے امیر المؤمنین عمر رضؓ کے تھے مکہ میں ایمان لائے تھے۔ بلوغ سے پہلے اور اپنے باپ کے ساتھ مدینہ کو ہجرت کی۔ اور ان کی وفات مکہ میں ہوئی۔ وقت رمی حجار کے ایک بھیڑ آدمیوں کی آئی اور پاؤں کی دو انگلیوں کے

درمیان زخم ہوا۔ کہ ورم کر گیا اس میں فوت ہوئے ۵۸ھ ہجری میں۔ بعض نے کہا ہے۔
۵۳ھ ہجری میں اور اس میں بیان کرتے ہیں کہ سفر میں تھے۔ ایک جماعت کا گروہ آیا تھا۔
پوچھا کہ یہ کیا ہے۔ انہوں نے کہا یہاں شیر ہے کہ آدمیوں کو راہ سے باز رکھتا ہے۔
آپ اپنی سواری سے اُترے۔ اور شیر کی طرف گئے اور اپنے ہاتھ سے اس کو دور کیا
اور ایک روایت ہے کہ اس کو مارا اور راہ سے دور گیا۔

ذکر مدتِ خلافت اور فتوح کی کہ ان ایام میں واقع ہوئی

آپ کی خلافت کی مدت دس برس اور چند ماہ ہے۔ اور ان ایام بہت سے قضیوں اور فتوح اور امور کلیہ نے منہ دکھلایا اور صحت کو پہنچا ہے کہ جب ابو بکر صدیق رضہ کے دفن سے فارغ ہوئے تو دوسرے روز عمر خطاب رضہ ممبر پر آئے اور خطبہ پڑھا۔ جو اللہ تعالےٰ کی حمد و ثنا پر تھا۔ اور اپنی عاجزی اور بندگی کا اظہار بیان کیا تھا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی۔ اور ان سے لوگ خوش اور راضی تھے۔ اور اس وقت وہ خلافت کے طالب نہ تھے۔ امیر المومنین ابو بکر رضہ کے سپرد کی۔ لیکن خدا تعالےٰ نے جو مجھ کو خلافت میں مقرر کیا اجر جزیل اور ثواب جمیل سے متحمل اس بار ثقیل اور متصدی اس کار جلیل کا نہ ہوتا۔ اور کسی دوسرے کو خلافت پر مقرر کرنے اور آپ سے دور کرنے اور اس کا بیان کہ وہ عدل اور انصاف مرعی رکھیگا اور کسی کا منہ نہ دیکھے گا۔ اور حق سے تجاوز نہ کرے گا۔ اور تعظیم اور تکریم اور عزور آدمیوں پر نہ کرے گا۔ اور مرد مثل تمام مسلمان مردوں کے ہو گا۔ کہ اس سے بے خوف باتیں کریں۔ اور آدمیوں کی حاجات کے واسطے موجود رہے گا۔ اور اس طرح سے مرغوب باتیں کہ سبب نرمی قلوب کے تھیں۔ اس خطبہ میں بیان فرمائیں۔ اور آدمیوں کو نیکی کی تحریص کی۔ اور تقویٰ اور مخالفت نفس اکد ہوا اور محافظت حدود اور حرمات خداوند تعالےٰ اور درود محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم پر ختم کیا۔ اور منبر سے اُترے۔

ذکرِ ولادت اور تاریخ وفات اور بیان سن و تقرر دربان اور کاتب اور اعمال اس صاحب کمال کے

جمہور اہل سیر و تواریخ یہ بیان کرتے ہیں۔ کہ عمر خطاب رضؓ ۱۳ سال بعد واقعہ فیل سے پیدا ہوئے۔ اور عالم کو اپنے وجود فیض آمود سے اتوار کی رات اول محرم کے مہینہ میں کو تیئسویں سال ہجرت سے تھی وہ یگانہ روزگار ثانی اثنین اذ ہما فی الغار و ثالث ثلاثہ ھدالت شعار اربع عناصر و مسدس حیوٰۃ داماد حیدر کرار طرف ثمن جنات عالیات کے رواں ہوئے اور ایک روایت ہے کہ روز بدھ ۲۷ ذی الحجہ ۳۲؁ھ کو شربت ضرب شہادت کا نوش فرمایا۔ اور روز جمعرات رخصت حیات کا ورطہ مغاک سے طرف عالم افلاک کے کھینچا۔ اور ایک روایت ہے کہ چار روز ماہ ذیقعد کے باقی تھے۔ کہ اس دار شجار غرور سے طرف سرائے بقا کے انتقال فرمایا۔ اور بیعت عثمان بن عفان کے ساتھ وہی جمعہ کی چاند رات کو ہاتھ دیا۔ اور سوائے اس کے ہی کیا ہے۔ اور بہت سے قول مختلف عمر میں نظر سے پہنچے ہیں۔ اور جمہور کا یہ قول ہے کہ ۶۳ کی تھی اور ایک قول ہے ۵۴ اور ایک قول ۵۵ اور ایک قول ۵۸ سال کا ہے اور طبرانی نے معجم کبیر میں اپنے اسی قول کی ترجیح کی۔ سوائے اس کے کہا گیا ہے۔ واللہ اعلم۔

عامل آپ کے مکہ میں عتاب بن رسید اور بعض ہیں احوال سے اور بعد اس کے نافع بن عبد الحرث اور یمن پر یعلی بن امیہ اور بحرین پر عثمان بن ابی العاص اور عمان پر خدیفہ بن محصن اور طائف پر سفیان بن عبد لثقفی اور دمشق پر ابو عبیدہ اوایل میں اور اس اثنا میں تر بد بن ابی سفیان اور ان کے اواخر برادر معاویہ اور حمصا پر عمر بن سعد اور اوروں پر اوایل میں شرجیل بن حسنہ اور اواخر عمر میں ابن عبساعد کو فہ میں اول سعد بن ابی وقاص اور بعد اس کے آپ کا غلام آزاد کردہ برقا نام اور کاتب آپ کے زید بن ثابت بن کنانہ بن رمیہ بن محروم تھے اور مہر کا نقش تھا۔ کفی بالموت واعظا یا عمر اس خلیفہ رضی الفعال والخصال کا یہ حال تھا کہ بفضل اور اجمل کے درمیان لکھا گیا۔ اور کلک بریدہ زبان عقدہ بیان تفاصیل ماثر اور فضائل اور شرح مفاخر اور شمائل اس جناب معدلت مآب سے ع

کہ کرد دولت دین را بعدل ہمانی

باہر نہیں آسکتا۔ اور آپ کے افضل فضائل میں یہ ہے کہ آپ کے زمانہ خلافت میں ممالک عرب اور عجم اہل اسلام کے سپرد ہوئی شرق کی طرف سے آپ کا فرمان آب جیحون تک جاری ہوا اور طرف شمال سے نسیم دولت قریب سد سکندر تک رواں تھی اور ناحیہ مغرب سے اقصائے مصر اور اسکندریہ روم تک ستارہ اقبال اور عظمت کا طالع تھا۔ اور جانب جنوب سے سرحد ہندوستان تک برق عزت اور شوکت کی چمکی تھی۔ اور سپاہ علم دین کی پناہ حشمت کا سایہ اکثر ولایتوں پر ڈالے تھے۔ اور نیزہ عدل اور انصاف کا روئے زمین پر آسمان کی بلندی تک بلند تھا۔ گویا کسی شاعر نے اس عالیشان کے لئے کہا ہے ؎

انا الفقرنة بالاسیاف مصلبة ۔۔۔ مالک الدھر والعجم والعرب

حتی یکون لنا الدنیا باجمعوا ۔۔۔ مجنۃ بین موروث و یکتسب

اکرم اللہ تعالیٰ منقلبۃ ثمابه ۔۔۔ وعطر نسائم المرحمۃ و المغفرۃ

ذکر بعض احوال زائدہ کا کہ آپ کی کنیزک تھی

شواہد النبوت میں بیان کرتے ہیں کہ زائدہ کنیزک حضرت عمرؓ کی کہتی ہے کہ ایک روز میں رسول علیہ السلام کے پاس آئی۔ اور آپ پر سلام کیا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے زائدہ کیوں میرے پاس دیر دیر سے آتی ہے تو موقعہ کو اور میں تجھ کو دوست رکھتا ہوں۔ میں نے کہا یا رسول اللہ آج ایک تعجب کی بات دیکھی ہے۔ آپ نے فرمایا وہ کیا ہے میں نے کہا کہ صبح لکڑیاں لینے جاتی تھی جب میں نے بوجھ باندھ لیا تو ایک پتھر پر رکھ لیا کہ اٹھالوں گی۔ اتنے میں میں نے ایک سوار کو دیکھا کہ آسمان سے زمین پر آیا۔ اور مجھے سلام کیا اور کہا سیار کو میری طرف سے سلام کہنا۔ اور کہنا کہ رضوان خازن بہشت نے کہا ہے کہ بشارت ہو تم کو کہ بہشت تمہاری امت پر تین حصے کیا گیا ہے۔ ایک گروہ بے حساب کے بہشت میں جاوے گا اور ایک گروہ کا حساب آسان ہو کر اور ایک گروہ شفاعت سے یہ کہا اور فضل آسمان اور زمین نے مجھ پر التفات کیا۔ مجھ کو دیکھا کہ وہ لکڑیاں میں نہیں اٹھا سکتی۔ اس نے کہا یا زائدہ وہ لکڑیاں پتھر پر چھوڑ دے اور پتھر سے کہا اے پتھر زائدہ کے پاس سے لکڑیاں لیکر۔ عمرؓ کے گھر لے جا۔ پتھر روانہ

ہوا۔ اور لکڑیاں لاتا تھا۔ یہاں تک کہ عمرؓ کے گھر تک لایا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اُٹھے اور زائدہ کے ساتھ عمرؓ کے گھر کی طرف آئے پتھر کے آنے کا اثر دیکھا فرمایا کہ الحمد اللہ خدا تعالےٰ نے مجھ کو اُمت کی بخشش کی بشارت دی۔ اور خدا تعالیٰ نے میری اُمت سے ایک عورت کو مریمؑ کے درجہ پر پہنچایا ؂

فصل ۴

نسب اور حسب ازواج اور اولاد اور مدت خلافت اور ولادت اور وفات

امیر المؤمنین عثمان بن عفان بن ابو العاص بن امیہ بن عبد الشمس بن عبد مناف

ذکر آیات قرآن کا جو عثمان بن عفانؓ کے شان میں ہیں

الذین ینفقون اموالہم فی سبیل اللہ ثم لا یتبعون منا ولا اذی لہم اجرہم عند ربہم ولا خوف علیہم ولا ہم یحزنون یعنے جو لوگ کہ اپنے مالوں کو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ اور دو احسان اور اذیت اُٹھاتے ہیں۔ ان کے واسطے رب کے نزدیک بڑا عوض ہے۔ اور نہ ان پر خوف ہے نہ وہ محزون ہیں۔ کل مفسروں نے کہا ہے کہ یہ آیہ عثمان رضؓ کے شان میں نازل ہوئی ہے۔ اور مروی ہے۔ کہ جب غزوہ تبوک میں اس قدر زر اور اونٹ اور گھوڑے وغیرہ دل کی خوشی سے اور نفس کی سماجت سے خرچ کئے کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ سلم نے فرمایا۔ ایک رات صبح تک دست مبارک اٹھا کر یہ دعا فرمائی کہ یا رب رضیت عن عثمان فارض عنہ یعنے اے پروردگار میں عثمان سے راضی ہوا۔ تو بس راضی ہو۔ پس یہ آیت مذکور نازل ہوئی یا ایہا الذین آمنو اتقوا اللہ وذروا ما بقی من الربوا ان کنتم مومنین فان لم تفعلوا الآیۃ عطا بن ریاح اور عکرمہ کہتے ہیں کہ یہ آیہ شان میں عباس اور عثمان کے نازل ہوئی ایک وقت انہوں نے ایک شخص سے بطریق سلم کے کسی قدر چھوہارے خریدے تھے۔ جب زمانہ ان کی جدائی کا آیا اور اس کے مالک نے ان سے التماس کی کہ اپنا نصف حق آپ لے لو۔ اور دوسرا نصف فلاں میعاد میں زیادتی کے ساتھ نقصان ادا کروں گا۔ اگر تمہارا دین اس ہنگامہ میں تمام و کمال ادا کر دوں۔ تو میرے اہل و عیال

کو کافی نہ ہوگا۔ انہوں نے اُس کے کہنے کو مبذول رکھا۔ اور جب آپ نے زیادتی مانگی حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا۔ ان کو اس امر سے منع فرمایا۔ اور یہ آیہ مذکور نازل ہوئی۔ ومن یطع اللہ ورسولہ اولئك مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین وحسن اولئك رفیقا۔ جو شخص اللہ کی راہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتا ہے پس وہ ان لوگوں کے ساتھ ہے کہ جن پر اللہ تعالےٰ نے نعمت کی ہے نبیوں اور صدیقوں اور شہیدوں سے اور نیک آدمیوں سے اور یہ اور یہ اچھے رفیق ہیں بقول عکرمہ مراد شہداء سے عمر رضہ اور عثمان رضہ ہیں واذا جاءك الذین یؤمنون بایاتنا فقل سلام علیکم اور جس وقت تمہارے پاس آئے محمد صلے اللہ علیہ وسلم ان لوگوں سے کہ وہ ایمان لاتے ہیں ہماری آیتوں پر پس کہہ سلام تم پر اور عطاء رح بن ریاح کہتے ہیں کہ ان میں سے مراد عثمانؓ ہیں۔ وضرب اللہ مثلاً رجلین احدھما ابکم لا یقدر علی شئ وھو کل علی مولاہ انما یوجہہ لا یات بخیر الآیہ بقول ابن عباسؓ کے مراد من یامر بالعدل سے عثمان ہیں۔ کہ ان کا ایک غلام آزاد کردہ تھا۔ اور نفقہ میں وہ اس مولا نے اسلام کو مکروہ رکھتے تھے اور عثمان کو تصدق اور انفاق سے منع کرتا تھا اور بقول عطاء رح بن ابی ریاح مراد ابکم سے ابی خلق جحمی سے ہے۔ اور مراد من یامر بالعدل سے حمزہ رضہ بن عبد المطلب اور عثمانؓ بن عفان بن مطعون ہے اور محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم بقول حضرت حسن بصری رح مراد رحماء سے عثمان بن عفان ہیں۔ اور افرئیت الذی تولی واعطی قلیلا واکدی وعندہ علم الغیب فھو یری ام لم ینبا بمافی صحف موسیٰ وابراھیم الذی وفی الا تزر وازرۃ وزر اُخری ابن عباسؓ اور سدی اور کلبی اور جماعت دیگر مفسرین سے منقول ہے کہ یہ آیات ان میں عثمان بن عفان کے نازل ہوئیں۔ کہ ایک بار بہت مال اپنا حق سبحانہ تعالےٰ کی راہ میں خرچ کیا تھا۔ اور عبد اللہ بن سعد ابی السرح کہ برادر رضاعی تھے خیر کے منع کرنے والے ہوتے ان کو ملامت کی اور کہا کہ جلدی وہ وقت ہے کہ تیرے ہاتھ میں کچھ نہ رہے گا۔ اور تیری امیری فقیری سے بدل جاوے گی۔ عثمان رضہ نے کہا کہ میرا مقصود اس مال کے پیدا کرنے سے دنیا کا خزانہ

اور مال جمع کرنا نہیں ہے۔ میری نظر اچھائی مال اور رضائے خداوند تعالےٰ پر ہے
کسی ناظم نے کیا اچھا کہا ہے ؎

تونگری نہ بمال است نزد اہل کمال
کہ مال تالب گوراست بعد ازاں اعمال

عبداللہ ابن سعد بن ابی السرح نے کہا کہ اپنے ناقہ کو اس پر جو جھول ہے اس کے سمیت مجھ کو دیدو تاکہ میں اُس پر بار کروں چونکہ حضرت عثمان رضؓ دل صاف رکھتے تھے اس قضیہ کی تصدیق کی۔ اور ناقہ اُن کے سپرد کیا۔ اس امر پر ایک جماعت کو راہ سے گواہ کیا۔ اس قسم کا تصدق کہ قبل اس واقعہ کے اِن سے صدور پایا تھا ترک کیا۔ آیات مذکور نازل ہوئی ۔ دربک یخلق و مایشاء و یختار اور جابر بن عبداللہؓ انصاری رسول صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا آپ نے بدرستے کہ خدا تعالیٰ نے میرے اصحاب کو آدمیوں سے قبول فرمایا کہ میرے اصحاب میں سے بیشک چار آدمی قبول فرمائے اور عثمان کو ان میں سے شمار کیا اور والعصر ان الانسان لفی خسر الا الذین آمنوا الخ بعض مفسر اس امر پر ہیں کہ مراد و تواصوا بالحق سے عثمان رضؓ ہیں اور والذین آمنوا باللہ و رسلہ اولئکم الصدیقون والشہداء عند ربہم لہم اجرہم و نورہم اور ضحاک مفسر کہتے ہیں کہ اُن میں سے مراد عثمانؓ ہیں۔ ان الذین سبقت لہم منا الحسنیٰ الایہ علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے فرمایا عثمان رضؓ ان میں سے ہیں امن ھو قانت اناء اللیل ساجدا و قائما یحذر الاخرۃ ویرجوا رحمۃ ربہ ابن عمر اور ایک جماعت کثیر آئمہ تفسیر سے اس پر ہیں کہ عثمانؓ کی شان میں نازل ہوئی +

ذکر احادیث جو عثمانؓ کی فضیلت میں وارد ہوئی ہیں

صحت کے ساتھ معلوم ہوا۔ عائشہ رضؓ سے مروی ہے کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے میرے گھر میں تکیہ فرمایا تھا اور پہلوئے مبارک زمین پر رکھا تھا۔ اور آپ کی رانیں پنڈلیوں تک کھولی تھیں اس حالت ابوبکر رضؓ نے اجازت چاہی تاکہ آویں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اجازت دی اور اس حالت میں ملاقات کی ہیئت کو نہ بدلا۔

عمرؓ نے اجازت چاہی۔ اجازت دی۔ اور اسی ہیئت سے محادثہ واقع ہوا۔ بعدازاں عثمانؓ نے اجازت چاہی اور اذن ملا۔ حضرت راست ہو کر بیٹھے اور ساق کو یاروں سے پوشیدہ کیا کہتے ہیں کہ جب یہ باہر گئے۔ مَیں نے کہا کہ یارسول اللہ ابوبکرؓ اور عمرؓ آئے آپ نے شرم نہ کی۔ اور عثمانؓ آئے تو آپ نے اپنی ہیائت کو بدل دیا اور کپڑا اپنے اوپر راست کر لیا۔ کیا حکمت تھی۔ فرمایا کیا کروں جو شرم نہ رکھوں اُن سے ملائکہ شرم رکھتے ہیں۔ اور روایت فرمائی بدیں سبب کہ عثمان کثیر الحیا ہے۔ مَیں نے کہا شاید کہ ان کو مجھ سے کچھ حاجت ہو اور مجھ کو اس ہیئت پر دیکھیں بواسطہ زیادتی حیا کے اپنی حاجت ایمل نہ کریں اور جلدی پھریں۔ اور زمرہ بن کعب سے مروی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ میرے بعد تمہارے درمیان حوادث اور فتنہ ظاہر ہونگے۔ اور اس وقت میں ایک مرد پردہ دار نے مجلس میں حضرت کی مرور کیا۔ آنحضورؐ نے فرمایا۔ یہ مرد اس روز بطریق ہدایہ مستقیم کے آوے گا۔ مَیں مجلس سے اُٹھا اور بہ تعجیل اس کی طرف گیا۔ دیکھا کہ عثمان بن عفان تھے۔ اس کا مُنہ دیکھا۔ اور حضرت کی طرف پھرا۔ میں نے کہا یہ مرد۔ فرمایا ہاں +

عبداللہ بن عمر کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ فتنہ تم میں واقع ہوگا۔ اور عثمان کی طرف اشارہ فرمایا اور کہا کہ یہ مرد اس فتنہ میں تیغ ظلم سے مقتول ہوگا۔ اور اخبار میں وارد ہوا ہے کہ ایک روز حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں آرزو رکھتا ہوں کہ ایک صحابہ سے میرے پاس آوے تاکہ وہ شکایت کہ بعض امت اپنی سے رکھتا ہوں کہوں۔ اصحاب نے کہا کہ صدیق اکبر کو بلادیں۔ فرمایا نہیں۔ عمر اور علی کا ذکر کیا فرمایا نہیں۔ انہوں نے کہا عثمان کو بلادیں فرمایا ہاں۔ عثمان کو بلاؤ۔ یہاں تک کہ اطراف گھر میں سے ایک طرف بطریق مشورہ کے باتیں کہتے تھے۔ اور عثمان متلون اور متغیر ہوتے تھے۔ یعنے رنگ بدلتے تھے۔ اور جب دار کے دن کہ اوباش نے اُن کا قتل کیا۔ تو انہوں نے کہا کہ آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم نے میرے ساتھ عہد کیا اور بطریق مشورہ کے مجھ سے حدیثیں فرمائیں۔ اور کہا کہ ان باتوں کو نگاہ رکھ کر اس خوف اور جھگڑے پر مَیں صبر کرتا ہوں۔ اور عہد کو نہیں توڑتا ؏

بعقیامت بہم کہ نعہد بستم باد

مروی ہے کہ ایک دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمانؓ کے چہرہ پر نظر کی اور آنسوؤں کے قطرے چشم مبارک سے رخساروں پر رواں ہوئے اور فرمایا اے عثمان بدرستیکہ جلد ہے۔ وہ دن تجھ کو مظلوم قتل کریں اور حق تعالیٰ تجھ کو اجر تمام شہداء کا عطا فرمائیگا ہرگز اس روز دشمن کے لباس سے متلبس ہو کر اس خلعت کو کہ بارہ سال پہلے تیرے قد پر راست کیا ہے۔ آدمیوں کے کہنے سے نہ اتارنا +

ایک روایت ہے کہ فرمایا جلد ہے کہ حق سبحانہ نے قمیص تجھ کو پہنایا۔ آدمی اس کا اتارنا چاہیں گے۔ بخدا کہ نفس میرا دست قدرت میں ہے۔ اگر اس کو تو اتارے گا بہشت میں داخل نہ ہوگا۔ اس وقت کہ اونٹ سوراخ میں سوزن کے رکھے۔ اور یہ قبیل تعلیق محال سے ہے۔ یعنے ہرگز نہ آوے گا ؎

نیست ایں راہ راہ رعنایاں	بر و لے خواجہ بندگی آموز
جستجویش بگفت کہ نشود	خارش از پا بکش دہن بردوز
بر سر آتشم نہد چو سپند	باز فرماں میدہد کہ بسوز

تو عثمان رضؓ ابن عفان نے کہا۔ مدد خدا سے مانگتا ہوں۔ اور جانتا ہوں کہ اس روز مجھ کو صبر عطا فرمائے اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے دُعا کی استدعا کی آنسرور نے فرمایا اصبر صبرك الله ؎

تردد داء الصبر عند النوائب	تنل جمیل الصبر حسن العواقب
دکنت صاحبا للحکم فی کل مشهد	فما الحکم الا خیر عدل فی صاحب

؎

بشکرم رساں اول آنکہ بگنج	نخستم صبوری دہ آنگاہ رنج

وہ دن نزدیک ہے کہ تجھ کو شہید کرینگے۔ اس دن کہ تو روزہ دار ہوگا۔ اور میرے پاس افطار کرے گا۔ ابو ہریرہ رضؓ سے منقول ہے کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ تحقیق تم بعد میرے جگہ عرض اور جاننے کی ہوئے۔ ایک شخص نے حضار مجلس سے پوچھا کہ اس فتنہ میں ہم کو کس امر کے واسطے فرماتے ہو۔ فرمایا علیکم بامیر واصحابہ اور اشارہ عثمانؓ کی طرف فرمایا۔ اور اخبار میں وارد ہوا ہے۔ کہ ایک روز حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے گھر میں آکر دیکھا کہ رقیہ ان کی لڑکی نے تزئیہ کیا۔ اور ان کی اصلاح ان

کے بالوں میں شانہ کرتی تھی۔ فرمایا کہ اے دختر گرامی کے عثمان بن عفان رضہ کہ وہ میرے اصحاب ہیں مجھ سے از روئے خلق کے بہت مشابہ ہے +

ایک روایت ہے کہ فرمایا ہمارے باپ ابراہیم صلوٰۃ اللہ علیہ سے مروی ہے۔ کہ ایک روز ام کلثوم رسول اللہ علیہ وسلم کی بیٹی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں۔ اور کہا فاطمہ کا زوج میرے زوج سے بہتر ہے۔ حضور سرور عالم تھوڑی ساکت ہوئے اور کچھ جواب نہ دیا۔ بعد ازاں فرمایا کہ تیرا شوہر ان میں سے ہے۔ کہ خدا اور رسول خدا اس کو دوست رکھتے ہیں۔ اور وہ خدا اور رسول کو دوست رکھتا ہے۔ اور بہشت میں اس کے واسطے ایک جگہ مقرر ہے کہ کوئی میری امت سے اس سے اوپر جگہ نہیں رکھتا۔ اور منقول ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضہ سے کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر ایک نبی کا رفیق ہے۔ جنت میں۔ اور میرا رفیق وہاں عثمان رضی اللہ عنہ ہے +

جابر عبداللہ انصاری رض روایت کرتے ہیں۔ کہ جنازہ حضرت کے پاس لائے تاکہ آپ نماز پڑھادیں۔ فرمایا تم اس پر نماز پڑھو۔ میں نہیں پڑھوں گا۔ حضار نے سبب پوچھا۔ فرمایا یہ عثمان رض سے بغض رکھتا تھا +

صحت کو پہنچا ہے کہ ایک مرد اہل مصر سے بقصد زیارت کعبہ معظمہ شرفہا اللہ تعالےٰ مکہ میں آیا۔ اور مسجد الحرام میں قدم رکھا۔ ایک جماعت کو اس پاس کعبہ کے بیٹھا دیکھا پوچھا کہ یہ جماعت کس قوم اور قبیلہ کی ہے۔ انہوں نے کہا عبداللہ بن عمر ہے مصری اُن کے پاس گیا اور کہا کہ میں تم سے ایک سوال رکھتا ہوں۔ التماس یہ ہے کہ جواب کافی اور شافی پاؤں۔ اور کہا کچھ معلوم ہے کہ عثمان بن عفان احد کی لڑائی میں مسلمانوں کی صف سے جہاد کے وقت چلے گئے۔ اور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو دشمنوں میں چھوڑا۔ ابن عمر رض نے کہا ہاں ایسا ہی تھا۔ پھر پوچھا کہ کچھ معلوم ہے کہ بیعت رضوان میں شرف حضور سے محروم رہے۔ کہا ہاں یونہی ہے۔ مرد مصری نے ان باتوں کے اقرار سے کہا اللہ اکبر میں نے جانا کہ یہ امور مذکورہ سبب نقص اور خلل اس صاحب ستودہ خصال کے ہوتے ہیں۔ ابن عمر رضہ نے اس معنی کو اس سے پوچھا۔ اور کہا کہ تیرے سوالوں کا جواب ہوگیا۔ لیکن تجھ کو جاننا چاہیئے کہ میں گواہی دیتا ہوں۔ کہ خداوند تعالےٰ نے

احد کے فرار کو اُن سے عفو فرمایا اور قرآن میں اس کا اشارہ ہے۔ ولقد عفا اللہ عنہم کہ احد کے بھاگنے والوں کی شان میں نازل ہوا ہے۔ لیکن غزوۂ بدر سے تخلف اس سبب سے ہوا۔ کہ رقیہ بنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اُن کے نکاح میں تھیں۔ اُس وقت اِن کو مرض طاری ہوا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اشارہ سے توقف کیا۔ آپ نے اس روز اُن سے وعدہ فرمایا کہ تم کو اجر ایک مرد کا حضار بدر سے اور اُس کا حصہ ملے گا۔ خبر حدیبیہ کے سفر کے اثناء میں آپ کو پہنچی۔ کہ مکہ شریف والوں نے درپے منع اہل اسلام کے خانہ کعبہ کی زیارت سے ہو کر آپ کو مستعد مقابلہ اور لڑائی کا کیا۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم لڑائی کے قصد سے مدینہ سے نہ آئے تھے۔ بلکہ عمرہ کا قصد رکھتے تھے۔ حضرت عثمانؓ کو مکہ کی طرف بھیجا تا کہ مکہ والوں کے قصد سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مطلع کریں اور خبر صحیح معلوم کر کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجیں اگر ان سے زیادہ صحابہ میں سے کوئی معتبر ہوتا۔ تو اس کو بھیجتے۔ اور بیعۃ الرضوان بعد جانے عثمانؓ کے واقع ہوئی یعنے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے چاہا۔ کہ عثمانؓ اُس بیعت کے شرف سے کہ آیہ کریمہ ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیھم اور آیہ کریمہ لقد رضی اللہ عن المؤمنین الخ اس کی ناظر محروم نہ رہیں اشارہ فرمایا اور کہا کہ یہ ہاتھ عثمان کا ہاتھ ہے اور حضرت عثمان کی طرف سے اپنے ساتھ بیعت فرمائی ؎

چوں گند او تا کند بیعت قبول
بد بجائے دستِ او دستِ رسول

بعد ازاں ابن عمرؓ نے ان کے کلمات کو تمام فرمایا۔ اور اس مرد مصری سے کہا۔ کہ حضرت عثمانؓ کی مغفرت ہو گئی۔ اور وہ مقبول بارگاہ رب العزۃ ہو گئے۔

علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ لیس علے الذین آمنوا وعملوا الصالحات جناح فیما طعموا اذا ما اتقوا وآمنوا وعملوا الصالحات ثم اتقوا وآمنوا ثم اتقوا واحسنوا واللہ یحب المحسنین اور جناب ولایت مآب سے منقول ہے کہ جس نے عثمان سے تبرا کیا۔ اُس نے دین سے تبرا کیا۔

ذکر حلیہ اور لباس کا

قد آپ کا طویل اور جمال صورت آپ کا کمال سیرت کے ساتھ۔ بال انبوہ۔ رنگ رخسار گندم گوں۔ ڈاڑھی شریف بہت اور ایک روایت میں طویل ہے۔ دونوں کندھوں کے درمیان بڑا گردہ۔ رنگ زردی مائل ازوج الحاجبین اور صلیع الراس کہتے ہیں کہ پیشانی پر آبلوں کے نشان کا ہجوم اور اخبار میں وارد ہوا ہے کہ جبرئیل علیہ السلام نے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا۔ اگر تم چاہو کہ نظر انور ایسے آدمی پر پڑے کہ حسن اور جمال میں مشابہ یوسف علیہ السلام کے ہو تو عثمانؓ کو دیکھو یعنے

یوسفِ ثانی بقول مصطفےؐ ۔۔۔ بحر معنی و حیا کان وفا

مروی ہے کہ ایک بار رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اسامہ بن زیدؓ کے ہاتھ اپنی لڑکی رقیہ کو کہ عثمان کی بیوی تھیں ایک پیالہ آش کا اور ایک ٹکڑا گوشت کا بھیجا اسامہؓ کہتے ہیں کہ میں اس کے گھر گیا۔ اور وہ ہدیہ پیش کیا۔ میں نے دونوں کو ایک دوسرے کے پہلو میں بیٹھا دیکھا۔ پس میں نے کسی کو زیادہ حسین اور جمیل ان دونوں سے نہ پایا۔ اور محمود بن لبید رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔ کہ عثمان رضی اللہ عنہ کو میں نے دیکھا کہ آپ بغلہ پر سوار تھے۔ اور گیسو گندھے ہوئے اور زرد جامہ پہنے ہوئے اور کہتے ہیں کہ کبھی سیاہ قمیص پہنتے تھے۔ اور کبھی آپ ایسا لباس پہنے ہوئے ہوتے کہ جس کی قیمت دو سو درہم تھی۔ اور کبھی اس سے زائد اور کم ہوتی۔ اور انگوٹھی خنصر میں بہت اختیار فرماتے تھے اور ریش مبارک کو ورس اور زعفران کا خضاب کرتے تھے۔

ذکر تعداد ازواج اور اولاد کا

آپ کے سترہ بیٹی بیٹا تھے۔ یعنے آٹھ لڑکے اور نو لڑکیاں اور عبد اللہ اکبر کی ماں فاختہ غزوان کی بیٹی اور عبد اللہ اصغر کی والدہ رقیہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بیٹی اور عمر اور ابان اور خالد اور مریم کی ماں ام عمرو بن جندب بن عمر بن حممہ بن حرث بن ازدیہ اور ولید اور سعید اور ام سعید اور ام عثمان کی مادر فاطمہ ولید بن عبد الشمس بن مغیرہ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم کی بیٹی اور عبد الملک کی ام البنین عتبہ بن حصن بن بدر فزاری

کی بیٹی اور عائشہ اور ام ابان اور ام عمر اور اُن کی ماں رملہ بنت شیبہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی متین اور ام خالد اور اروی اور ام ابان صغری ان کی ماں فاطمہ ام حصہ بن العرض بن عمر بن ثعلبہ بن حارث کی بیٹی تھیں۔ اور ایک روایت مشہور ہے کہ ایک اور لڑکی ام البنین سریہ سے تھیں ❊

ذکر مُدت خلافت کا ذِکر قضیوں اور حوادث کا

خلافت آپ کی تقریباً ۱۲ سال تھی۔ اس مُدت میں بہت سے قضیہ ہوئے! اول یہ کہ عبداللہ بن عمر کو خلافت کی مجلس میں لائے اور قصاص طلب کیا۔ اس کی شرح یہ ہے کہ جب حضرت عمر خطابؓ ابو لولو کی تلوار کے زخم سے ہلاک ہوئے۔ تو عبدالرحمٰن بن ابی بکر کہ دوست عبداللہ بن عمر کے تھے۔ اُن کو خبر کی کہ کل میرے گذرنے کا ایک گذر گاہ پر اتفاق ہوا۔ کہ وہاں مجمع نیرون بد روز اور خفیہ نصرانی کا تھا۔ اور خفیہ مشورہ اور باتیں کرتے تھے۔ جب مجھ کو دیکھا تو شرمندہ ہوئے اور متفرق ہو گئے۔ اور ان کے میان سے خنجر دو دار سین کہ اس کا نصاب وسط میں تھا۔ ساقط ہوا۔ عبداللہ نے جب اس خنجر کو ابو لولو کے ہاتھ سے وقت اقدام اس حرکت کے لیا تھا۔ ویسا ہی دیکھا ان کو گمان ہوا کہ وہ جماعت میرے باپ کے قتل میں شریک تھی بمجرد اس گمان کے فوراً ہرمزان کے گھر میں کہ حضرت عمرؓ کی خلافت میں مسلمان ہوا تھا۔ دوڑے اور اس کا بدلہ لیا تھا۔ اور وہاں سے خفیہ ترسا کے گھر میں کہ از مطر سعد بن ابی وقاص سے تھا۔ گئے۔ اور اس کو بھی قتل کیا۔ اور خفیہ اور ابو لولو کو بھی قتل کیا اور داعیہ رکھتے تھے کہ کسی کو عجم کے قیدیوں میں سے زندہ نہ چھوڑیں کہ رفتہ رفتہ ان سب کو قتل کر ڈالیں۔ اور بڑے بڑے مہاجرین اور انصار نے جب عبداللہ کے ارادہ پر وقوف پایا۔ تو بلا توقف ان کے پاس جا کر از روئے نصیحت کے زبان ملامت اور تقدیر کی کھولی اور ان کو بہت جھڑکا۔ تو عبداللہ نے جواب دیا اور کہا۔ امیرالمؤمنین ابو لولو کے خنجر سے مقتول ہوا۔ میں بہت سے آدمیوں کو قتل کروں گا۔ اور ایک جماعت مہاجرین کی بھی اس کی معترض ہوئی۔ اور ان کی اور سعد بن ابی وقاص کی باہم گفتگو اور سخت زبانی اس قدر ہوئی کہ تمام لوگ متحیر ہو گئے آخر کار وہاں کے حاضرین درمیان میں آئے اور ہر ایک کو علیحدہ کیا۔ جب عثمانؓ

مسند خلافت پر بیٹھے تو خاص مہاجر اور بڑے انصار کو طلب فرمایا۔ اور کہا مجھ کو عبداللہ بن عمر کے قضیہ میں مشورہ دو کہ دین محمدی میں فتور کیا ہے اور فتنہ کا دروازہ امت احمدیہ پر کھولا ہے۔ اور ایک مرد نماز گذار کو اور اوروں کو کہ خدا کے ذمہ اور سید ابرار کی پناہ میں تھے ایک بچوں کو کہ مرتبہ بلوغ پر نہ پہنچے تھے بے جرم صرف گمان سے اور بلا دلیل کے قتل کیا ہے۔ اس پر جمہور مہاجرین نے عثمان رض کو عبداللہ کے قتل پر تحریص کی۔ اور ایک جماعت کثیر عبیداللہ کی طرف تھی۔ انہوں نے جفینہ ترسا کی مذمت اور ہرمزان کی اور ان کو گالیاں دے کر کہا۔ آدمیوں کو دعوی ہے۔ کہ عبداللہ کو باپ کے بعد دنیا سے نکال کر عالم عقبیٰ کو بھیجیں۔ اور اختلاف الفاظ اور گرد بڑا اور قول سقط نے عثمان رض کی خلافت کے محکمہ میں تجاوز کیا جب عمرو بن عاص نے دیکھا کہ فتنہ کی آگ بھڑکی۔ اس کے بجھانے کی کوشش کی۔ اور سعی بلیغ پیش پہنچا کر عثمان رض سے عرض کیا۔ کہ یہ امر قتل زمان خلافت کے وقوع میں آنا اچھا نہیں ہے۔ مناسب یہ ہے کہ اس قضیہ کے غراض سے علیحدہ ہو جایئے۔ اور اب اس امر میں خوض نہ فرمایئے۔ حضرت عثمان رض کو رائے پسند نہ آئی اور دیت ان دو مرد کی اپنے پاس سے دی۔

صحت کو پہنچا ہے کہ جماعت اول عثمان خلافت کا زمانہ جب آیا اور خطبہ کے واسطے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے ممبر پر آئے۔ تو نہایت ڈر سے اور اس مکان کے جلال سے اس وقت ان کی زبان خطبوں کے ارکان اور شرائط کے بیان سے عاجز ہوئی کہا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ایہا الناس سیجعل اللہ بعد عسر یسراً و بعد عسر نطقاً انکم الی امام فعال احوج منکم الی امام قوال قولی استغفر اللہ لی و لکم اور ایک روایت ہے کہ کہا ان اول کل مرکب صعب و ان ابابکر و عمر کانا یعدان لہٰذا المقام مقالاً و انتم الی امام عادل احوج منکم الی امام قائل و ان عش فانکم تخطبہ وجہہا و یعلم اللہ انشاء اللہ تعالیٰ۔

اس سال میں بحسب بنیاد وصیت حضرت عمر خطاب رض کی درشان سعد بن ابی وقاص ہیں مغیرہ بن شعبہ کو کوفہ کی حکومت سے معزول کیا۔ اور اس ناحیہ کی باگ سعد کے ہاتھ میں دی اور جو آزار کہ ان سے دل میں تھا بھول گئے اس کو نابود جانا اور اس سال میں صراحت اس امر پہ کیا۔ اہالی مدینہ اور اس کے حوالی اور اطراف پر اس طرح غلبہ پایا کر خون

ناک سے ہوا۔ اسی سبب سے اس سال کا نام عام رعاف ہوا۔ اور وہ حادثہ تین ماہ رہا۔ اور اس سال میں بعد چھ ماہ کے قتل عمرؓ سے اہل ہمدان نے اہل ایمان کے ساتھ جو عہد اور پیمان باندھا تھا توڑ دیا۔ اور باغی ہو گئے۔ اور مغیرہ بن شعبہ کے ہاتھ پر پھر وہ شہر فتح ہوا۔ اور اہل رے نے سعادت اگر اطاعت اہل ایمان کی قبول کی۔ اور بسعی اور اہتمام ابوموسیٰ اشعری اور براء بن عازب اور قرظہ بن کعب سے وہ ناحیہ پھر اسلام کے ہاتھ میں آ گئے۔ اور اس سال میں عبدالرحمٰن بن عوف کو امیر حج کیا کہ آدمیوں سے اقامت مناسک حج کی کرے۔ اور ایک قول ہے کہ خود متوجہ مکہ مبارک کے ہوئے۔ اور مراسم رکن خامس ارکان اسلام سے مجدد کیا اور سفرہ کھلانے اور بخشش فقراء اور مساکین کا اس سفر میں جیسا کہ چاہیئے ہوا۔

ذکر وفات امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ

ثابت ہوا کہ جمعہ کی صبح کو علی مرتضیٰؓ کے کان میں پہنچا۔ کہ اوباش آج عثمانؓ کے قتل کا داعیہ رکھتے ہیں۔ مولائے کائنات اس کے سننے سے بہت ملول ہوئے۔ اور اس جماعت کو برا کہنے لگے۔ اور فوراً حکم فرمایا۔ کہ ریحانین خواجہ عالم صلے اللہ علیہ وسلم یعنی حسنین علیہما الصلوٰۃ والسلام اپنے غلام قنبر کے ساتھ سلاح پہنکر اور تلوار حمائل کر کے آپ کے امیر کے دروازہ پر پہنچ کر اس جماعت کو منع کر کے چھوڑیں۔ اور امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے التماس کریں۔ کہ مروان کو ان کے سپرد کر دیں کہ فتنہ تسکین پذیر ہو۔ حضرت زبیرؓ اور طلحہؓ اور ایک طائفہ اور نے صحابہؓ سے جو سنا کہ علی مرتضیٰؓ نے اپنے جگر گوشوں کو ذی النورین کی امداد اور استعانت کو بھیجا ہے۔ انہوں نے بھی آپ کی اقتدا کی۔ اور اپنی اولاد کو شاہزادوں کی ملازمت میں روانہ کیا۔ کہ اس امر کی ان کو موافقت کریں۔ جب اوباش لوگوں نے دیکھا کہ ایک گروہ عثمانؓ کی مدد کو پہنچا۔ اپنے پاؤں کو مقام لجاج عناد سے جما کر اور ہاتھ پتھروں کے پھینکنے سے برلا کر ایک بار ہجوم کیا۔ اور اس غوغا میں امیر المومنین حسنؓ اور حسینؓ کا چہرہ مبارک خون آلود ہوا۔ اور محمد بن طلحہ نے بھی زخم کھایا۔ اور قنبر کا سر پھوٹا۔ جماعت اوباش نے جب حسن علیہ السلام کا منہ خون آلودہ دیکھا۔ ڈرے کہ مبادا یہ خبر بنو ہاشم کو پہنچی۔ اور اتفاق

گر کر مدد کو آویں۔ اور سعی باطل ہماری مضمحل ہو۔ تھوڑی دیر وقت کو داؤ دی گئی۔ اور ایک روایت ہے کہ آگ لگا دی تاکہ آدمی دور ہو جاویں۔ پس اس حالت میں فرصت پاکر اپنے کو بام سے گھر میں ڈالیں۔ اور کہتے ہیں کہ ایک شخص کے گھر میں کہ عثمان رضؓ کے جوار میں رہتا تھا۔ دیوار سے رخنہ کیا اور عثمانؓ کے گھر میں آئے۔ اس وقت عثمان رضؓ نماز میں مشغول تھے۔ اور سورہ طٰہٰ نماز میں قرات فرماتے تھے۔ اور باوجود اس شور اور غوغا کے امر نماز سے شاغل ہوئے جب نماز سے فارغ ہوئے تو کلام مجید کو کنار میں لیا۔ اور جس وقت کھولا یہ آیت نکلی الذی قال لھم الناس ان الناس قد جمعوا لکم فاخشوھم فزادھم ایمانا وقالوا حسبنا اللہ ونعم الوکیل اس آیت کو بار بار دیکھتے تھے۔

ایک روایت ہے کہ آدمی سب گھر کے گھر میں تھے۔ کہ اس فرصت میں اوباش نے پیچھے سے دیوار کاٹی۔ اور اپنی جماعت کو گھر میں پہنچایا۔ کہ عثمان رضؓ اپنی زوجہ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ اور گود میں قرآن رکھتے تھے اور قرآن پڑھتے تھے۔ ایک نے ان بدآموزوں سے ایک ضرب آپ کے سر پر ماری کہ سر ٹوٹ گیا۔ اور خون کے قطرے آیت فسیکفیکھم اللہ وھو السمیع العلیم پر ٹپکے۔ سودا ابن حمران اصبحی نے تلوار کھینچی اور ان کے حوالے کی کہ ان کا کام تمام کرے نائلہ نے آپ درمیان میں کیا۔ اور اپنے ننگے ہاتھوں سے مطمون پہ اس بیت پر عمل کیا ؎

وقت ضرورت چو نماند گریز
دست بگیرد سر شمشیر تیز

اس سبب سے اس کی انگلیاں کٹ گئیں۔ اور کہتے ہیں کہ محمد بن ابی بکر آئے اور ہاتھ میں مقصے یا شاقص تھا۔ اُن سے ان کے اوداج کاٹے اور اُن کو زخمی کیا اور باہر آئے اور اوداج سے خون جاری ہوا۔ اور ایک شخص نے اینٹ منہ پر ماری۔ کہ منہ اس ولایت مآب کا شکستہ ہو گیا۔ پس سودان نے ایک تلوار میں کام تمام کیا۔ اور ایک قول ہے۔ کہ اول جو مرد عثمان رضؓ کے گھر میں آیا۔ وہ محمد بن ابوبکر تھے۔ اور آپ کی ڈاڑھی پکڑی تو عثمانؓ نے نرمی سے کہا اے میرے بھائی کے لڑکے میری داڑھی کو

قسم ہے خدا کی اگر پدر بزرگوار تیرا زندہ ہوتا تو اس امر نافرجام کا اقدام تو نہیں کر سکتا تھا اس واسطے کہ وہ اس کا اکرام فرماتے تھے۔ اس وقت محمد بن ابی بکر کے دل میں اس بات سے رقت پیدا ہوئی۔ اور شرمندہ اور خجل ہوئے اور چلے گئے۔ بعدہ وہ ازرقیصرہ نیلی آنکھ کنانہ بن بشر حام تلوار کھینچکر آیا۔ اور کہا کس دین پر ہو۔ اس پر حضرت عثمان نے کہا۔ میں وہ نہیں ہوں۔ بلکہ عثمان پسر عفان ہوں۔ اور ملت ابراہیمؑ اور دین محمد عربی پیغمبر آخر الزمانؐ پر ہوں۔ اور مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔ بلکہ موحدوں سے ہوں اور مخلصوں سے اس بدبخت نے کہا جھوٹ کہتے ہو۔ اور خنجر سے آپ کو شہید کیا۔ اور آپ نے اس حال میں صبر کیا۔ اور جان عزیز کو پیغمبر صاحب تمیز کے سخن پر قربان کیا۔ اور کسی طرح مقابلہ میں نہ آئے۔ اس نظر سے آپ کی مدح میں کہا ہے ؎

بشنو حیا و سیرت عثمان کہ بر نکرد — در پیش روئے دشمن قاتل سر از حیا
ایں شرط مہربانی و تحقیق دوستی است — کز مہر دوستاں بری از دشمناں جفا
خاصانِ حق ہمیشہ بلیہ کشیدہ اند — ہم بیشتر عنایت و ہم بیشتر عنا

کہتے ہیں کہ اس حال میں ایک اور آدمی مصریوں سے تلوار کھینچے آیا اور کہا کہ واللہ کہ تیری ناک کاٹوں گا۔ اور چاہا کہ اس جناب کو مثلہ کرے نائلہ درمیان میں آگئی۔ اور اپنے آپ کو حائل کیا اور غلام کو پکارا۔ عثمانؓ کے غلاموں میں سے کہ اس کا نام ریاح تھا۔ کہ میری مدد کر۔ غلام شمشیر کھینچکر آیا۔ اور نائلہ کو سختی سے گھیرے سے باہر کیا۔ اور غلام اس مرد کے پاس پہنچا۔ اور اس کا تن سے سر جدا کیا۔ اور ایک قول ہے کہ قاتل عثمان کنانہ بن بشر تجیبی تھا۔ وصل حضرت عثمان کا جمعہ کے دن ۱۳۔ ذی الحجہ ۳۵ ہجری ہوا۔

نقل ہے کہ نائلہ کوٹھے پر آئی اور فریاد کی کہ اے لوگو جاؤ اور آگاہ رہو۔ کہ امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ مارے گئے۔ اور گریہ وزاری شروع کی اور زبان حال سے اس شعر کے موافق کہا ؎

پیش کہ از درد کنم سینہ چاک — خاک بفرق انگنم از دست خاک
حال کرا گویم و ہمسایہ کو — ہم نفس یار من آن مرد کو
خاک شدہ آن صورت زیبائے او — اے سر من خاک کف پائے او
ہم نفسے نیست دریں بوستاں — با کہ نواں گفت غم دوستاں

سخت دے باشد ازیں سینہ دور | کز بچنیں درد بماند صبور
گل کہ دراں مجلس یاراں بود | گل نتواں گفت کہ خاراں بود
شہر پر از خلق جہاں پر ز یار | جاں خرابم نپذیرد قرار

مروی ہے کہ امیر المؤمنین حسن اور حسین علیہما السلام اور ایک جماعت صحابہ کی اس خبر کے سنتے ہی اُن کے گھر کے اندر دوڑی۔ عثمان رض کو مذبوح دیکھا انا للہ و انا الیہ راجعون کہکر بہت روئے ؎

برآمد نالہائے آتش آلود | چکاں برخاک خون دیدہ بالود
ز ہر چشم انجمن را خوں برآمد | نفیر از انجمن گردوں برآمد
نہ تنہا مخلص ان نیک خواہاں | کہ غمگین شد ہمہ کوہ و بیاباں

القصہ حضرت عثمان رض کے قتل کی خبر مدینہ میں پھیل گئی۔ عائشہ رض گھر میں سے نکل آئیں اور بہت افسوس کیا۔ اور یہ خبر جب حضرت علی مرتضیٰ رض اور طلحہ رض اور زبیر اور سعد رض اور تمام اصحاب کو پہنچی ان کو اس حال پہ دیکھا۔ علی مرتضیٰ رض نہایت غصے ہوکر حسن رض اور حسین رض پہ غصے ہوئے اور کہا کہ یہ روا ہے کہ عثمان رض سا آدمی اس طریق سے مارا جاوے۔ اور تم اُن کے دروازہ پر کھڑے رہو اور آدمیوں کو اس امر بد سے منع نہ کر سکے اور طمانچہ حسن رض کے منہ پر اور گھونسا حسین رض کے سینہ پر مارا۔ اور محمد بن طلحہ اور عبد اللہ بن زبیر کو بُرا بھلا کہا۔ اور بہت جھڑکا اور نہایت غضب اور قہر سے انا للہ و انا الیہ راجعون کہا اور گھر میں واپس آئے اور آپ کا گمان ہوا۔ کہ طلحہ نے اس بات میں مدد کی ہو۔ انھوں نے امیر سے ملاقات کی اور کہا یا ابا الحسن اس قدر غصہ آپ کیوں فرماتے ہیں۔ اور حسن حسین رض کو بے جرم کیوں مارا۔ آپ نے فرمایا کیوں قہر اور غضب نہ کروں۔ عثمان رض نے سعادتِ مصاحبت پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی شرف اور قرابت قریبہ کا پایا تھا۔ امد بلا حجت اور ثبوت مظلومانہ مقتول کیا۔ طلحہ رض نے کہا اگر وہ اس جماعت کو سپرد کر دیتے۔ تو ہم یہاں تک نہ پہنچتے۔ جناب ولایت مآب نے فرمایا۔ اگر مروان کو اُن کے سپرد کر دیتے۔ قبل ثابت کرنے کے لئے تو یہ بات ہرگز جائز نہ ہوتی۔ پس امیر المؤمنین علی مرتضےٰ رض نہایت رنجیدہ ہوئے اور پھر انا للہ کہا۔ اور فرمایا کہ خدایا قاتل عثمان رض سے میں بیزار ہوں اور ان کے قتل کرنے

والے کو مستحق قہر اور غضب کا جانتا ہوں ٭

کہتے ہیں۔ کہ آدمی عثمان کا گھر لوٹنے میں مشغول ہوئے۔ اور ابو ہریرہؓ کا گھر کہ چند گھروں سے قرب وجوار میں تھا لوٹ لیا تھا۔ اور مال متاع ان کا لے گئے۔ بعد ایک غرارہ بقولے دو غرارت درہم بیت المال سے لوٹ لئے۔ اور عثمان کے حجرہ میں ایک صندوقچہ مقفل پایا کہا کہ بیت المال کی خیانت یہاں ہوگی۔ اُس کو توڑا ایک ڈبہ اس میں تھا۔ گمان ہوا کہ اس میں جواہر پوشیدہ ہونگے۔ کہ چند مملکت کا خراج ہوں گے۔ اس کو بھی توڑا۔ ایک رقعہ نکلا۔ اس میں لکھا تھا کہ امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ لشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ وشہد ان محمداً عبدہ ورسولہ و ان الساعۃ آتیۃ لا ریب فیہا وان اللہ یبعث من فی القبور علیہ یحیی وعلیہ یموت اور اس کی پشت پر دو بیت نوشتہ تھے ؎

عن النفس یغنی النفس یکفیہا ۔۔۔ لکانت الا من یعدہ لیر

فما عسرت فاصبر لہا ان لقیتہا ۔۔۔ وان منہا حتی یضر بہا القعد

کہتے ہیں کہ اس روز بقولے تین روز عثمانؓ اسی حال میں پڑے رہے۔ کسی کو مجال اُٹھانے کی نہ تھی۔ بعد ازاں بارہ آدمی اور عائشہؓ دختر عثمانؓ تھے رات میں اُن کو خفیہ دروازہ کے تختہ پر رکھا اور بقیع میں لے گئے۔ سر مبارک آپ کا تختہ پر طق طق کرتا تھا۔ اور ایک روایت ہے ہاتف نے آواز دی کہ دفن کرو۔ اور نماز پڑھو۔ فرمایا اللہ تعالےٰ نے قد صلے علیہ اور ایک روایت ہے کہ حکم بن خزام یا حویطب بن عبد العزیٰ یا جبیر بن مطعم یا یاسر ابن عوام نے ان پر نماز ادا کی اور دفن کیا۔ اور باختلاف روایات اوائل چاہتے تھے۔ کہ بقیع کے مقبرہ میں ان کو دفن کریں۔ ایک مرد بنی مازن سے مانع ہوا۔ اور کہا اگر یہاں دفن کروگے۔ تو میں اوباش کی جماعت سے کہدونگا۔ کہ وہ لاش قبر سے نکال ڈالیں اور فضیحت کریں۔ بالضرورت جنازہ اُٹھا کر ایک موضع حسن کوکب نام میں لائے اور جسم کو وہاں دفن کیا ؎

لئن عتبوا احبابہ لم یغیبو

مکارمہ الا اتی الی الحشر یذکر

کہتے ہیں اس واقعہ سے ایک مدت پہلے ایک شخص حسن کوکب میں آتا تھا۔ اور کہتا تھا

جلد اس باغ میں ایک مرد نیکو کار دفن ہوگا +

بیان کرتے ہیں۔ کہ جب آپ کی روح پاک عالم اعلےٰ کی طرف لے گئے۔ چہار طرف گھر سے آواز سنتے تھے۔ یا ابن عفان البشر بجنان ذات الیوان یا ابن عفان البشر بروح وریحان یا ابن عفان البشر بنعم عرفان۔ یا ابن عفان البشر برب غضبان +

کہتے ہیں کہ نائلہ آپ کی زوجہ نے پیراہن خون آلود آپ کا اپنی مقطوعہ انگلیوں کے ساتھ معاویہ کے پاس بھیج دیا۔ معاویہ ان کو منبر پر لے گئے۔ اور اہالی سے حال تعذیب عثمان کا کہا۔ اور بعد رقت بسیار کے بہت جماعت اشراف و خواص شام کو قسم دی کہ اپنی عورات سے نزدیکی نہ کرو اور بستر پر نہ سوؤ جبتک کہ عثمان رضہ کا بدلہ نہ لو۔ اور ایک سال اُن کی قمیص کے پاس روئے۔ اور صحت سے معلوم ہؤا۔ کہ سعد بن زید کہ منجملہ عشرہ مبشرہ کے ہیں۔ عثمان رضہ کے قتل کے واسطے روانہ کیا اور کہا قسم اللہ کی۔ اگر کوہ احد اس پر گرایا جائے تو بھی قصاص عثمان میں سزاوار ہے +

ابو بکر سے مروی ہے کہ کہا قسم ہے اللہ کی اگر آسمان گر جائے اور میرا جسم ٹکڑے ٹکڑے ہو۔ نا جب ہے میرے نزدیک اس سے عثمان رضہ میں شریک ہوؤں اور ابن عباس سے منقول ہے کہ کہا مردم بصرہ درپے مطالبہ خون عثمان کے ہوں تو آسمان سے پتھر برسے کیا اچھا شاعر نے کہا ہے ؎

لو ان علی الافواہ لک یاتی قلوبنا ۔۔۔ لعقنت الافواہ منکل جانب

زانچہ سنگدلیہا کہ ازاں قوم آید ۔۔۔ گر بباریدے فلک سنگ نہ ہے مستبعد

کہتے ہیں جس شخص نے عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل میں سعی کی تھی۔ حق تعالیٰ اس کا کیا اس کے آگے لایا۔ اور بری طرح اس کا سر تن سے جدا کیا۔ پھر پھیپھڑا سوکھ گیا یا جل گیا یا مجنون ہو گیا۔ یا بلائے عظیم میں مبتلا ہؤا۔ اور اشعار جو عثمان رضہ کے مرثیہ میں کہے ہیں یہ ہیں ؎

وابعد عثمان ترجو الخیر فانہ ۔۔۔ تن کان افضل من یمشی علی ساق

یعنی بعد عثمان رضہ کے تم خیر کی امید کرتے ہو وہ افضل ازلی شخص تھا۔ جو پنڈلیوں پر چلتا ہے +

لے اگر آسمان پر ہمارے دل جلتے تو وہ ہر طرف سے ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے ۱۲ +

خلیفۃ اللّٰہ اعطاھم وجواھم کان من وھب حلو او موافق

وہ اللہ تعالیٰ کے خلیفہ جنہیں اللہ تعالیٰ نے عطا کیا اور سپرد کیا جو چیز کہ تھیں بخشش سے شیریں یا اور موافق ؞

فلما تکذب لوعد اللّٰہ والثقا۔ ولا یکون علی شئی باشفاق

پس تم کیا تکذیب کرتے ہو اللہ تعالیٰ کے مضبوط وعدہ کی۔ وہ نہیں ہونگے کسی شے پر مہربانیوں سے ؞

ولا یقولن لشئی سوف فعلہ قد قدر اللّٰہ ما کل امری لات

ہرگز وہ کسی شے کے قابل نہ ہونگے کہ عنقریب اس کو میں کرونگا تحقیق اللہ نے مقرر کر دیا ہے۔ جو کچھ آدمی پانے والا ہے۔ اور احسان بن ثابت نے فرمایا ہے۔ یہ آپ کے مرثیہ میں ہے

وتر کیموا غزو والد ورب وحتموا القتال قوم عند قبر محمدؐ

یعنی چھوڑ دیا قوم نے دور کی لڑائی کو اور واجب جانا قتال کو نزدیک قبر محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے ہے

فلیس ھدی انصالحین بس یلتم ولیس قتل العابد المھجد

پس نہیں ہے راہ صالحین کی جو چلتے اور نہیں ہے قتل عابد کا اچھا ؞

فصل ۵

بیان نسب اور حسب اور حلیہ ازواج اور اولاد اور مدتِ خلافت اور ولادت اور وفات امیر المؤمنین امام المسلمین حضرت مرتضےٰ علی کرم اللہ وجہہ ابن ابیطالب ابن عبد المطلب کے ؞

ذکر آیتوں کا جو شان میں امیر المؤمنین علی ابن ابیطالب کے ہیں

قولہ تعالیٰ ویطعمون الطعام علی حبہ مسکینا ویتیما و اسیرا۔ وہ کھانا کھلاتے ہیں ابن (خدا) کی محبت پر غریبوں اور یتیموں اور قیدیوں کو اور قولہ اللہ تعالیٰ کا فمن حاجک فیہ من بعد ما جاءک من العلم فقل تعالوا ندع ابناء

نا و ابناءکم و نساءنا و نساءکم و انفسنا و انفسکم ثم نبتہل فنجعل لعنت
اللہ علی الکافرین اور یوفون بالنذر و یخافون یوما کان شرہ مستطیرا
اور واذا رایت نعیما و ملکا کبیرا اور ھل اتی علی الانسان حین من الدھر
لم یکن شیئا مذکورا اور قولہ تعالیٰ ان ھذا کان لکم جزاء و کان سعیکم
مشکورا اور قولہ تعالیٰ وللہ العزت و لرسولہ وللمومنین ولکن المنافقین
لا یعلمون اور قولہ تعالیٰ یقیمون الصلوٰۃ و یؤتون الزکوٰۃ وھم راکعون +

ذکر بعض احادیث کا کہ آنحضرت کے حق میں وارد ہوئیں

روضۃ الاحباب میں ہے کہ جابر بن عبداللہ انصاری اور خزیمہ بن ثابت انصاری اور ابوایوب انصاری اور زید بن ارقم اور انس بن مالک سے مروی ہے اور ایک روایت ابن عباس سے منقول ہے کہ کہا السابق ثلثہ السابق الی موسیٰ علیہ السلام یوشع بن نون و السابق الی عیسیٰ السلام صاحب یونس والسابق الی محمد صلعم علی ابن ابیطالب یعنی سابق تین ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام پر یوشع بن نون اور عیسیٰ علیہ السلام پر یونس اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر علی ابن ابیطالب۔ ابو ذر غفاری اور سلمان فارسی رضؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا۔ یہ اول شخص ہے کہ میرے ساتھ ایمان لایا۔ اور سلمانؓ کہتے ہیں۔ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو امت جب کوثر پر جاوے گی۔ تو اول اسلام لانے والوں میں علی ابن ابیطالب ہوگا +

کتاب کے مقصد اول میں بیان نکاح حضرت فاطمہؓ اور علیؑ کے تحریر ہوا۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لا فتی الا علی لا سیف الا ذوالفقار اور فرمایا انا مدینۃ العلم و علی بابھا یعنے میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کے دروازے ہیں۔ حضرت فاطمہؓ سے فرمایا۔ تیرا نکاح ایسے مرد سے کروں کہ عرفان میں سب سے زیادہ اور ایمان میں سب سے پہلے ہو اور خزیمہ بن ثابت سے یہ ابیات مدح میں علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے منقول ہیں ؎

ما کنت احسب ھذا الامر منتقلا — عن ھاشم ثم منھا عن ابی الحسن

الیس اول من صلے بقبلتہم	واعلم الناس بالقرآن والسنن

میں اس امر کو نہیں چاہتا سوائے ہاشم اور علی کرم اللہ وجہہ کے۔ کیا نہیں ہے اول اس شخص کا کہ نماز پڑھی ان کے قبلہ کی طرف اور زیادہ علم اور سنتوں کا قرآن اور حدیث سے امیرالمومنین علی کرم اللہ وجہہ سے ایک بیت مروی ہے۔ کہ دلالت اس مدعا پر رکھتا ہے ؎

قبل کا بن الملجم والاقدار عالیہ	عدمت وصلک الاسلام ارکانا
قتلت افضل من یمشی علی قدام	واول الناس ایمانا واسلاما

اہل سیر اور تواریخ کے محققوں کے نزدیک یہ صحیح ہے کہ اول خدیجہ۔ الکبریٰ بعد ان کے علی مرتضیٰ بعد اس کے زید بن حارث پھر ابوبکر صدیق رضؓ پھر بلال رضی اللہ عنہ تھے۔ ابن عبدالبر نے کتاب استیعاب میں روایت کی۔ کہ محمد بن کعب قرظی سے پوچھا کہ اسلام علی رضؓ کا پہلے تھا یا اسلام ابوبکر رضؓ کا۔ جواب دیا کہ سبحان اللہ علی اول اس دولت سے مشرف ہوئے۔ لیکن ابوطالب کی طرف کی رعایت کی۔ اور اپنے ایمان کا اظہار نہیں کرتے تھے۔ اسی سبب سے آدمی شبہ میں پڑے۔ اور بعض ائمہ دین کہتے ہیں کہ زیادہ قریب احتیاط اور ورع کی یہ ہے کہ کہیں اول جو عورات سے ایمان لائی خدیجہ کبریٰ رضؓ تھیں اور لڑکوں میں علی مرتضےٰ اور آدمیوں میں سے بالغ ابوبکر صدیق رضؓ اور موالی سے زید بن حارث رضؓ اور غلاموں سے بلال رضؓ تھے۔ رضوان اللہ علیہم ومغفرۃ الی یوم الحساب ۔

ذکر اولاد امیرالمومنین علی کرم اللہ وجہہ کا

روضۃ الشہداء میں بیان کرتے ہیں کہ آنجناب رضؓ کے بقول اشہر ۳۶ فرزند تھے ۱۸ لڑکے اور ۱۸ لڑکیاں۔ شیخ شرف الدین عبداللہ نے تحقیق فرمایا کہ ۱۹ پسر تھے ۹ حالت حیات میں متوفی ہوئے ہیں۔ محسن یحییٰ عبداللہ علی اور عمران اس شمار کے میں تھے۔ اور شرف شہادت سے مشرف ہوئے۔ اور ۵ لڑکے ان سے بعد کو رہے حسن حسین محمد اکبر کہ جن کو حنیفہ کہتے ہیں۔ اور عباس شہید ہوئے ۔

ذکر بعض مشاہیر کا

عقاب سبطین سیدین رضؓ سے بر سبیل اختصار کرتے ہیں۔ بزرگان دین سے نقل ہے بیان میں ۱۲ امام رضی اللہ عنہم اور ان کے نام اور کنیت اور القاب اور اُن کے قاتل کے۔ اوّل امام بحکم نص کلام ربانی امیر المومنین علی ابن ابیطالب کرم اللہ وجہہ اسم مبارک علی کنیت ابوالحسن مرتضیٰ لقب ان کو عبدالرحمٰن بن ملجم نے شہید کیا لعنۃ اللہ علیہ +

دوم امام حضرت امیر المؤمنین حسن بن حضرت علی مرتضیٰ نام نامی حسن ابو محمد کنیت رضا لقب جعدہ جلیل نے زہر دیا +

سوم امام حضرت امیر المؤمنین حسین ابن حضرت علی مرتضیٰ حسین نام ابو عبداللہ کنیت امام لقب شمر ملعون ان کا قاتل ہے کربلا میں قبر ہے +

چہارم۔ امام حضرت زین العابدین زین العابدین آپ کا نام ابراہیم کنیت امام لقب مدینہ میں قبر ہے +

پنجم امام حضرت امام محمد باقر ابن زین العابدین محمد نام باقر لقب ابو جعفر کنیت خالد قاتل ہے +

ششم امام حضرت امام جعفر صادق ابن محمد باقر جعفر نام ابو عبداللہ کنیت صادق لقب مدینہ میں قبر ہے +

ہفتم امام حضرت امام موسیٰ کاظم ابن حضرت جعفر صادق موسیٰ نام ابوابراہیم کنیت کاظم لقب ہارون الرشید قاتل بغداد میں قبر ہے +

ہشتم امام حضرت امام علی موسیٰ رضا ابن حضرت امام موسیٰ کاظم علی نام ابو المعلی کنیت رضا لقب مامون قاتل شہر طوس میں قبر ہے +

نہم امام حضرت امام محمد تقی ابن امام علی موسیٰ رضا محمد نام ابو جعفر کنیت تقی۔ لقب ابوالفضل ابن مامون قاتل ہے۔ بغداد میں قبر ہے +

دہم امام حضرت امام علی نقی بن امام محمد تقی علی نام ہے۔ ابوالحسن کنیت ہے نقی لقب ابو سعید قاتل ہے۔ مرو میں قبر ہے ؛

یازدہم امام حسن عسکری بن امام علی نقی حسن نام عسکری لقب ابو القاسم کنیت متوکل قاتل بصرہ میں قبر ہے +

دوازدہم امام حضرت مہدی ہادی آخر الزمان کہ اب آویں گے۔ رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین +

ذکر اولاد حضرت امام حسن علیہ السلام

آپ کے فرزند ۱۲ تن تھے۔ اول قاسم دوسرے عبداللہ۔ تیسرے علی۔ چوتھے زید۔ پانچویں اسمٰعیل۔ چھٹے احمد۔ ساتویں محمدؐ۔ آٹھویں علی اصغر۔ نویں حسن مثنیٰ۔ دسویں طاہر۔ گیارہویں سلمہ۔ بارھویں کلیمہ +

ذکر اولاد حضرت امام حسین علیہ السلام

آپ کے سات فرزند تھے۔ امام زین العابدین۔ علی اکبر۔ علی اصغر۔ عبداللہ جعفر ابوزید فاطمہ قومی کہ سید قوم میں ہیں +

بیان اولاد امام زین العابدین

ان کے چودہ فرزند تھے۔ امام محمد باقر۔ عبداللہ باہر۔ عبداللہ ایرج۔ عبداللہ زید حسین اصغر۔ علی اقطس۔ عمر۔ طاہر۔ مطہر۔ ہادی۔ مہدی۔ ناصر۔ النصب الفصاء۔ فاطمہ

اولاد امام محمد باقر رضؓ

۴ تن تھے۔ عبد الفتاح۔ علی نقی۔ موسیٰ۔ جعفر +

اولاد امام جعفر صادق رضؓ

دس تن تھے۔ اسمٰعیل۔ علی۔ محمد۔ اسحاق۔ موسیٰ کاظم۔ صابر۔ مسلم۔ ہادی قربان۔ سکینہ +

اولاد امام موسیٰ کاظم

۳۰ فرزند تھے۔ علی۔ حمزہ۔ یحییٰ۔ عبد اللہ۔ زید۔ طاہر۔ ابو طالب۔ عبداللہ کاظم۔ مہدی۔ ذکریا۔ خضر۔ عقیل۔ نوح۔ ابراہیم۔ عریان۔ محمد ہارون۔ یونس۔ محسن۔ موسیٰ اصغر۔ جعفر ناصر۔ ہادی حسین۔ افش۔ عیسےٰ۔ ابو قاسم۔ طیب۔ اسمٰعیل دو دختر ان سے فاطمہ۔ رنجہ۔ زاہدہ۔ عائشہ۔ رضیہ۔ رقیہ۔ حبیبہ۔ ملکی۔ عالمہ۔ یامنہ عامرہ +

اولاد محمد تقی رض

۴ تن تھے۔ اور ایک روایت سے ۶ تن تھے۔ امام محمد عسکری۔ حسین جعفر زین۔ علی ان کی ماں کا نام سلمہ تھا۔ ان کا مولد مدینہ میں ہوا ہے۔ دسویں ماہ ربیع الآخر وفات پائی قبر ان کی سامرہ میں ہے۔ عمر ۲۷ برس ۶ ماہ کی تھی +

اولاد محمد عسکری

معلوم نہیں ہے کہ جو لکھی جاوے +

چہاردہ معصوم کا بیان

اول علی اکبر ابن حسین بن امیر المومنین علیؓ فاطمہ زہرا سے ہیں۔ دو ساگی لڑائی میں مارے گئے گورستان بقیع میں قبر ہے +

لہ صاحب جواہر فریدی امام محمد عسکری کی اولاد کی بابت اپنی لاعلمی ظاہر کرتے ہیں۔ حالانکہ کتاب تذکرہ خواص الامہ و صواعق محرقہ وغیرہ میں صاف طور پر لکھا ہے کہ حضرت امام علی عسکری کی اولاد امام حسن الخالص تھے بلکہ آپ کی چار اولادیں تھیں جن میں سے جناب امام حسن الخالص زیادہ تر مشہور ہیں۔ آپ کی والدہ ماجدہ ام ولد تھیں جن کا نام موسن تھا۔ اور آپ کی کنیت ابو محمد اور القاب الخالص اور زاج اور عسکری تھے اور آپ آٹھویں ربیع الآخر سنہ ۲۳۲ھ میں مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے آپ کی عمر شریف ۲۸ سال کی تھی کہ آپ کو زہر دیا۔ اور آٹھویں تاریخ جمعہ کے دن سنہ ۲۶۰ھ میں آپ نے وفات پائی۔ اور آپ کے پیچھے آپ کے فرزند ارجمند ابو قاسم محمد المہدی کے سوا آپ کے اولاد اور کوئی نہیں رہی۔ ۱۲ مترجم

دوسرے عبداللہ بن حضرت امام حسین کہ دو سالگی میں طلحہ بن عامر کے ہاتھ سے مارے گئے قبر گورستان بقیع میں ہے +

تیسرے حضرت قاسم ابن حضرت امام حسن دو سالگی میں عبید ازرق کے ہاتھ سے مارے گئے۔ ان کی قبر دمشق یا کربلا میں ہے +

چوتھے امام قاسم ابن حضرت امام حسین ہیں کہ دو سالگی میں پیاس سے ہلاک ہوئے قبر کربلا میں ہے +

پانچویں حسین ابن امام زین العابدین جو چھ سالہ منصور احمد یزید علیہ اللعنۃ کے ہاتھ سے مارے گئے۔ قبر ان کی مقام رے میں ہے +

چھٹے قاسم ابن امام زین العابدین ہ سالہ عدو ابن یزید معاویہ کے ہاتھ سے مارے گئے۔ قبر ان کی بصرہ میں ہے +

ساتویں علی بن امام محمد باقر چھ سالہ خلید والد علیہ اللعنۃ کے ہاتھ سے مارے گئے قبر اُن کی مدینہ ہے ؛

آٹھویں عبداللہ بن امام محمد جعفر صادق سہ سالہ عریان کے ہاتھ سے مارے گئے قبر ان کی بسطام میں ہے +

نویں یحییٰ بن ہادی بن امام جعفر صادق حضرت عبداللہ کاظم۔ ابن موسیٰ کاظم ہیں سہ سالہ بدست ہارون رشید مارے گئے۔ قبر ان کی بغداد میں ہے +

دسویں حضرت صالح بن محمود بن امام موسیٰ کاظم سات برس کے یوسف بن ابراہیم کے ہاتھ سے مارے گئے۔ قبر ان کی شیراز میں ہے +

گیارھویں طیب ابن علی موسیٰ کاظم ہشت سالہ حام کے ہاتھ سے کشتہ ہوئے ان کی قبر قوم ہے ؛

بارھویں جعفر بن امام محمد تقی ابن امام علی موسیٰ رضا چار برس کے ابوالفضل مامون کے ہاتھ سے مارے گئے اُن کی قبر بغداد میں ہے ؛

تیرھویں جعفر ابن امام محمد حسن عسکری ایک سالہ منصور دمشقی کے ہاتھ سے مارے گئے۔ قبر سامرہ میں ہے ؛

چودھویں قاسم ابن امام محمد علی ہادی ایک سالہ متوکل کے ہاتھ سے مارے گئے

قبر ان کی بصرہ میں ہے +

نسب گرامی حضرت قطب ربانی محبوب سبحانی شاہ محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ

اس طرح ہے کہ شاہ اولیا میراں سید محی الدین ابن ابو صالح ابن موسیٰ جنگی دوست ابن ابی عبداللہ بن یحییٰ زاہد بن محمد رومی بن داؤد بن موسیٰ ثانی بن عبداللہ الشیخ بن موسیٰ الجون بن عبداللہ محض بن امام حسن مثنیٰ بن حضرت امیرالمومنین حسن رضی اللہ عنہ بن حضرت امیرالمومنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ +

نقل ہے حضرت سید اشرف جہانگیر کچھوچھہ قدس اللہ سرہ سے کہ شاہ محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کہ کنیت ان کی ابو محمد ہے علوی تھے۔ حسنی نبیرہ ابو عبداللہ صومعی کے ہیں۔ ۴۷۱ھ میں پیدا ہوئے۔ اور ۵۶۱ھ میں گیارھویں ربیع الاول کو وفات پائی ۵

زند لش در جہاں نمود عاشق
سنہ افتاد اندر دام معشوق

تاریخ ولادت اور وفات سے آپ کے صلب سے نو لڑکے سید عبدالوہاب۔ سید عبدالرزاق سید عبدالجبار، سید عبدالعزیز۔ سید عیسیٰ۔ سید ابراہیم۔ سید یحییٰ۔ سید عبداللہ سید موسیٰ اور ایک لڑکی ظہور میں آئی۔ اور سید عبدالوہاب اور سید عبدالرزاق کی پشت سے بہت اولاد وجود میں آئی +

سلسلہ نسب حضرت قطب المحقق معین محمد الدین قدس اللہ سرہ العزیز

اس طریق سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ تک پہنچتا ہے۔ خواجہ معین الدین محمد سید غیاث الدین حسن سنجری بن سید حسن احمد بن سید طاہر بن سید عبدالعزیز بن سید ابراہیم بن امام محمد مہدی بن امام حسن عسکری بن امام تقی بن امام علی نقی بن امام موسیٰ کاظم بن امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین علی اصغر بن امیرالمومنین سیدی و مولائی امام

اولین و آخرین ریحانی رسول الثقلین سیدنا امام حسین شہید دشت کربلا بن حضرت امیر المومنین علی مرتضےٰ کرم وجہہ ابن عم النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مقبول فرزندان حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے کہ ہندوستان میں تھے۔ ایک اُن میں سے حضرت قطب العالم خواجہ قطب الدین بختیار قدس سرہٗ اور سید خضر رومی اور سلطان المشائخ سید نظام الدین اولیا احمد محمد بدیوانی اور مخدوم جہانیاں و شاہ عاشقاں میراں سید علی قوام جونپوری اور میراں سید محمد گیسو دراز اور سید اشرف جہانگیر کچھوچھہ[1] قدس سرہٗ ارواحہم ہیں چند کلمہ اشارت سیادت ستارگان سپہر سعادت بیان ہوئے ؎

آل پیغمبر حریم کبریا را محرم اند | آل پیغمبر زحرمت فخر آل آدم اند
نسبت آل نبی باسائر خلق جہاں | گرکنی ضرب المثل بحر محیط و شبنم اند

مدح اللہ ارواحہم قدس اللہ بزلال الافضال اشباحہم ٭

ذکر خلافت اسد اللہ الغالب امیر المومنین علی ابن ابیطالب کرم اللہ وجہہ کا

خلافت آپ کی چار سال ۹ ماہ ۱۴ روز رہی۔ عمر آپ کی ۶۰ برس کی تھی ٭

بیان ولادت و وفات

شواہد النبوۃ میں ہے کہ امیر المومنین علی اول امام ہیں بارہ امام سے۔ اب شمائل اور فضائل آپ کے تحریر اور تقریر سے زیادہ ہیں۔ امام احمد حنبل رح نے فرمایا ہے کہ صحابہ میں سے کوئی ان فضائل کو نہیں پہنچا ہے۔ آپ کی ولادت بعد سال فیل کے تین سال جمعہ کے روز ۱۳ ماہ رجب کو مکہ میں ہوئی۔ اور آپ کی شہادت کا بیان بعض کتب معتبرہ میں لیں ہے کہ امیر المومنین مسجد میں اذان دیتے تھے۔ اور تین خارجی مسجد کے دروازہ پر آئے اور رات کو وہاں بیٹھے۔ ہر ایک نے ایک طرف سے کہا کہ دونوں تلوار مارو۔ اگر ایک کی خطا کرے تو دوسرے کی کارگر ہو۔ ابن ملجم سے کہا تو مسجد کے باہر جا۔ اگر ہم سے کام نہ ہو۔ تو تو اپنا کام کر۔ لیکن جب امیر اس نماز سے فارغ ہوئے قدم مسجد میں رکھا۔ دونوں نے تلوار ماری مسجد کے طاق پر لگی وہ ٹوٹ گیا اور اس تلوار کی زد دیوار

[1] کچھوچھہ مضافات ضلع فیض آباد اودھ میں ہے۔ اور وہیں پر شاہ اشرف کا مزار ہے ۱۲ مترجم

پر آئی - یہ دونوں کو دے - ابن ملجم نے کہا وافضیحتا اسی وقت آدمی پہنچے اور تلوار کھینچی اور محراب کے آگے آئے امیر نماز میں تھے صبر کیا یہاں تک کہ اول سجدہ بجالائے جونہی سر سجدہ سے اُٹھایا وہ شقی تلوار لایا - اور اتفاق سے اسی جگہ آیا - کہ بروز خندق کی لڑائی کے عمر بن عبد ود نے زخم مارا تھا - جو اس جگہ ضرب پہنچی - مغز سر مبارک کا چر گیا - اور آواز آپ کی دہن مبارک سے نکلی کہ فزت برب الکعبہ یعنی فتح مندی میں نے کعبہ کی خدا کے ساتھ پائی - ابن ملجم نے آواز سنی مسجد سے نکلا اور بھاگا اور آوازہ پڑا - کہ قتل امیر المؤمنین - اہل کوفہ پھر مسجد میں آئے اور شاہزادوں نے جب یہ خبر سُنی صبر کا جامہ چاک کیا - اور پدر بزرگوار کو دیکھا مسجد کے محراب کے آگے پڑا ہوا پاؤں پر گر پڑے اور آنکھوں سے ملتے تھے - اور امیر اپنے دست مبارک سے اپنے سر کا خون پونچھتے تھے - اور چہرہ پر اور ڈاڑھی پر ملتے تھے اور فرماتے تھے - اسی حالت سے آگے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے جاؤں گا - اور اسی صفت سے فاطمہ زہرا سے ملوں گا - اور اسی ہیئت سے سید الشہداء کو دیکھوں گا اور اسی صورت سے جعفر طیار کو نظر میں لاؤں گا - حسنؑ اور حسینؑ روتے تھے - اور اعیان کوفہ وامصیبتاہ کہتے تھے ؎

افغاں کہ راحت دل آرام جاں برفت — شاہ زماں قدر و شاہ جہاں برفت

خم شد محیط مرگ ز عالم بہر طرف — کاں مرکز محیط کرم از میاں برفت

ایک نے کہا اے امیر المومنین آپ کے ساتھ کس نے یہ معاملہ کیا - فرمایا صبر کرو - اسی وقت دروازہ سے آیا اور اسی سخن میں تھے - کہ شبیب جس نے اول قصد کیا تھا پریشان اور سرگردان مسجد کے دروازہ سے آیا - اُس سے کہا شاید تو نے ضرب ماری چاہا کہ کہے نہیں بے اختیار زبان سے ہاں نکلا - آدمیوں نے اُسے گرا لیا - اور مار پیٹ کی کہ مر گیا - ابن ملجم بھاگ کر اپنے چچا کے گھر گیا - اور ہتھیار تن سے کھولتا تھا - کہ اس کے چچا کا بیٹا آیا - اُس کو پریشان دیکھا کہا شاید علی کا قاتل تو ہے - اُس نے چاہا کہ انکار کرے زبان سے ہاں نکلا - اُس کے چچا کے لڑکے نے اُس کا گریبان پکڑا اور کشاں کشاں مسجد میں لایا - ایک قول ہے کہ شبیب پسر عم اس کا مسجد کی طرف لایا - اور ایک روایت ہے کہ ابن ملجم بھاگا ہوا جاتا تھا - کہ ایک قبیلہ ہمدان سے اس کے پاس پہنچا - تلوار کھینچے

ہوئے اور وہ آدمی چادر ہاتھ میں رکھتا تھا۔ ابن ملجم کے مُنہ پر ڈالی اور اُس کو پکڑا۔ اور آدمیوں نے مدد کی۔ ہاتھ اور گردن اُس کی باندھ کر مسجد میں لائے۔ امیرالمومنین نے خود امام حسینؓ سے فرمایا کہ آدمیوں کے ساتھ نماز صبح کی پڑھو۔ اول جب ابن ملجم کو مسجد میں لائے امیر کی نگہ اُس پر پڑی۔ کہا اے بھلے شاید میں بُرا امیر تھا۔ اُس نے کہا معاذ اللہ یا امیرالمومنین آپ نے فرمایا۔ پس تجھ کو کس نے ارادہ کیا کہ میرے لڑکوں کو یتیم کرے اور رخنہ میرے کام میں ڈالے۔ مَیں نے تیرے ساتھ کیا نکوئی نہ کی تھی۔ اس نے کہا ہاں ایسا واقعہ ہوا۔ وکان امر اللہ قدرا مقدورا امیر نے فرمایا۔ کہ اس کو قید میں لے جاؤ۔ جب تک مَیں زندہ ہوں کھانے اور پینے سے جو میں کھاؤں اس کو بھی دو۔ پھر اگر میں زندہ رہوں تو جو میری رائے ہوگی۔ اس کی بابت آپ میں بجالاؤں گا۔ اور اگر درگذر کروں گا۔ اُس کے ایک ضرب لگادیں کہ میرے ایک ضرب سے زیادہ نہ ماری ہے۔ پس امیر کو کملی میں سولادیا۔ اور ایک سر کملی کا امام حسنؓ کے کاندھے پر اور دُوسرا امام حسینؓ کے جب مسجد سے باہر لائے صبح ہو گئی تھی۔ اور اوجالا تھا۔ امیر نے فرمایا کہ میرا مُنہ مشرق کی جانب کردو۔ ویسا ہی کیا والصبح اذا تنفس اے صبح کہ جس خدا نے مجھ کو نکالا ہے۔ اور جس کے حکم سے نفس تو نے مارا جب قیامت کے دن گواہی چاہیں گے۔ تم کو چاہیئے سچی گواہی دے کہ اس روز سے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ میں نے اول جوانی میں نماز ادا کی آج تک مجھ کو تُو نے سوتا نہ پایا۔ اور میں نے تجھ کو نہ پایا۔ پھر سجدہ کیا۔ اور کہا بار خدایا گواہ رہیو۔ اور فرشتے اور صدیق اور شہید اور عرش ناظر رہیں وکفی باللہ شہیدا اگر کل قیامت کو چار ہزار ایک سو بیس پیغمبرؑ حاضر ہوں تو گواہی دے کہ اس وقت سے تیرے حبیب کے ہاتھ پر ایمان لایا۔ جو کچھ تو نے فرمایا بجالایا۔ اور جس سے منع کیا نہ کیا اور خلاف تیرے بات اور خلاف تیرے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی بات کے میں نے پسند نہ کیا۔ اور دل میں نہ گذرا۔ کوفہ کے جتنے لوگ حاضر تھے۔ ایک شور پیدا ہوا ؎

دلہا تمام ز آتش حسرت کباب شد | جانہا اسیر سلسلۂ اضطراب شد
لب تشنگان بادیۂ اشتیاق را | دریائے بحر صبر و سلامت سراب شد

لیکن جب امیر کو گھر میں لائے۔ دختران فاطمہ زہرا اور فرزندان سے ایک شور پیدا ہوا۔ اور نالہ و آہ کا شور زمین سے آسمان تک پُر ہو گیا ؎

شاید از سوز دو جہاں فگنم غلغلہ در جہاں فگنم
رستخیزی ز جاں براَنگیزم گریہ بر پیر و جواں فگنم

یکبارگی فرزندانِ امیرؑ آئے اور باپ کے پاؤں پر گرے اور بوسہ دیا اور کہتے تھے اے پدر یہ کیا حالت ہے کہ ہم دیکھتے ہیں۔ اے کاش ہماری ماں فاطمہ زہرا زندہ ہوتیں کہ ہم کو درد اور غم سے تسلی دیتیں۔ کاش ہم مدینہ میں اپنی جد بزرگوار کی تربت پر ہوتے۔ تاکہ اپنے سوزِ دل کی شرح کرتے۔ یہ کیا حالت ہے کہ غریبی اور یتیمی دونوں وارد ہو گئیں +

راوی کہتا ہے کہ فرزندانِ امیر کی گریہ و زاری سے حسرت کی آگ روشن ہو گئی۔ کہ حاضرین کے دل جل گئے اور جوان کا نالہ سنتا تھا۔ وہ روتا تھا ؎

ہر کرا بینم ازیں سوز و الم میگرید
ہر کرا یابم ازیں آتشِ غم میسوزد

امیر نے یکایک اُن کو بغل میں لے لیا اور مُنہ پر بوسے دیتے تھے۔ اور فرماتے تھے۔ صبر کرو۔ کہ میں تمہارے جد محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور تمہاری ماں فاطمہ زہرا کے پاس جاتا ہوں۔ اس رات میں نے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہے۔ کہ آستین سے غبار میرے مُنہ کا جھاڑتے تھے اور فرماتے تھے اے علی جو تجھ پر تھا بجا لایا۔ یہ خواب اس پر دلالت کرتی ہے کہ جسم کا نقاب چہرۂ جان سے دُور کرتے تھے۔ میری رُوح کو ایسا کرتے تھے کہ قدسیوں کی نظر میں جلوہ کُناں ہو ؎

حجاب چہرہ جاں میشود غبار تنم
خوشا دمے کہ ازیں چہرہ پردہ برفگنم

تھوڑی دیر بعد عمر بن لقمان جراح حجرہ کے دروازہ سے آیا۔ جب اُس کی آنکھ امیر کے زخم پر پڑی عمامہ سر سے اتارا اور کپڑے چاک کئے۔ اور کہا واویلا۔ اس تلوار کو زہر کا پانی دیا تھا۔ یہ زخم مرہم پذیر نہیں ہے ؎

دریغ چو تو مقتدا و دریغ چو تو پیشوائے دریغ چو تو عالمے دریغ چو تو حلکے
دریغ چو تو امیرے دریغ چو تو امامے برائے شرع مشیرے برائے ملک نظامے

دوسری بار فریاد امیر کے خاندان سے اُٹھی +

ایک روایت ہے کہ جراح کے آنے سے پہلے امیر کے سر بالیں پر ام کلثوم گھر کے باہر گئیں کہ ابن ملجم محبوس تھا اور کہا اے شقی تو دام بلا میں پڑا۔ اور امیر کو زخم سے کچھ خوف نہیں ہے ابن ملجم نے کہا اے لڑکی جا رونا شروع کر۔ میں نے وہ تلوار ہزار درہم کو لی تھی۔ اور ہزار دینار اور زہر آب کو دیئے۔ اور اگر یہ تلوار تمام اہل کوفہ پر واقع ہوتی۔ ایک آدمی جانبر نہ ہوتا۔ آخر ایسے زخم سے مار ڈالنا کیا کرے۔ اور یہ صورت شب جمعہ ۱۹۔ رمضان میں واقع ہوئی۔ اور امیر شب یکشنبہ ۲۱۔ رمضان کو وفات پا گئے۔ اس روز وصیت نامہ لکھا۔ اور فرزندوں کو وداع فرمایا۔ یہانتک کہ اُن کو حجرہ خاص میں لے گئے۔ اور ام کلثوم سے کہا اے بیٹی دروازہ بند کر دے ام کلثوم کو گھر سے باہر لائے۔ اور در بند کیا حسنؑ حسینؑ بھی باہر بیٹھے۔ ناگاہ ہاتف آیا۔ خمس یلتقی فی النار حوامر من ملاقی امنا یوم القیامت سُنا کہ ہاتف نے آواز دی کہ ھل من یلاقی امنا یوم القیامہ +

راوی کہتا ہے۔ کہ جب امیر کو اندر حجرہ کے لے گئے اور در بند کیا۔ ناگاہ آواز لا الٰہ الا اللہ کی سنی۔ حالانکہ امیر جوار رحمت کبیر میں ملے تھے +

شواہد النبوت میں بیان کرتے ہیں۔ کہ امیر المومنین حسن علیہ السلام نے روایت کی کہ جب حضرت نے وفات پائی۔ میں نے سُنا کہ کوئی کہتا ہے باہر جاؤ۔ کہ اس بندہ خدا کو ہمارے پاس چھوڑ دیں باہر گیا گھر کے دروازہ سے آواز آئی۔ کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم گزرے۔ اور اُن کا بھائی شہید ہوا۔ امت کی نگہبانی کون کر سکتا ہے۔ کہا کہ جو اُن کی سیرت قبول کرے۔ اور پیروی کرے۔ جب آواز ساکن ہوئی ہم آئے اور اُن کو غسل دیا ہوا دیکھا۔ اور کفن میں لپٹا ہوا اُن پر نماز پڑھی +

روایت ہے کہ امیر نے فرمایا۔ کہ جب جاتا ہوں گھر کے گوشہ سے ایک تختی ظاہر ہوئی۔ کہ مجھ کو وہاں سلاؤ۔ اور نہلاؤ۔ گھر کے آستانہ سے کفن اور حنوط ظاہر آیا۔ کہ مجھ کو کفن کرو۔ اور تابوت میں رکھو اور تابوت گھر کے درمیان وضع کرو۔ فرزندوں کو لاؤ۔ تاکہ اپنی طرز سے رخصت کریں۔ اور ایک بار حسنؑ مجھ پر نماز ادا کرے۔ اور ایک بار حسینؑ اور جب تابوت کا اگلا حصہ اُٹھے تم پچھلا

اٹھاؤ۔ اور جہاں سر تابوت کا زمین پر آئے۔ مجھ کو وہاں چھوڑ دو۔ اور کھودو۔ جب تک کہ لوحہ ساج کا ظاہر ہو اور وہاں وہاں دفن کرو +

شواہد النبوۃ میں مذکور ہے۔ امیر نے حسن اور حسین علیہما السلام کو وصیت کی تھی۔ کہ جب میں دنیا سے گزروں سریر کے برابر رکھو اور باہر چلے جاؤ۔ اور مجھ کو غزنین پہنچاؤ۔ وہاں سفید پتھر ملے گا۔ کہ اس سے نور چمکتا ہو گا۔ اس کو ہٹاؤ گے وہاں کشادگی پاؤ گے۔ وہاں مجھ کو دفن کرنا۔ پس حکم حضرت امیر کی وصیت کا راست ہے کہ وہی جگہ کہ اب نجف مشہور ہے دفن کیا۔ اور قبر مبارک کو منور کیا۔ اور پھر زمین ہموار کی۔ اور کسی کو اس پر اطلاع نہ تھی۔ سوائے جماعت اہل بیت کے اور اسی طرح خلفائے عباسی کے زمانہ تک چھپایا۔ ایک روز ہارون الرشید شکار کرتا غزنین سے نجف کے میدان میں پہنچا۔ وہاں پشتہ دیکھا آہو اس پشتہ پر پناہ لے گئے۔ ہر چند کوشش کی اور کتے دوڑائے اور لوٹ آئے اور آہوؤں کے سر پر نہ آئے۔ ہارون نے متعجب ہو کر فرمایا۔ کہ کسی بوڑھے آدمی سے یہاں کے پوچھو۔ چنانچہ جب پوچھا۔ تو اس نے کہا۔ کہ میں نے بزرگوں سے یوں سنا ہے۔ کہ امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کی قبر وہاں ہے۔ ہارون نے شکار چھوڑ دیا۔ اور وہاں زیارت بنائی۔ جب تک زندہ رہا۔ ہر سال زیارت کو آتا تھا +

القصہ جب شاہزادے امیر کو رات میں اٹھا کر کوفہ سے باہر لے گئے۔ تو جہاں وصیت کی تھی۔ وہاں دفن کیا اور لوٹے۔ ایک جماعت دوستوں نے جب خبر پائی پیچھے سے گئے۔ جب دیکھا کہ شہزادے آتے ہیں ننگے پاؤں پر گرتے تھے اور کہتے تھے۔ اے مخدوم زادو! امیر المومنین کو کیا کیا۔ اور امیر المتقین کو کہاں رکھا۔ صاحب ذوالفقار شاہ دلدل سوار کہاں ہے رباعی

صاحب ذوالفقار کو شاہ دلدل سوار کو | شہر بست پر ز حسرت غم شہریار کو
کار بیست بس خراب خداوند کار کو

ھفت اختر و چہار گہر در مصیبت اند | و حسرتا خلاصہ ہفت و چہار کو

از روزگار دولت روزے امید بود　　از خوشی کجا شد آں روزگار کو

آخر اس جماعت نے بہت افسوس کیا۔ ہر چند اس جنگل میں پھرے مگر امیر کی قبر کا نشان نہ پایا۔ راوی کہتا ہے کہ اس وقت میں امام حسن اور حسین علیہما السلام پدر بزرگوار کے دفن سے پھرے اور کوفہ کے دروازہ پر پہنچے۔ ویرانوں میں سے زاری اور نالہ سُنا۔ اس کے پیچھے گئے ایک غریب ضعیف نحیف کو دیکھا۔ کہ ویرانہ میں تنہا خاک پر پڑا ہوا نیچے سر کیئے روتا تھا۔ اور حسرت کے آنسو برساتا تھا۔ اُس سے پوچھا تو کون ہے۔ کہ ایسا روتا ہے۔ کہا میں غریب اور رنجور ہوں۔ ہر کام سے تھکا نہ مال رکھتا ہوں نہ باپ نہ کوئی اپنا نہ برادر نہ عورت نہ فرزند نہ غمخوار۔ پوچھا تیری تیمار دار کون کرتا ہے۔ اُس نے کہا۔ ایک سال سے میں اس شہر میں ہوں۔ ہر روز ایک مرد آتا تھا۔ اور میرے سرہانے بیٹھتا اور مثل باپ کے تیمار رہتا۔ اور مثل بھائیوں کے غمخواری کرتا۔ اُس سے پوچھا کہ کسی بار تو نے نام بھی پوچھا تھا۔ اُس نے کہا ہاں۔ اُس نے کہا تم کو نام سے کیا کام ہے۔ خدا کے واسطے میں تیرا تفقد حال کرتا ہوں نہ مکر اور شہرت کی غرض سے شاہزادوں نے پوچھا کہ اس کا رنگت رو کیسا تھا۔ تو کہا میں نابینا ہوں۔ نشان نہ دے سکا۔ لیکن دو روز سے وہ میرے پاس نہیں آئے۔ اور میرا تفقد حال نہ کیا۔ میں نہیں جانتا کہ کیا افتاد ہوئی۔ شاہزادوں نے پوچھا اے پیر کچھ نشان ان کی بات چیت اور عادت کا دے سکتا ہے۔ تو اس نے کہا کہ یہ نشان ہے کہ ہمیشہ تہلیل اور تسبیح سُنتا تھا۔ اور جب میرے پاس بیٹھے تھے۔ تو کہتے تھے۔ مسکین مسکین کے پاس ہے۔ درویش درویش کا ہمنشین ہے۔ غریب غریب کی مجالست کرتا ہے پیر نے کہا وہ کیا ہوئے کہ دو تین روز سے نہیں ہیں۔ شاہزادوں نے کہا اے پیر ایک بدبخت نے تلوار ماری۔ اور دار غرور سے دار سرور کو روانہ ہوئے۔ ابھی ہم ان کے دفن سے آتے ہیں۔ یہ سُنکر بڈھا شور کر اُٹھا اور اپنے کو زمین پر مارتا تھا۔ اور کہتا تھا۔ میری کیا جگر کہ امیر المؤمنین میرا تفقد حال کرتا ہے۔ شاہزادے اس غریب کو تسلی دیتے تھے۔ اور وہ بے قرار کہتا تھا ؎

نمے دانم چہ کار افتاد مارا　　کہ آں دلدار ما را رانہ نگذاشت
دریں ویرانہ آں پیری حزیں را　　غریب و عاجز و بے یار بگذاشت

پھر کہا اے مخدوم زادہ بحق جد بزرگوار صلے اللہ علیہ وسلم تم کو قسم دیتا ہوں۔ کہ مجھ کو امیر کی قبر پر لے چلو تاکہ زیارت کروں۔ امام حسن علیہ السلام اُٹھے اور اس کا سیدھا ہاتھ پکڑا اور امام حسین علیہ السلام نے الٹا ہاتھ امیر کی قبر پر پہنچایا۔ بہت رویا۔ اور کہا الٰہی طفیل صاحب اس روضہ کے میری جان لے۔ کہ میں اُن کی جدائی کی طاقت نہیں رکھتا فوراً بحکم پروردگار سر روضہ پر امیر کے جان نکل گئی۔ ذرہ خورشید اور قطرہ دریا سے ملا۔ شاہزادے اس پر بہت روئے۔ اور ان کی تجہیز اور تکفین کے واسطے قیام فرمایا۔ اور حالی روضہ میں دفن کیا۔ مشہور تر روایت یہ ہے کہ امیر اس وقت ساٹھ سالہ تھے اور اس سے زیادہ بھی کہا ہے۔ اس روز امیر المومنین حسن علیہ السلام کوفہ کی مسجد میں ممبر پر آئے اور خطبہ بلیغ ارشاد فرمایا۔ اور کہا اے آدمیوں جو مجھ کو جانتا ہے۔ جانے اور جو مجھ کو نہیں جانتا وہ جانے کہ میں بیٹا بشیر و نذیر کا ہوں۔ بشارت دینے والے اور خوف دلانے والے یعنی محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا پسر ہوں۔ اور فرزند علی کرم اللہ وجہہ کا ہوں۔ میری ماں فاطمہ زہرا ہے۔ میرا جد تم کو راہ راست پر دعوت کرتا تھا۔ اور میرا باپ تم کو خدا کی طرف بُلاتا تھا۔ اور نیز میں تم کو بُلاتا ہوں پس عبد اللہ بن عباس رضہ اُٹھے۔ اور کہا اے آدمیوں یہ مرد پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کا پسر ہے اور امام اور تمہارے رہبر کا فرزند ہے اس کے ہاتھ بیعت کرو۔ اور اس کی امامت قرار دو۔ اور عہد کرو۔ کہ اس سے نہ پھرو گے۔ سب آدمیوں نے کہا سمعنا و اطعنا ہم سُنتے ہیں۔ اور فرمانبرداری کرتے ہیں۔ پھر سب نے ہاتھ دیا۔ اور امیر المومنین سے بیعت کی۔ اور آدمی بھیجا کہ ابن ملجم کو قید سے منبر کے آگے لائے اس وقت آپ نے کہا اے بدبخت ترین امت یہ کیا جو تو نے کیا۔ اور رخنہ دین میں ڈالا۔ ابن ملجم نے سر جھکا لیا کہ اے حسنؑ جو گذرا گذرا۔ اب نالہ فغاں سے کیا فائدہ مجھ کو مت مار تاکہ حاکم شام کو کہ تیرے باپ کا دشمن تھا اب تیرا دشمن ہے اس کو مار ڈالوں حسنؑ نے اُس کو باتوں میں گذارا اور شمشیر کھینچی اور نوک تلوار کی اُس کے سینہ پر لے گئے اور اپنے آگے کھینچا اور ایک ضرب اس کی گردن پر ماری۔ کہ اُس کا سر دس قدم تن سے جا پڑا۔ پس آپ کے فرمان سے مسجد کے باہر لے گئے۔ اور بوری میں لپیٹ کر آگ دے دی۔ کہ جل گیا۔ اور شاہزادے

تعزیت میں مشغول ہوئے آدمی آتے تھے اور اہل بیعت کی تعزیت کرتے تھے اور روتے تھے اور کہتے تھے ؎

دیں مصیبت جائے اندازد کچشم آفتاب — دامن گردوں زعشق گوہر آلاید بخون
لیک باحکم خدا جائز نمے افتد رجوع — مرجع دل نیست جز انا الیہ راجعون

فصل

نسب اور حسب اور اولاد اور تاریخ وفات حضرت امام اعظم صوفی ابو حنیفہ کوفی نعمان بن ثابت رضؓ کے اور ان کے دو صاحبوں امام محمد اور امام یوسف رضی اللہ تعالےٰ عنہما کے۔ اور حضرت امام شافعی اور حضرت امام مالک بن انس رضؓ اور حضرت امام حنبل رحؒ کے بیان میں +

ذکر نسب امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ

امام اعظم کوفی نعمان رضؓ ابن ثابت کے آپ بیٹے تھے اور وہ بیٹے طاؤس اور وہ بیٹے ہرمز اور وہ بیٹے نوشیرواں عادل کے ہیں +

ذکر حسب امام اعظم

ابو حنیفہ کوفی رحمۃ اللہ علیہ کی بابت تذکرۃ الاولیا میں بیان کیا ہے۔ آپ ریاضت اور مجاہدہ نہایت رکھتے تھے اور اصول طریقت اور فروع شریعت میں درجہ رفیع اور نظر نافذ تھے۔ اور بہت مشائخ کو دیکھا تھا۔ اور امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے صحبت رکھے تھے۔ اور استاد عالم فضیل اور ابراہیم ادہم اور بشر حافی اور داؤد طائی کے تھے۔ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک پر گئے۔ اور کہا السلام علیک یا سید المرسلین۔ جواب آیا علیک السلام یا امام المسلمین اور اول کار میں قصد گوشہ نشینی کا کیا +

نقل ہے کہ توجہ قبلہ حقیقی سے رکھتے تھے اور خلق سے منہ پھیر لیا تھا۔ اور کمبل اوڑھا تھا۔ ایک رات خلوت میں دیکھا۔ کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی ہڈیاں

لحد سے جمع کرتا ہوں۔ اس کی ہیبت بیدار ہوئے۔ اور اصحاب میں سے ایک سے یہ بھید پوچھا۔ انہوں نے کہا کہ تو۔ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے علم میں اور سنت کی حفاظت میں درجہ بزرگی پر پہنچا۔ اور اس میں متصرف ہوگا۔ اور صحیح سقیم سے علیحدہ کرے گا۔ اور ایک بار اور دوسری دفعہ رسول علیہ السلام کو خواب میں دیکھا۔ آپ نے فرمایا اے ابو حنیفہ تجھ کو میری سنت کے اظہار کے واسطے پیدا کیا ہے گوشہ نشینی کا قصد مت کر۔ اور برکات سے اپنے اُستاد شعبی کے وجود سے پُر ہوئے تھے۔ خلیفہ نے ایک مجمع کیا تاکہ بنام ہر ایک کے ایک کاغذ جاوے بعض اقرا سنے بعض ملک سے اور بعض توقف سے۔ پس ایک خادم اس خط کو شعبی کے آگے لے گیا۔ کہ قاضی تھے۔ اور کہا کہ امیر المومنین فرماتے ہیں۔ کہ اپنی گواہی اس پر لکھ۔ شعبی نے اور جملہ فقہا نے لکھی۔ پھر ابو حنیفہ رح کے پاس لائے اور کہا امیر المومنین رح فرماتا ہے اپنی گواہی اس پر لکھ۔ آپ نے کہا امیر المومنین کہاں ہے۔ کہا گھر۔ کہا خلیفہ ابو حنیفہ رض کے یہاں آوے یا میں خدمت میں جاؤں۔ تو گواہی درست ہو۔ آپ کے ساتھ سختی کی۔ کہ قاضی اور دوسرے قضاۃ نے تو لکھی تو فضول مت کر۔ اور گواہی لکھ۔ ابو حنیفہ رح نے کہا۔ لہٰذا کسبیت اُن کا فعل اُن کے واسطے ہے۔ یہ بات خلیفہ کے کان تک پہنچی۔ شعبی کو بلایا۔ اور کہا شہادت میں دیدار شرط ہے۔ کہا ہاں۔ خلیفہ نے کہا تو نے مجھ کو کب دیکھا کہ گواہی لکھ دی شعبی نے کہا میں نے جانا کہ آپ کی نشانی اس پر ہے اور میں تیرا دیدار کب چاہ سکتا ہوں۔ خلیفہ نے کہا۔ اس معنی سے حق دور ہے اور یہ جوان عہدہ قضا کو بہت بہتر ہے۔ بعد ازاں منصور نے کہ خلیفہ تھا اندیشہ کیا۔ تاکہ قضا آپ کو دے اور مشورہ کیا ہر ایک چہار کس کہ فحول علماء تھے۔ اتفاق کیا ہے ایک ابو حنیفہ، دوسرے سفیان، تیسرے شریح چوتھے مشعب بن خرام چاروں کو لاتے تھے۔ راہ میں ابو حنیفہ رح نے کہا میں تم سے ہر ایک سے دانائی کی بات کہتا ہوں۔ سب نے کہا اگر بہتر ہو کہا میں حیلہ سے عہدہ قضا کو آپ سے دفع کروں گا۔ اور سفیان بھاگے اور مشعب دیوانہ بن جاوے۔ اور شریح قاضی ہو۔ سفیان راہ سے بھاگ گئے اور کشتی میں چھپ گئے۔ اور کہا مجھ کو چھپا

ملکیو کہ شرم لیجاؤ گے۔ اس تاویل سے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا من جعل قاضیا فقد ذبح بغیر سکین جو قاضی ہوا بغیر چھری کے ذبح کیا گیا۔ ملاحوں نے اسے چھپا لیا۔ اور یہ تینوں منصور کے آگے گئے۔ اول ابو حنیفہ سے کہا کہ تم کو قضا قبول کرنا چاہیئے۔ ابو حنیفہ رح نے کہا اے امیر المومنین ایک مرد ہوں غیر عرب بلکہ ان کے حوالے سے عرب کے سادات میرے حکم سے راضی نہ ہوں گے جعفر نے کہا یہ کام تیرا ہے۔ نسب سے تعلق نہیں رکھتا ہے اس کو علم چاہیئے۔ ابو حنیفہ رح نے کہا۔ اس کام کے میں لائق نہیں۔ اور اگر جھوٹ کہا تو جھوٹے کو مسلمانوں کا قاضی نہ ہونا چاہیئے تو تو خلیفہ خدا ہے۔ وہ امت رکھ کہ دروغ گو کو اپنا خلیفہ بنا دے اور مسلمانوں کے خون کا اعتماد اس پر کرے۔ یہ کہہ کر نجات پائی۔ مشعب بن خرام آگے گئے اور خلیفہ کا ہاتھ پکڑا اور کہا تو کیسا ہے اور تیرے بیٹے کیسے ہیں۔ منصور نے کہا اس کو باہر کرو۔ کہ دیوانہ ہے۔ پھر شریح سے کہا تجھ کو قضا کرنا چاہیئے۔ اس نے کہا سودائی ہوں دماغ میں ضعف ہے۔ منصور نے کہا معالجہ کر تا کہ عقل کامل ہو۔ قضا کا عہدہ شریح کو دیا۔ اور ابو حنیفہ رح کو علیحدہ کیا۔ اور پھر اس سے کلام نہ کیا۔

نقل ہے ایک لڑکوں کی جماعت گیند بازی کرتی تھی۔ ان کی گیند ابو حنیفہ رح کی جماعت میں گری۔ کوئی لڑکا نہیں جاتا تھا۔ کہ باہر لا دے۔ ایک لڑکے نے کہا میں جاتا ہوں۔ اور نکال کر لاتا ہوں۔ پس گستاخانہ گیا اور نکال لایا۔ ابو حنیفہ رح نے کہا شاید یہ حلال زادہ نہیں ہے تلاش کیا تو ویسا ہی تھا۔ لوگوں نے کہا اے امام مسلمانوں کے کس سبب سے تم نے جانا۔ آپ نے فرمایا۔ اگر حلال زادہ ہوتا۔ حیا مانع ہوتی۔

نقل ہے کہ آپ کا کسی پر کچھ مال تھا۔ اور اس کے محلہ میں ایک شاگرد نے وفات کی۔ امام اس کے جنازہ کی نماز کو گئے۔ آفتاب عظیم تھا۔ دوسری جگہ سوائے اس مرد کی دیوار کے سایہ نہ تھا۔ لوگوں نے کہا ایک ساعت اس دیوار کے سایہ میں بیٹھ جائیے۔ آپ نے کہا میرا اس کے مالک پر کچھ مال ہے اور اس کی دیوار سے تمتع حاصل کرنا روا نہیں ہے۔ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کل قرض جر منفعۃ فھو ربوا۔ اگر نفع لوں گا سود ہوگا۔

نقل ہے کہ آپ کو قید کیا۔ ایک ظالم سے آیا۔ کہا قلم تراش۔ کہا تراشوں۔ ہر چند کہا فائدہ نہ رکھا۔ اس نے کہا کیوں نہیں تراشتا۔ آپ نے کہا میں ڈرتا ہوں۔ کہ اُس قوم سے نہ ہو جاؤں کہ حق تعالےٰ نے فرمایا ہے احشر والذین ظلموا وازواجھم اُٹھاؤ ان لوگوں کو جنہوں نے اور ان کی ازواج نے ظلم کیا ہے۔ اور آپ ہر رات تیرہ رکعت نماز ادا کرتے تھے۔ ایک روز جاتے تھے۔ ایک عورت نے کہا کہ یہ مرد ہر رات پانسو رکعت نماز ادا کرتا ہے۔ امام نے سُنا اور نیت کی ہمیشہ پانسو رکعت پڑھوں گا۔ تاکہ اس کا ظن سچا ہو۔ دوسرے روز گذرے لڑکے آپس میں کہتے تھے۔ یہ آدمی جو جاتا ہے۔ ہزار رکعت نماز ہر رات پڑھتا ہے۔ ابو حنیفہ کوئی نے کہا کہ آدمی کہتے ہیں کہ ابو حنیفہ رات کو نہیں سوتا۔ آپ نے کہا۔ کہ میں نے نیت کر لی کہ رات کو نہ سوؤں گا۔ اس نے کہا کیوں آپنے کہا حق تعالیٰ فرماتا ہے و یحبون ان یحمدوا بما لم یفعلوا۔ دوست رکھتے ہیں۔ وہ اپنی تعریف کو اس چیز سے کہ نہیں کرتے۔ اب میں پہلو زمین پر نہیں لگاؤنگا تاکہ اسی قوم سے نہ ہوں۔ اور بعد اس کے تیس برس صبح کی نماز عشاء کی طہارت سے ادا کی۔

نقل ہے کہ ابو حنیفہ کے زانوں مثل اونٹ کے زانو کے ہو گئے تھے۔ نماز کی کثرت کی وجہ سے۔

نقل ہے کہ امیروں کی تعظیم کی۔ آپ نے ہدایت کے واسطے اور پھر آپ کو یہ گمان ہوا کہ میں نے امیروں کی تعظیم کی ہے۔ اس کے کفارہ کے واسطے ہزار قرآن شریف ختم کئے۔

کہتے ہیں کہ کبھی قرآن شریف چالیس بار ختم کرتے تھے۔ تاکہ اس سے مشکل مسئلہ حل ہو جاوے۔ نقل ہے کہ محمد حسن رحمۃ اللہ علیہ بڑے صاحب جمال تھے ایک مرتبہ آپنے ان کو دیکھا بعد اس کے جو سبق پڑھاتے ایک ستون کے نیچے بٹھلاتے تھے کہ مبادا آنکھ ان پر نہ پڑے۔

نقل ہے کہ داؤد طائی رح نے کہا۔ کہ میں بیس برس امام ابو حنیفہ رح کے پاس میں رہا۔ اس عرصہ میں میں تنہا ہوں یا بھرے میں ہوں ننگی سر نہ ہوتے اور

اور اَمام کے واسطے پاؤں نہ پھیلاتے۔ مَیں نے کہا۔ اے امامِ دین۔ اگر خلوت کی حالت میں پاؤں دراز کرو۔ تو کیا ہو۔ آپ نے کہا حق ادب کے ساتھ کوشش کرنا خلوت میں زیادہ بہتر ہے ؞

نقل ہے کہ ایک روز لڑکا مٹی میں کھیل رہا تھا۔ ابو حنیفہ نے کہا ہوش سے رہو۔ تاکہ گر نہ جائے۔ لڑکے کہا میرا گرنا سہل ہے۔ اگر گروں گا تنہا گروں گا۔ لیکن تم ہوش رکھو۔ اگر پاؤں پھسلیگا۔ سب مسلمان تمہارے پیچھے پھسل جاوینگے۔ کہ اُن کا اُٹھنا دشوار ہوگا۔ امام کو اس لڑکے کی جدت طبع سے تعجب آیا۔ اور نے اور اصحاب سے کہا۔ اگر تم کو کسی مسئلہ میں دلیل روشن ہو۔ تو اس میں میری متابعت نہ کرو۔ اور میری تقلید اپنی حقیقت کے ساتھ نہ کرو۔ اور یہ کمال انصاف ہے۔ ناچار ابو یوسف اور محمد رحمۃ اللہ علیہ بہت مختلف مسائل میں اقوال رکھتے ہیں ؞

نقل ہے کہ ایک مرد مالدار امیر المؤمنین عثمان رضؓ کو دشمن رکھتا تھا۔ یہاں تک کہ آپ کو جہود کہتا تھا۔ یہ بات ابو حنیفہؒ تک پہنچی۔ اُس کو بلایا اور کہا تیری لڑکی میں فلاں جہود کو دوں گا۔ اُس نے کہا تم مسلمانوں کے امام ہو۔ مسلمان کی دختر جہود دینا روا ہے۔ کیونکر روا ہوگا۔ ابو حنیفہ رحؒ نے کہا جب تو جہود کو لڑکی دینا روا نہیں رکھتا تو کیوں کر روا ہے۔ کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنی لڑکی جہود کو دیتے۔ وہ مرد اس اعتقاد سے باز رہا۔ اور توبہ کی ؞

نقل ہے کہ ایک روز حمام میں ایک کو برہنہ دیکھا۔ بعض نے کہا فاسق ہے۔ بعض نے کہا دہری ہے۔ ابو حنیفہ رحؒ نے آنکھ بند کر لی۔ اس مرد نے کہا۔ اے امام تیری آنکھ کی روشنی کب سے گئی۔ آپ نے کہا۔ جس روز سے کہ تجھ سے پردہ اُٹھا اور کہا کہ جو قدریہ و جبریہ سے مناظرہ تو کرے تو دو سخن ہیں یا کافر ہووے یا اپنے مذہب سے پھر جاوے اس سے کہہ کہ جس خدا نے چاہا کہ علم اُن پر راست ہو اور معلوم علم سے برابر آوے۔ اگر کہیں نہ کافر ہو اس سبب سے کہ جو کہیں کہ خدا تعالےٰ نے چاہا کہ علم اس کو ہو اور علم معلوم کے برابر آوے یہ کفر ہے۔ اگر کہے خدانخواستہ تسلیم ہوا اپنے مذہب سے بیزار ہو۔ کہا میں بخیل کی تاویل نہیں کر سکتا ہوں اور گواہی نہیں سُنتا ہوں۔ کہ بخیل اس کو اس پر رکھے۔ کہ استغفار کرے۔ اور اپنے حق سے زیادہ ہے ؞

نقل ہے کہ ایک مسجد کی عمارت کرتے تھے۔ ابو حنیفہ رح سے واسطے تبرک کے چاہا امام پر گراں گزرا۔ آدمیوں نے کہا۔ تم کو تبرک سے غرض ہے جو چاہے دے۔ دوست زر دیا۔ بکراہت تمام شاگردوں نے کہا۔ اے امام تم سخی اور عالم ہو۔ اور سخاوت میں ہمت رکھتے ہو۔ اس قدر زر دینا تم پر کیوں گراں گزرا آپ نے کہا۔ کراہت مال کی جہت سے نہ تھی ولیکن یقین سے۔ میں جانتا ہوں کہ مال حلال ہرگز آب و گل کے خرچ میں نہیں جاتا۔ اور میں اپنے مال کو حلال جانتا ہوں۔ جو مجھ سے کچھ چاہا یہ کراہت تھی۔ کہ میرے حلال کے مال میں شبہ ظاہر آتا ہے اس سبب سے میں بڑا رنجیدہ ہوں۔ جب چند روز گزرے وہ درست لوٹ آئے۔ امام خوش ہوئے ؂

نقل ہے کہ ایک روز بازار میں جاتے تھے۔ ناخن برابر مٹی آپ کے کپڑے پر لگ گئی دجلہ کے کنارے پر گئے اور دھویا۔ لوگوں نے کہا اے امام مقدار معین نجاست کی کپڑے پر اجازت ہے۔ اس قدر مٹی کو کیوں دھویا۔ کہا ہاں یہ فتوے ہے۔ اور یہ تقوی جیسا کہ رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے داؤد کو وضو کے لئے فرمایا اور نیز اس کو اجازت نہ دی۔ کہ ذخیرہ کرے۔ اور ایک سال سال عورتوں کا قوت رکھا ؂

کہتے ہیں کہ جب داؤد طائی مقتدی ہوا۔ ابو حنیفہ رح نے کہا۔ علم کو کام باندھنا اس واسطے کہ جو علم کہ جس کا کار بند نہ ہو۔ مثل جسم بے روح کے ہے اور کہتے ہیں۔ کہ وقت کے خلیفہ نے خواب میں دیکھا۔ ملک الموت کو اس سے پوچھا کہ میری عمر کس قدر رہی ہے۔ پانچ انگشت کا اشارہ کیا۔ اس خواب کی تعبیر بہت آدمیوں سے پوچھی معلوم نہ ہوئی۔ ابو حنیفہ کو بلایا۔ اور ان سے پوچھی۔ آپ نے کہا پانچ علم اس آیہ میں حق تعالے نے فرمائے ہیں۔ ان اللہ عندہ علم الساعۃ وینزل الغیث ویعلم ما فی الارحام وما تدری نفس ماذا تکسب غدا وما تدری نفس بای ارض تموت ان اللہ علیم خبیر یعنے قیامت کا علم اللہ کے پاس ہے اور مینہ برسنے کا اور وہی ارحام کی چیزوں کو جانتا ہے اور کوئی نہیں جانتا کہ کل کیا ہوگا اور نہ یہ کہ کونسی زمین میں مرے گا تحقیق اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور خبردار ہے۔ شیخ بو علی بن عثمان جلالی کہتے ہیں

کہ مَیں شام تھا بلال رضؓ کی قبر پر سوتا تھا۔ مَیں نے آپ کو مکہ میں خواب میں دیکھا۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم باب بنی شیبہ سے آئے اور ایک لڑکے کو گود میں لیا۔ جیسا کہ اطفال کو لیتے ہیں نہایت شفقت سے مَیں آگے دوڑا اور آپ کے پاؤں مبارک پر بوسہ دیا لیکن میں اس تعجب میں تھا۔ کہ یہ لڑکا کون ہے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم بحکم معجزہ آگاہ ہوئے۔ اور کہا یہ تیرا امام ہے۔ ابو حنیفہ رح اور بن جہان نے کہا۔ ابو حنیفہ رح نے وفات کی میں نے قیامت کو خواب میں دیکھا۔ کہ ہجوم خلائق حساب گاہ میں کھڑی تھی۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور ابو حنیفہ رح حوض کوثر پر کھڑے تھے۔ اور اُن کی سیدھی طرف اور اُلٹی طرف مشائخ دیکھے۔ اور ایک پیر مَیں نے دیکھا خوبصورت اور سردار و سفید رو پیرو پیغمبر علیہ السّلام کے اور امام ابو حنیفہ رح کو دیکھا برابر کھڑا ہوا۔ مَیں نے سلام کیا۔ اور کہا کہ مجھ کو پانی دو۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ اجازت دیجئے۔ پس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِن کو پانی دو۔ جام بھر پانی مجھ کو دیا۔ مَیں نے اور میرے اصحاب نے وہ پیا۔ اور اس میں سے کم نہ ہوا میں نے پوچھا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی سیدھی طرف یہ پیر کون ہے۔ کہا ابراہیم خلیل علیہ السلام اور اُلٹی جانب ابو بکر صدیق رضؓ ایسے ہی میں نے پوچھا۔ اور انگلیوں سے گرہ باندھتا گیا سترہ آدمیوں تک۔ میں جاگا سترہ عقد پکڑے تھا +

یحیی معاذ رازی رحؒ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے خواب میں دیکھا۔ اور کہا آپ کو کہاں ڈھونڈوں۔ آپ نے فرمایا عند علم ابو حنیفہ رحؒ مناقب اور مجاہدہ ان کے پوشیدہ نہیں +

ذِکرِ اولادِ آنحضرت رضی اللہ عنہُ

جاننا چاہیئے کہ اولاد آپ کی عربستان میں بہت ہے۔ اور ہندوستان میں بھی ہند کے شہروں میں رہتی ہے۔ چنانچہ آپ کی اولاد سے ہانسی میں بندگی حضرت قطب العالم شیخ جمال الدین ہانسوی قدس اللہ سرہ العزیز ہیں۔ بن خواجہ حمید الدین عرف شیخ محمد بن سلطان منظفر کوفی بن خواجہ ابراہیم بن خواجہ ابو بکر بن خواجہ عبداللہ بن خواجہ عبدالرشید بن خواجہ عبدالصمد بن خواجہ عبدالسلام امام زادہ بن حضرت

امام اعظم رضی اللہ عنہ اور پسران شیخ جمال الدین قدس سرہ کے شیخ برہان الدین و شیخ کمال الدین
کہ یہ مرد ابدال تھے۔ اور عقب نہیں رکھتے تھے۔ اور شیخ برہان الدین مذکور کے ایک پسر
شیخ قطب الدین منور اور ان بزرگوار کے بھی ایک لڑکا تھا۔ شیخ ابراہیم عرف نور الدین
کہ ان کے چار لڑکے تھے۔ شیخ حمید الدین لادلو اور شیخ جمال اور شیخ برہان الدین اور
شیخ ضیاء الدین دیگر اولاد شیخ جمال الدین مذکور کی شیخ نور الدین مذکور ہانسی میں۔ اور
اولاد شیخ برہان الدین کی بھی وہاں ہے۔ شیخ اشرف بن شیخ محمد بن شیخ فرید بن شیخ ابو الفتح
بن شیخ فرید بن شیخ برہان الدین بن شیخ نور الدین بن شیخ قطب الدین منور بن شیخ برہان
الدین بن حضرت شیخ جمال الدین ہانسوی اور بعض اولاد آنحضرت کی اسعد ہالہ میں قریب
بوڑیا کے اور سر ہند میں ہے۔ اور دیگر اولاد شیخ ضیاؤ الدین کی شیخ نور الدین چھ کوس
میں اور پانی پت میں حضرت قدوۃ المحققین برہان العاشقین۔ شیخ شرف الدین بو علی
قلندر قدس سرہٗ العزیز۔ گنگوہ میں حضرت شیخ عبد القدوس قدس سرہٗ کہ ان کے دس
لڑکے تھے۔ ازاں جملہ چھ لڑکے اولاد رکھتے ہیں۔ شیخ عبد الحمید۔ شیخ رکن الدین شیخ احمد
اور شیخ علی اور شیخ الاسلام اور شیخ محمد اور دوسرے لڑکے شیخ عبد الحمید مذکور کے شیخ
عبد الصمد شیخ مظفر اور شیخ جلال شیخ عبد الصمد مذکور کے ایک لڑکا تھا شیخ فتح اللہ
اور شیخ فتح اللہ کے دو لڑکے تھے۔ شیخ ظاہر محمد اور شیخ صادق محمد صادق محمد۔ اور شیخ
مظفر مذکور کے دو لڑکے تھے۔ شیخ شبلی اور شیخ عبد الرحیم کے دو لڑکے تھے۔ شیخ عبد
الحمید اور شیخ بایزید اور شیخ رکن الدین بن شیخ عبد القدوس۔ مسطور کے چار
لڑکے تھے۔ شیخ عزیز اللہ اور شیخ قطب الدین اور شیخ فضل اللہ اور شیخ عبد اللہ
اور شیخ قطب الدین مرقوم کے تین لڑکے تھے۔ شیخ نجم الدین۔ ضیاؤ الدین شیخ شرف
الدین۔ شیخ نجم الدین مذکور کے ایک لڑکا تھا۔ شیخ محسن اور شیخ شرف الدین کے ایک
لڑکا تھا شیخ خواجہ محمد۔ اور شیخ فضل اللہ مسطور کے ایک لڑکا تھا شیخ ظاہر
اور شیخ عبد اللہ مسطور کے ایک لڑکا تھا شیخ ابو المعالی۔ اور شیخ احمد بن شیخ عبد
القدوس کے سات پسر تھے۔ شیخ الاسلام اور شیخ عبد النبی قدس سرہٗ کے اور شیخ
عبد الحی اور شیخ نظام اور شیخ عالم اور میاں شیخ اور صدر الدین اور شیخ یحییٰ اور شیخ
عبد النبی قدس سرہٗ کے ایک لڑکا تھا شیخ غلام محمد۔ اور چار لڑکیاں تھیں کہ ان سے

اولاد ہے۔ اور شیخ مذکور کے ایک لڑکا شیخ نصر اللہ کہ شاہ آباد میں متوطن ہیں۔ اور شیخ مرقوم کے دو لڑکے تھے۔ شیخ سفی اور شیخ مودود اور شیخ مودود کے تین لڑکے تھے شیخ پیر اور شیخ شریف اور شیخ جان محمد کہ یہ بھی شاہ آباد میں متوطن ہیں۔ اور شیخ عالم مذکور کے تین لڑکے تھے۔ شیخ جنید شیخ نتھا اور شیخ نصر الدین اور شیخ جنید کے ایک لڑکا شیخ تاج محمود اور شیخ نتھا کے ایک لڑکا تھا۔ شیخ سلطان اور جہان شیخ کے دو لڑکے تھے شیخ فرید اور شیخ غریب محمد اور شیخ فرید کے تین لڑکے تھے۔ شیخ جمال محمد اور شیخ صادق محمدؐ اور شیخ جان محمد اور شیخ صدر الدین مذکور کے ایک لڑکا شیخ عبداللہ کہ شاہ آباد میں ساکن ہیں۔ اور شیخ علی مذکور کے تین لڑکے تھے۔ شیخ یوسف اور شیخ نور محمد اور شیخ مغیث کے دو لڑکے تھے شیخ عبدالرحمٰن اور شیخ عبدالواحد اور شیخ عبدالرحمٰن کے بھی دو لڑکے تھے۔ اور شیخ عبدالواحد کے ایک لڑکا ہے اور شیخ نور محمد مذکور کے دو لڑکے تھے۔ اور شیخ ابوسعید اور شیخ عبدالرزاق اور شیخ الاسلام مذکور کے دو لڑکے تھے۔ شیخ کبیر مجذوب اور محمود اور شیخ کبیر مذکور کے چار لڑکے تھے۔ شیخ عبدالرحمٰن اور شیخ مصطفےٰ اور شیخ عبدالرسول اور شیخ قدسی کہ ایک لڑکا رکھتے تھے شیخ علی اکبر اور شیخ محمود مذکور کے ایک لڑکا تھا شیخ حامد کہ اس کے دو لڑکے تھے۔ شیخ ابو محمد اور شیخ یوسف محمد اور شیخ محمد بن عبدالقدوس مرقوم کے دو لڑکے تھے شیخ رفیع الدین اور شیخ بدر الدین اور شیخ رفیع الدین کے تین لڑکے تھے۔ شیخ زاہد شیخ مجاہد شیخ عابد اور ایک لڑکا شیخ مجاہد کے تھا شیخ پیر محمد اور شیخ عابد مذکور کے ایک لڑکا تھا۔ شیخ شاہ محمد اور شیخ بدر الدین کے دو لڑکے تھے۔ شیخ حبیب محمد اور شیخ حبیب محمد کے چار لڑکے تھے اور الجملہ دو لڑکے زندہ ہیں۔ شیخ فتح محمد اور شیخ عبداللطیف اور دیگر اولاد حضرت امام اعظم کی بہت ہے جو فقیر نے سُنی لکھا۔ اور جواہر جلالی میں بیان کرتے ہیں:

وفات امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ

بشر بن ولید سے روایت ہے کہ ابو حنیفہ رح نے خلیفہ منصور کے غضب سے قضا کی خلیفہ نے ان کو مارا اور قید کر دیا۔ اور قید خانہ میں پیر کے روز انتقال فرمایا۔ جب عہدہ

قضا پیش کیا۔ آپ نے انکار فرمایا خلیفہ نے قسم کھائی کہ اگر نہ قبول کرے گا۔ تو نہیں چھوڑوں گا۔ امام صاحب نے بھی قسم کھائی کہ عہدہ قضا قبول نہیں کروں گا۔ خلیفہ کے خواص نے کہا قبول کرلو خلیفہ نے قسم کھائی ہے ابوحنیفہ رہ نے کہا کیسے قبول کروں حالانکہ میں نے بھی قسم کھائی ہے خلیفہ بمقابلہ میرے کفارہ دے سکتا ہے اور میں نہیں ادا کر سکتا۔ پس خلیفہ نے مارا۔ اور قید کردیا۔ ہر جمعہ کے روز نکلتے تھے۔ اور عہدہ قضا پیش کیا جاتا تھا۔ اور دُرّہ لگتا تھا۔ یہاں تک کہ قید میں وفات پائی ماہ رجب سنہ ۱۵۰ھ ہجری تھی +

ذکر نسب اور وفات امام محمد رحمۃ اللہ علیہ

امام محمد بیٹے عبداللہ بن طاؤس بن ہرمز بن نوشیرواں عادل کے تھے اُن کی وفات بتاریخ ۲۹۔ رمضان سنہ ۱۸۷ھ ہجری میں ہوئی +

ذکر نسب امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ

امام القاضی رح بیٹے منصور بن محمد بن علی بن حضرت عبداللہ بن حضرت عباسؓ کے تھے۔ وفات ان کی ۲۷۔ رجب سنہ ۱۸۲ھ ہجری میں ہوئی +

ذکر نسب اور تاریخ وفات حضرت امام شافعیؓ

امام موصوف بیٹے ادریس بن عثمان بن عبید بن یزید بن ہاشم بن عبدالمطلب بن عبد مناف کے تھے۔ وفات اِن کی شب جمعہ بتاریخ ۲۷۔ ماہ رجب سنہ ۲۰۴ھ ہجری میں مدت عمر آنحضرت کی ۵۴ سال تھی +

ذکر نسب اور وفات حضرت امام مالک رض

امام موصوف بن انس بن مالک رضؓ ۷۔ شعبان کو وفات پائی۔ اور امام احمد حنبلؒ کی وفات غرہ ماہ شوال سنہ ۲۴۱ھ ہجری ہے

باب ۲

نسب اور بعض احوال حضرت قطب الاقطاب خواجہ معین الدین چشتی سنجری قدس اللہ سرہٗ کا اور تعداد اولاد کی کہ پشت آنحضرت سے ظہور میں آئے۔ اور حضرت قطب العالم خواجہ قطب الدین بختیار اوشی قدس سرہٗ کے بیان میں۔ اور نسب اور حسب اور ازدواج اور اولاد اور ولادت اور تاریخ وفات حضرت شیخ فرید الدین گنجشکر قدس سرہٗ کا بیان۔ اور خلفائے عظام آنحضرت کا۔ اور ذکر حسب اور اولاد حضرت شیخ نجیب الدین متوکل اور برادر حقیقی آنحضرت کا۔ اس باب میں بارہ ۱۲ فصلیں ہیں *

فصل ۱

بیان نسب اور بعض احوال حضرت سراج المحققین برہان العاشقین خواجہ راستین شیخ الاسلام والمسلمین حضرت خواجہ معین الملۃ والشرع والدین حسن قدس سرہٗ العزیز کا۔

نسب آنحضرت کا ۱۲ واسطہ سے حضرت امیر المومنین علی ابن ابیطالب کرم اللہ وجہہٗ تک پہنچتا ہے۔ اس ترتیب سے کہ حضرت خواجہ معین الدین بن غیاث الدین حسن سنجری بن کمال الدین حسن احمد بن سید طاہر بن سید ابراہیم بن امام محمد مہدی بن امام حسن عسکری بن امام تقی بن امام نقی بن امام علی موسی رضا بن امام موسیٰ کاظم بن امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین بن حضرت امیر المومنین امام حسینؑ شہید دشتِ کربلا بن حضرت امیر المومنین علی مرتضےٰ ابن ابیطالب عم نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور بعض احوال آنحضرت میں نقل ہے سیر العارفین من تصنیف مولینا جمال دہلوی سے مثنوی

آں شہنشاہِ جہان معرفت ذات او بیروں زادراک صفت
خسرو ملک فنائے تخت و تاج از خود و از غیر خود بے احتیاج
غرق بحر صدق از صدق و صفا از خودی بیگانہ با حق آشنا

کردہ ملک ہمتش زاوج کمال | بیضۂ افلاک را در زیر بال
ختم بر وے سر لم یزل | گوہر درج کمال بے بدل
آں معین الدین ملت بے نظیر | فارغ از دنیا بملک دیں امیر
در ثنائے او جہانے راچہ حد | فیض او باید کہ فرماید مدد

آپ مشائخ کبار میں مشہور اور معروف تھے۔ اور روز مرہ ابرار میں بصیعت اللہ موصوف پیدائش آپ کی سنجرستان میں ہے اور نشوونما خراسان میں۔ پدر بزرگوار آپکے خواجہ غیاث الدین حسن نہایت صلاح سے آراستہ تھے۔ اور فلاح سے پیراستہ جب وفات پائی آنحضرت قدس سرہٗ کو ۱۵ سال کا چھوڑا۔ مالک ایک باغ انگوروں کے تھے۔ اسی سے تعقد حال فرماتے رہتے۔ وہاں ایک مجذوب تھے۔ ابراہیم قندزی ناگاہ آپ کے باغ میں اُن کا گذر ہوا۔ آپ درختوں کو پانی دیتے تھے آپ نے دیکھا ابراہیم قندزی آتا ہے۔ دوڑے اور ہاتھ کو بوسہ دیا۔ اور درخت کے نیچے بٹھلایا۔ اور انگور کے خوشے پیش کئے اور آپ بہ ادب روبرو بیٹھے۔ ابراہیم مجذوب نے ایک کھلی کا ٹکڑا بغل سے نکالا اور اپنے دانتوں میں چبایا اور منہ سے نکالا اور اپنے ہاتھ سے حضرت کے دہن مبارک میں ڈالا بمجرد اس کے کھانے کے نور باطن میں چمکنے لگا۔ چنانچہ آپ کا دل املاک اور گھر سے سرد ہو گیا بعد دو تین روز کے سب اسباب اور املاک بیچ ڈالا۔ اور درویشوں پر لٹا دیا۔ اور سفر کیا۔ ایک مدت سمرقند اور بخارا میں رہے۔ اور قرآن حفظ کیا۔ اور علم ظاہری پڑھا۔ اور وہاں سے عراق عرب کا قصد کیا۔ جب قصبہ ہارون میں کہ نواحی نیشاپور سے ہے پہنچے حضرت شیخ المشائخ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کو پایا۔ ڈھائی برس ان کی خدمت میں رہے۔ اور ریاضت اور مجاہدے کئے۔ جب سرانجام کار اتمام کو پہنچا۔ حضرت شیخ عثمان ہارونی سے خلافت پائی۔ اور رخصت لیکر چاہا کہ بغداد جاویں۔ قصبہ سنجار میں آئے۔ اس وقت شیخ نجم الدین کبرٰے وہاں تھے وہ ملے ڈھائی ماہ وہاں رہے۔ وہاں قصبہ جیال میں آئے۔ اور حضرت شیخ المشائخ شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ کو پایا۔ حضرت اس وقت قصبہ جیال میں تھے۔ جگہ بہت پُر فیض ہے نہایت کمال کے ساتھ اور ہوا نہایت اعتدال کے ساتھ

کوہ جودی کے تحت میں واقع ہے۔ جہاں کشتی حضرت نوح علیہ السلام کی ٹھیری تھی۔ جیساکہ قرآن میں ہے واستوت علی الجودی۔ یہ درویش بھی جہاں بغداد سے پہنچا ہے وہاں معلوم کیا کہ حضرت سلطان المشائخ والاولیا شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے قصبہ کی زمین کو خرید کر اولاد کو وقف کیا ہے۔ چنانچہ اولادِ پاک نہاد اور صاحب سجادہ اس قصبہ میں رہتے ہیں۔ اور مقبرہ مطہرہ حضرت سلطان کا بغداد ہے۔ اور قصبہ جیال بغداد سے سات دن کی راہ ہے۔ وہاں حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ نے حضرت پیران پیر کو پایا پانچ ماہ اور سات روز صحبت میں رہے۔ اور انواع فیض جمعیتِ باطن معیت سے آپ کی میسر ہوئی۔ چنانچہ اب تک حجرہ متبرکہ خواجہ معین الدین کا وہاں واقع ہے کہ آدمی وہاں سے فیض لیتے ہیں۔ اور تعمر کرتے ہیں۔ یہ درویش بھی وہاں مشرف ہوا اور دوگانہ ادا گیا۔ بعد دریافت صحبت کے خواجہ قدس سرہٗ بغداد میں آئے۔ حضرت شیخ المشائخ شیخ ضیاءُ الدین قدس سرہٗ شیخ شہاب الدین قدس سرہٗ کے پیر سے مُلاقات کی۔ ایک مدت اِن کی صحبت سے خوش ہوئے۔ اس زمانہ میں شیخ اوحد الدین قدس سرہٗ ابتدائے سلوک میں بغداد میں تھے۔ شیخ حسام الدین چلپی سے کہ خلیفہ بزرگ مولانا جلال الدین قدس سرہٗ صاحب مثنوی کے ہیں +

منقول ہے۔ کہ شیخ اوحد الدین کرمانی رحمۃ اللہ علیہ نے خرقہ خلافت کا حضرت شیخ المشائخ خواجہ معین الدین قدس سرہٗ سے لیا۔ اور حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین قدس سرہٗ بھی ابتداءِ حال میں اس صاحب کمال کی صحبت میں پہنچے ہیں۔ اور نیز نقل ہے کہ شیخ حسام الدین چلپی رحمۃ اللہ علیہ سے کہ حضرت شیخ المشائخ خواجہ معین الدین بغداد سے ہمدان میں آئے۔ شیخ یوسف ہمدانی کو پایا۔ وہاں سے تبریز کی طرف متوجہ ہوئے۔ حضرت شیخ المشائخ ابوسعید تبریزی کہ پیر حضرت جلال الدین تبریزی کے تھے۔ اُن کو پایا۔ اور وہ ایک شیخ بزرگ اور عالی ہمت اور مجرد و متوکل ہوئے ہیں۔ چنانچہ حضرت سلطان الاولیاء شیخ نظام الدین محمد بدایونی سے منقول ہے کہ حضرت شیخ ابوسعید تبریزی قدس سرہٗ کے ستر مرید کامل مثل شیخ جلال الدین تبریزی کے تھے +

نقل ہے کہ حضرت شیخ المشائخ فرید الملۃ والدین قدس سرہٗ سے کہ اپنے پیر

حضرت قطب الملۃ والدین بختیار اوشی سے روایت کرتے ہیں۔ یعنے حضرت ملک المشائخ والاولیا خواجہ معین الدین حسن سنجری قدس سرہٗ کا عجب ریاضت اور مجاہدہ تھا۔ کہ بعد سات روز کے ایک ٹکیہ مقدار پانچ مثقال کی پانی سے تر کر کے افطار فرماتے تھے۔

نقل ہے کہ سلطان المشائخ والاولیاء نظام الدین محمد بدیوانی قدس سرہٗ سے کہ آنحضرت کی پوشش دوہرا کپڑا تھا۔ بخیہ زدہ بغل بند اگر کہیں پھٹ جاتا تو پاک لتہ جس قسم کا ملتا۔ اس کا پیوند لگا لیتے تھے۔ جب اصفہان میں پہنچے شیخ محمود اصفہانی قدس سرہٗ کو کہ مشائخ کبار سے تھے پایا۔ اس زمانہ میں خواجہ قطب الدین بن موسیٰ اوشی کہ ایک قصبہ ہے ماوراء النہر سے تھے جانتے تھے کہ مرید شیخ محمود کے ہوں۔ جب حضرت خواجہ معین الدین کو دیکھا۔ آپ کے مرید ہوئے اور حضرت خواجہ معین الدین قدس سرہٗ وہی دوہرا کپڑا کہ آپ پہنتے تھے۔ آپ کو دیا۔ چنانچہ انہوں نے یعنے قطب الدین نے وہی دوتہیہ رحلت کے وقت شیخ فرید الدین قدس سرہٗ کو وصیت کی۔ حضرت حمید الدین ناگوری کو دیا۔ کہ اس کو فرید الدین مسعود کے سپرد کردو۔

فوائد الفواد میں بیان کرتے ہیں۔ کہ اس دوتہ مرقع کو میں نے دیکھا۔ شاید آخرالامر انہیں کو پہنچا ہو۔ سنا گیا ہے جب حضرت خواجہ معین الدین قدس سرہٗ نے خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہٗ سے خرقہ پایا۔ باون سال کے تھے مشغولی اعظم رکھتے تھے۔ تنہا مسافرت کرتے۔ اور جہاں پہنچتے زیادہ گورستان میں رہتے تھے۔ اور ہر روز دو کلام اللہ ختم کرتے تھے۔ جہاں ذرا بھی شہرت پاتے یا کوئی ان کے احوال پر مطلع ہوتا۔ وہاں سے ایسے مسافر ہوتے کہ کوئی واقف نہ ہوتا۔ چنانچہ حضرت شیخ ہارونی کو ان سے بہت محبت تھی۔ جس وقت خواجہ معین الدین قدس سرہٗ نے ان سے رخصت لی اور بغداد کی طرف متوجہ ہوئے بعد چند سال کے حضرت سلطان المشائخ شیخ عثمان ہارونی فرط محبت سے ان کی طلب میں اپنے مقام سے گئے۔ بعد چند روز کے جس مقام میں پہنچے اس زمین میں ایک مغاں رہتا تھا۔ اور آتشکدہ اس نے بنایا تھا۔ اور آگ وہاں جلا رکھی تھی۔ اس کے اوپر ایک اینٹوں کا

گنبد بنایا تھا۔ ہر روز بیس گٹھڑ لکڑی اُس میں مقرر تھیں جو اس میں ڈالتا تھا۔ جب حضرت شیخ موصوف وہاں پہنچے۔ قصبہ سے دور ایک درخت کے نیچے قیام فرمایا۔ حضرت شیخ کا ایک خادم فخرالدین نام تھا اس کو بھیجا کہ آگ لاوے تاکہ روٹی فطار کی تیار کریں خادم مذکورہ وہاں پہنچا۔ آٹا خریدا اور آگ کے واسطے اُس آتشکدہ میں آیا۔ چاہا کہ آگ لے۔ اس جگہ مغاں بہت تھے۔ اس کو آگ کے گرد جانے کی اجازت نہ دی خادم مذکور نے صورت حال شیخ سے بیان کی۔ شیخ نے جس درخت کے نیچے نزول فرمایا۔ وہاں ایک چشمہ تھا۔ اس سے وضو کیا۔ اور دوگانہ ادا کیا۔ اور آتشکدہ کی طرف متوجہ ہوئے جب نزدیک پہنچے دیکھا کہ ایک پیر مغ لکڑی کے تختہ پر آتشکدہ کی طرف متوجہ بیٹھا ہے۔ اور ایک لڑکا سات برس کا اس کی گود میں ہے۔ اُس مغ کا مختیا نام تھا۔ جب حضرت شیخ وہاں پہنچے۔ مغ مذکور سے پوچھا۔ کہ یہ آگ کیوں پوجتے ہو؟ اس سے کیا فائدہ ہے؟ خدا کو کیوں نہیں پوجتے؟ آگ جس کی بنائی ہوئی ہے مغ نے جواب دیا کہ ہمارے دین میں آگ کا وجود بڑا ہے کیوں نہ پوجیں۔ حضرت شیخ نے فرمایا کہ اتنی عمر آگ کو کہ خدا سے پانی سے بجھ جاتی ہے۔ صدق دل سے پوجا ہے یہ کر سکتا ہے کہ ہاتھ پاؤں اس میں تو ڈالے اور وہ نہ جلے۔ مغ نے جواب دیا کہ اس کا کام اور خاصیت جلانے کی ہے کس کو اتنی طاقت ہے کہ اس کے نزدیک جاوے۔ جب حضرت شیخ نے مغ کا جواب سُنا اُس کی گود میں جو لڑکا تھا اس کو لے لیا اور آگ کی طرف دوڑے۔ تمام مغ فریاد کرنے لگے۔ آپ نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہا۔ اور آیہ قلنا یا نار کونی برداً وسلاماً علٰی ابراہیم پڑھا اور تیز آتشکدہ کی آگ میں قدم رکھا۔ اور مقدار چار ساعت بخوبی اس میں رہے کوئی اثر نمودار نہ ہوا۔ اور غلبہ فریاد مغاں مغوں کا سُنتے تھے۔ اور وہاں سے نہیں ہلتے تھے۔ چند ہزار مغ آتشکدہ کے گرد جمع ہو گئے تھے۔ بہت دیر کے بعد اس آتشکدہ سے باہر آئے۔ شیخ کے خرقہ پر اور اس طفل پر دھواں بھی نہ پہنچا تھا۔ مغوں نے طفل سے پوچھا۔ کہ وہاں کیا حال تھا۔ طفل نے جواب دیا کہ وہاں سوائے گل گلزار کے کچھ نہیں دیکھتا تھا۔ اور میں حضرت شیخ کے قدم کے نیچے خوشی کرتا تھا۔ مغوں نے طفل سے جب یہ بات سُنی اور وہ معاملہ حضرت شیخ قدس سرہٗ کا دیکھا۔

یکبارگی سر قدم پر حضرت شیخ کے رکھا۔ اور پاؤں کی خاک پر گرے۔ اور سب ایمان سے مشرف ہوئے۔ حضرت شیخ نے ایک مدت وہاں اقامت فرمائی۔ اور اس مختیار کو کہ ان کا جو پیر تھا تربیت فرمائی۔ اور شیخ عبداللہ نام رکھا۔ چنانچہ شیخ عبداللہ مذکور ایک اولیاء سے ہوا۔ اور اس طفل کو کہ آتشکدہ میں ساتھ لے گئے تھے۔ ابراہیم نام رکھا۔ وہ بھی ایک اہل ولایت سے ہوا۔ چنانچہ اس آتشکدہ کو گرا دیا۔ اور عمدہ عمارت بنائی۔ مقبرہ شیخ عبداللہ اور شیخ ابراہیم کا وہیں ہے۔ بہت متبرک اور عظیم گورستان ہے۔ چنانچہ حقیر وہاں پہنچا ہے اور دو ہفتہ رہا۔ اور بہت فیض حاصل کیا اور وہاں کے آدمیوں سے تحقیق کیا۔ کہ حضرت شیخ عثمان ہارونی ڈھائی برس اس جگہ ساکن رہے ہیں۔ خانقاہ آپ کی وہاں موجود ہے اور حضرت شیخ معین الدین قدس سرہٗ تبریز سے منہ اور خرقان کی طرف آئے۔ اور حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی رح نے اس سال رحلت فرمائی تھی۔ اور حضرت شیخ ابوالخیر منہ میں تھے ان سے ملے۔ یوں کہتے ہیں کہ شیخ مذکور دو برس کے قریب اس نواحی میں رہے اور وہاں سے استرآباد آئے۔ شیخ ناصر الدین استرآبادی کی صحبت سے مشرف ہوئے وہ بڑے شیخ عظیم القدر اور کامل الذات تھے۔ ایک سو ستر برس کی عمر تھی۔ حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی اور حضرت ابوسعید ابوالخیر نے حضرت شیخ ناصرالدین قدس سرہٗ کی صحبت پائی تھی۔ اور شیخ مذکور کی مجالست اور موانست سے تفاخر کرتے تھے۔ اور حضرت شیخ ناصرالدین استرآبادی کا دو واسطہ سے پیوند حضرت سلطان العارفین شیخ طیفور بایزید بسطامی قدس سرہٗ السامی سے تھا۔ چنانچہ یہ داعی بھی ان مشائخ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی زیارت کو پہنچا۔ اور اپنا سر ان کے آستانہ کی خاک سے ملا۔ بعد دریافت صحبت شیخ ناصرالدین قدس سرہٗ کہ حضرت شیخ معین الدین استرآباد سے رے کی طرف متوجہ ہوئے۔ ایک مدت وہاں رہے اور حضرت کی عادت تھی۔ ایک جگہ میں کم ٹھہرتے تھے۔ روزانہ سیر تھا۔ اور اکثر جگہوں میں حضرت شیخ عبداللہ انصاری قدس سرہٗ کو رات کو آرام کرتے۔ سوائے ایک درویش کے آپ کی خدمت میں کوئی ملازم نہ ہوتا تھا۔ اغلب فجر کی نماز عشاء کے وضو سے ادا کرتے تھے اور مصروف سیر میں رہتے اور وہاں سے جب شہرت ہوئی۔ اور خلق یکبارگی متوجہ ہوئی۔ سبزوار میں آئے وہاں ایک حاکم تھا۔ محمد یادگار نام بڑا سخت مزاج اور کج طبیعت اور فاسق اور رفض

میں مشہور تھا۔ اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتا تھا۔ اور جس کو
ابوبکرؓ اور عمرؓ اور عثمان کے نام سے پاتا۔ اس کو بڑی ایذا پہنچاتا۔ اور درد اور اس کی
ایذا رسانی کے درپے ہو جاتا تھا۔ اس کا اسی شہر میں ایک باغ تھا۔ وہاں ایک عمدہ
حوض اور عمارت بنائی تھی۔ وہاں آکر شراب اور انواع فسق میں مشغول ہوتا تھا۔ حضرت
شیخ معین الدین جب سبزوار میں پہنچے۔ اوّل روز اسی باغ میں آئے۔ اور اسی حوض سے
غسل کیا۔ اور دوگانہ ادا فرمایا۔ اور تلاوت قرآن میں مشغول ہوئے۔ اتفاقاً اسی روز یادگار
محمد اس باغ میں متوجہ ہؤا۔ جو درویش کہ برابر حضرت شیخ معین الدین قدس سرہ کے تھا
اُس نے حضرت شیخ سے عرض کی کہ فراش باغ کے دروازہ تک پہنچے ہیں۔ اور وہ
پیچھے سے آتا ہے۔ مصلحت ہے کہ حضرت اس باغ سے نکل چلیں کہ وہ مرد قوی اور
ناملائم ہے۔ حضرت شیخ اُس کے کہنے پر ملتفت نہ ہوئے اور اُس سے فرمایا۔ کہ سرو
کے سایہ میں جو ہمارے قریب ہے بیٹھو۔ اس درمیان فراش یادگار محمد کے پہنچے
اور قالین خاص اُس کا حوض کے کنارے بچھایا۔ اور شیخ کی عظمت اور دہشت سے نہ کہہ
سکے کہ حضرت کو اُٹھاویں اور منع کریں۔ اسی اثناء میں یادگار محمد پہنچا۔ حضرت
شیخ اپنی جگہ سے نہ ہلے۔ جب اس کی نظر حضرت شیخ پر پڑی کانپنے لگا۔ اور اُس کے
چہرہ کا رنگ دگرگوں ہؤا۔ اور حضرت شیخ کی عظمت اور شوکت سے اس کے تمام نزدیکوں
اور مصاحبوں میں دہشت زیادہ ہوئی اور وہ لرزاں اور ترساں آنحضرت کے پاؤں
پر گرے۔ اور دست بستہ مقابل کھڑے ہوئے۔ حضرت شیخ نے اس کی طرف تیزی
سے نظر کی۔ طرفۃ العین میں بے طاقت ہؤا۔ اور گریبان چاک کیا۔ جب حاضران
مجلس نے دیکھا۔ سب نے سر زمین پر رکھا۔ اور حضرت شیخ نے اپنے درویش سے
فرمایا۔ کہ تھوڑا پانی حوض سے لے اور ان کے منہ پر مار۔ درویش مذکور نے حضرت
شیخ کے اشارہ سے ویسا ہی کیا۔ بعد تھوڑی دیر یادگار محمد ہوش میں آیا۔ اور سر زمین
پر رکھا۔ اور حضرت شیخ نے بلند آواز سے فرمایا کہ تو نے توبہ کی۔ اُس نے بعجز تمام
توبہ کی اور جواب دیا کہ میں نے توبہ کی۔ پھر حضرت شیخ نے فرمایا۔ کہ اپنے خراب عقیدہ
سے باز آیا۔ اس نے کہا واللہ باللہ ثم باللہ میں نے چھوڑا۔ معلوم نہیں کہ اس نے
معائنہ میں کیا دیکھا۔ کہ یکبارگی ڈرا اور کانپا اور بیہوش ہؤا۔ بعد ازاں حضرت شیخ معین الدین

نے فرمایا کہ وضو کر اور دوگانہ شکرانہ توبہ کا ادا کر۔ اُس نے ویسا ہی کیا۔ اور شیخ کے قدم پر سر رکھا۔ اور ہاتھ ارادت میں دیا۔ اور مرید ہوا۔ اور سب اُس کے مصاحب تائب ہوئے۔ کہتے ہیں۔ جس روز کہ یادگار محمد تائب ہوا اور بیعت سے مشرف ہوا۔ جو اسباب اور نقد کہ اس کے مِلک میں تھا۔ حضرت کے آگے تذکرہ کر کر ظاہر کر دیا حضرت شیخ نے فرمایا کہ سب دشمنوں کو راضی کر اور جس سے تم نے ظلم سے لیا اس کا دیدے۔ تاکہ حضرت حق تعالےٰ تجھ کو توبہ میں استقامت اور قرار بخشے اور رحمت کی نظر کرے۔ یادگار محمد نے ویسا ہی کیا۔ جب حضرت نے اشارہ فرمایا اور تمام لونڈیاں اور غلام آزاد کر دیئے۔ اور جو کچھ جس کے پاس تھا۔ اسی کو بخشدیا۔ اور دو عورتیں رکھتا تھا۔ دونوں کو مطلقہ کیا۔ اور دل و جان محبت اور مودت اور عتقاد اور اتحاد میں حضرت شیخ کے ہاتھ دیا۔ ایک واصلان حق سے ہوا +

یہ حکایت مولانا نجفی سے ہے کہ ایک بزرگ سبزوار سے ہیں۔ اور صلاح اور تقویٰ میں مشہور ہیں۔ اس حقیر کا جب مدت سے سبزوار میں گزر ہوا اُٹھ گئی۔ بعد ازاں حضرت زبدۃ المشائخ معین الحق والدین قدس سرہ سبزوار سے حصار شادماں میں آئے۔ محمد یادگار بھی آپ کے ہمراہ تھا۔ اس کو بھی اس مقام میں مقرر کیا۔ چنانچہ قبر اس کی وہیں ہے۔ وہاں بلخ میں حضرت خضرویہ قدس سرہٗ کے مقام میں آئے۔ چندماہ اقامت فرمائی۔ مولٰنا ضیاء الدین حامد حکیم بلخی وہاں موجود تھے۔ مولانا مذکور کو علم تصوف پر ہرگز اعتقاد اور اعتماد نہ تھا۔ چنانچہ اکثر اپنے شاگردوں سے کہتے تھے کہ علم تصوف ہذیان ہے۔ کہ تپ زدہ اور مسلوب العقل اس کو زبان پر لاتے ہیں ہرگز اہل تصوف پر اعتقاد نہ کرتے تھے۔ اور اس قوم پاک فرجام کے حق میں سخن غیر معہود دشنام زبان پر لاتے تھے۔ ان کا نواحی بلخ میں ایک گاؤں تھا۔ وہاں مدرسہ اور باغ تھا۔ زیادہ اس موضع میں رہتے تھے اور سبق حکمت کا پڑھاتے۔ حضرت زبدۃ المشائخ معین الحق والدین کے ایک دو دستہ تیر اور کمان اور چقمق اور نمکدان کہ وہ خادم کے پاس رہتے تھے۔ جب کبھی آبادی سے گزر بیابان میں ہوتا۔ شکار کرتے اور اس سے بے شبہ افطار کرتے تھے۔ ناگہاں آپ کا گذر مولٰنا ضیاء الدین کے موضع میں ہوا۔ اس روز ایک کلنگ تیر سے مارا تھا۔ چاہا کہ اس کے کباب

بنائیں اور کھاویں۔ ایک درخت کے نیچے جلوس فرمایا اور خادم کو اشارہ فرمایا کہ آگ جلاؤ
اور کباب بناؤ اور خود دوگانہ میں مشغول ہوئے۔ مولینا ضیاؤالدین حکیم کا وہاں گذر ہوا۔
دیکھا کہ ایک درویش نماز میں مشغول ہے اور خادم کلنگ کے کباب بناتا ہے۔ مولینا
کھڑے ہو گئے تھے۔ چاہا کہ تھوڑی دیر اس درخت کے نیچے کہ حضرت قدس سرہٗ جہاں مشغول
تھے بیٹھیں اور اس سے چند لقمہ کھاویں۔ بعد تبلیغ اور تصریح نماز اس پاک ذات
کے مولینا ضیاؤالدین حکیم کو طاقت نہ ہوئی کہ سر آپ کے قدم مبارک پر لاتے ہوں
لیکن بہ تکلف تمام آپ کو بانداز کھا سلام کیا اور آگے بیٹھے۔ اس وقت خادم حضرت
کا کباب لایا۔ اور حضرت شیخ نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہا۔ اور ایک ران اس
کلنگ کی جدا کی اور مولینا ضیاؤالدین کے آگے رکھی اور دوسری ران سے
گوشت کا ٹکڑا خود تناول فرمایا۔ مولینا ضیاؤالدین حکیم نے جو اس سے لقمہ کھایا
تو سینہ کے اندر جو ظلمت فلسفیوں نے استقرار پایا تھا۔ اس کے آثار دور ہو گئے
اور اس ظلمت کی جگہ انوار اسرار معرفت کے پیدا ہوئے۔ چنانچہ مولینا مذکور کو اس
نور کے ظہور سے کوئی چیز وجود میں نہ رہی۔ بعد تھوڑی دیر کے حضرت شیخ نے اپنا
پس خوردہ ان کے منہ میں ڈالا۔ اور مولینا کو اس حال سے خوشی میں لائے۔ اور
مولینا ظہیر بلخی سے سنا گیا ہے کہ جب مولینا ضیاؤالدین حکیم کو اسرار حضرت
کے انوار کی طلعت حاصل ہوئی۔ تمام کتب خانہ فلسفیات کا پانی میں ڈبو دیا۔ آپ کو
اسباب دنیاوی دنیا سے خالی کیا اور آپ کے مرید ہوئے۔ اور تمام شاگرد بھی بیعت سے
مشرف ہوئے۔ مولینا ضیاؤالدین کو بھی وہاں متعین کیا۔ اور خود قصد غزنی کا فرمایا
حضرت شمس العارفین عبدالواحد قدس سرہٗ کہ پیر نظام الدین ابوالموئد کے ہیں۔ وہاں
تھے۔ ان سے ملاقات کی۔ اور وہاں سے لاہور پہنچے۔ حضرت شیخ المشائخ پیر علی ہجویری
قدس سرہٗ العزیز کہ الفقیر من لہ قلب لہ ولا رب لہ ان کا قول ہے مدتہی سال
رحلت فرما گئے۔ ولیکن حضرت شیخ المشائخ شیخ حسین زنجانی کہ پیر حضرت سعدالدین
حمویہ قدس سرہٗ کے ہیں۔ زندہ تھے۔ آپ کے اور ان کے درمیان اتحاد حد سے
زیادہ واقع ہوا۔ مگر ان ایام میں شہاب الدین مشہور بسلطان معزالدین محمد طاب شاہ
نے دہلی کو فتح کیا۔ اور سلطان قطب الدین ایبک کو کہ غلام اس کا تھا۔ دہلی کے

دارالخلافت میں چھوڑا اور غزنی کی طرف روانہ ہوا تھا۔ اثناء راہ میں رحمت حق سے جا ملا حضرت معین الدین قدس سرہٗ حضرت شیخ نجم الدین صغرا سنجانی سے رخصت لے کر متوجہ دہلی کے ہوئے جب اس مبارک جگہ پہنچے چند ماہ آرام فرمایا۔ ثقات معتبر کہ وہاں تھے کہ قبر شیخ رشید کی کی اب تک وہاں ہے اور ابھی ان کی مسجد کے آثار کی محراب قائم ہے۔ جب اژدہام خاص و عام کا زیادہ ہوا۔ دہلی سے طرف خطہ اجمیر کے متوجہ ہوئے۔ اس مقام نیک فرجام نے اگرچہ رونق اسلام کی پائی تھی۔ لیکن غلبہ کفار نگونسار کا مقدار ایک فرسنگ کے قائم تھا۔ حضرت سلطان قطب الدین ایبک طاب ثراہ نے سید السادات حسین مشہدی کو وہاں داروغگی کی خدمت میں چھوڑا تھا۔ سید مذکور نے آپ کا آنا اور آپ کی صحبت کو غنیمت جانا۔ بہت سے کفار نامدار آپ کی برکت سے ایمان لائے۔ اور بہت سے جو ایمان نہ لائے فتوح بیحد اور بے شمار بھیجتے تھے۔ کہ اب تک اولاد ان کی اسی طرح معتقد ہے۔ ہر سال آتے ہیں اور سر خاک آستانہ پر رکھتے ہیں۔ اور بہت سا روپیہ مجاوروں کو دیتے ہیں۔ اور خدمت کرتے ہیں ۔

سنا گیا ہے شمس الدین التمش کے عہد میں دوسری بار بھی آپ دار الخلافہ دہلی میں تشریف لے گئے۔ انشاء اللہ وہ واقعہ ذکر میں سلطان مشائخ قطب الدین بختیار اوشی قدس سرہٗ کے لکھا جائے گا۔ اور ذکر دوسرے خلفاء کا مثل شیخ المشائخ سلطان المجدد دین حمید سوالی کے کہ وہ اسی خطہ میں آسودہ ہیں آرام کیا ہے ۔

نقل ہے حضرت سلطان نظام الدین قدس سرہٗ سے کہ بڑے تارک تھے۔ اور موضع سوال میں اجمیر سے دو فرسنگ سکونت رکھتے تھے اور وہ اول حال میں بہت پریشان قدم تھے۔ اور جمال باکمال رکھتے تھے۔ چنانچہ جس عورت کو دیکھتے تھے فریفتہ ہو جاتے تھے۔ جب صحبت حضرت معین الدین کی پائی تائب ہوئے۔ بعد حصول توبہ کے ہم صحبتوں نے ان کو فسق کی طرف راغب کرنا چاہا۔ جواب دیا کہ ایسا ازار بند محکم کیا ہے کہ معلوم نہیں کہ حور بہشت پر بھی کھولوں گا یا نہیں۔ اور شیخ کی بیعت سے مشرف ہوئے۔ یکبارگی ترک اور تجرید کی۔ اور جو ان کے ملک میں تھا۔ فقراء کا حصہ کیا۔ ایک جریب زمین پانی کے کنارہ تھی۔ وہی کھودتے تھے اور بوتے تھے۔ اور ہر سال اسی پر قانع تھے۔ گدڑی کے سوا دوسرا لباس پر میل نہ کرتے تھے۔ اور فتوح اور

شکرانہ قبول نہ فرماتے۔ ان کی عورت خدیجہ نام تھی۔ زہد اور ورع میں رابع عصر تھی۔ بعد ہفتہ کے پتوں سے ایک بار افطار کرتی تھی۔ درویش نے ایک روز پوچھا کیونکر ہے کہ بعض مشائخ زندگی میں شہرت تمام رکھتے ہیں۔ اور مرنے کے بعد ان کا کوئی نام بھی نہیں جانتا بعد مرنے کے شہرت پاتے ہیں۔ جواب دیا جس نے زندگی میں شہرت کی کوشش کی۔ حق تعالےٰ بعد مرنے کے اُس کا نام چھپا دیتا ہے۔ اور جس نے زندگی میں چھپایا۔ اس کا ذکر خیر بعد مرنیکے بعد قاف سے قاف تک جوش مارتا ہے +

حضرت شیخ نظام الدین سے نقل ہے کہ نواحی اجمیر میں ایک ہندو تھا۔ حضرت شیخ حمید سوالی اس سے ہمیشہ فرماتے کہ یہ صاحب نعمت اور خدا کا ولی ہے آدمی حیران ہوتے تھے۔ کہ حضرت شیخ کافر کو خدا کا ولی کہتے ہیں۔ آخر وہ ہندو مسلمان ہوا اور ایک اولیا خدا سے ہوا +

نقل ہے کہ شیخ نجم الدین صغرا کہ جب شیخ الاسلام دہلی نے شیخ جلال الدین تبریزی پر تہمت اٹھائی تھی اور محضر بنایا تھا۔ چنانچہ اس کی کیفیت شیخ جلال الدین تبریزی کے ذکر میں سیر العارفین میں لکھی ہے۔ القصہ اس محضر میں شیخ کبار حاضر تھے شیخ حمید الدین سوالی رحمۃ اللہ نے حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا سے سوال کیا۔ کہ اے مخدوم کیا حکمت ہے کہ جہاں مال رکھتے ہیں۔ وہاں سانپ بھی مسکن کرتے ہیں چنانچہ مشہور ہے "گنج با مار باشد و گل با خار"۔ مال اور مار میں مناسبت صوری ہے نہ معنوی۔ دونوں کی معیت کا سبب معلوم نہیں ہوتا۔ حضرت شیخ الاسلام بہاؤ الدین قدس سرہٗ نے جواب میں فرمایا۔ اگرچہ مناسبت صوری ہے۔ لیکن مناسبت معنوی نہیں ہے۔ اس واسطے کہ مار بواسطہ زہر کے ہلاک ہے۔ مال بھی اکثر آدمیوں کو ہلاکت میں ڈالتا ہے۔ شیخ حمید مذکور نے یہ معنی شان میں حضرت شیخ الاسلام بہاؤ الدین زکریا کے کہی کہ حضرت کے پاس دنیا تھی۔ ان کو بغور جواب دیا کہ مال اگرچہ مناسبت مار سے ہے۔ جو شخص سانپ کا افسون جانے سانپ کو رکھتا ہے۔ اس کو نقصان نہیں کرتا۔ پھر شیخ حمید رحمۃ اللہ علیہ نے جواب میں کہا کہ کیا لازم ہے کہ جانور پلید زہر دار کو بنگاہ رکھیں محتاج افسوں کے ہوں۔ حضرت شیخ الاسلام بہاؤ الدین نے جب مقدمہ

شیخ حمید الدین کا مضبوط جانا کہ سوال شیخ حمید الدین سوالی کا تنبیہاً مجھ پر عاید ہے۔ بلکہ میرے پیر شیخ الشیوخ شہاب الدین قدس سرہٗ پر عود کرتا ہے فوراً مراقبہ میں گئے حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین کو حاضر پایا۔ کہ فرماتے ہیں اے درویش بہاؤالدین حمید سے کہو کہ تمہاری درویشی اس قدر حسن اور جمال نہیں رکھتی کہ نظر بد اس کو پہنچے۔ میری درویشی کا اس قدر حسن اور جمال ہے۔ کہ اگر تھوڑی سیاہی دنیا کی نہ ہو نظر بد کا احتمال ہے۔ جب شیخ الاسلام بہاؤالدین نے یہ جواب دیا۔ وہ ساکت ہوئے +

ذکر حضرت شیخ المشائخ بدرالدین محمود موئینہ دوز خجندی کا

انہوں نے جوار میں روضہ پُرانوار حضرت سلطان العاشقین قطب الدین نور اللہ مرقدہٗ کے آرام قبول کیا ہے۔ یہ بھی ایک مرد بزرگ اور صاحب کشف اور کرامت تھے۔ اور اکثر مصاحبت میں خواجہ قطب الدین قدس سرہٗ کے رہتے تھے۔ حضرت سلطان المشائخ نظام الدین بدایونیؒ سے نقل ہے کہ جس کا غلام بھاگتا تھا۔ حضرت شیخ محمود موئینہ دوز کے پاس آتا تھا۔ اور صورت حال بیان کرتا تھا۔ یہ بعد تامل کے فرماتے تھے کہ جا فلاں روز یا فلاں وقت تجھ کو ملیگا۔ لیکن جب ملے مجھ کو خبر کر دینا تاکہ اس کی یاد میرے دل سے اتر جائے لوگ بعد پانے کے خبر دیتے تھے۔ ایک روز ایک شخص آیا۔ اور عرض کی۔ اتفاقاً بعد دو تین روز کے وہ غلام پھر بھاگ گیا۔ صاحب غلام حضرت کے آگے آیا۔ اور صورت حال بیان کی۔ کہ مجھ کو ملا اور بھاگ گیا۔ شیخ نے فرمایا کہ مجھ کو تو نے خبر نہ کی کہ مجھ کو ملگیا۔ اب وہ نہیں ملیگا۔ چنانچہ ویسا ہی ہوا۔ ان ایام میں اس فقیر کو دولت زیارت مرقد پُر طہارت خواجہ معین الدین کے حاصل ہوئی۔ حضرت کی اولاد سے صاحب سجادہ شیخ المشائخ بایزید رحمۃ اللہ علیہ کہ وہ شیخ عظیم الشان تھے۔ سید شمس الدین طاہر کہ ایک سو پچاس سال کی عمر رکھتے تھے۔ خرقہ خلافت کا شیخ بایزید مذکور سے ملا تھا۔ اور مرید شیخ نور کے تھے کہ ان کا مزار بنگالہ میں ہے۔ اور خدمت سید شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت ملک المشائخ والا ولیا سماء الحق والدین قدس سرہٗ کے ساتھ اعتقاد بیحد اور اعتماد بے شمار تھا۔ اور اس احقر الانام سے محبت عظیم تھی۔ ان سے سنا گیا ہے۔ کہ حضرت زبدۃ المشائخ معین الدین کو آخر تک تاہل واقعہ ہوا۔ اور اولیا پیدا ہوئے۔ جب ایک یہ

حقیر زیارت روضہ متبرکہ حضرت زبدۃ المشائخ معین الدین رحمۃ اللہ علیہ پر پہنچا۔ باتفاق معیت خدمت پیرزادہ کہ جادہ پر شیخ المشائخ نصیر الدین علیہ الرحمت کے تھے۔ ایک جگہ آنحضرت کی زیارت نصیب ہوئی۔ وہاں ایک مجاور عظیم القدر مولٰنا مسعود تھے قریب اسی برس کی عمر رکھتے تھے۔ چنانچہ باپ اور دادے ان کے مولانا احمد نے شرف خدمت حضور حضرت شیخ مشارٌ الیہ قدس سرہٗ کا پایا تھا۔ مولٰنا مسعود مولٰنا احمد سے کہ خادم حضرت شیخ کے تھے۔ نقل کرتے تھے کہ جب حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ اجمیر سے اوّل بار دہلی کی طرف گئے اور پھر آئے۔ ان کو تاہل واقع ہوا۔ اور وہ یوں تھا کہ سید وجیہ الدین محمد مشہدی کہ چچا سید حسین مشہدی کہ داروغہ خطہ مذکور کے تھے ایک لڑکی رکھتے کمال عصمت اور عفت کے ساتھ اور یہ عجوزہ بلوغ کو پہنچی تھی اس کا باپ چاہتا تھا کہ نکاح میں بزرگ زادہ کے دے۔ اور حوالہ خاندان اشراف کے کرے۔ کسی کو اپنے نزدیک کامل حال نہ پاتا تھا۔ کہ اُس سے پیوندی کرے۔ اکثر اس میں تامل اور تفکر رہتا۔ ناگاہ ایک رات حضرت امام جعفر علیہ السلام کو خواب میں دیکھا۔ کہ فرماتے ہیں کہ فرزند وجیہ الدین اشارہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ ہے کہ اس عجوزہ کو شیخ معین الدین کے سپرد کرے۔ اور ان کے نکاح میں لاوے۔ سید وجیہ الدین پوستگاری حضرت شیخ سے تھا اس خواب کو حضرت شیخ کے ملازموں سے اظہار کیا۔ حضرت شیخ نے فرمایا کہ میری عمر آخر کو پہنچی ہے۔ لیکن جب اشارہ حضرت رسول اللہ علیہ وسلم کا یہ ہے۔ میں نے قبول کیا۔ اور بصفت شریعت کیا۔ یہ فرزندان پاک نہاد درست اعتقاد دودمان کرام اور خاندان عظام سے ہیں۔ اور تعداد زوجہ اور فرزندان آنحضرت کی چنانچہ دو بی بیاں اُن کی تھیں۔ ایک بی بی عصمت بیٹی سید وجیہ الدین عم حضرت میراں سید حسین جنگ سوار کی۔ دوسری بی بی امۃ اللہ بیٹی راجہ کی ملک خطاب رکھتی تھیں۔ اور اجمیر ان کی حکومت میں تھا۔ آنحضرت کی نظر اشرف سے گذرا۔ بی بی عصمت مذکورہ سے تین لڑکے پیدا ہوئے۔ سید ابو سعید اور سید حسام الدین سوختہ اور سید فخر الدین اور بی بی امۃ اللہ سے ایک لڑکی مسماۃ حافظ جمال وجود میں آئی۔ کہ شیخ رضی الدین کے گھر میں تھی۔ اور اس ضعیفہ سے اولاد نہ ہوئی۔ دوسری ابو سعید مذکور نے لڑکپن میں وفات پائی۔ اور سید حسام الدین سوختہ مذکور مرتبہ پر ابدالوں کے پہنچے تھے۔ اور سوختہ اس سبب سے

خطاب ہوا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی محبت میں ریاضت اور مجاہدہ سے آپ کو گزار دیا۔ اور گلا دیا تھا
ان سے اولاد نہیں ہے۔ دوسرے سید محمد الدین مسطور کہ ان کی اولاد حضرت اجمیر میں
بندگی حضرت میاں خواجہ حسین صاحب سجادہ اور شیخ ابو الخیر بیٹے شیخ معین الدین بن شیخ
بایزید بزرگ بن شیخ احمد بن شیخ نجم الدین بن شیخ قیام الدین بن شیخ حسام الدین بن شیخ
فخر الدین مذکور بن شیخ محمد الدین مذکور بن حضرت پیر دستگیر خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہٗ
خواجہ حسین مذکور حضور ہیں۔ عمر شریف ان کی نوے ۹۰ سال زیادہ پہنچی ہے۔ اور شیخ ابو الخیر
مذکور کے آٹھ لڑکے معین الدین اور شیخ علم الدین اور شیخ شہاب اور شیخ طاہر اور شیخ شاہ محمد
اور شیخ ولی محمد اور شیخ مودود و شیخ محمود جملہ پسران مذکور سے ۳ آدمی اولاد نہیں رکھتے
شیخ مودود و شیخ محمود شیخ طاہر اور جو کہ اولاد رکھتے ہیں یہ ہیں۔ شیخ معین الدین کہ ان کا
ایک لڑکا شیخ مبارک اور شیخ علم الدین کہ ان کی اولاد شیخ علاء الدین اور شیخ حسام الدین
اور شیخ ابو الفتح اور شیخ محمد اور شیخ زین العابدین اور شیخ شہاب الدین مذکور ان کے
چار لڑکے شیخ عبد الصمد اور شیخ اچھا اور شیخ محی الدین اور شیخ خوبن اور شیخ شاہ محمد
مذکور کے دو لڑکے شیخ حسن اور شیخ یوسف اطلاع۔ شیخ محمد الدین مذکور سے
ہیں۔ اور اکبر آباد عرف آگرہ میں شیخ وجیہہ الدین ابن شیخ نصیر الدین ابن شیخ عبد المومن نسل
سے حضرت خواجہ جیو کے ہیں۔ اور یاران حضرت خواجہ جیو پانچ آدمی تھے۔ خواجہ شمس
حلوائی اور خواجہ محمود کرم پز اور خواجہ محمود کلیز بان اور خواجہ محمود رکن کرز ویز اور خواجہ
علی رنگریز اور خواجہ یعقوب کندان اور جو کچھ فقیر نے نقل سے خواجہ بزرگان دین سے
دیکھا اسناد قلم میں لایا۔ اور شیخ بعد تاہل کے بموازنہ سات برس زندہ رہے۔ بعدہٗ
جوار رحمت میں تشریف لے گئے۔ رحلت آپ کی ۷ ماہ رجب المرجب بروز
شنبہ ہے۔ والسلام ٭

فصل ۲

بیان نسب اور بعضے احوال حضرت خواجہ قطب الدین بختیار اوشی قدس سرہٗ

آپ بیٹے کمال الدین احمد موسیٰ اوشی بن سید محمد احمد بن سید اسحٰق حسن بن سید معروف بن سید احمد اوشی بن سید رضی الدین بن سید حسام الدین بن سید رشید الدین بن امام محمد جواد بن امام علی موسی رضا بن امام علی موسیٰ کاظم بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین بن امام حسین شہید دشت کربلا بن امیر المؤمنین علی مرتضےٰ بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اجمعین کے ہیں۔ جیسا کہ سیر العارفین سے نقل ہے مثنوی

آن نہنگ محیط نور خدا | غرقۂ لجۂ حضور خدا
رفتہ در لامکاں زہستی خویش | کردہ اسرار حق پرستی خویش
شدہ از جان لامکاں واصل | کردہ ہر دم ہزار جاں واصل
در خدا محو در خفی و جلی | قطب الدین بختیار شہر دہلی
زندۂ جاوداں زفیض عمیم | کشتۂ زخم خنجر تسلیم
سینۂ عارفاں از و گلشن | زبدۂ عاشقان از و روشن
دائم او را مقام عالی باد | نظرے جانب جمالی باد

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی جب پیدا ہوئے کمال الدین احمد اوشی رحمۃ اللہ علیہ ان کے پدر بزرگوار نے دنیا سے رحلت فرمائی اور آپ کو ڈیڑھ برس کا چھوڑا۔ آپ کی والدہ نہایت پاک ذات صاحب صفات آپ کی پرورش کرتی تھیں۔ اور احوال کی جویاں رہتی تھیں۔ جب آپ پانچ برس کے ہوئے۔ ایک نیک مرد آپ کی پرورش میں رہتا تھا۔ اس کو آپ کی والدہ نے بلایا۔ اور تھوڑا سلوا طبق میں رکھا اور حضرت خواجہ مشارالیہ کو ان کی معلمی میں بھیجا۔ راستہ میں ایک پیر روشن ضمیر ملا۔ فرمایا کہ اس لڑکے کو کہاں لئے جاتے ہو۔ ہمسایہ نے عرض کیا کہ یہ لڑکا خاندان

ل اوش قصبہ ایست از ماوراالنہر ۱۲ منہ ۔

اہل فلاح سے ہے اس کا باپ گذر گیا والدہ باقی ہے مجھ سے منت کر کے کہا ہے۔ کہ اس کو مکتب میں بھیجا اور کسی نیک معلم کے سپرد کر کہ قرآن پڑھا دے۔ جب اس پیر مرد نے یہ تقریر سنی فرمایا کہ اس طفل کو چھوڑ دے۔ اور مجھ کو دے تاکہ معلم کے آگے لے جاؤں کہ اس کی برکت اس میں تاثیر بخشے اور بواجبی اس کا تفقد حال کرے۔ ہمسایہ نے جب شفقت اس پیر بے نظیر کی دیکھی راضی ہو گیا۔ اس مقام میں ایک معلم تھا۔ ابو حفظ نام کمال عبادت اور سعادت سے منسوب تھا۔ حضرت خواجہ قطب کو اس کے سپرد کیا اور فرمایا کہ یہ لڑکا ہے مبارک قبول حق تبارک تعالےٰ کا ایک اولیائے کبار سے ہو گا۔ اور مشائخ نامدار کے زمرہ میں ہو گا۔ چاہئے کہ اس کو کمال شفقت سے کلام اللہ سکھاؤ۔ معلم نے دل و جان سے قبول کیا اور وہاں سے لوٹ آیا۔ بعد ازاں شیخ ابو حفص حضرت خواجہ قطب الدین کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ جو پیر تجھ کو وہاں لایا ہے جانتے ہو کہ یہ کون تھے۔ حضرت نے فرمایا کہ میری والدہ نے مجھ کو ہمسایہ کے سپرد کیا تھا۔ کہ دوسرے معلم کے آگے لے جاوے۔ اس درمیان میں یہ پیر بابرکت ملا۔ اور مجھ کو آپ کی قدمبوسی سے مشرف کیا۔ شیخ ابا حفص نے فرمایا کہ اے فرزند یہ پیر حضرت خضر علیہ السلام تھے۔ کہ تجھ کو یہاں لائے یہ حکایت حضرت شیخ نصیر الملۃ والدین اودھی سے کتاب خیر المجالس میں منقول ہے۔ برکت سے شیخ ابو حفص کے حضرت خواجہ قطب الدین کو بہت تہذیب اخلاق ظاہر اور باطن میں حاصل ہوئی۔ اور معاملات دینی اور حالات یقینی سے ظاہر اور باطن میں آراستہ اور پیراستہ ہوئے۔ چنانچہ ایک ساعت ریاضت اور مجاہدات سے آرام نہ فرماتے تھے۔ اور ہمیشہ یاد حق تعالےٰ میں مستغرق رہتے تھے۔ ناگاہ حضرت زبدۃ الاولیا خواجہ معین الدین قدس اللہ سرہ العزیز وہاں پہنچے ان کی شرف بیعت سے آپ مشرف ہوئے۔ اور خلافت پائی +

چنانچہ لکھا گیا ہے کہ بیشتر اہل بلاد کو فیض پہنچاتے تھے۔ اور چاہتے تھے کہ بطرف مکہ اللہ بفیض اللہ سواد بلاد ہا کے مسافر ہوں۔ اس وقت ۲۰ برس کی عمر تھی۔ اور مریدوں کی پرورش کما ینبغی فرماتے تھے۔ اور رات دن دو سو پچاس رکعت نماز نیاز کے ساتھ ادا کرتے تھے۔ اور تین ہزار بار درود حضرت خلاصۂ

موجودات سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم پر ہر رات بھیجتے تھے۔ حضرت سلطان الاولیاء نظام الحق محمد بدیوانی سے منقول ہے۔ کہ قصبہ اوش میں ایک رئیس احمد نام حضرت خواجہ قطب الدین کا مُرید تھا۔ کمال صلاح سے آراستہ ایک رات خواب میں دیکھا کہ ایک بلند محل ہے۔ اور خلق کا ایک انبوہ اس کے گرد جمع ہے اور ایک مرد پُرنور چھوٹے قد کا اندر اس کے جاتا ہے اور آتا ہے اور پیغام لوگوں کے اندر باہر گزارتا ہے اور جواب لاتا ہے۔ رئیس مذکور نے کہا کہ اس محل کی درگاہ میں پہنچا۔ اور ایک سے میں نے پوچھا کہ اندر محل کے کیا ہے اور یہ مرد کوتاہ بالا کون ہے آتا جاتا ہے۔ لوگوں نے کہا اس محل میں رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ اور یہ مرد عبداللہ بن مسعود رضؓ ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خاص و عام کے پیغامات پہنچاتا ہے اور جواب لاتا ہے۔ رئیس مذکور عبداللہ بن مسعود رضؓ کے آگے گیا اور عرض کیا کہ حضرت رسالت صلے اللہ علیہ وسلم سے میری التماس ہے۔ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ کہ رویت دیدار سے مشرف ہوں۔ عبداللہ اندر محل کے گئے اور پھر باہر تشریف لائے اور مجھ کو اپنے آگے بلایا اور کہا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ تجھ کو ابھی اہلیت نہیں ہوئی ہے کہ مجھ کو دیکھے۔ جا میر اسلام قطب الدین اوشی کو پہنچا اور کہہ کہ ہر رات کو کہ تحفہ مجھ کو بھیجتا تھا۔ تین رات سے نہیں پہنچتا۔ جب رئیس مذکور اس خواب سے بیدار ہوا۔ کیفیت حال اور معائنہ ذات کا آگے حضرت زبدۃ المشائخ قطب الدین بختیار کے عرض کیا۔ حضرت شیخ نے دریافت کیا کہ اس تقصیر کا کیا سبب ہے۔ اور کون مانع ہے۔ حضرت کی والدہ نے جو نیک بخت تھیں۔ دریافت کیا کہ آپ مسافر ہوں گے۔ بتکلیف تمام ایک صالح کی لڑکی اس مقام سے نکاح میں لا کر کد خدا کیا۔ وہ منکوحہ مستورہ جمال رکھتی تھیں۔ چنانچہ حضرت شیخ کو بسبب بشریت اور معیت کے کسی قدر میل اور محبت پیدا ہو گئی تھی۔ اس سبب سے وہ درود شریف تین ہزار فوت ہو گیا تھا۔ جب یہ پیغام رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا پہنچا فوراً منکوحہ کو طلاق دی۔ اور وہاں سے بغداد کی طرف مسافرت کی۔ بعد چند ایام کے وہاں پہنچے کہ چند عارف وہاں متوطن تھے۔ دریافت کیا۔ چنانچہ شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی

قدس سرہٗ اور شیخ اوحدالدین کرمانی قدس سرہٗ اور تمام مشائخ کبار اُس دیار کے آپ کی صحبت سے محظوظ ہوئے۔ اس زمانہ میں شیخ جلال الدین تبریزی قدس سرہٗ دوسری بار خراسان سے مراجعت کر کے وہاں پہنچے تھے۔ حضرت زبدۃ المشائخ قطب الدین اوشی سے محبت عظیم رکھتے تھے کہ حضرت سلطان المشائخ والاولیا شیخ معین الملۃ والدین قدس سرہٗ نے خراسان کی طرف سے ہندوستان کی طرف بجانب دہلی توجہ فرمائی حضرت خواجہ قطب الدین حضرت کی صحبت کا اشتیاق بے حد اور بے شمار رکھتے تھے بغداد سے دہلی کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور حضرت سلطان العارفین و برہان العاشقین شیخ محمد جلال الدین تبریزی آپ کے بلا صحبت بابرکت کے خطہ بغداد میں نہیں رہ سکتے۔ انہوں نے بھی آپ کی معیت غنیمت جانی اور برابر مسافر ہوئے چند ایام میں ملتان پہنچے وہاں شیخ بہاؤ الدین قریشی متوطن تھے۔ وہ دونوں بزرگوار کی صحبت سے خوش ہوئے۔ اکثر ایک جگہ رہتے تھے۔ اس ایام میں ملتان قبض اور تصرف میں قباچہ بیگ ترک کے تھا۔ کہ اُس کا ذکر لکھا گیا ہے۔

نقل ہے کہ حضرت سلطان الاولیا نظام الدین بدایونی قدس سرہٗ سے کہ جب حضرت شیخ قطب الدین اوشی اور شیخ جلال الدین تبریزی اور بہاؤ الدین ذکریا قریشی ایک جگہ رہتے تھے۔ یکایک ایک بارگی چند ملاعین مغل اور ختن سے پہنچے اور ملتان کے قلعہ کا محاصرہ کیا۔ قباچہ بیگ نے حضرت قطب الدین بختیار سے عرض کی اور ان کے دفعہ کی دُعا چاہی۔ حضرت خواجہ قطب الدین نے ایک تیر مانگا۔ اور قباچہ بیگ کے ہاتھ میں دیا۔ کہ جب شام کی نماز کا وقت آئے قلعہ کے برج پر جا اور کفار کی طرف ڈال۔ قباچہ مذکور نے وہ تیر لیا اور برج پر آیا اور کمان میں جوڑ کر اس طرف تیر پھینکا۔ اور گھر میں آیا۔ اللہ تعالےٰ کے فرمان سے وہ قوم راتوں رات اس نواحی سے ایسی غائب ہوئی۔ کہ اثر بھی ظاہر نہ ہوا بعد چند روز کے حضرت دارالخلافت دہلی میں متوجہ ہوئے۔ اور شیخ جلال الدین تبریزی نے غزنی کا قصد کیا۔ چنانچہ قباچہ بیگ نے بہت عرض کی کہ چند روز اور سایہ برکت اس مقام میں ارزانی فرمایئے۔ حضرت شیخ ملتفت نہ ہوئے اور فرمایا کہ یہ مقام حضرت بہاؤ الدین ذکریا کے حوالہ ہے۔ اور ہمیشہ ان کی پناہ میں

رہے گا۔ تحقیق کو پہنچا ہے کہ سلطان العارفین شیخ فریدالحق والدین مسعود اجودھنی قدس سرہٗ ملتان میں حضرت خواجہ قطب الدین کی بیعت سے مشرف ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اُن کے ذکر میں لکھا جاوے گا +

نقل ہے کہ حضرت خواجہ ملتان سے جب دہلی تشریف لائے۔ سلطان شمس الدین بہت شکرانہ حضرت صمدیت کا بجالایا اور استقبال کیا۔ چاہا کہ حضرت کو شہر میں لائے اور ٹھہرائے حضرت نے بسبب استعمال آب جمن کے سرحد کیلو کھرے میں قیام اختیار فرمایا وہاں رہتے تھے۔ چنانچہ حضرت شیخ نصیرالدین محمود اودھے رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب خیرالمجالس میں ذکر فرمایا ہے ان ایام میں دہلی کے شیخ الاسلام شیخ جمال الدین محمد بسطامی تھے۔ چنانچہ ان کی تعریف حضرت سلطان المشائخ نظام الدین قدس سرہٗ نے کتاب فوائدالفواد میں لکھی ہے۔ حضرت شیخ الاسلام جمال الدین بسطامی کو حضرت سلطان المشائخ قطب الدین بختیار قدس سرہٗ کے ساتھ اتحاد بیحد اور اعتقاد بے حد ظاہر آیا۔ اور حضرت شیخ عطا معروف بہ حمیدالدین ناگوری قدس سرہٗ کو خطۂ بغداد میں سلطان المشائخ کے ساتھ اتحاد و اعتقاد وافر ہوگیا تھا۔ یہاں دوچند ظہور میں آیا۔ اور حضرت حمیدالدین محمد عطا صدق و صفا سے اکثر اوقات حضرت کی صحبت میں رہتے اور حضرت سلطان شمس الدین ہفتہ میں دو بار آپ کی خدمت میں توجہ کرتے۔ اور فیض اور برکت لے جاتے۔ مکان آپ کا شہر سے دور تھا۔ سلطان شمس الدین مذکور نے بالحاح تمام عرض کی۔ کہ اگر کرم فرماکر شہر کے نزدیک متوطن ہوں تو نہایت خوب ہے۔ حضرت شیخ نے التماس قبول کی اور نزدیکی شہر کے قریب مسجد اعزالدین نزول فرمایا۔ تمام اکابر اور اشراف نے آپ کی طرف توجہ کی۔ اور یکبارگی عاشق اور فریفتہ آپ کی صحبت کے ہوئے۔ انہی ایام میں شیخ بدرالدین غزنوی بشرف بیعت اور خرقہ پاک مشرف ہوئے اور عمر عزیز آپ کی صحبت میں گذاری بہمہ انواع برکتیں حاصل کیں +

نقل ہے۔ جب حضرت خواجہ قطب الدین شہر میں متوطن ہوئے ایک عریضہ متضمن اشتیاق اور احتراق فراق حضرت سلطان الآفاق شیخ معین الحق والدین قدس سرہٗ کی خدمت میں کہ اس ایام میں آپ خطۂ اجمیر میں متوطن تھے ارسال کیا۔

کو اگر بشارت اشارت سے مسرور فرماویں۔ شرف پابوسی حاصل کی جاوے۔ حضرت معین الحق والدین رحمۃ اللہ علیہ نے عریضہ کا جواب بدیں مضمون لکھا "مراد المرء مع من احب معتبر انیست قرب جانی را بعد مکانی مانع نیست بسلامت وصحت ہمانجا باشند انشاء اللہ تعالیٰ بعد چند گاہ بار ملاقات حضرت الیہ ہمدراں طرف توجہ نمودہ خواہد شد" ناچار پیر بزرگوار کے اشارہ سے متوجہ اس شہر کے نہ ہوئے +

نقل ہے کہ انہیں ایام میں حضرت شیخ الاسلام جمال الدین بسطامی نے دعوت موت کی قبول فرمائی۔ اور دار محنت سے جوار رحمت کی طرف منزل فرمائی۔ حضرت سلطان شمس الدین نے چاہا کہ شیخ الاسلام شہر اور دیار کے حضرت شیخ المشائخ قطب الدین کے سپرد کرے۔ حضرت ہرگز ملتفت نہ ہوئے۔ بعد ازاں شیخ نجم الدین صغرا علیہ الرحمۃ کو شیخ الاسلام کیا۔ کہ اب اس بزرگوار کا مزار مولانا برہان الدین کے مقبرہ کے جوار میں حوض شمسی پر دہلی میں واقع ہے۔ اور شیخ الاسلام نجم الدین صغرا کو قبل عہدہ شیخ الاسلام کے بروش نیک اخلاق پسند کیا تھا۔ بعد ازاں دنیائے دوں نے جواں کے ساتھ ساتھ اقبال کیا۔ اس آب سے نہ رہے اور بہت توجہ اخلاق سے کی۔ برکت صحبت حضرت شیخ المشائخ قطب الدین قدس سرہٗ سے قطع علائق وعوائق حاصل ہوا تھا۔ اور سیرت اور صورت معنی نما سے فیض لاتے تھے پھر رگ حسد کی جنبش میں آتی تھی +

نقل ہے۔ کہ انہیں ایام میں شیخ بزرگ معین الدین قدس سرہٗ خطہ اجمیر سے دہلی پہنچے۔ خواجہ قطب الدین کو دولت عظیم نے منہ دکھلایا دوگانہ شکر حضرت صمدیت ادا فرمایا۔ چاہا کہ سلطان التمش کو آپ کے تشریف فرمانے کی اطلاع دیں۔ حضرت خواجہ معین الدین مانع ہوئے کہ میں محض تمہاری ملاقات کو یہاں آیا ہوں۔ دو تین روز سے زیادہ نہیں رہوں گا۔ چونکہ حضرت کو اژدہام خاص وعام خوش نہ آتا۔ باوجود اس کے تمام مشائخ اور اہالی وہاں کے شرف ملاقات سے مشرف ہوئے۔ صحبت کی دولت غنیمت جانی۔ مگر شیخ الاسلام نجم الدین صغرا حسد کے سبب سے کہ حضرت سلطان قطب الدین سے رکھتے۔ باوجودیکہ ملک خراسان میں بہت اتحاد اور اعتقاد ہو گیا تھا دوسرے تیسرے روز حضرت

خواجہ کی ملاقات کو آئے۔ شیخ الاسلام نے صفہ نو اساس رکھا تھا۔ مزدوروں کے واسطے اس کو کھڑا کر رہے تھے۔ اسی حال میں حضرت خواجہ معین چشتی پہنچے۔ اس وقت شیخ الاسلام نجم الدین جیسا کہ چاہیئے حضرت خواجہ کی طرف متوجہ نہ ہوئے حضرت شیخ المشائخ معین الدین قدس سرہٗ کو یہ بات اچھی نہ معلوم ہوئی۔ اسی وقت فرمایا اے نجم الدین تم کو کیا بلا پیش آئی متغیر کیا۔ شاید شیخ سلامی کے مرتبہ نے غرور میں ڈالا۔ شیخ الاسلام نے جب یہ بات سنی۔ سر شرمندگی سے نیچے ڈالا اور معذرت کی۔ اور کہا کہ میں وہی مخلص ہوں جو پہلے تھا۔ سر قدم پر رکھتا ہوں۔ اب آپ نے مرید کو چھوڑا ہے۔ کہ تمام خلائق شہر کی اور مشائخ زمانہ کے اس کی طرف متوجہ ہیں۔ اور شیخ الاسلام کی طرف متوجہ نہیں ہے۔ حضرت زبدۃ المشائخ معین الدین قدس سرہٗ نے جب یہ معنے سنے تبسم فرمایا کہ نجم الدین دل جمعی رکھ میں اس بار میں قطب الدین کو اپنے ساتھ خطہ اجمیر کو لے جاؤں گا۔ یہ بات فرمائی اور ان کے گھر سے باہر آئے۔ حضرت شیخ الاسلام نے واسطے ماحضر طعام کے عرض کی قبول نہ فرمائی +

کہتے ہیں کہ حضرت سلطان المشائخ والاولیا فرید الدین مسعود اجودھنی قدس سرہٗ ان ایام میں خواجہ قطب الدین کی خدمت میں تھے اور شرف سعادت دست بوسی حضرت خواجہ معین الدین کی بھی حضرت سلطان المشائخ قطب الدین کی صحبت میں حاصل کی +

حضرت خواجہ معین الدین بارہا فرماتے تھے۔ بابا بختیار بڑے شاہباز کو قید میں لایا ہے کہ سوائے سدرۃ المنتہیٰ کے آشیانہ نہیں بنائے گا۔ اور یہ فرید ایک شمع ہے کہ خانوادہ درویشوں کا منور کرے گا۔ بعد چند روز کے خواجہ معین الدین اجمیر کو واپس تشریف لے گئے۔ اور حضرت خواجہ قطب الدین ہمرکاب ہوئے چنانچہ ان کے جانے سے شہر دہلی کے ہر محلہ میں ایک غوغا برپا ہوا۔ اور ماتم نے منہ دکھلایا۔ بزرگان شہر میں جس جگہ حضرت خواجہ قطب الدین پاؤں رکھتے تھے آدمی اس زمین کی خاک تبرک بناتے تھے۔ جب حضرت خواجہ معین الدین نے یہ حال دیکھا۔ فرمایا کہ بابا قطب الدین یہیں رہو۔ کہ خلائق تیرے جانے سے مضطرب

ہے۔ اتنے دلوں کا توڑنا روا نہیں رکھتا۔ جا اس شہر کو تیری پناہ میں چھوڑا *

نقل ہے سُنا گیا کہ حضرت سُلطان شمس الدین نے یہ بات سُنی پیچھے سے پریشان ہو کر دوڑا۔ جب اُن کی خدمت پہنچا۔ اس نے بھی حضرت خواجہ معین الدین سے عرض کی حضرت نے قبول فرمائی اور خواجہ قطب الدین کو لوٹا دیا۔ اور اپنی منزل معین پر جلوس فرمایا سُبحان اللہ پاک روش رکھتے تھے کہ دُنیا و مافیہا ان کی نظر میں مقدار دانہ خشخاش کے دکھلائی دیتا تھا۔ اور وہ ہرگز خرچ کہ مقدار نصاب کے ہو۔ اور زکوٰۃ واجب ہو قبول نہ فرماتے اور بیشتر استغراق میں رہتے تھے۔ جب نماز کا وقت آتا آنکھ مراقبہ سے کھولتے اور غسل فرماتے اور نماز ادا کرتے *

نقل ہے۔ حضرت سلطان المشائخ نظام الدین قدس سرہٗ سے کہ حضرت سلطان العاشقین شیخ قطب الدین بختیار اوشی رحمۃ اللہ علیہ نے آخر عمر میں قرآن مجید حفظ کیا۔ ہر روز دو ختم کلام اللہ فرماتے۔ عجب زمانہ رکھتے تھے۔ اور اپنے پاس ایک پیسہ نہیں رکھتے تھے۔ آخر میں تاہل فرمایا۔ حضرت کے دو لڑکے توانا تھے۔ چھوٹے لڑکے کا شیخ محمدؒ نام رکھے تھے۔ اور بڑے لڑکے شیخ احمد کہ برابر مزار حضرت پدر بزرگوار اپنے کے آرام کیا ہے۔ وہاں کے مجاوروں نے شیخ احمد تاجی نام کیا کیا ہے۔ اور شیخ محمد مذکور سات برس کی عمر میں انتقال فرما گئے۔ مگر حرم مُشار الیہ نے لڑکے کی موت سے بہت واویلا کیا۔ حضرت قطب الدین نے جب آواز حرم کی سُنی۔ شیخ المشائخ بدر الدین غزنوی سے پوچھا کہ یہ آواز پُر سوز کسی ہے۔ اور یہ گریہ زاری کیوں ہے۔ شیخ بدر الدین ناگوری نے عرض کیا کہ فرزند ارجمند نے رحلت فرمائی۔ شاید اُس کی ماں مضطرب الاحوال ہے۔ جب ایسا سُنا ہاتھ سے ہاتھ ملتے تھے۔ اور فرمایا کہ اگر میں اُس کی زحمت پر واقف ہوتا تو حضرت عزت سے اس کی حیات مانگ لیتا۔ اور حق تعالےٰ قبول فرماتا۔ چونکہ وہ جانے والا تھا۔ مجھ کو معلوم نہ ہوا۔ یہ کہا اور اس کی ماں کو گریہ سے منع فرمایا اور مراقبہ میں مشغول ہوئے۔ سُبحان اللہ کیا استغراق حق تعالےٰ میں تھا۔ کہ زحمت اور سختی لڑکے کے مرنے کو معلوم نہ کیا *

نقل ہے کہ آپ کو کاکی اس سبب سے کہتے ہیں۔ کہ جب دہلی میں متوطن ہوئے

کسی سے کوئی چیز قبول نہ فرماتے تھے۔ اور خود حق میں مستغرق رہتے تھے۔ اس وقت ئیں آپ کے گھر میں حرم اور کنیزک اور لڑکے اور خادم سے نو آدمی تھے۔ کہ ان سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کا ہمسایہ ایک بقال تھا مسلمان شرف الدین نام اس کی عورت آپ کے حرم سے بہناپا رکھتی تھی۔ کبھی کبھی آپ کے گھر میں آتی۔ جب کچھ موجود نہ ہوتا۔ اور دو ایک فاقہ ہوتے حرم حضرت سلطان المشائخ کے شرف الدین کی عورت سے نیم ٹکہ یا کم و بیش قرض لیکر تین اندر لڑکوں اور متعلقوں کا قوت فرمائیں۔ حضرت سلطان المشائخ کو اصلا خبر نہ ہوتی۔ جب غیب سے فتوح پہنچتا وہ قرض اس کا ادا کر دیتی تھیں۔ ایک روز شرف الدین بقال کی عورت نے آپ کی عورت سے کہا کہ اے بی بی اگر ہم ہوں اور قرض نہ دیں تو تمہارا احوال ہلاک کو پہنچے یہ بات آپ کے حرم کو گراں معلوم ہوئی۔ عہد کیا کہ ہرگز اس سے قرض نہ لیں گے۔ ایک روز موقع پاکر حضرت سلطان المشائخ سے عرض کی۔ کہ جب کبھی ہمارے گھر میں دو تین فاقہ ہو جاتے تھے تو نیم ٹکہ یا کم و بیش شرف الدین بقال کی عورت سے قرض لیتی تھی۔ اور بچوں اور متعلقوں کا قوت کر دیتی تھی۔ اب ہم سے شرف الدین کی عورت نے یہ تقریر کی۔ کہ اگر ہم نہ ہوں تو تمہارا کام ہلاک کو پہنچے۔ حضرت نے جب یہ بات حرم محترم سے سنی کچھ تامل کیا۔ بعدہٗ فرمایا۔ کہ شرف الدین کی عورت سے کوئی چیز لینا نہ چاہیے۔ حاجت کے وقت ہمارے حجرہ کے طاق میں سے جس قدر چاہو گردہ کاک کے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہکر نکال لو۔ اور اپنے متعلقان کو جس چاہو دو۔ چنانچہ آپ کے حرم اس طاق سے کاک نکالتی تھیں اور دیتی تھیں۔ اب تک حضرت کے مقبرہ میں کاک پکتے ہیں۔ اور مجاور اور مسافر حصہ کرتے ہیں۔ بیشتر خواجہ خضر علیہ السلام ان کو پہنچا دیتے تھے۔

نقل ہے کہ حضرت نظام الدین اولیاء قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے اپنے پیر فرید الدین سے سنا ہے کہ ابتدا میں جب حضرت قطب الدین قدس سرہ قصبہ اوش سے آئے ایک شہر میں پہنچے۔ چند روز ایک دوکان میں آرام کیا اور شہر سے دور تر ایک مسجد تھی۔ اور اس میں منارہ تھا۔ شاید آپ کو دعا پہنچی تھی۔ کہ جو اس دعا کو آخر شب میں پڑھے اور خالی گوشہ میں دوگانہ ادا کرے۔ حضرت خضر سے ملاقات ہوتی ہے۔ حضرت آخر شب میں اس مسجد میں آئے اور دوگانہ ادا کیا۔ اور وہ دعا پڑھی۔

کوئی پیدا نہ ہوا جب وہاں سے لوٹے اس مسجد کے دروازہ پر ایک پیر نورانی دیکھا۔ اُس نے کہا اس بیابان میں تو یہاں کیا کرتا ہے۔ حضرت نے جواب دیا کہ اے خواجہ مجھ کو ایک دعا ایک جگہ سے پہنچی تھی۔ کہ جو مسجد کے گوشہ میں دوگانہ ادا کرے اور یہ دعا پڑھے۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کو حضرت خضر علیہ السلام ملتے ہیں۔ اُس پیر نے کہا کہ دنیا مانگتا ہے حضرت نے کہا دنیا نہیں چاہتا ہوں۔ پھر اس پیر نے کہا کہ قرض رکھتا ہے حضرت نے کہا قرض نہیں رکھتا ہوں۔ پھر اس پیر نے کہا کہ خضر کو کیا کرے گا۔ کہ وہ تیری مثل سرگردان ہے۔ چنانچہ اس شہر میں ایک مرد ہے حق تعالیٰ سے مشغول ہے۔ خضرؑ نے سات بار اس بزرگ پر توجہ کی ہے اور ملاقات نہ کی۔ اسی گفتگو میں تھے کہ ایک پیر پُر نور مسجد کے گوشہ سے نکلا۔ اور پہلے پیر کے نزدیک آیا۔ اور ہاتھ سلطان مشایخ کا پکڑا۔ اور کہا کہ یہ مرد یعنے قطب الدین دنیا نہیں چاہتا ہے اور قرض نہیں رکھتا ہے لیکن تیری صحبت کی آرزو رکھتا ہے۔ ایسا جب کہا معلوم ہوا کہ یہ پیر خضر ہیں اور دوسرا پیر بھی مردان غیب سے ہے۔ خواجہ قطب الدین نے جب ان کو معلوم کیا دونوں نظر مبارک سے غائب ہوئے۔ یہ ابتدائے سلوک تھے ؞

اور نیز اس حقیر نے ایک جگہ لکھا دیکھا ہے کہ سلطان شمس الدین التمش کے دل میں دیر سے یہ نیت تھی کہ حوالی شہر میں ایک حوض بنا وے کہ خلق خدا اس کا پانی پیئے پانی سے دور تھا۔ آدمی کنوؤں سے پانی استعمال کرتے تھے۔ ناگہاں سلطان شمس الدین نے خواب میں دیکھا کہ حضرت خواجہ کائنات سرور موجودات علیہ السلام ایک محلہ میں سوار کھڑے ہیں اور فرماتے ہیں۔ کہ اے شمس الدین تو حوض بنانا چاہتا ہے کہ خلق خدا اس سے فیض یاب ہو تو جہاں میں کھڑا ہے اس جگہ بنا۔ سلطان شمس الدین جب بیدار ہوا۔ اشارہ حضرت رسالت کا کہ تھا نیک معلوم کیا۔ ایک خواص کو حضرت خواجہ قطب الدین کے پاس بھیجا۔ اور کہا کہ کہنا۔ میں نے ایک خواب دیکھی ہے۔ اگر ملازمان حضرت کا اشارہ پاؤں عرض کروں۔ یہ معنی حضرت پر بھی ظاہر ہو گئے تھے۔ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اشارت کی بشارت فرمائی ہے۔ کہ فلاں زمین میں حوض بنا۔ حضرت سلطان المشائخ نے فرمایا مصلحت سے جلد آؤ۔ میں بھی وہاں جاتا ہوں کہ تم کو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اشارہ حوض کا فرمایا ہے جب خواص مذکور سلطان کے پاس

پہنچا اور کہا تو سلطان فوراً حضرت شیخ کی طرف متوجہ ہوا۔ جب مکان پر پہنچا ایک ملازم سے سُنا کہ حضرت سُلطان المشائخ فلاں جگہ تشریف فرما ہیں۔ سلطان بھی وہاں پہنچا۔ دیکھا کہ حضرت نماز پڑھتے ہیں۔ بعد نماز تمام کرنے کے سُلطان شیخ کی دست بوسی سے مشرف ہوا۔

بیان کرتے ہیں کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے گھوڑے کے سم کے نشان سے وہ زمین اُبھر آئی تھی۔ اور اس نشانہ میں بھی پانی مترشح ہوا۔ وہاں حوض بنایا اور اس کے اوپر سم کا حضرت کے گھوڑے کا نشان نکال دیا۔ اور اس حوض کو اتمام کو پہنچایا۔ اور وہاں چشمہ جاری نے سیراب کیا کہ ہرگز خشک نہیں ہوتا ہے۔ اگر باغ اس چشمہ سے سیراب ہوتے ہیں۔ اس حوض اور چشمہ کا وصف خواجہ امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن السعدین میں لکھا ہے۔ معلوم ہے۔ کہ اس حوض کے جوار میں کس قدر اولیاء خدائے تعالےٰ نے آرام کیا ہے۔ اور حضرت سلطان المشائخ اکثر وہاں مشغول رہتے تھے۔ اور مردان غیب سے اختلاط کرتے اور فیض نامتناہی لے جاتے۔ اور شیخ عبداللہ ناگوری اور خواجہ محمود موئنہ دوز اور شیخ بدرالدین غزنوی اور شیخ تاج الدین منور اوشی رحمۃ اللہ علیہم آپ کے ملازم رہتے تھے۔ ایک روز ایک بزرگوار شتر سوار کبود پوش حوض کے کنارہ پر پہنچا۔ اور لنگی باندھی اور خرقہ اتارا اور حوض میں اتر کر غسل کیا۔ اور پانی سے نکلا۔ اور دوگانہ ادا کیا۔ اور یہ سب درویش سلطان شمس الدین کے لنگر کے جوار میں جو مسجد حوض پر بنی ہے۔ حضرت خواجہ کے ساتھ بیٹھے تھے۔ ناگاہ وہ کبود پوش شتر سوار نے بعد ادائے دوگانہ کے آواز دی کہ یہ کون عزیز ہیں اور کیا نام ہے کہ بیٹھے ہیں۔ شیخ تاج الدین منور اوشی نے جواب دیا کہ یہاں چند درویش کے ساتھ مشغول ہیں۔ پھر اس بزرگ نے فرمایا۔ کہ اے تاج الدین میرا سلام شیخ قطب الدین کو پہنچا۔ کہ ابوسعید دمشقی نیاز مندی میں مخصوص ہے اور وہ مردان غیب سے ہے۔ جب حضرت خواجہ نے نام ابوسعید دمشقی کا سُنا درویشوں کے ساتھ اس طرف دوڑے۔ جب پہنچے تو کوئی اثر اور نشان نہ دیکھا۔ اکثر مردان غیب تنہائی اور خلوت میں شیخ کی صحبت میں پہنچتے تھے اور پاتے تھے۔

نقل ہے کہ جب سید نور الدین مُبارک غزنوی قدس سرہٗ غزنی سے دار الخلافت دہلی میں پہنچے۔ تو اُن کی ایک بہن تھی رابعہ عصر کمال غیب سے منسوب بی بی سائرہ نام

تھا۔ ابن عفیفہ نے حضرت شیخ قدس سرہ کیبھائی کہا۔ شیخ نظام الدین ابو المویدؒ کہ لڑکے بی بی
سائرہ کے ہیں اور پرورش اور تربیت حضرت خواجہ قطب الدین سے رکھتے ہیں اور اولیاء
کبار سے ہیں۔ چنانچہ حضرت سلطان نظام الدین بدیوانی سے وصف اُن کا منقول ہے۔
فرماتے ہیں کہ ایک وقت جامع مسجد دہلی میں کہ منارہ والی ہے جمعہ کے روز میں ابتدائے حال
میں حاضر تھا کہ حضرت سلطان المشائخ نظام الدین ابو الموید رحمۃ اللہ علیہ آئے دوگانہ
تحیۃ المسجد میں مشغول ہوئے۔ چنانچہ مجھ کو ان کے استغراق نماز کی حالت نے ذوق تمام
بخشا۔ بعد ادائے نماز ممبر پہ گئے خوش خواں تھے۔ ایک کہ اُن کو قاسم مغربی کہتے تھے انہوں
نے آیت کلام اللہ کی پڑھی اور بعد ازاں حضرت نظام الدین موید رحمۃ اللہ علیہ نے شروع کیا
اپنے ابا کے خط سے میں نے یہ بیت لکھا دیکھا ہے ؎

نہ از عشق تو نے از تو جدا خواہم کرد

جان در غم تو زیر و زبر خواہم کرد

بمجرد سننے اس بیت کے ایک نعرہ خلق سے اُٹھا۔ اور حاضرین رو لئے اور مجھ کو ایسا
کیا کہ خبر نہ رہی ٭

نقل ہے۔ کہ ایک وقت سلطان غیاث الدین بلبن کے عہد میں شہر میں بارش کا
امساک ہؤا۔ لوگوں نے حضرت سلطان نظام الدین ابو الموید کو لازم پکڑا۔ کہ بارش کی
دُعا کرو۔ وہ ممبر پہ آئے اور دُعا کی پھر آسمان کی طرف منہ کیا اور کہا کہ تیری عظمت کی قسم۔ اگر
آج نزول باراں نہ فرمائیگا۔ تو پھر میں آبادی میں نہ رہوں گا۔ ہنوز منبر سے نہ اُترے
تھے کہ مینہ برسا۔ بعد ازاں سید قطب الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ اُن سے ملے اور یہ بات
کہی کہ ہم کو تمہارے حق میں مضبوط اعتقاد ہے۔ اور میں جانتا ہوں کہ حق تعالےٰ کے ساتھ
نیاز تمام ہے۔ لیکن یہ بات کیوں کہی۔ کہ اگر مینہ نہ برساتو میں آبادی میں نہ رہوں گا۔ حضرت
شیخ نظام الدین موید نے جواب دیا کہ میں تعین سے جانتا تھا۔ کہ حق تعالےٰ باران
رحمت بھیجیگا۔ اس وقت یہ فضول کہا۔ سید نور الدین مبارک نور اللہ مرقدہٗ سے
سُلطان شمس الدین کی مجلس میں مجھ سے نزاع ہؤا تھا۔ اور آنحضرت کچھ مجھ سے
رنجیدہ تھے۔ جب مجھ کو دُعا فرمائی تو میں آپ کے روضہ پر گیا اور میں نے کہا کہ مجھ کو دُعائے
باراں فرمایئے اور آپ مجھ سے کچھ رنجیدہ خاطر ہیں۔ اگر عفو فرمادیں دعائے باراں

پڑھ سکتا ہوں۔ روضہ سے آواز آئی۔ کہ میں نے تجھ سے آشتی کی تو جا دُعا پڑھ۔ البتہ حق تعالٰے باران رحمت بھیجے گا۔ اوس اعتماد سے میں نے یہ بات کہی۔ اور پیر حضرت ملک المشائخ شیخ نصیر الدین محمود اودھے سے منقول ہے جس زمانہ میں کہ باران کا امساک ہوا حضرت شیخ نظام الدین المویدؒ رحمۃ اللہ علیہ نے دُعائے باراں کے ساتھ تمام بزرگواروں کو اختیار کیا۔ ممبر پر آئے اثنائے دُعا میں ہاتھ آستین میں کیا۔ اور جامہ نکالا۔ اور آسمان کی طرف دیکھا۔ اور اس جامہ کو ہلایا۔ اس قدر مینہ برسا کہ تحریر سے باہر ہے۔ جب اپنے گھر آئے تو کہا مولانا وجیہہ الدین یحییٰ کہ مرید حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کے تھے۔ میری والدہ کے واسطے جامہ عطا فرمایا تھا۔ اُس کی برکت سے مینہ برسا۔

نقل ہے کہ ایک شاعر ناصر نام ماوراء النہر سے دہلی شہر میں پہنچا اور نشان حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کے گھر کا پوچھا۔ جب نشان پایا۔ وہاں دوڑا اور زمین بوسی سے مشرف ہوا۔ اور فاتحہ التماس کی کہ قصیدہ سلطان شمس الدین التمش کی مدح میں لایا ہوں حضرت شیخ فرمادیں کہ اچھا صلہ ملے۔ حضرت شیخ نے فاتحہ پڑھی۔ اور زباں سے فرمایا کہ جا انعام با برکت پاوے گا۔ ناصری خوش ہوا۔ جب حضرت سلطان میں پہنچا۔ قصیدہ پڑھا۔ مطلع اس کا یہ تھا۔ چنانچہ کتاب فوائد الفوائد میں مذکور ہے ؎

اے فتنہ از نہیب تو زنہار خواستہ
تیغ تو مال دنیل ز کفار خواستہ

سلطان ابتدائی مطلع میں دوسری چیز کی طرف مشغول ہوا۔ ناصری مذکور نے حضرت شیخ قطب الدین کو شفیع لاکر ہمت چاہی۔ اسی وقت سلطان ناصری کی طرف متوجہ ہوا اور کہا پڑھ ؎

اے فتنہ از نہیب تو زنہار خواستہ
تیغ تو مال جنیل زکفار خواستہ

ایک بار سنایا وجودیکہ وہ دوسری چیز میں مشغول تھا مطلع یاد رہا۔ کہ پڑھنے میں اشارہ فرمایا جب ناصری نے قصیدہ تمام کیا۔ سلطان نے پھر اشارہ کہ ایک بار اور پڑھ جب

پھر پڑھا سلطان نے فرمایا کہ ناصری اس قصیدہ میں کتنے بیت ہیں۔ کہ قلم میں لایا۔ ناصری نے عرض کیا کہ ۵۳ بیت ہیں۔ سلطان نے حکم فرمایا کہ ۵۳ ہزار ٹنکہ زر سفید کے ناصری کو صلہ میں دو۔ ناصری کو ہرگز یہ گمان نہ تھا۔ کہ ۵۳ ہزار ٹنکہ سفید ملیں گے۔

نقل ہے مولٰنا منہاج سراج سے کہ مصنف طبقات کے ہیں۔ ناصری سے میں نے سُنا ہے کہ جب قصیدہ سلطان شمس الدین کے دربار میں لے گیا۔ فاتحہ سلطان المشائخ قدس سرہٗ سے میں نے پائی تھیں۔ جب قصیدہ سلطان کے آگے لے گیا سلطان مذکور مطلع پڑھنے کے ساتھ دوسری چیز میں مشغول ہوا۔ دل میں نیت کی۔ اور حضرت شیخ قطب الدین کو درمیان لایا۔ کہ اگر سلطان عنایت کے ساتھ استفسار اس قصیدہ کا کرے گا۔ جو انعام دے گا آدھا حضرت شیخ کے شکرانہ میں لے جاؤنگا جب مجھ کو ۵۳ ہزار ٹنکہ سفید انعام ملے۔ نصف شیخ قطب الدین کو لے گیا۔ اور قصد نیت کا میں نے ظاہر کیا۔ چنانچہ مبلغ تمام شکرانہ میں لے گیا تھا۔ ہرگز آپ ملتفت نہ ہوئے۔

حضرت سلطان الاولیاء نظام الدین بدایونی سے نقل ہے۔ کہ ایک روز حضرت علی سنجستانی قدس سرہٗ کی خانقاہ میں سماع تھا۔ درویش صاحب کمال حاضر تھے۔ حضرت خواجہ قطب الدین اوشی قدس سرہٗ بھی موجود تھے۔ قوال نے یہ بیت پڑھا

کشتگانِ خنجر تسلیم را　　ہر زماں از غیب جانِ دیگر است

حضرت خواجہ پر حال وارد ہوا۔ چنانچہ بکلی ہوش باقی نہ رہی۔ حضرت شیخ محمد عطاء اللہ قاضی حمید الدین ناگوری اور شیخ بدر الدین غزنوی حضرت خواجہ قدس سرہٗ کو گھر میں لائے اور جو قوال یہ بیت پڑھتے تھے حاضر لائے۔ اسی بیت کو مکرر فرماتے تھے۔ اور حضرت خواجہ تواجد فرماتے تھے۔ چنانچہ تین شبانہ روز یہی حال رہا۔ وقت نماز وضو تجدید کرتے۔ اور فرض اور سنت مؤکدہ ادا کرتے پھر یہی حال ہوتے۔ چنانچہ آپ کی ہڈیاں درست نہ رہیں۔ چوتھے روز حال دگرگوں ہوا۔ اور آپ کا سر مبارک حضرت شیخ عطاء اللہ حمید الدین ناگوری کے زانو پر تھا۔ اور پاؤں شیخ بدر الدین غزنوی کی گود میں۔ اسی حالت میں شیخ حمید الدین نے عرض کیا۔ کہ آپ کا حال دوسرے طریق پر

ہے۔ ایک اپنے خلفا میں سے اشارہ فرمایئے کہ آپ کی جگہ ہو۔ اگرچہ شیخ المشائخ کے بڑے لڑکے تھے۔ سید محمد اور سید محمود ان کی طرف ملتفت نہ ہوئے۔ فرمایا جو خرقہ حضرت سلطان المشائخ معین الدین قدس سرہٗ سے مجھ کو پہنچا ہے مصلّے خاص اور عصاء اور نعلین خوشی کے ساتھ شیخ فریدالدین مسعود کو پہنچاؤ۔ ان ایام میں شیخ فریدالدین مسعود خطہ ہانسی میں متوطن تھے۔ جس رات کہ حضرت کی رحلت واقع ہوئی۔ اسی رات شیخ فریدالدین قدس سرہٗ نے خواب میں دیکھا۔ کہ حضرت قطب الدین قدس سرہٗ کو درگاہ جل وعلا میں بلاتے ہیں۔ یہ دیکھ کر متوجہ دہلی کے ہوئے۔ بروز انتقال حضرت شیخ حمیدالدین ناگوری نے ایک درویش کو ہانسی کی طرف دوڑایا۔ کہ شیخ فریدالدین کو خبر دے۔ کہتے ہیں۔ کہ وہ درویش حضرت فریدالدین کو قصبہ مہم کہ آدھی دور ہے ہانسی کے راہ میں ملا۔ اس کے پاس جو خط تھا۔ جب حضرت ملک المشائخ بابا فریدالدین نے وہ خط پڑھا وہاں سے تیز چلے۔ چنانچہ تیسرے روز حضرت کے مقبرہ پر پہنچے اور رُو گرد آلود آپ کے مرقد پہ ملا۔ حضرت شیخ حمیدالدین نے اور شیخ بدرالدین نے وہ خرقہ اور مصلا اور عصا اور نعلین ..... اس جگہ لاکر وصیت حضرت قطب المشائخ کو پورا کیا۔ اسی مجلس میں وہ خرقہ مبارک آپ نے پہنا اور وہی مصلا بچھایا۔ اور دوگانہ ادا کیا۔ اور خواجہ حضرت قطب الملۃ والدین کے گھر میں جلوس فرمایا +

نقل ہے حضرت نظام الدین قدس سرہٗ سے کہ عید کا دن تھا۔ جو حضرت قطب الدین بختیار نے نماز گاہ سے مراجعت فرمائی۔ وہاں آئے جہاں آپ کا روضہ مطہرہ ہے۔ وہاں تھوڑی زمین تھی۔ جو گور اور مزار سے خالی تھی۔ وہاں کچھ دیر کھڑے ہوئے اور سوچا۔ اور جو درویش کہ حضرت کے ساتھ تھے۔ عرض کی کہ آج عید کا روز ہے۔ خلق خدا انتظار رکھتی ہے کہ قدمبوسی ہو اور کھانا کھاویں۔ اور آپ یہاں درنگ فرماتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ مجھ کو اس زمین سے عشق کی بو آتی ہے۔ ذرا یہاں ٹھیرو۔ اور اس کے مالک کو تلاش کر کے لاؤ۔ اور مال حلال سے خریدو اور اپنے واسطے مدفن مقرر کیا +

نقل ہے بدرالدین غزنوی رحمۃ اللہ علیہ سے جس رات کہ حضرت خواجہ قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ نے رحلت فرمائی تھی۔ وفات آپ کی روز پیر ۱۴۔ ماہ

ربیع الاول کو ہوئی +

نقل ہے لطائف اشرفی ملفوظ حضرت شیخ جہانگیر کچھوچھ سے کہ عمر شریف حضرت خواجہ کی ۵۲ برس کی تھی کہ انتقال فرمایا +

فصل ۳

بیان نسب اور سلسلہ اور حسب اور زوجات اور اولاد اور ولادت اور وفات بندگی حضرت قطب الاقطاب شیخ فرید الملۃ والدین قدس سرہٗ العزیز کا اور ذکر آپ کے خلفاء کا +

ذکر نسب آنحضرت کا

حضرت امیر المؤمنین اور امام الاشجعین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ تک حضرت شیخ الشیوخ عالم گنجشکر بن قطب الاقطاب شیخ جمال الدین سلیمان فاروقی قدس اللہ سرہٗ العزیز بن بندگیحضرت قطب الدہر غوث العالم شعیب فاروقی قدس اللہ سرہٗ العزیز بندگیحضرت قدوۃ العاشقین شیخ احمد فاروقی قدس اللہ سرہٗ العزیز بن شیخ الاسلام بندگیحضرت شیخ یوسف فاروقی قدس اللہ سرہٗ العزیز بن بندگی حضرت زبدۃ العارفین شیخ محمد فاروقی بن بندگی حضرت محیط العالمین برہان العاشقین شیخ شہاب الدین بن بندگی حضرت احد الاسلام والمسلمین شیخ احمد المعروف فرخ شاہ کابلی فاروقی بن شیخ الاسلام بندگی حضرت شیخ نصیر الدین فاروقی بن بندگی حضرت سراج المحققین برہان العاشقین حضرت سلطان محمود المعروف بہ شہنشاہ فاروقی بن بندگی حضرت شیخ المشائخ شیخ شادمان شاہ بن قطب الاقطاب بندگی حضرت سلطان مسعود شاہ فاروقی بن بندگی حضرت شیخ الاسلام شیخ عبداللہ فاروقی بن غوث الدہر قطب العالم بندگی حضرت شیخ واعظ اصغر فاروقی بن سراج المحققین شیخ واعظ اکبر بن بندگی حضرت شیخ ابوالفتح کارخ فاروقی بن بندگی حضرت شیخ اسحاق فاروقی بن بندگی حضرت وارث العلوم رئیس السالکین حضرت ابراہیم فاروقی بن غوث الدہر شیخ الاسلام ناصر الدین فاروقی بن سراج المحققین رئیس التابعین شیخ عبداللہ فاروقی

بن بندگی حضرت امیرالمومنین و امام العادلین عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالےٰ عنہ ۔

ذکر سلسلہ علیہ آنحضرت قدس اللہ سرہٗ العزیز

بندگی حضرت شیخ المشائخ و الاولیاء شیخ محمد صاحب سجادہ حضرت گنج شکر بن حضرت شیخ ابراہیم بن بندگی حضرت شیخ فضل اللہ بن بندگی حضرت حاجی الحرمین شیخ تاجدین محمود قدس اللہ سرہ العزیز حضرت قطب العالم بدر الطریقت سلطان شیخ فرید الحق و الشرع والدین گنج شکر قدس اللہ سرہٗ العزیز تک حضرت سلطان الاولیاء برہان الاصفیاء حبیب خدا جل و علا امام ہر دو سرا سید المرسلین خاتم النبیین رسول رب العالمین احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم وعلیٰ آلہ المختار و اصحابہ کبار اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین ۔

ذکر سلسلہ چشت اہل بہشت رضوان اللہ علیہم اجمعین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فرمایا اللہ تبارک و تعالےٰ نے کشجرۃ طیبۃ اصلہا ثابت وفرعہا فی السماء یعنی سب اس اللہ کے لئے ہے ۔ جس نے عارفوں کے قلوب کو تجلیات جمال کے نور سے منور فرمایا ۔ پس وہ دل اُس نور سے چمکنے لگے ۔ اور ان کے دلوں کو اپنے اسرار ذکر سے مزین کیا ۔ اور مشتاقوں کے دلوں کو اپنے دیدار کی طرف برانگیختہ کیا ۔ اور دُرود اُس کے رسول سردار خلق محمد مصطفےٰ والمرتضےٰ صلے اللہ علیہ وسلم پر جو مرتبہ قاب قوسین او ادنےٰ پر بلند کئے گئے ہیں ۔ اور سرخ و سیاہ تمام لوگوں کی طرف مبعوث ہیں ان لوگوں کے برابر جو قیامت تک کھڑے ہوں ۔ اور بیٹھیں اور رکوع اور سجود کریں ۔ زمانوں اور برسوں کی مدت تک اور ان کی اولاد اکرام و اصحاب عظام پر جب تک پرندے ہوا پر اڑیں اور مچھلیاں دریا میں چلیں اور ستارے آسمانوں میں چمکیں ۔ اور تارے روشنی میں زینت دیں ۔ اور جب تک چاند اور سورج دورہ کریں اور فرق دین دو ستارے چکر لگائیں ۔ پس بعد حمد و نعت کے کہتا ہے ۔ فقیر حقیر تمام اہل ایمان کو بلانے والا ابراہیم

ادھم بن شیخ فیض اللہ ابن شیخ تاج الدین محمود بن شیخ ابراہیم بن شیخ محمد بن شیخ عطاء اللہ بن شیخ احمد بن شیخ بہاؤالدین ہارون بن شیخ نورالدین برادر شیخ یونس بن شیخ منور بن شیخ فضیل بن شیخ معزالدین بن شیخ سلیمان بن شیخ علاؤالدین بن شیخ یوسف بن شیخ بدرالدین سلیمان خادم درگاہ رفیع شیخ کبیر مرشد عالم کے قطب منیر پیشوائے محققین سلطان العاشقین دلیل العارفین قطب الاقطاب شیخ جہاں حضرت شیخ فرید الحق والشرع والدین گنجشکر مسعود اجودھنی ارکابلی شکر یار اگ کے جلے ہوئے محبوب خدا عاشق کبریا اللہ تعالےٰ ان کے اچھے راز کو پاک بناوے اور ہماری طرف اُن کی فتوحات و برکات کو پہنچاوے۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ والدین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا۔ یعنے جن لوگوں نے ہماری راہ میں کوشش کی ہے۔ البتہ ہم اُن کو اپنے راستوں کی طرف ہدایت کریں گے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے سیروو اسبق المفردون۔ پوچھا گیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مفردون کون ہیں۔ فرمایا جو ہمیشہ اللہ تعالےٰ کا ذکر کرتے ہیں۔ یا ذکر میں رہنے والے ہیں۔ بباعث ذکر کے اللہ نے ان کے گناہوں کو دور کر دیا ہے۔

حدیث میں وارد ہے یعنے قیامت میں جلدی کرنے والے ساتھ مجاہدہ کے اور وہ نفس کا ڈالنا ہے اور اُس کی ریاضت ہے۔ اوامر کے بجا لانے اور نواحی سے باز رہنے میں جو اللہ تعالیٰ کی طرف ہدایت پانے کا سبب ہے۔ اِس سبب سے واجب ہے۔ طالبان خدا کے راہ کا لازم پکڑنا ساتھ ہمیشگی ذکر اور خلوص وصدق کے ساتھ۔ اور نہیں مناسب ہے یہ تاخیر کریں طالب اُس کی طلب میں جیسا کہ کہا گیا ہے ؎

ان الطریق الی الحبیب لقائه
موخاب الجنان وفارق الابطال

بہ تحقیق کہ راستہ طرف لقاء حبیب کے واسطے دل صاف کرنے والی بُری باتوں سے بچنے والوں کیلئے ہے۔ اور اللہ تبارک وتعالےٰ نے فرمایا ہے۔ ولقد وصینا الذین اوتوا الکتاب من قبلکم وایاکم ان تتقوا اللہ فان التقویٰ لباس الدین ورأس الیقین یعنے البتہ تحقیق وصیت کی ہم نے اِن لوگوں کو

جو تم سے قبل کتاب دیئے گئے ہیں۔ اور تم کو یہ کہ اللہ سے ڈرو۔ کیونکہ تقویٰ دین کا لباس اور یقین کا اصل ہے۔ اور اس کے بہت سے درجے ہیں۔ اول مرتبہ شرک سے بچنا۔ دوسرا درجہ گناہوں اور حرام باتوں سے پرہیز کرنا۔ تیسرا درجہ شبہات سے بچنا۔ چوتھا مباح باتوں میں لزاتِ نفسانی سے اجتناب کرنا۔ پانچواں ماسوائے اللہ یعنے بالکل دین کی طرف متوجہ ہو جانا۔ جیسا کہ اللہ پاک عز اسمہ فرماتا ہے۔ ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم یعنے تم میں سے اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ عزت والا پرہیزگار ہے۔ اور بعض سلف رضی اللہ عنہم نے فرمایا ہے اور بعض رضی اللہ عنہم نے فرمایا ہے۔ کہ تقویٰ کی ابتداء اور انتہا یہ ہے۔ یعنے اس کی ابتداء تو ظاہر شریعت کا التزام ہے اور اس کی انتہا تحقیق عام طرف کی ہے۔ اور اس کا التزام علوم دینیہ کی تحصیل سے ہوتا ہے۔ پس ہر مومن پر لازم ہے۔ کہ اپنی اولاد کو علم شریعت کی تعلیم کا حکم دے۔ تاکہ اس پر ظاہر شریعت کا التزام آسان ہو جائے۔ اور اس کی تمام مراتب کی طرف کما ینبغی ساعی ہو جاوے۔ اور اس کو چاہیئے کہ اپنے اعضا کو آداب شریعت کی طرف متوجہ کرے۔ اور اپنے نفس کو قولاً و فعلاً بری باتوں سے روکے یعنے جو نفس کہے اس کے خلاف کرے۔ اور وہ بات کہ جس کو الٹی جانب کا فرشتہ لکھے اور کسی چیز کی طرف نظر نہ کرے۔ جب تک کہ شرع شریعت اجازت نہ دے اور جو بات اچھائی کے ساتھ ہو۔ اس میں کلام کرے۔ اور تمام خواہشات نفسانیہ کو ترک کر دے اور دنیا کی محبت نہ رکھے۔ بلکہ جہاں تک ممکن ہو اس کو ترک کرے کیونکہ دنیا ہر ایک خطا کی اصل ہے۔ اور ترک دنیا ہر ایک عبادت کی اصل ہے اور عورتوں اور چھوٹے لڑکوں اور خراب صحبت سے پرہیز کرے۔ اور اغنیاء اور امراء کی مجلسوں سے اجتناب کرے۔ کیونکہ ان کی صحبت فقیر کو سم قاتل ہے۔ بلکہ خلوت کو لازم پکڑے اور درود شریف کے پڑھنے اور تلاوت قرآن میں ہمہ وقت مشغول رہے اور ذکر اور نماز میں وقت کو گزارے ورنہ سو رہے۔ پس اگر شیطان اس کو وسوسہ اور خطرہ میں مبتلا کرے تو اس کو ذکر جلی سے دفع کرے۔ جیسا کہ بہ تحقیق پسر صالح فصیح اور زیادہ نیک و پرہیزگار عبادت گزار سالک و عابد

وزاہد اور واقف علم شریعت اور طریقت پیشوائے خلفاء عظام ، سردار عمدہ لوگوں کا
نتیجہ مشائخ کرام کا زیب مسند طریقت و حقیقت صاحب سجادہ کبریٰ کا جامع فضائل
ظاہری و باطنی کا حضرت گنج شکر کے عہد سے تمہارے اس دن تک ولد صالح مسعود
بقول مشائخ کرام کے شیخ محمد بن ابراہیم ادھم بن شیخ فیض اللہ بن شیخ تاج الدین محمود
اللہ تعالےٰ اس کا مطلب عطا فرمائے اور اس کا مرتبہ بلند کرے اور اس کی امیدیں پوری
کرے اس نے مشائخ عظام اور اولیاء کرام کا خرقہ نہایت حسن ظن اور ساتھ بصیرت
کے پہنا۔ اور جب اس نے صحبت فقرا کو اختیار کر لیا اور مضبوط ان کو پکڑ لیا۔ اور خلوت
اور گوشہ نشینی کو لازم گردانا۔ اور تعلیم علم شریعت اور طریقت میں توجہ اختیار کی۔ اور گوشہ
ثبات و استقامت لازم پکڑا اور حضور شہنشاہ اولین و آخرین حضرت محمد رسول
صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی۔ اور رعایت وظائف اور اوراد ملحوظ گردانے۔ اور اپنی
اوقات کو طاعات میں صرف کرنے اور تہذیب اخلاق کے ساتھ رہنا اختیار کیا۔
تو میں نے اس کو لباس خرقہ میں اپنا خلیفہ اور اس سلسلۂ عالیہ چشتیہ بہشتیہ کا صاحب
سجادہ بنایا۔ پس بیعت لینے میں اس کا ہاتھ میرے ہاتھ کی طرح ہے۔ اور میں نے اس کو
اجازت دی کہ جو اس کے ہاتھ پر توبہ کرے یا اس کے سر پہ یہ مقراض چلائے اور بال
کترے یا یہ بال مونڈ دے یعنے مونڈے اس کو جو ارادہ کرتا ہے۔ خلق کا۔ اور کترے
اس شخص کے بال جو فقر کا ارادہ کرے اور چھوٹے چھوٹے فتوحات قبول کرنے کی اس کو
اجازت دی۔ اس شرائط پہ کہ ان کو ان کی جگہ پہ صرف کرے۔ اور مریدین اور طالبین کو خلوت
اور عزلت میں بیٹھنے کا حکم کرے۔ ساتھ ذکر اور طاعت کے اور ان کو خرقہ کی سند اس طریقہ سے
لکھدی یعنے اس نے خرقہ مشائخ کا شیخ ابراہیم ادھم قدس اللہ سرہٗ العزیز کی نیابت
سے پہنا۔ اور انہوں نے اپنے باپ حضرت قدوۃ العارفین زبدۃ سالکین ناصر الطریقۃ
معدن الحقیقت و الشرع والدین عارف باللہ حضرت شیخ فیض اللہ قدس سرہ العزیز
سے اور انہوں نے اپنے باپ حضرت سلطان الموحدین شمس العارفین ضیاء الطریقہ برہان الحقیقہ
والشرع والدین حضرت شیخ تاج الدین محمود قدس سرہ العزیز سے اور انہوں نے اپنے
باپ حضرت سلطان المشائخ قطب الیاء شمس الطریقہ ناصر الحق والشرع والدین حضرت
شیخ ابراہیم بالاراجہ قدس سرہ العزیز سے اور انہوں نے حضرت سلطان المشائخ قطب اولیاء

سراج الطریقہ معین الحق والشرع والدین حضرت شیخ محمود قدس سرہ العزیز سے پہنا۔ اور
انہوں نے حضرت عماد الطریقہ معین الملۃ والشرع والدین حضرت شیخ عطاء اللہ قدس
سرہ العزیز سے۔ اور انہوں نے حضرت سلطان المشائخ بدر الحقیقہ شمس الطریقہ علاؤ
الحق والشرع والدین حضرت شیخ احمد قدس سرہٗ سے اور انہوں نے حضرت سلطان المشائخ
قطب الاولیاء الحق والشرع والدین حضرت شیخ ہارون قدس سرہٗ العزیز سے اور انہوں
نے اپنے بھائی حضرت سلطان المشائخ قطب الاولیاء معین الحق والشرع والدین حضرت
شیخ نور الدین یونس قدس سرہ العزیز سے۔ اور انہوں نے حضرت سلطان المشائخ
حضرت شیخ منور قدس سرہٗ العزیز سے۔ اور انہوں نے حضرت سلطان المشائخ حضرت
شیخ فضیل طاب ثراہ سے اور انہوں نے حضرت سلطان المشائخ حضرت شیخ معز الدین
قدس سرہ سے۔ اور انہوں نے حضرت سلطان الاولیاء حضرت شیخ سلیمان قدس سرہ سے
اور انہوں نے حضرت قطب الاولیاء تاج الاصفیا حضرت موج دریا شیخ یوسف قدس سرہٗ
سے۔ اور انہوں نے حضرت قطب الاولیاء حضرت سلیمان قدس سرہٗ سے اور انہوں نے
حضرت قطب الاولیاء بدر الاتقیا حضرت شیوخ العالم شیخ فرید الملۃ والدین مسعود قدس سرہٗ
سے اور انہوں نے حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی قدس سرہٗ۔ اور انہوں نے
حضرت معین الاولیاء سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری چشتی رضی اللہ
عنہ سے اور انہوں نے حضرت محبوب الاولیا حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ عنہ
سے اور انہوں نے حضرت حاجی شریف زندنی قدس سرہٗ سے اور انہوں نے حضرت
خواجہ ابو یوسف چشتی قدس سرہٗ سے اور انہوں نے حضرت خواجہ مودود چشتی قدس سرہٗ
سے۔ اور انہوں نے حضرت محمد بن سمعان قدس سرہٗ سے اور انہوں نے حضرت
ابو احمد ابدال چشتی قدس سرہٗ سے اور انہوں نے حضرت خواجہ ابو اسحاق شامی چشتی قدس سرہٗ
اور انہوں نے حضرت ممشاد علو دینوری قدس سرہٗ سے اور انہوں نے حضرت ہبیرۃ
البصری قدس سرہٗ سے اور انہوں نے حضرت خواجہ حذیفۃ المرعشی قدس سرہٗ اور انہوں
نے حضرت امام الارض والسماء حضرت خواجہ ابراہیم ادہم قدس سرہٗ اور انہوں نے
حضرت خواجہ فضیل بن عیاض قدس سرہٗ سے اور انہوں نے حضرت خواجہ عبدالواحد
بن زید قدس سرہٗ سے اور انہوں نے حضرت خواجہ حسن بصری قدس سرہ۔ اور انہوں نے

حضرت امیر المومنین حضرت علی ابن ابیطالب کرم اللہ وجہہ سے اور انہوں نے حضور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے خرقہ خلافت پہنا وصلے اللہ تعالےٰ علیٰ خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین الیٰ یوم الدین بحرمۃ طٰہٰ ویٰسین برحمتک یا ارحم الرحمین +

وصیت

دُعا کرے ختم کی ایمان سعادت پراور اپنے دوستوں اور تمام مسلمانوں کیواسطے بحق محمد وآلہ الامجاد صلے اللہ علیہ وسلم کے ؎

خواجگانِ چشت ما در ہر دو عالم بہتر اند　　از عنایت حق تعالیٰ پیر میر بہتر اند
ہر کہ ما جا دید باشد جنت الماویٰ بہشت　　ہر نشان با صدق خواند شجرۂ پیرانِ چشت
خواجگی بے پیر بودن کار ایں نادان بود　　ہر کرا پیرے نباشد پیر او شیطان بود

جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے۔ یعنے حضور علیہ السلام فرماتے ہیں۔ من لاشیخ لہٗ فشیخہ الشیطان۔ یعنے جس کا کوئی پیر نہیں ہے۔ اس کا پیر شیطان ہے اور دوسری حدیث میں حضور علیہ السلام فرماتے ہیں من لاشیخ لہٗ لادین لہٗ یعنی جس کا شیخ نہیں ہے اس کا دین نہیں ہے +

عرس بزرگانِ عظام

عرس حضرت مہتر آدم علیہ السلام کا بتاریخ ۱۰۔ ماہ محرم اور حضرت حوا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ۸ر ماہ رمضان اور حضرت خاتم النبیین رسول رب العالمین کا ۱۲ر ماہ ربیع الاول اور حضرت عمر بن خطاب رض کا ۱۰ر ماہ محرم۔ اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ۲۲ ماہ جمادی الآخر اور حضرت عثمان رض کا ۲۲ر ذی الحجہ اور حضرت علی بن ابی طالب رض کا ۲۰ر رمضان المبارک۔ اور بی بی فاطمہ رض کا ۳ر ماہ رمضان المبارک سنیچر کی رات میں پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم سے چھ ماہ بقولے ۳ ماہ اور بقولے ۴۰ روز بعد۔ قول اول بہت صحیح ہے۔ اور عمر شریف ۲۸ سال تھی۔ اور عرس بی بی عائشہ کا ۱۷ر رمضان المبارک منگل کی رات ۵۸ھ ہجری۔ عرس شاہزادہ

کو حین امیر المومنین حسن رضؓ کا ۱۴ ماہ محرم - عرس خواجہ حسن بصری قدس سرہٗ کا ۱۴ یا ۱۴ رماہ محرم - عرس خواجہ عبدالواحد ابن زید زندنی کا ۷ یا ۲۷ سفر - عرس خواجہ فضل عیاض کا ۳ ربیع الاول - عرس خواجہ ابراہیم ادھم بلخی کا ۲۲ رجمادی الاول - عرس خواجہ حذیفہ المرعشی کا ۲۳ رشوال - عرس خواجہ علو ممشاد دینوری کا ۱۴ رماہ محرم عرس حضرت ابواسحاق شامی کا ۱۴ یا ۲۲ رماہ محرم - عرس خواجہ ابواحمد چشتی کا اول ماہ محرم عرس حضرت ابو محمد بن شمعان چشتی کا ۹ ماہ رجب اور خواجہ ناصرالدین ابو یوسف چشتی کا ۳ رجب اور خواجہ مودود چشتی کا اول ماہ رجب - عرس خواجہ عثمان ہارونی کا ۱۵ یا ۱۶ شوال - عرس خواجہ معین الدین چشتی کا ۶ رجب اور خواجہ قطب الدین بختیار کا ۱۴ ربیع الاول اور فریدالدین مسعود اجودھنی کا ۵ ماہ محرم اور شیخ بدرالدین کا ۱۴ شوال اور شیخ علاؤالدین کا غرہ ماہ شوال - اور شیخ سلیمان کا ۱۳ محرم - اور خواجہ فضیل کا ۲۹ رجب اور شیخ ہارون کا ۲۰ سوال اور شیخ احمد کا ۸ ذیقعدہ - اور شیخ عطاء اللہ کا ۷ رجمادی الاول اور شیخ محمد کا ۱۴ رشوال - اور شیخ ابراہیم کا ۲۱ رجب اور شیخ تاج الدین محمود کا ۷ صفر اور شیخ فیض اللہ کا ۱۸ ذی الحجہ اور شیخ ابراہیم ادھم کا ۱۸ محرم الحرام ؀

ذکر نسب آنحضرت کے

اسرار العارفین سے نقل ہے - مثنوی

گل گلزار انوار معانی　　دُر دریائے گنج لامکانی
محیط معرفت شیخ خدا بیں　　بقا باللہ را سلطان تمکیں
مے وحدت ز جام عشق خوردہ　　قدم در عالم لاہوت بردہ
چو فائے فقر را قاف شد جائے　　ہویدے دلش شد نقطہ فائے
ہماں فاگشت بر نامش ہویدا　　کمال فقر فخری کردہ پیدا
بملک فقر شاہنشاہ مقصود　　فریدالدین ملت شیخ مسعود

جمالی راچہ حدے آں کہ اقدام
کشاید سوئے مدح آں نکو نام

حضرت سلطان المشائخ بابا فریدالدین مسعودؒ عجب نادر روش رکھتے تھے - اور کشف و

کرامات میں کمال عظیم تھا۔ سیر الاولیاء سے نقل ہے کہ حضرت فریدالدین صاحب دونوں کی جگہ تھے اور آپ فرخ شاہ بادشاہ کابل کے خاندان سے تھے۔ اس زمانہ میں دنیا کی سلطنت فرخ شاہ کے ہاتھ میں تھی۔ تمام بادشاہ روئے زمین کے مطیع تھے۔ اور کابل کی سلطنت غزنین کی سلطنت سے پہلے تھی۔ جب حوادث روزگار سے خلل پذیر ہوئے شاہ غزنی کے قبضہ میں آئے۔ فرخ شاہ کی اولاد بھی دیار کابل میں اپنے املاک اور اسباب میں مشغول رہی۔ یہاں تک کہ چنگیز خاں نے خروج کیا اور ملک ایران اور توران تہ تیغ لایا اور لوٹ مچا دی۔ اور لشکر غزنی کی طرف کھینچا۔ جب غزنی میں پہنچا اس کو لیا اور خراب کیا۔ جد بزرگوار شیخ فریدالدین نے کابل کی لڑائی میں شہادت پائی۔ بعدہ جد بزرگوار شیخ الشیوخ عالم قاضی شعیب تین لڑکوں کے ہمراہ اور مال و اسباب لیکر لاہور میں پہنچے اور قصبہ قصور میں نزول فرمایا۔ قاضی قصور کہ عدل و انصاف میں اور مروت اور مردمی میں قاضیوں کے فخر تھے۔ آپ کے خاندان کی عظمت اور بزرگی اس سے پہلے سنی تھی۔ جب ان بزرگوار کو دیکھا تعظیم سے پیش آئے۔ اور جیسا سنا تھا سو چند دیکھا۔ چنانچہ اس کا مشاہدہ آپ کہتا ہے ؎

آنچہ گوش از کمال خواجہ شنید
چشم او صد ہزاراں چنداں دید

اور ضیافت کی اور ان کے پہنچنے کا ذکر کہ کمال علم اور جمال سے آراستہ تھے۔ اور ان کے خاندان کی عظمت بادشاہ کو لکھی۔ بادشاہ نے ایک فرمان تعظیم اور تکریم کا اس بزرگ کی خدمت میں بھیجا۔ مضمون اس کا یہ تھا۔ کہ جیسا آپ کے اختیار میں ہو۔ ہر علم دینی اور دنیا دی جہت د...... سے میری رضا ہے ؏

رضائے دوست مقدم بر اختیار منست

بعدہٗ بابا فریدالدین گنجشکر کی جد بزرگوار نے فرمایا کہ ہم کو علم دنیا مطلوب نہیں ہے جو چیز ہم سے جاتی رہی۔ اس کے پیچھے نہیں پڑتے اتفاقاً کوٹھوال سے نزدیک ہے۔ قاضی شعیب کے سپرد کیا گیا۔ جو بابا صاحب کی جد تھی۔ وہاں سکونت کی۔ اور حق تعالیٰ نے اس خاندان سے بابا صاحب کو ظاہر کیا۔ کہ ہندوستان کی خلائق کو کہ گناہ کے اندھیرے میں غرق تھی۔ دستگیری فرما کر نکالیں +

دوسری نقل ہے۔ آپ کے بزرگوار کے تشریف لانے کی کیفیت سیر العارفین مولٰنا جمال الدین دہلوی کی تصنیف سے اس طریق سے لکھا گیا کہ پدر بزرگوار آپ کے شیخ جمال الدین سلیمان کابل کی طرف شہاب الدین غوری سلیمان محمود غزنوی کے بھانجے کے عہد میں ملتان میں آئے۔ اور ملتان کی طرف میں ایک قصبہ ہے کہ اس کا نام کوتھوال ہے اُن کو اس قصبہ کی زمین کی قضا دی۔ وہاں آپ نے تاہل کیا۔ اور متوطن ہوئے آپ کے تین لڑکے پیدا ہوئے۔ بڑے لڑکے اعز الدین محمود نام اُن سے چھوٹے فریدالدین مسعود اور چھوٹے لڑکے نجیب الدین متوکل قدس اللہ سرہٗ ان لڑکوں کی ماں بی بی قرسم خاتون مولٰنا وجیہہ الدین خجندی کی لڑکی تھی۔ کمال صلاحیت اور عفت میں ان کی کرامت معروف اور مشہور ہے۔

نقل ہے کہ حضرت سلطان الاولیا نظام الدین محمد بدایونی سے رات آپ کی والدہ عبادت اور تہجد میں مشغول تھیں ایک چور گھر میں آیا۔ آپ کی والدہ کی دہشت سے یکایک نابینا ہوگیا۔ چاہا کہ وہاں سے نکلے جانے سے راہ نہ پائی۔ آواز دی کہ میں چور ہوں۔ اور چوری کے لئے اس گھر میں آیا ہوں۔ البتہ یہاں کوئی ہے جس کی دہشت نے مجھے اندھا کیا۔ عہد کرتا ہوں کہ اگر بینائی آجاوے تو پھر چوری نہ کروں گا۔ اور کفر سے اسلام لاؤں گا۔ بابا صاحب کی والدہ نے جب یہ بات سُنی اُس کی بینائی کو حق تعالےٰ سے طلب کیا۔ اللہ تعالےٰ کے حکم سے دونوں آنکھیں بینا ہوگئیں۔ اس حال سے سوائے آپ کی والدہ کے کسی کو خبر نہ تھی۔ جب دن ہوا ایک شخص برتن دہی کا بھرا ہوا آپ کے دروازہ پہ پہنچا۔ اور کہا کہ میں وہی چور ہوں کہ رات چوری کو آیا تھا۔ ایک عورت متبرکہ یہاں نماز میں مشغول تھیں اُن کی ہیبت سے میں بالکل نابینا ہوگیا۔ اب میں آیا ہوں۔ کہ اپنے اہل وعیال سمیت مسلمان ہوؤں۔ آخر وہی اور ایک صالحان سے ہوا۔ اور بہت خدمت کی۔ اب اُس کی قبر بھی اُسی قصبہ میں ہے۔ اور آدمی زیارت سے اس مزار کے برکتیں پاتے ہیں۔ اور شیخ عبداللہ مشہور ہے۔ اور بابا صاحب کے پدر بزرگوار کی قبر اور آپ کے بڑے بھائی اعز الدین محمود کی مزار اسی قصبہ واقع ہے۔

سُنا گیا ہے آپ کی والدہ مذکورہ خواجہ محمود چشتی بہدالوی سے کہ ابتدائی حال میں بابا فریدالدین گنج شکر اکثر بیابان میں رہتے تھے۔ چنانچہ دس برس تک درختوں کے پتے کھاتے اور رات دن

عبادت الٰہی کے بعد مدت مذکور کے اپنی والدہ کی قدمبوسی سے مشرف ہوئے۔ والدہ نے ان کا حال پوچھا۔ کہ اس مدت میں کیا گذری۔ فرمایا کہ اس دس بارہ سال میں کھانا چھوڑ کر درختوں کے پتوں پر قناعت کی اور عبادت میں مشغول رہا۔ اس اثناء میں آپکی والدہ نے نہایت شفقت سے آپ کے بالوں میں شانہ کرنا شروع کیا۔ اس سے قبل جو آپکا سر شریف اُلجھا ہؤا اور بے روغن تھا درد کرنے لگا۔ ماں سے عرض کیا کہ بال درد کرتے ہیں۔ ماں نے جواب دیا کہ مدت ضائع کی کچھ نہ کیا۔ پھر مادر بزرگوار سے رخصت ہوکر سفر میں آئے اور ایک مُدت مدید ترک طعام اور نباتات کیا اور ہمیشہ اطمینان کی غرض سے ایک کاٹھ کی ٹکیہ سینہ کے آگے رکھتے تھے۔ اور عبادت میں مشغول رہتے تھے۔ اور جو آپ کو کھانے کو پوچھتا تھا۔ جواب میں فرماتے تھے۔ یہ بقیہ طعام موجود ہے۔ مَیں نے کھالیا ہے۔ اور بچا ہؤا اٹھا رکھا ہے۔ جب بعد مدت کے پھر والدہ کے پاس پہنچے۔ پھر والدہ نے استفسار کیا کہ اس مدت میں کیسے گذری۔ جواب میں فرمایا۔ کہ کاٹھ کی ٹکیہ پر قناعت کی۔ یہاں تک کہ ایک روز بھوک کی شدت سے اس کو دانتوں سے کاٹا کہ دانتوں کا زخم اس پر ظاہر ہے۔ اور جو ہم سے پوچھتا تھا ہم کہہ دیتے تھے کہ ہم نے کھایا ہے۔ اور بقیہ رکھا ہے۔ اور ٹکیہ کی طرف اشارہ کردیتے تھے مادر بزرگوار نے فرمایا کہ اس مدت میں سب خلاف واقعہ کے کہا۔ آپ نے فرمایا کہ بس تم نے اس مدت میں بھی کچھ کام نہ کیا۔ اور ضائع گزرانی۔ اور کاٹھ کی ٹکیاں کہ ایک ہزار چھتیس ہیں۔ آپ کے روضہ مقدس میں پاک پٹن میں موجود ہیں۔ کہ اس داعی نے بھی زیارت کی ہے۔ اور سر پر رکھی ہیں۔ پھر والدہ سے رخصت ہوئے تو سفر میں آئے۔ اور بارہ برس اپنے کو چاہ میں لٹکایا اور نماز معکوس میں مشغول ہوئے۔ اور ہمیشہ اس کو زبان پر لاتے تھے کہ جو خدا کرے ہوتا ہے۔ بعد بارہ برس کے ہاتف نے آواز دی کہ جو خدا کرے ہو۔ اور جو فرید چاہے اللہ کے حکم سے ہو۔ اس مدت میں ریاضت انجام کو پہنچی مکہ چڑیاں تھے آپ کے داڑھی مبارک میں گھونسلے بنائے تھے۔ بعد گذرنے مُدت کے جب جب ماں کی خدمت میں مشرف ہوئے تو ماں نے حال سُنکر بہت شاباش کی۔ اور مہربانی فرمائی۔ کہ مرد ایسا ہی کرتے ہیں۔ جیسا کہ تم نے اس بار کیا۔ بہت پسند آیا۔ اس کلام کے اثنا میں آپ نے ہندوی زبان میں فرمایا ؎

فریدا ادھر سولی سر پنجرے تلیاں تو کت کاگ
رب اجیوں نہ باہڑے سو دھن باڈے بھاگ

اور نیز کاتب الحروف کی والدہ سے سنا گیا ہے کہ آنحضرت بزرگان دین کی جماعت کیساتھ یعنی شیخ بہاؤ الدین زکریا اور شیخ جلال الدین بختیار اور شیخ شرف الدین قلندر سیر میں تھے ناگہاں ایک جگہ پہنچے کہ اس کی دو راہیں تھیں۔ ایک میں چوروں کا خطر تھا۔ اور ایک امن سے تھی۔ شیخ بہاؤ الدین زکریا نے فرمایا کہ امن کی راہ چلنا چاہیئے۔ آنحضرت نے فرمایا کہ سبب خطر کا آپ سے دور کرنا چاہیئے۔ اور راہ میں جریدہ آنا چاہیئے۔ ویسا ہی کیا اور خطر کی راہ آئے۔ ناگاہ ایک دریا پر اترے دیکھا کہ صیاد نے جال ڈالا ہے۔ اور مچھلیاں پکڑتا ہے۔ یہ سب یار جو بھوکے تھے ہر ایک کے نام سے ایک چیز نکلی جو آنحضرت نے بہت مبالغہ کیا۔ بالضرورت اپنے نام سے جال ڈالا ہر چند صیاد نے زور کیا کچھ فائدہ نہ ہوا۔ اور جال نہ کھینچ سکا۔ یہاں تک کہ سب یاروں نے زور لگا کر کھینچا۔ ناگہاں ایک مرد نورانی قرآن کی تلاوت میں مشغول ظاہر ہوا۔ اور الٹی طرف نان تنک۔ اور حلوا رکھا تھا۔ پوچھا یہ پکا حلوا کیسا ہے اس پیر نے کہا کہ بہ نیت حضرت فرید الدین گنجشکر کے میں نے پکایا تھا۔ اور میں آب شیریں کی طلب میں آیا تھا۔ سب یار تعجب میں رہے اور اس روز سے درست اعتقاد کے ساتھ آتے تھے۔ اور نہایت ادب کے ساتھ رہتے تھے۔ یہاں سے معلوم ہوا کہ بابا صاحب سیر میں اپنے احوال کے ساتھ بہت کوشش کرتے تھے بعد ازاں سب یار سیر میں آئے اور حرمین شریفین کے طواف سے مشرف ہوئے اور بوقت واپسی آنحضرت کے شیخ بہاؤ الدین زکریا اس سبب سے کہ رشتہ میں باہم خالہ زادہ تھے۔ اور محبت بہت رکھتے تھے۔ بخارا میں خدمت شیخ شہاب الدین سہروردی کی پسند کی تھی۔ آنحضرت کا قاعدہ تھا کہ جو مسافر انکی خدمت میں آتا تھا کہ جو مسافر ان کی خانقاہ میں آتا تھا۔ خادم کو بھیجتے تھے کہ بعد ادا کرنے خدمت مہمانداری کے کھانا آگے لے جاتا تھا۔ جب وہ دونوں عزیز گئے بقاعدہ سابقہ کھانا بھیجا۔ انہوں نے کھایا اور چند روز خدمت میں رہے۔ شیوخ نے مولنا فرید الدین کے باب میں فرمایا۔ کہ ہمت عالی رکھتے ہیں۔ اور وہاں سے انتقال فرمایا۔ ایک نوع کی ملاقات ان دونوں بزرگ کی شیخ الشیوخ کے اس طریق سے ہے +

نقل ہے گلشن اولیا سے کہ ایک وقت بندگی شیخ بہاؤالدین زکریا قطب العالم شیخ فریدالدین کے آگے آئے کہ میں بسبب ارادت کے شیخ شہاب الدین کے پاس قصد رکھتا ہوں۔ حضرت قطب العالم نے فرمایا کہ میں نیت ارادت کی ان سے نہیں رکھتا ہوں لیکن تمہاری خاطر سے اگر کہو ہمراہ چلوں۔ بندگی حضرت غوث الاعظم بہت خوش ہوئے اور کہا اس سے کیا بہتر ہے۔ بعدہ دونوں روانہ ہوئے اور تین آدمی اور روانہ ہوتے ایک شیخ داؤد موکدی دوسرے شیخ محمود بھرکی۔ تیسرے شاہ باز قلندر۔ لیکن شہباز بھی نیت ارادت کی نہیں رکھتے تھے۔ اور یہ دو آدمی بہ نیت ارادت گئے۔ ہر ایک خالی عیب اور رنج سے بغداد کی طرف گئے۔ جب چند منزل طے کیں۔ ایک روز اثنائے راہ میں سانپ نے غوث العالم بہاؤالدین کے پاؤں میں کاٹا۔ حضرت قطب العالم نے فرمایا کہ تریاق پیدا کرنا چاہیئے۔ غوث العالم نے فرمایا۔ جب آپ ہمراہ ہے تریاک کیا کرے گا۔ حضرت قطب العالم بابا صاحب نے قدرے خاک زمین سے اٹھائی۔ اور نام حضرت نواختہ درگاہ جبار خواجہ قطب الدین بختیار قدس سرہٗ کا لیا۔ اور سانپ کے کاٹے کی جگہ ڈالی فوراً صحت ہوئی۔ گویا کچھ درد تھا حضرت غوث العالم شیخ بہاؤالدین اور اور سب مصاحب حیران ہو گئے۔ اور عظمت اور بزرگی خواجہ قطب الدین کی اقرار میں لائے اور روانہ ہوئے۔ جب بغداد کے نزدیک پہنچے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ بھیڑیں چرتی ہیں اور گلے میں چاندی کے طوق ہیں۔ پوچھا یہ کس کی ہیں۔ کہا شیخ کی ہیں۔ پھر آگے قدم مارا دیکھا کہ گھوڑوں اور اونٹوں کے گلے میں زر و نقرہ کے طوق کے ساتھ چرتے ہیں۔ پوچھا یہ کس کے ہیں۔ کہا شیخ شہاب الدین کے۔ جب قریب شہر کے پہنچے جس باغ میں گذرتے تھے شیخ کا ذکر سنتے تھے۔ شہباز قلندر وہ ویرہیں ایک لتہ رکھتا تھا۔ اس کو اتارا۔ اور زمین پر ڈالا۔ اور کہا یہ بھی شیخ ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد شیخ کے دروازہ پر پہنچے اور بیٹھے۔ خادم اندر سے آیا۔ پوچھا کہ ابھی جو آدمی آئے ہیں کہاں ہیں۔ ہر ایک اٹھا اور کہا ہم ہیں۔ خادم لوٹا اور شیخ کے پاس گیا اور کہا بعدہٗ شیخ نے فرمایا کہ جا پوچھ تم میں شیخ فرید اور شیخ بہاؤالدین کون ہے۔ خادم آیا اور پوچھا۔ سب تعجب میں ہوئے اور کہا کہ ہم ہیں۔ خادم نے کہا آؤ تمہارے لئے حضرت قطب العارفین نے بھترگاہ فرمائی۔ قطب العالم بابا صاحب نے فرمایا کہ ہم اول ملاقات شیخ کی کریں گے۔ اسوقت

اسی جگہ میں اتر پڑے گے۔ خادم نے کہا کہ جو حضرت شیخ نے فرمایا ہے بہتر ہے کہ اس سے رُوگردانی نہ کرو۔ اُتر لو پھر چلنا۔ اترے اور خادم اور پھر گیا۔ بعد ساعت کے شیخ نے کھانا بھیجا۔ ہر ایک نے ہاتھ کھانے کو پھیلایا۔ باباصاحب نے نہ کھایا۔ فرمایا کہ مَیں شیخ کے ساتھ کھاؤنگا۔ آدمی نے جاکر شیخ سے کہا سب نے کھایا لیکن حضرت شیخ فرید کہتے ہیں کہ مَیں شیخ کے ساتھ کھاوں گا۔ شیخ نے فرمایا کہ جا شیخ فرید سے کہہ کہ تم کھانا کھاؤ۔ ہم نے نیت سات روز کے طے کی کی ہے۔ جب خادم نے کہا۔ باباصاحب نے فرمایا کہ مَیں نے بھی طے کا قصد کیا ہے۔ خادم گیا اور آکر کہا۔ کہ شیخ نے فرمایا ہے بہتر ہے العرض جب ان پانچوں نے اس منزل گاہ کو آرامگاہ کیا۔ علی الصبح شیخ نے آدمی بھیجا کہ جاؤ گھوڑوں کے واسطے گھاس لاؤ۔ جو آدمی کہ نیت ارادت کی رکھتے تھے۔ تخم عبودیت کا بویا تھا۔ اطاعت کی۔ حضرت قطب العالم اور شہباز قلندر بھی یاروں کی موافقت میں گئے۔ بندگی غوث العالم شیخ بہاؤالدین خشک گھاس لائے۔ اور شیخ داؤد اور شیخ محمود سبز گھاس لائے۔ خادم آیا اور ان کی کیفیت معلوم کی اور خشک گھاس اُن کی درگاہ میں گذرانی۔ شیخ نے فرمایا جا بہاؤالدین سے پوچھ کہ خشک گھاس کیوں لایا۔ اور شیخ داؤد اور شیخ محمود سے کہہ کہ سبز کیوں لائے۔ خادم آیا اور کہا غوث العالم نے جواب دیا کہ مَیں نے سبز گھاس کو دیکھا کہ تسبیح میں تھی۔ اس سبب سے خشک لایا۔ اور شیخ داؤد اور شیخ محمود نے کہا حضرت کی خدمت میں خشک گھاس کیوں لاتے سبز بہتر ہے۔ خادم نے جاکر یہ حقیقت شیخ کی خدمت میں عرض کی۔ شیخ نے رغبت سے سنی اور پسند کیا۔ بعدہ بروز طے کے جب وہاں پہنچے۔ حضرت شیخ الشیوخ نے اُن کو بلایا۔ جب یہ دروازہ پر شیخ کے پہنچے۔ کہ اندر گھر سے دو آدمی پکڑکر لائے ہیں اور ان کے حضور میں دونوں کی گردن ماری۔ ان کو حیرت ہوئی کہ یہ کیا ہوتا ہے بس گھر میں گئے اور شیخ کے ساتھ کھانا کھایا۔ لیکن شیخ کے آگے جَو کی روٹی پھیکے آٹے کی لائے تھے۔ شہباز نے دل میں گذرانا کہ اس طریق کے پیر.... کا مال و منال مَیں نے دیکھا۔ اور اندر یہ طریق ہے حضرت شیخ نے باطن سے معلوم کیا اور شہباز کی طرف دیکھا۔ اور یہ بات کہی۔ کہ میخ میں نے..... مٹی میں گاڑی ہے دل پر نہیں گاڑی ہے۔ اور وہ لتہ جو شہباز نے ڈالا تھا۔ حجرہ سے منگاکر دیا۔ حاضرین

متعجب ہوئے۔ بعض نے خاطر میں گذرانا اور تو سب حل ہؤا۔ لیکن یہ فرماویں کہ دو آدمیوں کی کیوں گردن ماری کیا سبب تھا۔ فرمایا کہ وہ دونوں نفس شیخ داؤد اور شیخ محمود کے تھے۔ اُن کی نفسانیت کو ظاہر مظہر میں لا کر گردن ماری۔ جب وقت مغرب ہؤا۔ شیخ کے وضو کو طشت اور آفتابہ لائے جب شیخ نے مسواک کی اور کلی کی۔ بابا صاحب نے اِن کے دانتوں کا درد دیکھ پوشیدہ حضرت باری تعالےٰ سے عرض کی۔ الٰہی ان کا درد دور ہو۔ فرمان ہؤا کہ حکم ہمارا اسی طور سے ہے۔ اُس وقت بابا صاحب نے عرض کی الٰہی تیرا حکم جاری رہے گا۔ لیکن ان کے درد کے بدلے ہمارے درد ہو۔ اُس وقت درد دور ہؤا۔ اور بابا صاحب کے ہونے لگا۔

ز مردان ہر کہ باشد صاحب گنج — رساند راحت و بر خود نہد رنج

کنون شاہم بزیر چرخ دوار — ہمے بخشد شفا ہر روز صد بار

شیخ شہاب الدین نے بابا صاحب کی طرف دیکھا اور کہا اس راز سے کوئی مطلع نہ ہو۔ تم نے کیوں آپ کو رنج میں ڈالا۔ قطب عالم بابا صاحب نے فرمایا یہ درویش سے نہیں ہوتا ہے کہ کسی کو رنج میں دیکھے۔ حضرت شیخ الشیوخ نے بھی دعا کی کہ بابا صاحب کا درد دور ہؤا۔ بعد حضرت نے التماس فاتحہ کی۔ کہ جب تک اپنے پیر کے پاس پہنچیں شیطان کے مکر سے نڈر رہیں۔ شیخ الشیوخ نے فرمایا کہ شیطان لعین کو تمہاری ذات سے کیا مجال ہے۔ قطب العالم نے فرمایا۔ کہ فاتحہ پڑھو۔ فاتحہ فتوح کی پڑھیں۔ اور حضرت شیخ نے عوارف کتاب کو حضرت قطب عالم کو دیا۔ کہ تم جب تک پیر کے پاس پہنچو۔ اس کا مطالعہ کرو۔ کہ خاص تمہارے واسطے بنائی ہے۔ بعد بابا صاحب قطب عالم حضرت شیخ الشیوخ سے رخصت ہوئے اور فرمایا کہ تم لشکر عالم اور عالم والوں کے ہو۔ اور دار الملک دہلی کی طرف متوجہ ہوئے +

نقل ہے گلشن اولیا سے کہ ایک وقت حضرت قطب العالم فرید الدین گنجشکر حضرت شیخ بہاؤ الدین ذکریا قدس سرہٗ کی ملاقات کو سفر فرماتے تھے۔ اور قدموں مبارک سے اس زمین کو طے کیا۔ اور دونوں بزرگوں نے ملاقات کی اور ثمرہ اخلاص اور اتحاد کا اظہار فرمایا۔ چونکہ قطب العالم آفتاب عالمتاب سے تھے۔ اُن کی توجہ حدود ملتان میں شیخ صدر الدین کو خوش نہ معلوم ہوئی۔ اور اپنے دل میں خیال کیا کہ شاید وہاں کی ولایت کا خیال رکھتے ہیں۔ کہ اس

طرف تشریف لاتے ہیں شیخ بہاؤالدین سے ظاہر کیا۔ کہ بابا یہ جو یہاں آتے ہیں اچھا نہیں ہے شاید اس ولایت کو لینا چاہتے ہیں۔ حضرت شیخ نے فرمایا کہ آپ کی یہ غرض نہیں ہے کمال لطف سے ملاقات کے واسطے آتے ہیں۔ شیخ صدرالدین کے دل سے یہ دغدغہ کلی دور نہ ہوا۔ اور بزرگوں کا طریقہ ہے جو کسی بزرگ کو چاہتے ہیں کہ کسی جگہ روانہ کریں۔ اُس کی جوتیاں اس طرف کر کے رکھتے ہیں۔ شیخ صدرالدین نے بابا صاحب کی جُوتیاں لے کر اور جھاڑ کر دہلی کی طرف سیدھی کر کے رکھیں۔ بابا صاحب نے فرمایا کہ شیخ صدرالدین میں یہاں رہنے والا نہیں ہوں۔ خاطر جمع رکھو۔ محض تیرے باپ کی ملاقات کو آیا ہوں۔ شیخ بہاؤالدین کی ایک کنیزک تھی۔ با حسن جمال شیر گفتار پاکیزہ مثال آب زلال کے کہ آدمیوں کے ہوش لے جاتی تھی۔ اور دل کا غبار کلام نرم اور گرم سے صاف تھی۔ جب حضرت بہاؤالدین اُس کو اپنے پاس بلایا۔ اور شقاوت کا داغ کہ اس جبیں پہ اس حسن کے باغ کی طراوت کے تھا۔ جب دیکھتے تھے۔ عیش خواب ہو جاتا تھا۔ چند بار اس بزرگوار۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ نے حضرت پروردگار میں عرض کی۔ کہ الٰہی اس کی شقاوت کا داغ سعادت سے بدل دے۔ فرمان پہنچا تھا کہ ہمارا حکم یوں ہے۔ بندگی شیخ بہاؤالدین نے دل میں گزارا کہ اگر وہ ماہ روشنک ہو بابا صاحب کی نظر سے مشرف ہو۔ امید ہے کہ داغ شقاوت کا آپ کی دُعا کی برکت سے بدل جاوے گا۔ شیخ بہاؤالدین نے بابا صاحب سے کہا کہ ایک لونڈی ہے۔ اگر فرماؤ تو آفتابہ لے کر آوے اور وضو آپ کو کرا دے کہ میری نیت ہے۔ فرمایا بہتر ہے۔ شیخ بہاؤالدین اندر گئے اور اس ماہ پیکر سے کہا کہ آفتابہ پانی سے بھر کر جا۔ اور ان شیخ کو کہ گھر کے اندر بیٹھے ہیں۔ وضو کراؤ۔ اور آپ کو اُن سے پردہ میں نہ رکھنا۔ اس نے کہا کیونکر میں آپ کو دوسرے کو دکھلاؤں۔ کہ میں عورت ہوں۔ شیخ نے فرمایا کہ اس میں مصلحت ہے۔ جو میں کہتا ہوں وہ کر۔ لونڈی نے آفتابہ بھر کر لیا اور حضور میں بابا صاحب کے گئی۔ حضرت قطب العالم نے اپنا دست مبارک نکالا۔ لونڈی نے پانی ڈالا۔ جب حضرت قطب العالم نے دیکھا۔ وہ داغ مثل زاغ کے اُس جمال میں نظر شریف میں پڑا۔ حضرت قطب العالم نے منہ آسمان کی طرف اُٹھایا۔ اور دُعا کی۔ اس لونڈی نے تمام پانی اس عرصہ میں دستِ مبارک پہ ڈال دیا۔ اور گمان لے گئی کہ یہ مرد مجھ پہ شیفتہ

ہوگیا ؎

نظر خوباں بحسن خویش دارند | کسے را در نظر زاں مے نیازند
ولی مردان حق را مے ندانند | کہ حسن شاں بیک جو کم ستانند

القصہ جب آفتابہ اس آفتاب جمال کا خالی ہؤا۔ اندر گئی اور شیخ سے کہا کہ تم نے مجھ کو ایسے مرد صاحب نظر کے پاس بھیجا۔ شیخ نے فرمایا اس مرد نے کیا کیا۔ اس نے کہا کہ نظر آسمان کی طرف سے نیچے نہ کی۔ تمام پانی میں نے اس کے ہاتھ پر ڈال دیا۔ شیخ الاسلام نے جانا کہ حضرت دعا میں مشغول ہوئے۔ اور اس کی پیشانی پر نظر کی دیکھا کہ ہنوز داغ شقاوت کا رکھتی ہے۔ فرمایا کہ جلد اور پانی لے جا۔ لونڈی دوسرا آفتابہ بھر کرلے گئی۔ اور پھر تمام پانی آپ کے ہاتھ پر بیٹھ ڈال دیا پھر اندر گئی۔ شیخ نے اب وضو کیا ہے یا نہیں۔ کہا نہیں کیا ہے۔ اور نظر اوپر ہے۔ شیخ نے اس کی پیشانی دیکھی۔ دیکھا کہ وہ داغ باقی ہے۔ فرمایا۔ جلد جا اور آفتابہ لے جا۔ وہ بھر کر لے گئی۔ اور دست مبارک پر بیٹھنا شروع کیا۔ جب آدھا پانی بٹ گیا۔ حضرت بابا صاحب نے نظر نیچے ڈالی۔ اور باقی پانی سے وضو کیا۔ بعدہ کنیزک گھر میں آئی اور شیخ سے کہا کہ اس مرد نے وضو کیا آدھے پانی سے شیخ نے تمام حضور سے اس کی جبیں دیکھی۔ دیکھا کہ داغ شقاوت کا اس کی جبیں سے دور ہوگیا۔ اور شاہی پیشانی اور لطف الٰہی پہنچا۔ شیخ خوش ہوئے۔ لیکن دل میں کچھ غبار بیٹھا۔ درگاہ حق جل وعلا میں کہا الٰہی میں نے چالیس بار اس کام کی عرض کی۔ قبول نہ ہوئی۔ اور دعا شیخ فرید کی اجابت سے موصول ہوئی۔ فرمان ہؤا کہ اس چلہ اخیر میں میں نے اس سے کہا تھا کہ جو میں نے کہا تو نے کیا۔ اب جو تو کہیگا۔ میں کروں گا۔ اس سبب سے دعا شیخ فرید کی قبول اور معرض وصول میں ہوئی ✣

نقل ہے گلشن اولیا سے کہ جب حضرت قطب العالم فرید الملۃ والدین گنجشکر قدس سرہٗ کا اول چلہ ہؤا بعد بارہ برس فرمان حضرت حق سبحانہٗ تعالےٰ پہنچا۔ کہ فرید اچھا ہماری طلب میں پہنچا۔ اور جب دوسرا چلہ ہؤا فرمان پہنچا کہ اے فرید جو کچھ میں نے کہا تو نے کیا۔ اور جب تیسرا چلہ ہؤا۔ فرمان حق تعالیٰ آیا کہ جو میں نے کہا تو کیا۔ اب جو تو کہیگا میں کروں گا۔ پس اس کلام سے ایسا معلوم ہؤا کہ عمر حضرت قطب عالم کی

ایک سو بیس سال کی تھی۔ لیکن میں نے اپنے پیر کی زبان سے سُنا +

مصنف گلشن اولیاء لکھتا ہے۔ کہ حضرت قطب العالم فریدالدین قدس سرہٗ نے اپنی عمر ایک شخص کو اپنی والدہ کی شفاعت سے بعد وفن سے بخشی تھی +

نقل ہے۔ گلشن اولیاء سے کہ جس مقدار کی قطبیت گھ حضرت گنجشکر کو تھی۔ دوسرے کو کمتر ہوئی ہے عمر چہل سال آپ کی تھی کہ چند درویش کامل نے کوہ قاف سے قصد کیا کہ جا کر اس شیخ کو مار ڈالیں۔ کہ اس قسم کی قطبیت کسی پر قرار نہ پائی ہے۔ اور جب تک وہ ہے دوسرا قطب نہ ہوگا۔ حضرت قطب العالم کے پاس آئے اور سب نے سلام کہا۔ آستانہ قطب العالم میں بیٹھے۔ بعد تھوڑی دیر کے حضرت قطب العالم نے ان سے پوچھا تم نے اس قدر سیر کئے ہیں کوئی درویش دیکھا ہے۔ وہ تعجب میں ہوئے اور کہا کہ ہم خود درویش ہیں اور کہا کہ ہاں دیکھا ہے اور سُنا گیا اور نام لیا۔ حضرت قطب العالم نے ان سے کہا کہ مجھ کو کیسا دیکھا ہے۔ کہا کہ ہم ابھی آئے ہیں۔ تم سے واقف نہیں حضرت نے فرمایا جاؤ میرا حال پوچھو۔ گئے اور در پہ کھڑے ہوئے اور پوچھا کہ حال شیخ کا کس طرح ہے۔ اندر سے آواز آئی۔ اس روز سے کہ میں گھر میں شیخ کے آیا ہوں۔ کبھی کھانا سیر ہو کر نہ کھایا ہے۔ جب انہوں نے جواب سُنا پھر مسند شریف پر حضرت کے پہنچے۔ کیا دیکھتے ہیں۔ کہ حضرت وہاں نہیں ہیں۔ انہوں نے آپ کی تلاش میں مراقبہ کیا تمام زمین کی سیر کی۔ اور آسمان پر طیر کیا کسی جگہ نہ پایا۔ سر مراقبہ سے اٹھایا۔ کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت ان کے درمیان میں ہیں۔ اور گرد اپنی ریش مبارک کی آستین سے جھاڑتے ہیں۔ جب انہوں نے حضرت کو دیکھا پوچھا کہ آپ کہاں تھے۔ آپ نے کہا جو درویشوں کو تم نے مسمیٰ کیا۔ میں نے ان کو جا کر دیکھا انہوں نے کہا کیسا دیکھا۔ فرمایا سب گندہ پر ہیں۔ بعدہٗ حضرت گنجشکر نے ان کی طرف توجہ کی۔ فرمایا کہ مجھ کو تم نے کسی جگہ نہ پایا۔ پھر مار کب سکتے ہو۔ اگر میں چاہوں تو ایک ہمت میں تم کو مار ڈالوں۔ لیکن جاؤ فقیر کو ایسا نہ چاہیئے۔ زمین عبودیت کی چومی اور کہا اب درویش رواں ہوتے ہیں +

نقل ہے گلشن اولیاء سے کہ ایک وقت کوہ لبنان کے درویشوں میں اختلاف ہوا۔ حضرت گنجشکر کی قطبیت میں بعض نے کہا کہ حضرت بندگی شیخ فرید قطب ہیں۔ اور بعض نے کہا نہیں۔ اس واسطے جو قطب ہے اس کا البتہ اس مقام عظام میں گذر ہوتا

ہے۔ اور اُس نے کبھی اس جگہ مقام فرحت افزا میں گذر نہیں کی۔ جب اختلاف زیادہ ہوا آخر طرفین میں یہ ٹھیرا کہ دو آدمی امتحان کے لئے بھیجنا چاہیئے۔ دو آدمیوں کو متعین کیا۔ جب وہ حضرت قطب العالم کے پاس پہنچے آپ کا جمال باکمال دیکھا۔ اور آپ کی ملازمت میں رہے۔ لبنان کی طرف واپس نہ پھرے۔ اور دو آدمیوں کو بھیجا کہ اُن دو کی خبر لا دیں۔ اُن دو نے بھی جب جمال باکمال دیکھا نہ پھرے۔ پھر دو شخص اور بھیجے وہ بھی جب پہنچے خدمت قبول کی۔ کوہ لبنان خالی ہو گیا۔ بعد مدت کے حضرت نے فرمایا کہ لبنان اولیا کی جگہ ہے۔ اُس کو خالی نہیں چھوڑنا چاہیئے۔ سب کو رخصت فرمایا۔ سب نے اطمینان سے مراجعت کی +

نقل ہے گلشن اولیاء سے کہ سلطان ناصر الدین بادشاہ دہلی کے عہد میں ایک دانشمند فصیح الدین نام بالادر سے دہلی میں پہنچا۔ کہ کوئی دانشمند اس سے مباحثہ نہ کر سکا تھا۔ ایک زمانہ کا فائق تھا۔ ایک وقت ایک مجمع میں بیٹھا تھا۔ اور پانچ عالم اُس شخص سے گفتگو کرتے تھے۔ اور وہ کہتا تھا۔ کوئی ان حدود میں بھی دانشمند ہے کہ مجھ سے بحث نہ کی ہو۔ ایک مرد نے ان میں سے کہا۔ ہاں قطب العالم فرید ہیں اجودھن میں اُس دانشمند نے مخصوص قصد کیا اور پہنچا۔ اور آپ کا جمال جہان آرا دیکھا۔ اور اپنی مشکلات کو آپ سے پوچھا۔ اگرچہ ان کے آگے بہت سہل تھیں۔ لیکن آپ نے تھوڑی دیر تامل فرمایا۔ شیخ نظام الدینؒ ملازمت میں حاضر تھے حل قلد جواب باصواب کیا۔ وہ متحیر رہا۔ دل میں گذرا کہ سبحان اللہ مرید جس کا ایسا علم رکھتا ہو۔ وہ کیسا ہو گا جلد اُٹھا اور متفکر چلا۔ حضرت قطب العالم نے نظام الدین پر بہت عتاب کیا۔ کہ تو نے کیوں اول اُس کو جواب دیا۔ اور خراب کیا۔ کیا میں نہیں جانتا تھا۔ میں نے اسی واسطے تحمل کیا تھا۔ کہ اس کا دل خستہ نہ ہو۔ میں تجھ سے ہرگز خوش نہ ہو گا۔ جب تک اس کو جا کر خوش نہ کرے گا۔ شیخ نظام الدین مولانا فصیح الدین کے پاس آئے کہ ہمارے پیر دستگیر نے تمہاری خاطر کے سبب بہت غصہ فرمایا۔ مولانا فصیح الدین نے کہا کہ مجھ کو کیوں سرزنش فرمایا۔ تم نے جواب باصواب کہا۔ آپ نے کہا اس واسطے کے تو نے کیوں جواب دیا۔ اگر تو نہ کہتا۔ تو مولانا کا دل خوش ہوتا۔ میں نے اسی واسطے تحمل کیا تھا۔ شیخ فصیح الدین کو اس بات سے بہت حیرت ہوئی۔ کہ سبحان اللہ علم ایسا

دور تحمل لیا۔ اُٹھے اور قطب العالم کی خدمت میں پہنچے۔ اور التماس بیعت کی کی۔ حضرت قطب العالم نے فرمایا کہ تم نے علم ظاہری میں بہت غلو کیا۔ میں کس طرح تم کو مرید کردوں آخر مرید کیا۔ اور اس سعادت سے مشرف ہوئے۔ عمر بھر قطب العالم کی خدمت میں رہے۔

نقل ہے کہ گلشن اولیاء سے کہ ایک روز نقیب اولیاء حضرت ابو العباس خضر ہمارے پیر دستگیر کی خدمت میں آئے۔ اور کہا کہ آج کی رات دریا میں مچھلیاں جمع ہوئی تھیں اور ایک مچھلی اُس مچھلی کی نسل سے کہ یونس علیہ السلام کو لے گئی تھی کہتی تھی اس وقت میں بہر میں بڑھا ہے کہ دریا خشک ہوگا۔ دریا کے رہنے والے اس ماہی پر بہت اعتقاد رکھتے ہیں۔ اور جو مشکل اُن کو ہوتی ہے۔ اس کو اس مچھلی سے حل کرتے ہیں۔ القصہ دریا کے رہنے والے اس بات سے بہت متحیر اور متفکر ہوئے۔ کہ جب دریا خشک ہوگا ہماری زندگی کیونکر ہوگی۔ مجھ کو دریا کے باشندوں نے تمہارے پاس بھیجا ہے۔ تاکہ کسی طرح سے ان کی رہائی ہو۔ پس میں دریا میں آیا۔ ایک حجرہ بلوری دیکھا۔ دروازہ بند تھا۔ میں نے آواز دی کہ اس حجرہ میں کون ہے۔ میں نے آواز سُنی کہ یہ حجرہ شیخ ابی سلول کا ہے۔ قطب العالم شیخ فریدالدین گنجشکر کے خلفاء سے ہے۔ میں نے اُن کو طلب کیا۔ دروازہ کھولا۔ میں نے دیکھا کہ ایک مرد پیر نورانی سجادہ کرامت پر بیٹھا ہے۔ اس کو میں نے سلام کیا۔ جواب ہیبت کے ساتھ دیا۔ میں آگے آیا۔ مجھ سے فرمایا تو کون ہے کہ تجھ کو اپنی مراد کی صورت میں دیکھتا ہوں۔ میں نے کہا اُن کی نسل سے ہوں۔ میرے پاؤں پر گرا۔ اور بہت عذر اور معافی اپنی تقصیرات کی چاہی میں نے بخشدیا۔ پھر کہا کہ یہاں کیوں آئے۔ قصہ خضر علیہ السلام کا میں نے کہا۔ اور خضر بھی میرے برابر تھے۔ جواب دیا کہ سچ ہے۔ جو مچھلیاں کہتی تھیں میں نے کہا کیونکر۔ تو کہا کہ میں صد سالہ تھا کہ گنجشکر کا مرید ہوا۔ اسی روز مجھ کو شرف خلافت سے مشرف کیا اور تلقین و ارشاد فرمایا۔ اور یہاں جگہ دی۔ دو سو چھانوے برس ہوئے کہ اس مدت میں کسی وقت مشاہدہ نہ ہوا۔ دوسرا دن ہے کہ میں نے قصد کیا ہے کہ ایک آہ ماروں کہ ساتوں دریا خشک ہوں اور آسمان جلیں۔ میں نے کہا۔ اس سبب سے کہ مچھلیاں کہتی ہونگی۔ میں تم کو وصال دلاؤں۔ اس کو اپنے برابر عرش کے نیچے لے گیا۔ اور میں نے کہا وہ آہ کہ وہاں تو مارتا یہاں نکال تا کہ حجاب جل جاویں اگر تو اپنی بات میں سچا ہے۔ خضر بھی برابر تھے۔ شیخ ابی سلول نے

آہ ماری حجاب اوّل تک پہنچی۔ حجاب نے جلنا شروع کیا۔ شیخ بے اجازت آگے گئے۔ جانا کہ حجاب جل رہا ہے۔ آگ حجاب کے جلنے کی ان تک پہنچی خاکستر ہو گئے۔ خضر نے بھی چند قدم تک اُن کی موافقت کی تھی۔ نصف بدن ان کا بھی جلا۔ لیکن یہ جلن ابی سلول کی آہ کی تھی۔ میں یہ امر دیکھ کر حیران ہوا۔ فوراً میں نے شفاعت کی۔ فرمان الٰہی ہوا یہ تمہارے دیکھنے کے لائق نہیں ہے۔ اور نہ تمہاری جد کا ارشاد کہ یہ ہم کو دیکھتا۔ میں نے کہا کہ جب موسےٰ علیہ السلام نے کہ ستر آدمی اُن کی قوم کے رؤسا سے گھر میں چلتے تھے اُن کی تجھ سے سفارش کی۔ تو نے ان کو زندہ کیا۔ ان بیچاروں کو بھی زندہ کر دے۔ پس خدا تعالےٰ نے اپنی قدرت سے اُن کو زندہ کر دیا۔ میں نے عرض کیا۔ کہ الٰہ العالمین کون سے عمل سے یہ تجھ کو دیکھیں۔ حکم ہوا کہ سماع سے دیکھیں۔ حالانکہ یہ اہل سماع سے نہ تھے۔ پھر میں نے عرض کیا کہ قسم ہے تیری عزت کی۔ کہ جب تک یہ مرد تجھ کو نہ دیکھ لیں گے میں یہاں سے نہ جاؤں گا۔ اور میں نے اپنے رب سے ملا اعلیٰ میں سماع ہونے کی اجازت چاہی۔ پس میری اس خواہش کو میرے رب نے قبول کیا۔ اس اثناء میں ایک فرشتہ آیا۔ اور کہا کہ اپنے شیوخ کو بلاؤ۔ پس انہوں نے اپنے شیوخ کو بلایا۔ پس حضرت سیدی شیخ فریدالدین گنجشکر اور شیخ جمال الدین ہانسوی اور حضرت سری سقطی اور حضرت معروف کرخی اور حضرت داؤد طائی اور حضرت ابو نجیب سہروردی۔ اور مخدوم جہانیاں۔ حضرت جلال بخاری اور حضرت شیخ نظام الدین صاحب الہند بدیوانی۔ اور شیخ محمد عباس بن بدرالدین دہلوی اور شیخ حسین ناصوری اور حضرت حمیدالدین صوفی اور شمس الملۃ حلوائی تشریف لائے۔ اس وقت ایک نور پیدا ہوا۔ کہ مجلس چمک اٹھی اور خوشبو پھیل گئی۔ پس میں نے شیخ محمد شمس الملۃ سے نفع کی درخواست کی۔ فرمایا کہ اس بیت کے گانے سے تجھ کو نفع ہوگا۔ اور وہ شعر یہ ہے ؎

مانا کہ پر گناہم نروہ کہ کسا ئیں
جنکی الشیخ الحمید نہ تواجد واقفہ

پس شیخ حمید روئے اور ان سے تواجد ظاہر ہوا۔ اور شیخ نظام الدین اُن کی موافقت کرتے تھے۔ یہاں تک کہ تین شبانروز حجاب اٹھی رہی۔ سب آدمی خدا تعالےٰ کو

دیکھتے تھے۔ اور تمام مشائخ سرور سے رقص میں آئے تھے۔ اس اثناء میں میں نے ہاتھ ابی سلول کا پکڑا۔ اور وہ تنہا دست بستہ کھڑا تھا۔ وہ رقص میں آئے۔ اور خدا تعالیٰ کو دیکھتے تھے۔ اور گلتے تھے۔ یہاں تک کہ تمام گوشت اور پوست جل گیا۔ اور ہڈیاں رہیں میں نے حضرت جد سے التماس کیا کہ یہ آپ کا مرید ہے۔ اگر آپ نہ ہوتے تو میں آپ کے کام میں سعی کرتا۔ حضرت نے اپنا ہاتھ اس پر ڈالا۔ اور نیچے لائے اور اس کا گوشت گلا ہوا اپنے حال پر لوٹ آیا۔ گویا اس کو کچھ خبر ہی نہ تھی +

نقل ہے گلشن اولیاء سے کہ ایک روز رسول صلے اللہ علیہ وسلم گھر میں تھے چونکہ ان کی باری تھی۔ لیکن گھر میں حضرت عائشہ رضؓ کے فاقہ تھا۔ اور حضرت رسالت پناہ کچھ پکی ہوئی چیز بی بی صاحبہ کے آگے لائے۔ حضرت عائشہ رضؓ غصے ہوئیں۔ اور اس پیالہ کو زمین پر مارا۔ کہ ظرف اور مظروف دونوں ضائع ہوئے۔ حضرت مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ وہ میرے واسطے کھانا لائی تھی۔ کہا اس کا برتن دے۔ برتن دلا دیا۔ القصہ رضا میں یہ فقر کا کام کہ خاصہ رسول حیا اور طعام کا کا تھا۔ اکثر مشائخ چشت عنبر سرشت نے اس میں قدم رکھا ہے اور فرمایا ہے۔ اگر چشتی کے گھر میں کوئی چیز رہی ہو۔ جب خادم اس کو دور کرے اس کے بعد وہ عبادت کے مصلا پر حضور کرے۔ اور سہروردی جب مصلا پر چاہے کہ سر رکھے۔ تو خادم اس کے آگے تنکہ زر کا رکھے اس وقت خاطر جمع نماز میں مشغول ہو +

حضرت قطب العالم فرید الملۃ والدین گنجشکر قدس سرہ العزیز فتوح کو نہیں قبول فرماتے تھے۔ ایک روز درمیان دو نمازوں ظہر اور عصر کے سلطان غیاث الدین نے دو طشت زر سرخ کے خدمت میں بھیجے۔ اس روز فرمایا۔ اور مولانا بدرالدین اسحاق کو حکم کیا کہ آج مطبخ میں کس قدر احتیاج ہے۔ عرض کی کہ ایک ٹکیہ چاہیئے۔ فرمایا ان میں سے لے۔ مولانا نے لیا۔ اور پھر عرض کی کہ ایک ٹکیہ پورا قرض بھی ہے۔ فرمایا اس کو بھی لے باقی فقراء پر تقسیم کردیں۔ جب طشت خالی ہوا۔ مولانا چراغ لیکر تلاش میں ہوئے مگر ایک ٹکہ پایا۔ کہ کل بھوک سے منہ بھرا جاوے۔ ایک ٹکہ وہاں پڑا دیکھا لیکر دستہ میں لپیٹ لیا۔ جب نماز کا وقت ہوا۔ حضرت قطب العالم نے نیت باندھی۔ جیسے نماز کو شروع کیا۔ نیت توڑ دی۔ مکرر نماز شروع کی۔ جب آدھی نماز پڑھی۔ پھر

نیت توڑ دی۔ پھر نیت کر کے تمام الحمد پڑھی۔ پھر نیت توڑ دی۔ جب یاروں نے پوچھا۔
کہ آج کیا سبب ہے کہ چند بار نماز ٹوٹی۔ آپ نے حضرت مولینا بدر الدین اسحاق سے
فرمایا۔ کہ مجھے نماز میں حضور نہیں ہوتا۔ شاید اس فتوح میں سے کچھ باقی رہ گیا ہے
عرض کی کہ ایک ٹکہ درست کل کے خرچ کو بچالیا ہے۔ قطب العالم نے اس کو لیکر
پھینک دیا۔ اُس ٹکہ کو ہاتھ میں جو لیا تھا۔ اس سبب سے اس رات میں اس قدر غم
کیا اور ڈرے کہ کبھی ایسا غم نہ ہوا تھا۔ افسوس فرماتے تھے۔ کہ کیوں اُس مقبوضہ
حق سے میں نے ہاتھ بھرا +

نقل ہے گلشن اولیاء سے کہ ایک رات حضرت شیخ نظام الدین قدس سرہٗ قطب العالم
کے دروازہ پر آئے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ اُن کے دروازہ پر سونے کے سانپ بہت
سے پے در پے جاتے ہیں اور ختم نہیں ہوتے۔ شیخ نے دیکھا اور حیران رہے
اور متعجب ہوئے۔ اور اپنی چادر کاندھے سے اُتاری۔ اور واسطے تماشے کے ایک سانپ
پر ڈالی۔ کیا دیکھتے ہیں کہ چادر کے نیچے وہ سونے کا تودہ ہو گیا۔ تعجب میں ہوئے اور
کہا یہ کیا ہوا۔ تمام واقعہ قطب العالم سے عرض کیا کہ میں نے ایسا دیکھا ہے اور ایسا کیا ہے
حضرت قطب العالم غصے ہوئے اور فرمایا کہ کس واسطے جامہ ان پر ڈالا۔ عرض کی کہ مجھ کو اس سے
کچھ غرض نہ تھی۔ سوائے تماشے کے تب قطب العالم نے فرمایا وہ دنیا ہے کہ ہر رات
عرض کرتی ہے۔ اور میں قبول نہیں کرتا +

نقل ہے گلشن اولیاء سے کہ شیخ نظام الدین قطب العالم کے آستانہ پر پہنچے۔ دیکھا۔
کہ ایک پیر زال بیش بہا اور قیمتی لباس پہنے مقام میں جھاڑو دیتی ہے۔ شیخ نے پوچھا۔ تو کون
ہے اُس نے کہا میں دُنیا ہوں۔ حضرت سلطان المشائخ نے اُس کو زبردستی مقام سے نکالا۔
کہ جا یہ تیری جگہ نہیں ہے جب یہ واقعہ حضرت قطب العالم کے آگے بیان کیا۔ حضرت نے بہت افسوس
کیا۔ اور فرمایا کہ کیوں اس مقبوضہ پر ہاتھ چلایا۔ کہ کیوں نہ باہر کیا +

نقل ہے گلشن اولیا سے کہ قطب الاقطاب فرد الاحباب شیخ فرید گنجشکر اور غوث
العالم شیخ بہاؤ الدین ذکریا۔ دونوں سیر سے فارغ ہوئے۔ حضرت قطب العالم نے فرمایا کہ
آؤ یہ سیر کریں شیخ بہاؤ الدین مانع ہوئے کہ زیادہ قابل نہیں ہے۔ اسی میں تھے۔ کہ ایک
مرد راستہ گیر آتشین لباس پہنے ہوئے اور آتشین شیر پر سوار ان کے اقدام سعادت کے

واسطے پہنچا۔ اور زمین چومی۔ اور حضرت قطب الاقطاب فریدالدین گنج شکر سے عرض کی۔ کہ ہمارے آدمی آپ کے دیدار کے منتظر ہیں۔ حضرت نے شیخ بہاؤالدین کی طرف توجہ فرمائی۔ کہا اب کیا خیال ہے۔ شیخ بہاؤالدین نے کہا کہ قصد کیجئے۔ میں یہیں رہونگا حضرت قطب العالم نے آتشین شیر پر سوار ہو کر اُس شیر کی طرف توجہ فرمائی ایک لحظہ میں وہاں پہنچے۔ ہر ایک آپ کے دیدار کا منتظر تھا۔ ہر ایک دوڑ کر آئے۔ اور قدم چومے۔ حضرت قطب العالم نے پہلے روز تفسیر کلام مجید کا وعظ فرمایا۔ اور دوسرے روز احادیث رسول کریم بیان فرمائیں اور تیسرے روز اس مقام کی تمام خلائق کو مرید کیا۔ ایک روایت ہے کہ چالیس روز آپ وہاں رہے۔ اور ایک روایت ہے کہ ستر روز۔ اُس مدت میں شیخ بہاؤالدین کو ہر روز کھانا اور پانی وہاں پہنچتا تھا۔ بعد ازاں قطب العالم اپنے یار غار کے پاس پہنچے۔ اور وہاں سے پھرے۔ اِن حدود میں ستر ہزار خلفاء حضرت کے ہیں۔ اور بے شمار مرید ہیں ؂

نقل ہے۔ حضرت شیخ نصیرالدین قدس سرہٗ سے خیرالمجالس میں مرقوم ہے کہ شیخ فریدالدین مسعود قدس سرہٗ ملتان میں تعلیم کرتے تھے۔ سرائے حلوائی کے آگے ایک مسجد تھی۔ شیخ قطب الدین جب ملتان آئے۔ شیخ فرید اُس مسجد میں مطالعہ کرتے تھے۔ شیخ قطب الدین اُٹھے اور شیخ کے پاس آئے اور پوچھا کہ مولینا یہ کیا کتاب ہے فریدالدین نے فرمایا کہ کتاب نافع ہے شیخ قطب الدین نے فرمایا کہ آپ کا نفع اس کتاب کے پڑھنے میں رکھا ہے۔ فریدالدین شیخ قطب الدین کے پاؤں پر گرے اور یہ بیت پڑھا ؎

مقبول تو جز مقبل جاوید نشد — وز لطف تو ہیچ بندہ نومید نشد
مہرت بکدام ذرہ پیوست دمے — کاں ذرہ بہ از ہزار خورشید نشد

نقل ہے سیر العارفین سے جب حضرت قطب الدین بختیار نے خطہ ملتان سے دہلی کا قصد کیا۔ تین منزل بابا فرید ہمرکاب شیخ قطب الدین بختیار کے رہے۔ حضرت قطب المشائخ نے فرمایا۔ کہ بابا فریدالدین یہی ترک اور تجرید ہے۔ چند وقت علم ظاہری میں مشغول رہ بعد ازاں دہلی میں آ اور میری صحبت میں قرار پکڑ۔ انشاء اللہ تعالیٰ امر وہاں پاوے گا حضرت ملک المشائخ فریدالدین نے آپ کے اشارہ سے ویسا ہی کیا۔ اور وہاں سے قندھار

پہنچے۔ پانچ برس کامل علم کی تحصیل کی۔ جب آپ کے دل مبارک میں علم لدنی کے چشمے کشادہ ہوئے یہاں سے مراجعت فرمائی۔ اور ملتان پہنچے۔

نقل ہے کہ حضرت فریدالدین قدس سرہ سے راحت القلوب میں لکھا گیا ہے۔ کہ میں ملتان کی طرف آیا۔ برادرم مولٰنا بہاؤالدین زکریا کو میں نے دیکھا۔ مصافحہ کیا۔ اور ہم نے حسب طریق ملاقات کی۔ انہوں نے پوچھا کہ تم نے اپنا کام کہانتک پہنچایا۔ میں نے کہا اگر کہتا ہوں تو یہ کرسی کہ تم اس پر بیٹھے ہو ہوا میں ہوگی۔ یہ سخن میری زبان سے نکلا ہی تھا کہ کرسی اُڑی۔ پھر وہاں سے میں پھرا۔ اور دہلی میں آیا۔ اور ٹھیرا۔ میں نے خدمت شیخ الاسلام حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کی پائی۔ اس قدر نعمت میں نے دیکھی۔ کہ جس کا وصف نہیں کر سکتا۔ اس وقت میں نے اُن سے کہا میں آپ کو باندھا۔ اور شرف بیعت سے مشرف ہُوا۔ تین روز پیر نے مجھ پر نعمت جاری کی اور یہ بات کہی۔ کہ مولینا فرید نے اپنا کام پورا کیا ہے۔ اس وقت میرے پاس آیا۔

نقل ہے شیخ فریدالدین قدس سرہ سے فوائد السالکین ملفوظ حضرت خواجہ قطب الدین میں کہ بتاریخ غرہ رمضان بروز جمعہ ۵۸۴ھ میں مجھ کو پابوسی حضرت خواجہ قطب الدین کی حاصل ہوئی۔ اس وقت کلاہ چارترکی آپ نے میرے سر پر رکھی اور بہت شفقت فرمائی۔ اور اس روز میں اور قاضی حمیدالدین ناگوری اور مولٰنا علاؤالدین کرمانی اور سیدنورالدین مبارک اور شیخ نظام الدین ابوالمؤید اور مولٰنا شمس الدین ترک اور خواجہ محمود موذہ دوز اور دوسرے عزیز خدمت میں حاضر تھے۔ خواجہ قطب اسلام نے زبان مبارک سے فرمایا کہ صاحب سجادہ کو تقویت اور شیخ کو اس مقدار کی قوت ذات اور تصحیح خاطر چاہیئے کہ جب کوئی بیعت کے واسطے اس کے پاس آئے تو واجب ہے کہ نظر کی قوت سے دُنیا سے اور آلایش سے اس کے سینہ کو صیقل کردے تاکہ کوئی کدورت اور غل غش اور مخش اور حسد اور آلائش دنیا کی اس کے سینہ میں نہ رہے بعد کو اس کا ہاتھ پکڑے اور خدا تک پہنچا دے۔ اور اگر پیر کو اس قدر قوت نہ ہو۔ پس تحقیق جانے کہ پیر اور مُرید دونوں ضلالت میں ڈوبے ہیں۔ اس وقت اس جگہ فرمایا۔ کہ اسرار العارفین میں خواجہ ابوبکر شبلی لکھتے ہیں۔ کہ ایک وقت بدخشاں کی طرف میں مسافر تھا۔ ایک بزرگ کو میں نے دیکھا کہ جس کی بزرگی کی صفت تقریر میں نہیں آتی ہے۔ میں سلام کیا فرمایا بیٹھ جاؤ۔

مَیں بیٹھ گیا۔ چند روز صحبت میں ملازم رہا۔ افطار کے وقت جَو کی دو روٹی عالم غیب سے پیدا ہوتی تھیں۔ وہ بزرگ اُس سے افطار کرتے تھے۔ اور ان میں سے ایک مجھ کو دیتے تھے۔ الغرض اس بزرگ نے والئے شہر سے فرمایا کہ چند خانقاہ ہمارے واسطے بنا۔ اُس نے حسب ارشاد چند روز میں تیار کردیں۔ اور آکر کہا کہ خانقاہ تمام ہوئی۔ اس بزرگ نے فرمایا کہ ہر روز بازار سے ایک کتا خرید۔ ہر روز ایک کتا خریدتا۔ اور شیخ کی خدمت میں لاتا تھا۔ وہ بزرگ اس کتے کا ہاتھ پکڑتے تھے اور سجادہ پر بٹھلاتے تھے۔ اور کہتے تھے۔ کہ تجھ کو مَیں نے خدا کے پاس پہنچایا۔ آخرالامر وہ کتے ایسے ہوئے کہ ہر ایک بے کشتی پانی پر چلتے تھے اور جس کسی کو وہ کتے نقش دیتے تھے وہی ہوتا تھا۔ خواجہ شبلی نے کہا کہ مجھ کو اہل کتوں کی کرامت سے بہت حیرت ہوئی فرمایا کہ اے شبلی سجادہ پر وہ بیٹھے۔ اور وہ کسی کا ہاتھ پکڑے کہ جس کو ایسی قوت ہو کہ دوسروں کو بھی صاحب سجادہ کردے۔ اگر ولایت کی قوت نہ ہو پس وہ شیخ نہیں ہے مدعی اور جھوٹا ہے۔ اہل سلوک میں پھر اسی محل میں فرمایا۔ کہ آدمی کی کمالیت چار چیز میں پیدا ہوتی ہے۔ اول تھوڑا سونا۔ دوسرے کم کھانا تیسرے تھوڑا کہنا۔ چوتھے خلق کی صحبت میں کم رہنا۔ پھر فرمایا کہ ایک درویش غزنی میں تھا کہ ہر روز تنہا رہتا۔ اگر کسی دن کوئی چیز فتوح کی اس کے پاس پہنچے۔ کوئی چھوٹا بڑا امیر فقیر محروم نہ جاتا۔ اگر کوئی برہنہ آتا اپنے کپڑے اُتار کر اس کو پہنا دیتا۔ ایسا صاحب نعمت تھا ایک روز مَیں اور وہ درویش ایک جگہ تھے۔ مَیں نے اُس سے سُنا کہ چالیس سال میں مجاہدہ اور طاعت میں رہا۔ کوئی روشنائی مَیں نے آپ میں نہ دیکھی۔ یہاں تک کہ چاروں چیزیں میں نے کیں۔ پھر تو اس قدر روشنائی مجھ میں پیدا ہوئی۔ اگر آسمان کی طرف کسی وقت دیکھتا عرش اور حجاب عظمت تک کچھ پوشیدہ نہ رہتا تھا۔ اگر زمین کی جانب دیکھتا اول زمین سے تحت الثریٰ تک سب نظر آتا۔ اس بات کو بتیس سال ہوئے کہ اس کو مَیں نے گرہ باندھ لیا ہے۔ پھر میری طرف منہ کیا۔ کہ اے درویش جب تک تو تھوڑا کھا دے گا۔ اور کم گوئی اختیار نہ کرے گا۔ اور تھوڑا نہ سوئیگا۔ اور صحبت خلق کی کم نہ کرے گا۔ ہرگز درویشی کا جوہر تجھ میں پیدا نہ ہوگا کیونکہ درویش وہ طائفہ ہیں کہ خواب اپنے اوپر حرام کی ہے اور زبان بات سے گونگی کی ہے اور کھانا درخت کے پتوں کا کیا ہے۔ اور خلق کی صحبت کو سانپ شمار کیا ہے۔ اس وقت قرب کے

مرتبہ پر پہنچے ہیں۔ فرمایا کہ درویش ہے۔ خوب کپڑا پہنے یعنی غرور جہانی کے لئے کہ وہ درویش نہ معلوم ہو۔ بلکہ رہزن سلوک کا سمجھا جاوے۔ اور جس درویش نے خلق کی صحبت اختیار کی جان لے کہ وہ درویش نہیں ہے۔ طریقت کا مرتد ہے۔ اور جو درویش سویا جان لے کہ اس میں کوئی نعمت نہیں ہے۔ بعد ازاں فرمایا کہ ایک وقت میں دریا کے سفر میں تھا ایک درویش دیکھا نہایت بزرگ اور صاحب نعمت لیکن مجاہدہ میں ایسا ہو گیا تھا کہ ہڈی اس کے جسم میں رہ گئی تھی۔ الغرض اُس درویش کا طریق تھا۔ کہ جب چاشت پڑھتا تو بیٹھتا۔ اور اُس کے دستر خوان پر ہزار من کے قیاس پر کھانا ہوتا تھا۔ چاشت سے ظہر کی نماز تک جو آتا تھا اُسے کھلاتا تھا۔ اور اگر برہنہ ہوتا۔ تو ہاتھ حجرے کے اندر کرتا اور کپڑا نکال کر دیتا تھا۔ جب تک کچھ رہتا تھا۔ بعد اُس کے فرماتا جو ناتواں فرماندہ آوے۔ اُس کو میرے پاس لاؤ۔ چنانچہ جب کوئی لے جاتا تھا ہاتھ مصلّے کے نیچے ڈالتا تھا۔ اور جو اُس کی قسمت کا ہوتا تھا اُس کو دیتا دیتا تھا۔ دُعاگو بھی چند روز اُس کی صحبت میں رہا جب افطار کا وقت ہوتا تھا۔ چار چھوہارے عالم غیب سے اترتے تھے۔ اُس میں سے دو مجھ کو دیتا تھا۔ اور دو آپ کھاتا تھا۔ بعد کو کہتا تھا۔ جب تک درویش تھوڑا نہ کھاویگا اور خلق کی صحبت ترک نہ کریگا۔ اور کم نہ سوویگا۔ حاشا و کلا نیک مقام کو نہ پہنچیگا۔ پھر اس معنی میں یہ حکایت فرمائی کہ اے درویش مہتر عیسےٰ صلوٰۃ اللہ علی نبینا و علیہ السلام جب چوتھے آسمان کے اوپر پہنچے۔ فرمان ہوُا کہ اس کو وہیں رکھو۔ کہ دُنیا کی آلائش اُس پر ہے مہتر عیسیٰ علیہ السلام کے پاس چند چیزیں فقیری کی تھیں۔ یعنے ایک پیالہ لکڑی کا اور سوزن اُن کے خرقہ میں تھی۔ نعرہ مارا اور کہا اس کو کیا کروں۔ فرمان ہوُا۔ کہ تو نے اپنے پاؤں میں خود بسولا مارا۔ کہ آنے کے وقت کاسہ اور سوزن کیوں لایا۔ کیوں نہ پھینک دی۔ پس یہیں رہ۔ پس اے بھائی جو متاع کہ محض کچھ نہیں ہے اُس کے ساتھ دوستی کی درگاہ میں دخل نہیں پاتے ہیں۔ اُس شخص کو کہ کسی قدر دوستی بھی دنیا کی اس میں ہو ہرگز دخل نہ ہوگا۔ پھر فرمایا درویش کو مجرد ہونا چاہیئے۔ تاکہ ہر روز نیکی زیادہ ہو۔ اس واسطے کہ ایک وقت ایسا بتلاتے ہیں کہ ایک درویش صاحب فکر تھا۔ ہمیشہ فکر اور تحیر میں رہتا۔ چنانچہ اُس سے سوال کیا کہ اس عالم میں تحیر اور تفکر کیا چیز ہے کہ اس میں گھس کر آوے فرمایا۔ جس قدر نظر زیادہ کرتا ہوں ایک ملک چھوڑتا ہوں اور دوسرا ملک سو چند

زیادہ ہے جس عالم میں تماشا کرتا ہوں ایک ایک سے نہیں ملتا۔ اس سے گزرتا ہوں دوسرے ملک میں جاتا ہوں۔ اُس وقت خواجہ قطب الاسلام دام اللہ برکاتہٗ چشم پرآب ہوئے اور ہائے ہائے رو رہے کہ ایک وقت اُس درویش سے میں نے مثنوی سُنی کیا عمدہ ہے اور وہ یہ ہے

ہر آں ملکیں کہ واپس میگذارم | دو صد ملکیں دگر در پیش دارم
مقامِ سلطنت درویش دارد | ز صد سلطاں فراغت بیش دارد

پھر فرمایا کہ اہل سلوک اور متحیرین کا طائفہ جو فرماتے ہیں کہ درویش کے راہ چلنے میں ہزار ملک فتح ہوتے ہیں۔ اور قدم آگے مارتا ہے۔ پس جس کو کہ اس عالم کی خبر نہیں ہے۔ وہ درویش نہیں ہے۔ پھر اسی محل میں فرمایا کہ بعض اولیا جو سر کو ظاہر کر دیتے ہیں۔ وہ شوق کے غلبہ میں ہوتے ہیں۔ سُکر کے خیال سے کچھ کہتے ہیں۔ لیکن جو کامل الحال ہیں۔ کسی طرح اسرار کو ظاہر نہیں کرتے۔ پس اہل سلوک کی راہ میں حوصلہ وسیع چاہیئے۔ تاکہ دوست کا اسرار اس میں قرار پکڑے۔ اس واسطے کہ اسرار الٰہی ایک سر ہے دوست کے اسرار سے پس جو شخص کامل ہے ہرگز ظاہر نہ کرے گا۔ پھر اس معنی میں فرمایا کہ اس قدر سال خدمت میں حضرت شیخ معین الدین سنجری قدس اللہ سرہٗ العزیز کے میں رہا۔ کسی وقت نہ دیکھا کہ کوئی سر اسرار محبت سے زبان پہ لائے ہوں۔ اور جو انوار کہ نازل ہوتے تھے شمہ اُن سے باہر پاؤں مارا ہو۔ پھر میری طرف مُنہ کیا اور فرمایا اے فرید تو نے دیکھا کہ اگر منصور کامل ہوتا ہرگز دوست کا بھید ظاہر نہ کرتا۔ کامل جو نہ تھا۔ ذرا سے شربت میں دوست کا بھید ظاہر کر دیا۔ اور سر پہ کھیل دیا۔ بعد ازاں فرمایا کہ خواجہ جنید بغدادی جس وقت عالم سُکر میں ہوتے۔ سوائے اس سخن کے دوسری بات نہ کرتے۔ اور وہ یہ تھا۔ کہ او گفتی ہزار ہائے برائے عاشق کہ دم دوستی زند۔ جب کوئی چیز عالم غیب کے اسرار سے اس پہ نازل ہو۔ اور فوراً اُس کو دوسروں کے آگے کہے۔ پھر فرمایا۔ کہ میں نے سُنا ہے زبان مُبارک سے شیخ معین الدین حسن سنجری کے کہ ایک وقت ایک بزرگ تھا سو برس اُس نے خدا کی عبادت کی اور حق مجاہدہ کا بجالایا۔ بعد ازاں خدا نے ایک سر اپنے اسرار محبت سے اُس پر تجلے کیا۔ حوصلہ جو تنگ رکھتا تھا۔ طاقت نہ لا سکا۔ اور اُس کو کشف کیا۔ دوسری بار جس قدر نعمت تھی سب اس سے لے لی وہ دیوانہ ہو گیا۔ کہ یہ کیا ہوا۔ ہاتف نے آواز دی کہ اے

خواجہ اگر تو وہ اسرار باہر نہ نکالتا تو دوسرے اسرار کے لائق ہوتا لیکن جب ہم نے دیکھا کہ تو ابھی ستر حجاب میں ہے تجھ سے ہم نے لے لیا۔ دوسروں کو دیا۔ پھر خواجہ قطب الاسلام زبان مبارک پر لائے۔ کہ اے فرید کہ اس راہ میں اہل سلوک میں مرد ہیں کہ سو ہزار دریا اسرار کے طے کرتے ہیں۔ اور نہیں جانتے کہ کیا کیا۔ بلکہ ابھی فریاد ہل من مزید کے بھر لاتے ہیں۔ پھر اسی معنی میں فرمایا کہ ایک وقت ایک بزرگ نے ایک بزرگ کو لکھا کہ اس شخص کے حق میں کیا کہتے ہو کہ ایک پیالہ محبت کا پیا اور مست ہوا۔ اس بزرگ نے جواب میں لکھا کہ عجیب تنگ حوصلہ اور کم ہمت اور کم دل ہے۔ لیکن یہاں مرد ہیں کہ ازل اور ابد کے دریا محبت کے پیالہ سے اور دوست کے لئے اسرار کے پیتے ہیں۔ آج قریب پچاس کے ہوئے کہ فریاد ہل من مزید کی کرتے ہیں۔ پھر کیا بات ہے کہ لکھنے سے مجھ کو شرم آتی ہے۔ زنہار کہ میں تجھ کو منع کرتا ہوں کہ پھر ایسی بات اہل سلوک کے آگے شایاں نہ ہو۔ پیران اہل سلوک نے کہ اسرار ظاہر کئے ہیں انہوں نے کچھ نہ پایا ہے۔ پھر فرمایا کہ جب تک درویش سب سے بریگانہ نہ ہو۔ اور ہر وقت تجربہ میں نہ رہے۔ اور کوئی آلائش دنیا کی آپ پر نہ چھوڑے ہرگز قرب کے مقام میں نہیں پہنچتا۔ پھر اسی محل میں فرمایا کہ خواجہ بایزید قدس سرہ العزیز بعد ستر برس کے مقام قرب میں پہنچے۔ فرمان آیا کہ تم لوٹ جاؤ۔ کہ ابھی دنیا کی آلائش اپنے برابر رکھتے ہو۔ فوراً خواجہ نے آپ میں دیکھا کہ ایک پوست پارہ اور کوزہ شکستہ رکھتے تھے اس کو پھینکا۔ پھر وصل پایا۔ پس اے بھائی اس جگہ تجرید سے رہ۔ کہ بایزید ایک پوستین کے ٹکڑے اور کوزہ سے بار نہیں پاتا۔ تو جب اس قدر آلائش میں دنیا کی پھنسا ہے کب بار پاوے گا۔ پس اے بھائی راہ سلوک کی اور ہے اور انبارداری اور ہے۔ ایک نیام میں دو تلوار نہیں سماتی ہیں۔ پھر اسی محل میں ایک حکایت فرمائی۔ کہ جب درویش کامل ہو جو کچھ کہے اور حکم کرے نفاذ پاوے اور ذرہ اس سے تفاوت نہ ہو۔ بعد ازاں فرمایا کہ ایک وقت میں قاضی حمید الدین ناگوری کہ میرے یار غار ہیں جانب دریا کے مسافر تھے۔ ایک عجیب قدرت خدا کی دیکھی صفت میں نہیں آتی۔ اور بیان نہیں ہو سکتی۔ دریا کے نزدیک ایک مقام تھا۔ میں اور قاضی دونوں وہاں بیٹھے تھے۔ دونوں کو بھوک معلوم ہوئی۔ جنگل میں اور دریا کے کنارے سے کھانا کہاں۔ تھوڑی دیر گذری ایک بھیڑ دو روٹی جو کی منہ میں لئے ہوئے پیدا ہوئی۔ اور ہمارے سامنے رکھدیں۔ اور لوٹ گئی۔ ہم نے ان دونوں کو کھایا۔ آپس میں

کہتے ہیں کہ یہ روٹیاں غیب سے آئیں۔ اور یہ بھیڑ نہ تھی۔ کوئی مردان غیب سے تھا۔ ابھی
ہیں تھے کہ ایک بچھو اونٹ کے برابر بڑا پیدا ہوا۔ لیکن تیز آتا تھا۔ جونہی دریا کے
نزدیک پہنچا بے محابا اپنے کو پانی میں ڈال دیا۔ میں نے قاضی کا منہ اور قاضی نے میرا منہ
دیکھا۔ میں نے کہا اس میں کوئی حکمت ہے کہ وہ بچھو چلا جاتا ہے۔ آؤ ہم تم بھی اس کے
پیچھے چلیں دیکھیں کہاں جاویگا۔ فرمایا دریا کے کنارے کوئی جہاز نہیں ہے کہ گذار ہو۔
ہم عاجز ہوئے اور ہاتھ دعا کو اٹھایا۔ اور کہا ہم نے درویشی میں کمالیت پہنچائی ہے۔ تو
ہم کو اس دریا میں راہ دے تاکہ اس بچھو کا تماشا کریں کہ کہاں جاتا ہے۔ جیسے ہم نے یہ مناجات
کی۔ خدائے عزوجل کے فرمان سے دریا دو شق ہوا۔ اور خشک زمین ظاہر ہوئی۔ ہم
دونوں گذرے وہ بچھو آگے آیا۔ اور ہم پیچھے چنانچہ ایک درخت کے قریب پہنچے۔ ہم نے
دیکھا کہ ایک مرد سوتا تھا۔ اور سانپ درخت سے نیچے اترا کہ اس کو ہلاک کرے۔ وہ بچھو کودا۔ اور
اس سانپ کو مارا اور ہلاک کیا۔ اور غائب ہوگیا۔ مرا ہوا سانپ اس مرد کے پاس پڑا تھا۔ ہم
دونوں اس سانپ کے پاس آئے۔ بقیاس ہزار من کے تھا۔ ہم نے کہا جب یہ مرد بیدار
ہو تو دیکھیں ایسی حفاظت جو خدا تعالےٰ نے کی۔ یہ مرد کوئی بزرگ ہوگا۔ جب اس کے
نزدیک گئے کیا دیکھتے ہیں۔ کہ ایک مست خراباتی ہے۔ اس نے قے کی ہے۔ از حد ہم شرمندہ
ہوئے اور ہم نے کہا افسوس ہے ہم نہ آتے۔ کہ ایسا دیکھتے۔ پھر ہم دونوں یہ خیال کرتے تھے۔
کہ تعجب ہے کہ اس مرد شرابخوار نافرمان کو خدا تعالےٰ نے یوں نگاہ رکھا۔ ہنوز یہ خیال ہو رہا ہی
تھا کہ ہاتف غیب نے آواز دی کہ اے عزیزو۔ اگر ہم نیکوں اور پارساؤں کو نگاہ رکھتے
تو گنہگاروں کو کون نگاہ رکھتا۔ اتنے میں وہ مرد جاگا اور سانپ پڑا دیکھا۔ بہت حیران
ہوا۔ ہم نے تمام کیفیت اس بچھو اور سانپ کے مارے جانے کی اس سے کہی۔ بہت شرمندہ
ہوا۔ اور اپنے فعل سے توبہ کی۔ پھر اس طرح کہتے ہیں۔ کہ وہ جوان ایک واصلان حق سے
ملا۔ اور ستر حج برہنہ پا بجالایا۔ بعد ازاں فرمایا کہ جب وقت آتا ہے اور کرم کی نسیم چلنا قبول کرتی
ہے۔ سو ہزار خراباتی کو صاحب سجادہ کرتے ہیں۔ اور بخشتے ہیں۔ اور اگر باد نسیم قہر کی
چلتی ہے۔ سو ہزار سجادہ کو نکال دیتے ہیں۔ اور خرابات میں ڈال دیتے ہیں۔ پس اے
بھائی اس راہ میں بے غم نہ ہونا چاہیئے۔ خاص کر راہ سلوک میں کامل سلوک میں رات دن اور ماہ
و سال ڈرتے فراق کے اور خوف سے محبت کے غمگین رہے۔ اور کسی نے نہ جانا۔ کہ عاقبت کار

کیا ہوگا۔ اگر ابلیس لعین عاقبت جانتا کہ کیسی ہوگی۔ بے شبہ آدم کو سجدہ کرتا۔ لیکن اُس نے
جو عاقبت نہ جانی اور اپنی طاعت میں دیکھا اور غرور کیا کہ مَیں خاک کو سجدہ نہ کرونگا۔ جملہ
اس کی طاعت خبط ہوگئی۔ اور اس کے منہ پر ماری گئی۔ پھر اس کے مناسب فرمایا کہ
ایک وقت ہم ایک شہر میں پہنچے۔ ایک گروہ اہل صلاح کا دیکھا۔ وہ کان میں بہت سے نفر
ہوم تھے۔ عالم تحیر میں پڑے ہوئے اور آنکھیں ہوا میں رکھی ہوئیں۔ لیکن نماز وقت پر ادا
کرتے تھے۔ پھر عالم تحیر میں مشغول ہوجاتے تھے۔ دعاگو بھی ایک مُدت وہاں رہا۔ ایک
دن اُن میں سے چند نفر عالم صحو میں ہوئے۔ دُعاگو نے عرض کی یہ کیا عالم ہے کہ تم اس میں
چلے گئے ہو۔ کہا آج سے ساٹھ برس یا ستر برس ہوئے ...... کہ ہم نے قصہ ابلیس لعین
کا مطالعہ کیا۔ کہ چھ ہزار فرشتوں کے ساتھ چھتیس ہزار سال عبادت خدائیتعالے کی کی۔
آخر جب اپنی عاقبت نہ دیکھی غرور نے اثر کیا۔ اور کہا آدمؑ کو سجدہ نہ کرونگا۔ راندہ ہوگیا۔
اور اس کے سب اعمال مار دیئے گئے۔ اس ڈر سے ہم کانپتے ہیں اور حیرت میں ہیں۔ اور
عاجز ہوئے کہ ہماری عاقبت کیسی ہو۔ اس وقت خواجہ قطب الاسلام ادام اللہ تقواہ ہائے
ہائے روئے اور یہ لفظ فرمایا۔ کہ کاملین کا حال اسی طرح ہے۔ کہ متحیر ہو رہے ہیں۔
ہم کیا جانیں کہ کس طائفہ میں ہیں۔ پھر آپ نے یہ سخن اور یہ فوائد تمام کئے اور اُٹھے
اور عالم متحیر میں مشغول ہوئے۔ دعاگو خرابہ میں مقام رکھتا تھا۔ نزدیک دروازہ
غزنین کے اٹھا اور برُج کے نزدیک حجرہ بنایا۔ اور خدائیتعالیٰ کی مشغولی میں مستغرق
رہتا تھا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک ۔

نقل ہے سیر العارفین سے کہ سلطان العاشقین شیخ فرید الدین اُس حجرہ میں
حق کے ساتھ مشغول رہتے تھے۔ اور بعد دو ہفتہ کے پیر کی خدمت میں پہنچتے تھے
بخلاف بعض درویشان کے شیخ بدرالدین غزنوی اور شیخ احمد نہروانی کہ ہمیشہ صحبت
میں حضرت قطب الدین کے رہتے تھے۔ جب دہلی میں اُن کی شہرت بہت ہوئی اور خلق نے
مزاحم حال ہونا شروع کیا۔ بعد ازاں باجازت حضرت قطب الدین خطہ ہانسی میں آئے
اور وہاں سکونت کی۔ چنانچہ پیشتر لکھا گیا۔ کہ بعد رحلت اپنے پیر کے دہلی میں آئے۔
پھر ہانسی کو گئے۔ اور وہاں سے قصبہ اجودھن میں آکر متوطن ہوئے۔ کہ جب
اس بیعت پر قطب الملۃ نے رحلت فرمائی ۵

کشتگانِ خنجرِ تسلیم را
ہر زماں از غیب جانِ دیگر است

شیخ حمید الدین ناگوری نے عرض کی کہ مخدومی دوسرا طریق ہے۔ ایک کو اپنے خلفاء سے اشارہ فرمایئے کہ آپ کی جگہ ہو۔ اگرچہ قطب الملۃ کے بڑے لڑکے تھے اُن کی طرف ملتفت نہ ہوئے۔ فرمایا کہ یہ خرقہ اور درویشی کی کملی کہ حضرت رسالت پناہ سے اس فقیر کو پہنچی ہے مصلا خاص اور عصا چوبین کے ساتھ فرید الدین مسعود کو پہنچانا۔ اس زمانہ میں شیخ پیر کی اجازت سے خطہ ہانسی میں متوطن تھے۔ جس رات خواجہ قطب الدین نے رحلت فرمائی اسی رات خواب میں دیکھا کہ گویا خواجہ قطب الدین کو درگاہ حق جل و علا میں بلاتے ہیں۔ بعد اس معائنہ کے علی الصبح دہلی کی طرف متوجہ ہوئے۔ راستہ میں وہ درویش کہ شیخ حمید الدین ناگوری نے بھیجا تھا۔ وہ ملا اُس نے خط دیا۔ حضرت شیخ فرید الدین تیز رفتار تیسرے روز خواجہ قطب الدین کے مقبرہ پر آئے اور بہت روئے۔ حضرت حمید الدین ناگوری اور شیخ بدر الدین غزنوی نے وہ خرقہ اور مصلا اور نعلین چوبین اس جگہ موافق وصیت کے حضرت قطب الاقطاب کے سپرد کیں۔ آپ نے وہ خرقہ پہنا اور مصلا بچھایا۔ اور دوگانہ ادا کیا۔ اور گھر میں حضرت سلطان المشائخ و الاولیا کے جلوس فرمایا +

سلطان الاولیا حضرت نظام الدین بدیوانی سے نقل ہے۔ کہ بعد وفات خواجہ قطب کے حضرت فرید الدین نے جب وہ خرقہ پہنا۔ سات روز سے زیادہ خواجہ قطب کے گھر کے بیچ قرار نہ پکڑا۔ پھر خطہ ہانسی کا قصد کیا +

کہتے ہیں کہ جب حضرت نے جماعت خانہ میں نزول فرمایا۔ دہلی کی خلقت نے قدمبوسی کو اژدہام کیا۔ حضرت کو یہ بات اچھی نہ معلوم ہوئی۔ کہ خلق پریشان کرے۔ اتفاقاً جمعہ کا روز تھا۔ کہ اس منزل سے باہر آئے کہ ایک مجذوب سرہنگام نام کہ خطہ ہانسی میں اکثر آپ سے مشرف اندوز ہوتا تھا۔ اور الفت رکھتا تھا۔ دہلیز خانہ میں کھڑا تھا۔ جب حضرت سلطان المشائخ کو دیکھا دوڑا اور پاؤں پر گرا اور رویا اور کہا کہ ہانسی میں اکثر آپ کو نہیں پاتا تھا۔ اب جب سے یہاں اقامت کی مجھ کو طاقت نہ رہی کہ بے دیدار کے رہ سکوں پیچھے سے دوڑا۔ اور یہاں آیا ہوں۔ مجھ کو نہیں چھوڑا کہ دولت پابوسی کی ملی حضرت سلطان المشائخ بہت محزون ہوئے۔ جمعہ کی نماز ادا کی۔ اور فرمایا۔ کہ جو نعمت اپنے

پیر سے مجھ پہنچی ہے۔ کیا یہاں اور کیا وہاں میرے پاس ہر طرح رہے گی۔ یہ کہہ کر ہانسی کا قصد کیا۔ جب وہاں پہنچے اژدہام خاص و عام کا بہت ہوا۔ بعد مدت کے وہاں سے بھی نقل فرمائی۔ اور فرمایا کہ بے تعلق جگہ قرار کروں گا۔ کہ کوئی میرے وقت کا مشوش نہ ہو +

نقل ہے سیر العارفین سے کہ حضرت شیخ المشائخ جمال الدین ہانسوی اُسی زمانہ شریف میں خرقہ متبرکہ سے مشرف ہوئے تھے۔ کہ حضرت فریدالدین بعد وفات اپنے پیر کے ہانسی میں مراجعت کی تھی۔ القصہ بعد سفر ہانسی کے قصبہ اجودھن میں جو نزدیک دیپالپور کے واقع ہے پہنچے۔ ایک مقام خراب دیکھا۔ وہاں آرام کیا وہاں سے آدمی اکثر ہیچ دیکھنے اور بداعتقاد تھے وہاں کوئی ملتفت نہ ہوا۔ حضرت شیخ نے فرمایا۔ کہ یہ جگہ ہے کہ بفراغ خاطر حق کے عبادت میں مشغول رہ سکتے ہیں۔ قصبہ کے باہر تھے درختوں کے درمیان ایک بڑا درخت دیکھا اس کے نیچے کمبل بچھایا۔ اور مشغول ہوئے۔ چنانچہ کوئی آدمی مزاحم نہ ہوا کلی بفراغت پائی +

نقل ہے حضرت نصیر الدین محمود اودھی سے کہ حضرت فریدالدین کو اس قصبہ میں تاہل واقع ہوا۔ اور اولاد پیدا ہوئی۔ مسجد جامع کے نزدیک گھر بنایا۔ وہاں عیال رہتے۔ اور اکثر اوقات اس مسجد میں استغراق تمام کے ساتھ مشغول ہوتے۔ چنانچہ آوازہ حضرت کی ریاضت کا ان اطراف اور جوانب میں پہنچا کہ ایسا آفتاب قطب الاقطاب اجودھن میں طلوع ہوا۔ کہ طلعت ظاہر اور باطن کے پرتو سے جس پر نظر ڈالتا ہے منور کرتا ہے +

نقل ہے سیر العارفین سے کہ جب آپ کا آوازہ مشیخیت اطراف و اکناف میں شائع ہوا۔ طالبان اہل استحقاق نے آپ کی درگاہ میں یکبارگی منہ کیا۔ اور آپ کی عادت تھی کہ جب ایک جماعت اُن کی خدمت میں توجہ فرمائی تو فرماتے تھے۔ کہ جب یار میری توجہ کرتے ہیں جدا جدا آویں تاکہ علیحدہ علیحدہ نظر کروں +

نقل ہے کہ سیر العارفین سے کہ قصبہ اجودھن کا قاضی آپ سے بہت حسد کرنے لگا۔ وہاں کے خبیلدار گھڑی گھڑی ایذا پہنچاتے تھے۔ اور آپ اُن کی ایذا سے دل پریشان ہوتے تھے حضرت کے مریدوں کو رنج پہنچایا تھا اور آپ التفات نہیں کرتے تھے۔ یہاں تک کہ

نہایت خصومت سے قاضی مذکور نے خطہ ملتان میں جاکر استفتا لکھا۔ کہ روا ہے۔ کہ ایک شخص اہل علم درویش کہلائے اور ہمیشہ مسجد میں رہے اور وہاں سرود سنے اور رقص کرے۔ جب یہ استفتا ملتان کے علمار نے دیکھا۔ کہا کہ تو کہہ کہ یہ سخن تو نے کس کی شان میں لکھا ہے۔ تو ہم لکھیں۔ قاضی مذکور نے حضرت فریدالدین کا نام لیا۔ جب ان کا نام سنا سب نے یکبارگی قاضی سے اعراض کیا اور کہا کہ اے قاضی تو ایسے درویش کا نام لیتا ہے کہ مجتہدوں کو یارا نہیں ہے کہ اس کے قول اور فعل پر ایرادکریں اور معرض مخالفت میں آویں۔ قاضی نے جب یہ کلام سنا شرمندہ اور پریشان واپس آیا۔ اور خصومت سے باز نہ آیا۔ اور جہاں آپ کے فرزندوں اور معتقدوں کو دیکھتا حتی الامکان ستاتا۔ اور یہ عرض کرتے تھے کہ قاضی اور خیلدار یہاں کے بہت ایذا پہنچاتے ہیں۔ اور ظلم حد سے گذر گیا۔ حضرت یہی جواب دیتے تھے کہ ان کی جفا اٹھاؤ کر مر جاؤ۔ بہت عرصہ نہ ہوا۔ کہ اُس کی اولاد نہ رہی اور جو رہی حضرت شیخ کی تابعدار رہی۔ چنانچہ اب تک ویسے ہی ہیں *

نقل ہے حضرت سلطان الاولیا نظام الدین بدیوانی سے کہ آخر الامر مشار الیہ بدنہاد پر فساد نے ایک قلندر، ناپاک، بے باک کو پیدا کیا۔ اور اس بدبخت سے کہا کہ جب شیخ مشغول ہوں ایذا پہنچاوے اور غائب ہو جاوے اور حضرت سلطان المشائخ کی عادت تھی۔ کہ ہر نماز کے بعد سر خاک نیاز پر رکھتے تھے۔ دو ساعت تین ساعت تک اسی حالت میں رہتے تھے۔ اگر جاڑا ہوتا پوستین سر پر ڈال لیتے۔ ایک دن کوئی وہاں حاضر نہ تھا۔ مگر میں نے ناگہاں دیکھا کہ ایک قلندر چرم پوش حلقہ بگوش وہاں حاضر ہوا اور بلند سے آواز دی اور نزدیک کھڑا ہوا۔ چنانچہ حضرت مسجد میں تھے۔ فرمایا کہ یہاں کوئی حاضر ہے۔ میں نے جواب دیا کہ ہاں آپ کا بندہ نظام الدین موجود ہے۔ حضرت نے اُس حالت میں پھر کہا کہ ہمارے نزدیک قلندر کھڑا ہے۔ کہ سفید حلقہ کان میں رکھتا ہے۔ حضرت شیخ نظام الدین فرماتے ہیں۔ کہ ہر بار شیخ کے اشارہ سے اس قلندر کے حال میں دیکھتا تھا۔ اس کو متغیر پاتا تھا۔ یہاں تک کہ ایک۔ ایسا ہوا کہ حضرت فریدالدین نے اسی حالت میں فرمایا وہ ننگی چھری جوتے میں رکھے ہوئے آیا ہے اُس سے کہو کہ ظاہر نہیں ہوتا ہے یہاں سے جاوے قلندر

مذکور نے جب یہ بات سُنی وہاں سے بھاگا اور ناپدید ہو گیا +

اور نیز حضرت نظام الدین سے منقول ہے کہ ایک روز حضرت فریدالدین مصلےٰ پر بیٹھے تھے ایک قلندر اسی واسطے پہنچا اور بیٹھا۔ میں اور مولٰنا بدرالدین اسحاق حاضر تھے۔ قلندر مذکور حضرت کی طرف متوجہ ہوا۔ اور سخت آواز سے کہا کہ کیا آپ کو بت بنایا ہے اور خلق کو اپنا پجاری کیا ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ میں نے نہیں بنایا ہے۔ خدا تعالےٰ نے بنایا ہے۔ سلطان المشائخ نے جواب دیا کہ کوئی آپ کو کچھ نہیں بنا سکتا۔ مگر جس کو خدا نوازے۔ قلندر نے جب یہ بات سُنی سر زمین پر رکھا۔ اور کھڑا ہو گیا۔ اور کہا شاباش تمہاری بُرد باری پر جب تک جہان رہے۔ یہ تحمل زیادہ ہو اور راہ لی +

نقل ہے کہ حضرت نصیرالدین اودھ سے کہ میں نے اپنے پیر سُلطان نظام الدین قدس سرہٗ سے سُنا ہے کہ ایک روز ایک درویش گدڑی پوش حضرت شیخ المشائخ فریدالدین قدس سرہٗ کی خدمت پہنچا۔ شیخ نے اس کو کچھ دے دلا کر ٹال دیا درویش کھڑا ہوا۔ اور شانہ شانہ دان سے نکال کر جو شیخ کے مصلے پر تھا۔ کہا۔ اے شیخ یہ شانہ مجھ کو دے۔ جب حضرت شیخ الاسلام کا وہی ایک شانہ تھا۔ جواب نہ فرمایا۔ پھر اس درویش نے سخت آواز سے چلا کر کہا کہ اے شیخ یہ شانہ مجھ کو دے۔ تجھ سے مجھ کو برکت حاصل ہو۔ بعد ازاں حضرت فریدالملت نے فرمایا کہ جا تجھ کو اور تیری برکت کو میں نے آب دان میں بہا دیا۔ پھر وہ درویش سفر کر گیا۔ قصبہ اجودھن کے نزدیک آب رواں ہے۔ کہ اس کا بشارت نام تھا۔ اور اب ۱۳۱۰ھ میں خشک دیکھا گیا۔ جب وہاں پہنچا خرقہ اتارا اور غسل کے واسطے پانی میں آیا۔ ایسا ڈوبا کہ اب تک ظاہر نہ ہوا +

نقل ہے شیخ نصیرالدین اودھ سے کہ قصبہ اجودھن میں متصرف اس مقام کے قضات سے اتحاد رکھتا تھا۔ اور ہمیشہ شیخ کے مریدوں کو ستاتا تھا۔ چنانچہ یہ خبر ہمیشہ شیخ کو پہنچتی تھی۔ اور ملتفت نہیں ہوتے تھے۔ جب بہت رنجش گذری۔ مولٰنا شہاب الدین آنحضرت کے بڑے لڑکے نے آپ سے عرض کی۔ کہ یہ آپ کی بزرگی ہم کو یہی فائدہ دیتی ہے کہ رات دن متصرف کی رنجش سے غم اور غصہ میں رہتے ہیں

شیخ کے آگے عصا رکھی تھی۔ اٹھا اور زمین پر ماری اسی وقت متصرف مذکور کے درد شکم پیدا ہوا۔ کہا ابھی مجھے اٹھا کر شیخ کے دروازہ پر لے چلو۔ ہنوز نہ پہنچا تھا۔ کہ جان نکل گئی +

نقل ہے حضرت نظام الدینؒ سے قصبہ اجودھن میں ایک عامل تھا۔ لکھنے والا شاید والی اس حوالی کا عامل مذکور کو ستاتا تھا۔ ایک روز وہ عامل شیخ کامل حضرت فریدالدین کے پاس آیا اور شفاعت چاہی کہ والی مذکور مجھ کو ہمیشہ ستاتا ہے اور ہر طرح کے ظلم سے باز نہیں آتا۔ حضرت شیخ نے ایک خادم اس والی کے پاس بھیجا اور ظاہر کیا کہ اس درویش سے مختر زرہ احسان ہوگا۔ وہ نہ مانا اور اس سے زیادہ ستایا۔ پھر وہ عامل آیا اور عرض کی کہ وہ نہیں سنتا اور زیادہ ستاتا ہے حضرت شیخ نے اس نویسندہ سے فرمایا۔ کہ میں نے تیری شفاعت کی ہے وہ نہیں سنتا شاید کسی مظلوم کی تجھ سے شفاعت کی ہوگی تو نے بھی نہ سنا ہوگا۔ وہ اٹھا اور حضرت شیخ سے فاتحہ کی درخواست کی۔ کہ میں آج سے کسی کو نہ ستاؤں گا۔ تا امکان خدمت کروں گا۔ اور مجھ سے اگر کوئی دشمن بھی منت کرے گا۔ منہ نہ پھیروں گا۔ اسی زمانہ میں والی نے عامل کو خلعت اور گھوڑا بخشا۔ اور خدمت میں حضرت ملک المشائخ کے پہنچ کر تائب ہوا +

نقل ہے حضرت نظام الدینؒ سے ایک جوان اجودھن کی طرف دہلی سے متوجہ ہوا کہ حضرت فریدالدین کی خدمت میں پہنچکر تائب ہو اور شرف ارادت سے مشرف ہو اثنائے راہ میں ایک ڈومنی خوبصورت اس کو ملی اور اس کی قیدی ہوگئی کہ اس سے تعلق ہو۔ اس جوان کی جو نیت صادق تھی۔ اس کی طرف التفات نہ کی۔ یہانتک کہ ایک منزل میں ایسا اتفاق پڑا۔ کہ وہ جوان اور وہ فاسقہ دونوں ایک گردوں پر سوار ہوئے مطربہ مذکور نزدیک اس جوان کے آئی اور بیٹھی اس طرح کہ دونوں میں کچھ حجاب نہ رہا۔ مطربہ مذکور غمزہ اور کرشمہ کام میں لائی۔ اس میں کچھ اس جوان کے دل نے میل کیا۔ آہستہ اس کی طرف ہاتھ دراز کیا۔ اسی حال ایک مرد کو دیکھا پیدا ہوا اور اس کے منہ پر طمانچہ مارا اور کہا شیخ کی خدمت میں توبہ اور ارادت کی نیت سے جاتا ہے۔ اور دل فسق پر لاتا ہے اور غائب ہوگیا۔ اس جوان نے جب یہ دیکھا رو پڑا اور متنبہ ہوگیا۔ جب خدمت میں حضرت سلطان المشائخ کے پہنچا۔ اول بات جو اس جوان سے آپ نے فرمائی یہ ہے۔ کہ خدا تعالے نے

تجھ کو اس روز کہ مطربہ سے تو نے میل کیا اپنے فضل سے بچا پایا۔ بعد اس کے اُس کو ارادت سے مشرف کیا ❖

حضرت سلطان نظام الدین سے نقل ہے کہ حضرت اولیاء فریدالدین کا ایک مرید تھا۔ اس کو محمد شاہ غوری کہتے تھے۔ مرد صادق تھا اہل صلاح ایک وقت خدمت میں حضرت شیخ المشائخ کے پہنچا اور مضطرب اور متحیر اور متفکر تھا۔ حضرت فرید الملۃ والدین نے پوچھا کہ اے محمد شاہ تجھ کو کیا حال پیش آیا ہے کہ ایسا پریشان ہے اُس نے عرض کی کہ ایک حقیقی بھائی رکھتا ہوں۔ وہ بیمار تھا۔ ایک رمق اس میں باقی ہے جو آپ کی خدمت میں آیا۔ کیا عجب ہے کہ تمام ہو گیا ہو۔ اس کے سبب سے دل بیتاب ہو گیا ہے۔ حضرت سلطان المشائخ فریدالملۃ والدین نے فرمایا کہ اے محمد شاہ جیسا تو اس وقت متحیر اور رنجیدہ ہے۔ مَیں تمام عمر حق کی محبت میں اسی طرح رہا ہوں۔ اور کسی سے اظہار نہیں کرتا۔ پھر اس کی طرف اشارہ کیا کہ گھر میں جا تیرا بھائی انشاء اللہ صحت پاوے گا۔ اسی وقت محمد شاہ غوری حضرت کے پاس سے اٹھا۔ اور گھر آیا۔ دیکھا کہ بھائی کھانا کھاتا ہے۔ گو اس کو کوئی بیماری اور دکھ پہنچا نہ تھا ❖

شیخ نصیرالدین سے سُنا گیا ہے کہ ایک روز حضرت شیخ الاسلام فریدالملۃ والدین کو ایک زحمت اور دکھ سخت پیش آیا۔ چنانچہ اشتہا کلیتہً جاتی رہی۔ چند روز حضرت نے نکھایا نہ پیا۔ فرزند اور مرید اور معتقد جمع ہوئے اور اطباء کو بُلایا۔ جب انہوں نے نبض دیکھی تو کہا ہم کو نبض اور قارورہ کی دلیل سے کوئی بیماری معلوم نہیں ہوتی۔ ہر چند غور کیا مگر کچھ معلوم نہ ہوا کہ حضرت کو کیا بیماری ہے۔ ناچار واپس گئے۔ دوسرے روز اور زیادتی ہوئی۔ چنانچہ یاروں کو بُلایا۔ حضرت شیخ نظام الدین فرماتے ہیں کہ مَیں بھی اس جماعت میں حاضر تھا حضرت نے مجھ کو اور شیخ بدرالدین سلیمان کو کہ آپ کے لڑکے تھے بلایا۔ ہم گئے۔ اور ہر ایک مشغول تھے اُسی رات شیخ بدرالدین نے خواب میں دیکھا کہ ایک پیر مرد کہتا ہے کہ تمہارے باپ کے واسطے سحر کیا ہے اور شیخ بدرالدین نے اُس پیر سے پوچھا کہ شہاب الدین ساحر کے لڑکے نے کیا ہے۔ یہ ایک اجودھن میں تھا۔ کہ اس کو شہاب سحر کہتے تھے۔ سحر میں مشہور تھا۔ بعد ازاں شیخ بدرالدین نے پوچھا

اس خواب میں پیر مرد سے کہ اس کی کیا تدبیر ہے۔ اور کس طرح یہ سحر دفع ہوگا۔ فرمایا کہ ایک شہاب الدین کی تربت پر جادے اور بیٹھے اور چند کلمے اس نے خواب میں بتائے کہ ان کو اس کی گور پر پڑھے۔ چنانچہ شیخ بدرالدین نے ان کلمات کے خواب میں یاد کیا وہ یہ تھے ایھا المقبور المبتلے اعلم بان ابنک قد سحر واذی نفل لہ کف باسہ عنا والا یلحق بہ مالحق بنا۔ معنی یہ ہیں کہ جو کوئی قبر میں کیا گیا ہے اور آزمایا گیا جان کہ بدرستے کہ تیرے لڑکے نے سحر کیا ہے اور ایذا پہنچائی ہے پس اس سے کہہ تاکہ باز رکھے اس سحر کے خوف کو ہم سے وگرنہ ملے گی وہ چیز کو ملی ہے ہم سے جب دن ہوا۔ شیخ نظام الدین نے یاروں کے ساتھ کہ اشارہ سے حضرت شیخ کے مشغول تھے۔ حضرت شیخ بدرالدین رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ آگے حضرت فریدالدین کے جاکر کہا اور صورت حال ظاہر کی بدرالدین نے ایسا خواب دیکھا ہے۔ حضرت شیخ المشائخ نے نظام الدین قدس سرہ کو آگے بلایا۔ اور اشارہ فرمایا کہ ان کلمات کو یاد کرلو۔ اور جاؤ تربت شہاب الدین ساحر کی آدمیوں سے پوچھو۔ اور تربت کے سر پر بیٹھو اور یہ کلمات پڑھو۔ حضرت شیخ نظام الدین اشارہ پاکر گئے۔ اور تربت شہاب ساحر کی پوچھی۔ مشہور تھی۔ ہر ایک نے نشان دیا۔ اور سر پر اُسی تربت کے بیٹھ کر یہ کلمات پڑھے۔ اور ہاتھ زمین پر مارا اور اُس زمین اُس کی تربت کو گچ کیا تھا۔ اُس تربت کے سر پر تھوڑی مٹی تھی۔ اُس پر ہاتھ مارا۔ بیگمان مٹی دور ہوئی۔ چنانچہ گود اس مٹی کے نیچے ظاہر ہوئی۔ زیادہ کھودی اُس وقت تک کہ ان کا ہاتھ گیا۔ شیخ مذکور فرماتے ہیں۔ کہ جب وہ مٹی دور ہوئی۔ میرا ہاتھ نیچے گیا۔ مَیں نے زیادہ اہتمام کیا۔ ایک چیز میرے ہاتھ میں آئی۔ اُس کو باہر نکالا۔ ایک صورت آٹے کی بنائی تھی۔ سوئیاں اس میں چبھی تھیں اور بال گھوڑے کی دُم کے اس پر مضبوط بندھے تھے وہ صورت حضرت سلطان المشائخ فریدالدین کے پاس لے گیا حضرت شیخ نے اشارہ فرمایا کہ ان سوئیوں کو نکالو۔ اور بال جو بندھے ہیں کھولو۔ جو سوئی میں نکالتا تھا۔ بیماری کم ہوتی تھی۔ اور آرام ملتا تھا۔ یہاں تک کہ جملہ سوئیاں نکال لیں اور بال کھولے گئے۔ اللہ تعالے کے حکم سے حضرت شیخ کو صحت ہوئی۔ بعد ازاں فرمایا کہ اس صورت کو توڑ دو۔ اور جاری پانی میں ڈالو۔ ویسا ہی کیا۔ جب یہ بات قصبہ اجودھن کے والی کو معلوم ہوئی۔ تو جس ساحر سے یہ حرکت وجود میں آئی تھی۔ اُس کو

باندھ کر حضرت کے پاس بھیجا اور ظاہر کیا کہ البتہ یہ شخص لایق مار ڈالنے کے ہے۔ حضرت کیا حکم فرماتے ہیں۔ اُس پر عمل کیا جاوے۔ حضرت شیخ نے فرمایا کہ جب میرے حق میں خدا تعالےٰ نے صمت بخشی ہے۔ میں بھی اس کے شکرانہ میں عفو کرتا ہوں۔ تو بھی تعرض نہ کر۔

نقل ہے حضرت سلطان نظام الدین سے کہ میں جس زمانہ میں حضرت شیخ کی خدمت میں تھا۔ اس وقت پانچ درویش خدمت میں حضرت کے آئے۔ بہت سخت مزاج اور کشادہ دہن تھے۔ کچھ دیر کے بعد حضرت کے آگے اُٹھے اور یہ کہا کہ ہم اس قدر بساط عالم میں پھرے کوئی درویش جیسا کہ چاہیئے نہ پایا۔ مگر چند مدعی کہ آپ کو درویش مشہور کیا ہے۔ حضرت سلطان المشائخ فرید الدین نے فرمایا کہ تھوڑی دیر درویشوں کے آگے بیٹھو تم کو درویشی میں ہٹ ہے۔ پھر روانہ ہوئے۔ حضرت شیخ نے فرمایا کہ ہاں جب یہاں سے جاؤ جنگل کی راہ مت جاؤ۔ دوسری راہ جاؤ۔ جہاں تک آبادی واقع ہے دل پریشان جور کھتے تھے۔ حضرت کے کلام پر میل نہ کیا اور روانہ ہوئے۔ حضرت نے ایک کو پیچھے دوڑایا کہ تلاش کرے کہ کس راہ سے گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد جس کو دوڑایا تھا۔ وہ ایسی خبر لایا۔ کہ وہ جنگل کی راہ گئے۔ حضرت نے جب یہ خبر سُنی بہت روئے اور فرمایا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ط اتنے میں خبر آئی کہ پانچوں کو لُو نے مارا۔ اور ایک جگہ پانچوں ہلاک ہوئے پانچوں کنوئیں پر پہنچے۔ اور پانی پیا۔ اس جگہ دم دے دیا۔

نقل ہے حضرت نظام الدین سے ایک وقت ایک طالب علم نصیر الدین نام خدمت میں شیخ الاسلام فرید الدین کے پہنچا۔ تجارت کی نیت رکھتا تھا۔ غرور اور رعونت سے خالی نہ تھا یہ فکر تھا کہ بال بڑھاوے ہیں کہ ایک جوگی جماعت خانہ میں پہنچا۔ طالب علم نے اُس سے پوچھا۔ کہ بال کس چیز سے بڑھتے ہیں حضرت نظام الدین فرماتے ہیں۔ کہ جب میں نے اُس سے یہ کلام سُنا۔ کہ بال بڑھنے کے واسطے جوگی کی طرف توجہ کرتا ہے مجھکو کراہت ہوئی۔ اس واسطے کہ طالب علم کو چاہیئے کہ خدمت میں شیخ المشائخ کے آوے اور نسبت رعونت و درازی موئے کہ تحت کل شعر ختانہ حدیث واقع ہے جوگی کی طرف توجہ کرتا ہے۔ المقصہ اسی ہنگام میں خواجہ وجیہہ الدین حضرت خواجہ معین الدین

کے لڑکے کے خدمت میں بابا فرید الدین کے پہنچے اور بیعت چاہی اور سر منڈوانے کی عرض کی۔ حضرت نے فرمایا۔ کہ میں روٹی کا ٹکڑا تمہارے خانوادے سے بھیک مانگ کر لایا ہوں۔ ادب نہیں کہ تم کو مرید کروں۔ خواجہ وجیہہ الدین نے سر زمین پر رکھا اور عاجزی کی اور کہا اے خداوند مثل تمہارے اس زمانہ میں کہاں پاویں کہ اس کی خدمت میں جاویں اور حاصل کریں البتہ میں یہ در نہیں چھوڑوں گا جب فرید الملۃ نے اس درجہ الحاح دیکھا شرف ارادت قبول کیا۔ اور خرقہ خاص کی خلعت سے نوازش فرمائی اور سر منڈوا دیا۔ اس وقت نصیر الدین طالب علم جو درازی مو کی قید میں مقید تھا۔ اس نے بھی بیعت کی اور سر منڈوایا اور سرمایۂ مالی جو تجارت کی نیت سے رکھتا تھا۔ درویشوں پر خرچ کیا۔ اور درویشی اختیار فرمائی +

نقل ہے کہ ایک وقت اُن کا جامہ پھٹا اور میلا تھا۔ ایک مرد لباس آگے لایا اس کو پہنا اور فوراً اُتارا۔ اور شیخ نجیب الدین متوکل کو دیا۔ اور فرمایا کہ میں جو ذوق اُس جامہ میں رکھتا تھا۔ اس میں نہیں رکھتا ہوں +

نقل ہے کہ سلطان العارفین برہان العاشقین شیخ فرید الدین گنجشکر کو ایک روز راہ میں عبور واقع ہوا۔ ایک عزیز فریاد کرتا تھا۔ کہ الجوع الجوع یہ آواز کان میں پہنچی فرمایا کہ آؤ۔ وہ آیا۔ آستین مبارک اُٹھائی اور فرمایا کہ کونسے کھانے پر تیرا دل راغب ہے اُس نے کہا یخنی پر۔ فرمایا کھا۔ اُس نے ہاتھ دراز کیا۔ آستین مُبارک میں دیکھا کہ تکلف میں دستر خوان بچھا ہے۔ وہاں سے یخنی نکالی اور کھائی۔ حضرت جس راہ میں تشریف فرما تھے چلے گئے۔ بعد ایک مُدت کے ایک روز وضو کرتے تھے۔ کہ وہی عزیز خدمت میں پہنچا۔ دیکھا قدرے وضو کا پانی اس پر چھڑکا اور فرمایا سبحان اللہ اس شخص نے بتیس برس ایزد تعالیٰ کی راہ میں ریاضت اور مجاہدہ کیا تھا۔ پھر نفس اس پر غالب آیا۔ حاجت بشری سے ہلاک ہوا۔ الحمد للہ والمنۃ کہ رہا ہوا۔ اور اپنے مجاہدہ اور ریاضت پر لوٹ آیا +

نقل ہے حضرت نصیر الدین محمود سے خیر المجالس میں لکھا ہے کہ ایک روز حضرت سلطان فرید الدین اپنے حجرہ میں مشغول تھے۔ ناگاہ ایک قلندر پہنچا۔ اور حجرہ کے دروازہ پر کملی بچھائی تھی کہ حضرت شیخ اس پر بیٹھتے تھے اس پر بیٹھا۔ حضرت شیخ بدر الدین اسحاق حاضر تھے

قدرے کھانا لائے اور قلندر کے آگے رکھا۔ جب کھانے سے فارغ ہوا۔ مولٰنا بدرالدین سے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ شیخ کو دیکھوں۔ مولانا نے جواب دیا کہ حضرت حق سے مشغول ہیں۔ کسی کی مجال نہیں ہے کہ ایسے وقت حجرہ میں آوے۔ اور خبر کرے۔ اسی وقت قلندر نے بھنگ نکالی اور کونڈے میں ڈالی اور گھونٹنے لگا۔ چنانچہ اس کے قطرے حضرت شیخ کی کملی پر گرے۔ شیخ بدرالدین آگے ہوئے اور قلندر کے پاس آئے اور کہا اے درویش حد سے بے ادبی نہ کرنا چاہیے۔ یہاں سے اٹھ اور گوشہ میں جا۔ قلندر رنجیدہ ہوا۔ اور کونڈی اٹھائی کہ بدرالدین کے مارے حضرت سلطان فریدالدین جو حجرہ خاص میں مشغول تھے۔ یہ معنی نور باطن سے معلوم کر کے جلد حجرہ سے دوڑے اور قلندر کا ہاتھ پکڑا اور کہا اس کو مجھے بخشدے۔ قلندر نے کہا درویش ہاتھ نہیں اٹھاتے اور جب اٹھایا تو نیچے نہیں لاتے۔ حضرت نے فرمایا کہ اس دیوار پر مار۔ قلندر نے کچکول دیوار پر ماری۔ چنانچہ فوراً وہ دیوار گر پڑی۔ قلندر نے سر نیچے کیا اور چلا گیا۔ بعدہٗ حضرت شیخ نے مولٰنا بدرالدین سے فرمایا کہ عام لباس میں خاص بھی ہوتے ہیں۔ یہ گھاس وہ گھونٹا تھا۔ وہ نہ تھی۔ جو قلندر کام میں لاتے ہیں۔ شاید آزمائش کو آیا ہوگا +

اور نیز شیخ نصیرالدین اودھے سے نقل ہے سیرالاولیاء میں کہ ایک وقت شیخ الشیوخ قدس سرہٗ کی انگشت پر سانپ نے کاٹا۔ کچھ علاج نہ کیا اور حق سے مشغول ہوئے اس غلبہ میں عرق جسم سے جاری ہوا۔ زہر نے اثر نہ کیا +

اسی کتاب میں نقل ہے کہ سلطان مشائخؒ فرماتے تھے کہ ہم اجودھن میں گئے۔ اور سرسہ کے جنگل میں ہم کو ایک سانپ نے کاٹا جس کی ہم صحبت میں جاتے تھے۔ اس نے اس جگہ کو باندھ دیا۔ زہر فرو ہو گیا اور اچھا ہو گیا جب ہم اجودھن پہنچے بیوقت تھا۔ دروازے بند تھے۔ یاروں نے کہا کہ حصار سے کود چلو۔ میں نے دیکھا کہ حصار سے ہر طرف راہ ہو گئی القصہ سب یار اوپر گئے۔ میں ڈرتا تھا۔ میرا ہاتھ پکڑا اور اوپر لے گئے۔ جب صبح ہوئی۔ شیخ شیوخ العالم کی خدمت میں ہم گئے۔ سب کو پوچھا۔ مجھ سے کچھ نہ کہا۔ تھوڑی دیر ہوئی فرمایا کہ سانپ کا کاٹا باقی ہے حصار کو تاپ آیا ہے +

نصیرالدین محمود روایت کرتے ہیں کہ بعد کاٹنے سانپ کے سرسہ کی حدود میں سے نور باطن شیخ شیوخ العالم کو روشن ہوا۔ براہ تعجیل سواری بھیجی کر سلطان المشائخ کو سوار

کریں اور لاویں۔ وہی کیا۔ سواری پر سوار کر کے لائے ؂

نقل ہے کہ قصبہ اجودھن کے پاس مقدار چار فرسنگ کے ایک قصبہ ہے وہاں مربی قتال سخت حال ایک حاکم تھا۔ ایک باز رکھتا تھا چرز گیر اور کلنگ انداز۔ ترک مذکور باز کو بہت دوست رکھتا تھا۔ امیر شکار کے سپرد کیا تھا۔ اور تاکید کی تھی۔ کہ ہرگز ہرگز اس باز کو سوائے میرے خان کے دوسرے جانور پر نہ اُڑانا شاید اُڑے اور پھر نہ آوے۔ اگر میرا حکم پاس نہ رکھے گا۔ تو جینے سے ہاتھ دھونا۔ اتفاقاً وہ میر شکار یاروں اور ہمسایوں کے ساتھ پھرتا تھا۔ ناگاہ چند کلنگ جاتے تھے یاروں نے خوشامد کی کہ یہ کلنگ مفت چلے تو باز رکھتا ہے۔ ان پر ڈال کہ کباب کریں۔ میر شکار نے یاروں کو جواب دیا۔ کہ میرے صاحب نے تاکید کی ہے۔ کہ جب تک میں نہ ہوں ہرگز اس باز کو کسی جانور پر نہ چھوڑنا مبادا غائب ہو۔ اور وہ ترک بیباک اور غصہ ناک۔ اگر باز نہ آیا تو مجھ کو اور میرے زن و فرزند کو ہلاک کر دیگا۔ یاروں نے کہا ہم دس بارہ سوار ہیں اور گھوڑے رکھتے ہیں۔ ہم نہیں چھوڑینگے کہ باز غائب ہو۔ القصہ بہت الحاح کیا۔ میر شکار نے باز کھولا اور کلنگوں پر اڑایا۔ ناگاہ کلنگ ایک طرف گئے اور باز دوسری طرف پرواز کر گیا۔ زمان زمان بلند ہوتا تھا۔ یہاں تک کہ نظر سے غائب ہو گیا۔ ہر ایک یار اس کی تلاش میں دوڑا اور متفرق ہوئے اور یہ میر شکار روتا ہوا اور کپڑے پھاڑتا ہوا۔ حوالی قصبہ اجودھن میں پہنچا اور اسی حال سے سلطان المشائخ فریدالدین کی خدمت میں آیا۔ جب حضرت شیخ کو دیکھا آہ ماری . . . . اور ماتم زدوں کی طرح زار زار رویا۔ حضرت شیخ نے مہربانی سے اپنے آگے بٹھلایا اور پوچھا کہ اس قدر زاری اور خواری کیوں ہے۔ اس نے باز کا قصہ بیان کیا کہ اے مخدوم ترک قتال بدحال نے مجھ کو باز سونپا تھا اور وصیت کی تھی۔ اور بے حد تاکید تھی۔ اس باز کو میری غیبت میں پرواز نہ دینا۔ میرے چند یاروں نے مزاحمت کی۔ ان کی الحاح کے سبب میں نے اُڑایا۔ وہ نظر سے غائب ہو گیا۔ اور گم ہو گیا۔ اب تحقیق جانتا ہوں۔ کہ اگر باز نہ دونگا۔ تو میرے فرزندوں کو اور مجھ کو زندہ نہ چھوڑے گا۔ میں نے قبول کیا کہ اسپ اور لباس چھوڑ دوں اور ترک تجرید کر کے چلا جاؤں۔ اور گوشہ لوں۔ لیکن شک نہیں

کر وہ ترک فرزندوں اور میرے متعلقینوں کو خاک سیاہ کر دے گا۔ حضرت نے جب یہ بات سُنی کھانا منگایا۔ اور فرمایا کہ اسے کھاؤ شاید خدا تعالے تیری خاطر جمع کر دے اور باز کو دیدے۔ میر شکار مذکور نے نوالہ توڑ کر مُنہ میں ڈالا۔ چنانچہ خشکی سے نہ اتر سکا۔ البتہ حال میر شکار کا جب شیخ نے اس اضطراب میں پایا۔ اس کا ہاتھ پکڑا کہ وہ تیرا باز حصار کے کنگرہ پر بیٹھا ہے جا پکڑ لے۔ میر شکار نے جب باز دیکھا۔ سر حضرت کی خاکِ پا پر رکھا اور باز کو پکڑا اور شکرانہ کرتا پھر شیخ کی خدمت میں آیا۔ اور گھوڑا سواری کا پیش کش کیا۔ حضرت شیخ نے تبسم فرمایا۔ اور کہا تجھ کو چاہیئے کہ گھوڑے پر سوار ہو اور گھر جا اور باز اس کے مالک کو دے اور گھوڑا بیچ اور نصف مال اس کا میرے آگے لا۔ تو مبلغ اس کی قیمت کے برابر پڑیں۔ اور حق برادری کا مجھ میں اور تجھ میں درست ہو۔ اور ترک مذکور نے باز کا گم ہونا کچھ سُنا تھا۔ اور بازدار کے فرزندوں سے تعرض کیا۔ ناگہاں دوسرے روز میر شکار معہ باز کے پہنچا۔ اُس کے مالک نے جب باز دیکھا۔ میر شکار کو بلایا۔ اور قصہ گم ہونے کا پوچھا اُس نے اپنا تمام ماجرا کہا۔ اور کرامت حضرت شیخ المشائخ کی ادا کی۔ ترک نے جب قصہ تمام سنا کہ سبحان اللہ شیخ فریدالدین مسعود ایسے بزرگ ہیں کہ تو نے دیکھا۔ چاہیئے کہ جلد جا اور ایک بوری زر کی میری طرف سے شکرانہ پہنچا۔ اور میرے واسطے حضرت سے دُعا کی التماس کر۔ بعدازاں میر شکار نے عرض کیا۔ کہ اے خداوند مجھ کو اُن کی خدمت میں پھر جانا ہے کیونکہ جب مَیں نے کرامت دیکھی اپنا گھوڑا شکرانہ میں پیش کش کیا۔ شیخ نے فرمایا۔ کہ یہ گھوڑا مَیں نے تجھ کو بخشا۔ اس کی نصف قیمت لاؤ۔ پس وہ فتوح کہ میرے ہاتھ حضرت کی خدمت میں بھیجی جاوے مجھ کو بھی نصف قیمت اسپ کی خدمت میں پہنچانا چاہیئے۔ اُس نے ایسا ہی کیا۔ مگر وہ ترک اس سے پہلے حضرت سے عقیدہ نہیں رکھتا تھا۔ آخرالامر خلعت اور ارادت سے مشرف ہوُا۔ اور ایک خدا پرستوں سے ہوُا۔ اور میر شکار بھی انہیں ایام میں مرید ہوُا۔ اور ترک اور تجرید کی اور ملازم رہا +

نقل ہے کہ ایک وقت آپ کے حرم سے خدمت میں آئی۔ اور کہا اے خواجہ آج فلاں لڑکا بسبب بھوک کے ہلاکت پہنچا ہے۔ شیخ نے فرمایا مسعود بندہ کیا

کرے۔ اگر تقدیر حق ہے جہان سے سفر کرے رسی ایک پاؤں میں باندھ کر باہر ڈال دو۔

نقل ہے نصیر الدین اودھے رحمۃ اللہ علیہ سے کہ قصبہ اجودھن کی حدود میں ایک گاؤں تھا۔ اس میں ایک مسلمان تیلی رہتا تھا۔ ناگاہ اس گاؤں کو کسی سبب دیپالپور کے داروغہ نے تاراج کیا۔ اور تمام وہاں کے آدمیوں کو قید میں ڈال دیا۔ روغنگیر کی ایک عورت تھی نہایت صاحب جمال اس کو اس عورت سے بڑی محبت تھی۔ اور وہ عورت بھی اس غارتی میں کسی کے ہاتھ لگی تھی۔ اور غائب ہو گئی تھی۔ ہر چند اس تیلی نے روتے پیٹتے تلاش کیا۔ نشان نہ پایا۔ بہزار غم و درد سے حضرت سلطان المشائخ فرید الدین قدس سرہٗ کے حضور میں آیا۔ اور نہایت اپنا حال خراب کیا۔ حضرت شیخ نے کچھ تامل فرمایا۔ اور اشارہ کیا کہ کھانا لاؤ۔ اور اس کے آگے رکھو۔ تیلی مذکور جو اپنا حال خراب اور جگر کباب رکھتا تھا۔ ہاتھ کھانے پر لے گیا۔ ایک ہی نوالہ کھایا حضرت نے فرمایا کہ وہ حق تعالےٰ قادر ہے کہ تیری خاطر جمع کرے اور وہ عورت تجھ کو پہنچاوے۔ روغنگیر نے جب یہ سنا کچھ تسکین پائی لیکن غم کلیتہً رفع نہ ہوا۔ حضرت نے فرمایا کہ روز دو دیکھ۔ کہ پردہ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہے ناچار اس نے رہنا اختیار کیا۔ تیسرے روز نویسندہ کو قصبہ اجودھن میں گرفتار کر کے لائے۔ وہ شائد متصرف جگہ کا تھا۔ کہ وہاں تعلق اس امیر سے رکھتا تھا۔ کہ جس نے گاؤں تاراج کیا تھا۔ القصہ اس نویسندہ نے اپنے حافظوں پہ الحاح کی کہ اگر مجھ کو خدمت میں شیخ فرید الحق کے لے چلو تو ایک عمدہ شئے تم کو دوں۔ سب محافظوں نے ایسا ہی کیا۔ اس کو حضرت شیخ کی خدمت لائے۔ نویسندہ نے اپنا حال ظاہر کیا۔ حضرت شیخ نے فرمایا کہ جو اس مقطع نے کہ تجھ کو مقید اور مسلسل فرمایا ہے اگر شفقت بے حد اور عنایت بعید فرماوے تو مجھ کو کیا شکرانہ بھیجیگا قبول کر۔ نویسندہ نے عرض کی کہ جو نقد اور اسباب رکھتا ہوں شکرانہ خدمت میں لاؤں گا۔ حضرت نے فرمایا کہ وہ شکرانہ یہی تجھ کو بخشا وہ داروغہ جانے سے چھوڑ دے گا اور خلعت فاخرہ نوازے گا۔ اور گاؤں بھی تجھ کو بخشیگا۔ عہد کر کہ وہ عورت اس روغنگیر کو بخشیگا۔ نویسندہ نے صدق دل سے قبول کیا۔

روغنگیر سے کہا اٹھ میرے برابر آؤ۔ کہ ایسا کروں کہ اشارہ حضرت شیخ کا ہے روغنگیر مذکور اس بات سے رویا اور عرض کی کہ اے شیخ المشائخ ابھی میرے پاس چیز ہے۔ کہ آٹھ کنیزک خوب خریدوں۔ لیکن میں فریفتہ اور خراب اپنی عورت کا ہوں مگر اس کی جدائی سے دل ریش ہوں۔ حضرت نے فرمایا۔ تو اس کے برابر جا دیکھ کہ خدا تعالےٰ پردہ غیب سے کیا ظاہر کرتا ہے۔ روغنگیر مذکور حضرت شیخ کے اشارہ سے اس کے برابر گیا اور اس کے پاس متفکر اور متحیر بیٹھا۔ اور اس نویسندہ کو اس داروغہ کے آگے لے گئے۔ جس نے مقید کیا تھا۔ بمجرد دیکھنے کے حضرت شیخ کی برکت سے دل مہربان ہوا۔ اور ایک عمدہ گھوڑا اور خلعت عطا کیا۔ اور اس کے گھر روانہ کیا۔ اور عقب سے وہ کنیزک صاحب جمال برقعہ پوش بھیجی۔ کہ یہ بھی انعام اور عنایت میری تجھ کو ہے۔ جب وہ عورت اس کے وثاق کے پاس پہنچی اپنے شوہر کو دیکھا۔ برقعہ چہرہ سے اتار ڈالا۔ اور اس کی طرف دوڑی۔ اس روغنگیر نے بھی پہچانا اور سر پاؤں پر رکھا۔ نویسندہ حیران ہو گیا۔ روغنگیر کو اپنے آگے بلایا اور ہاتھ کنیزک کا پکڑا اور اس کو سونپ دیا۔ روغنگیر مذکور نے اس کا حال ظاہر کیا۔ کہ یہ میری عورت ہے۔ حضرت شیخ فرید الملت والدین کی عنایت اور کرامت سے معہ عورت کے خدمت میں ملک المشائخ کے آیا۔ اور مرید ہوا +

اور اس درویش نے ایک نسخہ لکھا ہوا پایا ہے کہ حضرت شیخ گنجشکر اس سبب سے کہتے ہیں۔ کہ جس زمانہ میں حضرت اپنے پیر دستگیر کی ملازمت میں دہلی رہتے تھے اس وقت آپ کے رہنے کی جگہ نزدیک دروازہ غزنی برج کے پہلو میں متعین تھی۔ جو لوگ جانتے ہیں اس جگہ اب بھی جاتے ہیں۔ اور دوگانہ ادا کرتے ہیں۔ القصہ برسات کا زمانہ تھا۔ اور مینہ برستا تھا۔ چنانچہ تمام راستہ کیچڑ سے گھرا تھا۔ حضرت شیخ کو سات روز گذر گئے تھے کہ روزہ کا افطار نہ کیا تھا۔ کسی قدر ضعف پیدا ہو گیا تھا۔ چاہا کہ خدمت میں حضرت قطب الملۃ کے آویں۔ نعلین چوبین پہنتے تھے۔ اثنائے راہ میں پاؤں پھسلا زمین پر گرے منہ سے اللہ کہا۔ منہ میں مٹی چلی گئی۔ تمام شکر ہو گئی۔ وہاں سے اٹھے اور خدمت میں حضرت قطب الملۃ والدین کے سر زمین پر رکھا اور بیٹھے حضرت

سلطان المشائخ نے فرمایا۔ بابا فرید الدین مسعود مٹی کا ٹکڑا جو تیرے منہ میں جاکر شکر ہو گیا۔ عجب نہیں ہے کہ حضرت حق تبارک و تعالےٰ نے تیرے وجود کو گنجشکر کیا ہے۔ ہمیشہ شیریں رہے گا حضرت شیخ فرید سرزمین پر لائے اور شکرانہ حق تعالےٰ کا ادا کیا۔ جب وہاں سے پھرے جہاں پہنچے آدمیوں سے آواز سُنی کہتے تھے۔ حضرت شیخ فرید الدین گنجشکر آتے ہیں۔ اور اس درویش نے بیت اللہ کے قصد کے زمانہ میں جب قصبہ اجودھن میں پہنچا۔ یہی بات شیخ محمد سے کہ صاحب سجادہ تھے۔ ایسا ہی سُنا +

نقل ہے گلشن اولیا سے کہ جب حضرت قطب العالم کو شکر کے ساتھ بہت میل تھا۔ جب یہ چھوٹے تھے۔ آپ کو روزہ نماز سکھاتی تھیں۔ اور ہمیشہ جائے نماز میں گرہ باندھ کر شکر رکھ دیتی تھیں۔ جب آپ نماز ادا کرتے تھے۔ اس گرہ کو دیتی تھیں۔ ہمیشہ یہی طریقہ تھا۔ ایک روز ...... ایک میزبان کے گھر تھیں شکر بھول گئیں۔ لیکن حضرت شیخ نے نماز ادا کی اور مصلے کے نیچے دیکھا بے بہا شکر نکلی۔ جب حضرت کی والدہ کو یاد آیا۔ لونڈی سے فرمایا جا مسعود سے کہہ کر آؤ۔ نماز پڑھ۔ شیخ نے فرمایا کہ دوسری بار نماز نہیں پڑھوں گا۔ پوچھا کیوں۔ کہا جب والدہ کے آگے نماز پڑھتا ہوں۔ تھوڑی شکر مصلے کے نیچے پاتا ہوں۔ آج میں نے علیحدہ نماز ادا کی۔ بہت شکر پائی۔ کنیزک نے یہ واقعہ بی بی سے کہا۔ حضرت بی بی متعجب ہوئیں۔ اور شکرانہ حق کا بجا لائیں بعض کہتے کہ اسی سبب سے گنجشکر لقب ہوا +

نقل ہے کہ حضرت شیخ عبادت میں مشغول ہوتے تھے اور اپنے نفس کو ریاضت میں صرف کرتے تھے۔ ایک وقت ان کے نفس نے آرزو طعام کی کی۔ فرمایا میں تم کو خاک دوں۔ اور خاک کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ شکر ہو کر دستِ مبارک میں پہنچی۔ جب ایسا کرتے تھے۔ شکر ہاتھ میں آتی تھی۔ اس سبب سے گنجشکر سے ملقب ہوئے +

بعض کہتے ہیں۔ کہ جب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوا۔ اور آپ کی گرد نعلین مبارک عرش کا تاج ہوئی۔ مقام قاب قوسین او ادنیٰ میں جگہ لی۔ تو آپ کے

روبرو ہزار طبق شکر لائے۔ فرمان ہؤا اس شکر کو نوش جاں فرمایئے کہ آپ کی اُمت میں ایک عارف پیدا ہوگا یہ اس کے خزینہ گنجینہ سے ہے۔ اور سب یاروں کے لئے لے جایئے حضرت مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے تناول فرمائی۔ اور بقیہ کو بُرد پاک میں باندھا اور یاروں کے پاس لائے۔ سب نے کھائی۔ اس سبب سے شکر گنج لقب ہے +

مُصنف نسخہ گلشن اولیا کہتا ہے کہ ہمارے پیر اچھی طرح اس وجہ کو بیان فرماکر کہتے تھے۔ کہ فلاں حضرت قطب العالم کے وجود کے ظہور سے پہلے سات سو برس مشائخ سلف نے حضرت گنج شکر کی خبر کی تھی۔ کہ ایسا مشائخ زمین پر پیدا ہوگا +

نقل ہے کہ سُلطان الاولیاء حضرت نظام الملتہ والدین سے کہ میں ایک روز خدمت میں حضرت ملک المشائخ فرید الملتہ والدین کے حاضر تھا۔ فرماتے تھے کہ میں خدمت میں حضرت سلطان العارفین قطب الدین بختیار اوشی قدس سرہٗ کے ملازم تھا۔ ایک روز حضرت سے اجازت چاہی کہ اگر حکم ہو ایک چلہ خدمت میں کروں۔ حضرت خواجہ قطب الدین نے فرمایا کہ بابا حاجت نہیں ہے کہ خلوت میں بیٹھے اور چلہ کرے۔ اس کام سے بہت شہرت ہوگی۔ ہمارے پیروں کی عادت ایسی نہ تھی اُن کی خلوت جلوت میں تھی۔ مَیں نے اس قدر جواب کہا۔ کہ حضرت شیخ وقت موجود ہے۔ شہرت کی نیت دل میں راہ نہ پاویگی۔ حضرت قطب الدین ساکت ہوئے اور جواب سے ملتفت نہ ہوئے۔ اس وقت مَیں نے جانا کہ مجھ سے بڑی بے ادبی ہوئی۔ کہ خلاف حکم حبیب ہؤا۔ بہت استغفار کی۔ اور ابھی پریشان ہوں اور قیامت تک یہ پریشانی اور شرمندگی مجھ سے دور نہ ہوگی +

منقول ہے کہ جب انہوں نے چاہا۔ کہ مجاہدہ کریں۔ اس بات میں حضرت قطب الدین سے عرض کی۔ خواجہ نے فرمایا۔ کہ طے کر آپ نے طے کیا۔ تین روز کچھ نہ کھایا۔ تیسرے روز افطار کے وقت ایک شخص چند نان آگے لایا۔ جانا کہ غیب سے ہیں۔ ان سے افطار کیا۔ طبیعت نے متلی کے سبب قے کردیا۔ اور یہ بات خدمت میں حضرت پیر کے عرض کی۔ فرمایا کہ بعد تین روز کے خماری جانے سے

افطار کر۔ عنایت الٰہی تیرے ساتھ ہے۔ کہ وہ طعام تیرے معدہ میں شور ہا۔ اب جا تین روز طے کر اور جو غیب سے پہنچے اس سے افطار کر۔ تین روز طے کیا۔ جب وقت طعام ہوا کچھ پیدا نہ ہوا۔ ایک پہر رات گذری۔ ضعف غالب ہوا۔ نفس نے حرارت سے جلنا شروع کیا۔ دست مبارک زمین پر لیجا کر چند کنکریاں اٹھائیں اور منہ میں ڈالیں وہ شکر ہو گئیں۔ جب یہ دیکھا۔ دل میں کہا۔ مبادا یہ بھی کمر ہو نکال ڈالیں پھر مشغول حق ہوئے۔ آدھی رات گذری ضعف غالب ہوا۔ چند کنکریاں اور اٹھائیں اور منہ میں ڈالیں۔ وہ بھی شکر ہو گئیں۔ اسی طرح تین بار تک یہ کرامت معائنہ کی پھر تحقیق جان لیا کہ یہ بات حق کی طرف سے ہے۔ جب دن ہوا۔ خدمت میں خواجہ قطب الدین کے گئے۔ فرمایا کہ اچھا کیا جو اس سے افطار کیا۔ وہ غیب سے تھیں۔ اور تو مثل شکر کے شیریں رہے گا۔ اس روز سے گنجشکر کہتے ہیں۔ اور یہ بھی معروف اور مشہور ہے۔ کہ آنحضرت کی زبان مبارک کی برکت سے ہے ✣

نقل ہے حضرت سلطان الاولیاء نظام الملۃ والدین قدس سرہٗ سے۔ کہ میں ایک خدمت میں سلطان المشائخ فرید الدین قدس سرہٗ کے بیٹھا تھا۔ مولانا بدالدین اسحاق اور مولانا جمال الدین ہانسوی بھی حاضر تھے۔ حضرت شیخ کا ایک مرید تھا۔ مولانا محمد نام وہ ملتان سے پہنچا۔ حضرت شیخ نے کھانا مانگا۔ اور خود صائم تھے۔ جب کھانا آیا اپنے حضور میں ہماری طرف اشارہ کیا کہ کھانا چاہیئے۔ اس وقت میں کہ کھانا کھچڑی تھا۔ ماش اور برنج سے پکا تھا۔ اس وقت دل میں مولانا محمد ملتانی کے گذرا۔ اگر سفرہ ہوتا بہتر ہوتا۔ حضرت شیخ کو کشف سے معلوم ہوا۔ طبق طعام کے آس پاس انگشت مبارک سے خط مدور کھینچا۔ فرمایا مولانا محمد اگر سفرہ موجود نہیں ہے۔ تو اس مدور خط کو سفرہ مان اور طعام کھا ✣

نقل ہے کہ حضرت سلطان الاولیا سے کہ حضرت سلطان فرید الدین کا روزہ دوام ہوتا تھا۔ اس حد تک کہ اگر عارضہ رکھتے یا قصد کرتے ہرگز افطار نہ فرماتے۔ بیشتر معدہ کا افطار شیرینی سے تھا۔ تھوڑا منقیٰ شربت کے پیالہ میں ڈالتے۔ اور اس شربت سے بوقت افطار کے حاضرین کو عطا فرماتے کہ کسی کو یہ سعادت محروم نہ کرے۔ اور دو روٹی چرب کم سیر سے بعد افطار کے شربت ان کے آگے رکھتے اور ایک

روٹی سے تہائی یا کم یا کچھ زیادہ کھاتے۔ اور باقی حاضرین کو دیتے۔ بعد ازاں باستغراق تمام نماز عشا تک مستغرق اور مشغول رہتے ✦

نقل ہے کہ ابتدا میں جب قصبہ اجودھن میں متوطن ہوئے۔ باوجود عیال اور فرزندوں کے مثل پیلو اور ڈیلہ کے کہ وہاں کے جنگل میں اگتا ہے۔ فارغ ہوتے۔ آخر الحال میں وسعت ہوئی۔ اور فتوحات پہنچنے لگے۔ ان میں مجاوروں اور مسافروں کا حصہ فرماتے تھے۔ اور خود وہی بنات کھاتے تھے۔ اور ناصر الدین بادشاہ دہلی کے وقت میں کہ خدائیتعالے کے اولیا سے تھا۔ بعض بطرف اُچ اور ملتان کے متوجہ ہوئے تھے۔ جب بطرف قصبہ اجودھن کے نزول فرمایا۔ خدمت میں حضرت سلطان المشائخ فرید الملۃ والدین کے پہنچا۔ اُس زمانہ میں سُلطان غیاث الدین بلبن الخان خطاب رکھتا تھا۔ وہ بھی برابر سلطان مذکور رحمۃ اللہ علیہ کے تھا۔ سلطان مثال چاروں یہ کلاں کے اور حوالی خطہ دیپالپور کے کچھ نقد لایا تھا۔ جب حضرت سلطان المشائخ کے آگے رکھا۔ شیخ نے الخان سے پوچھا کہ یہ کیا ہے کہ میرے آگے رکھا ہے۔ الخان نے عرض کی۔ کہ سلطان نے حضرت شیخ کے واسطے چار گاؤں آباد واسطے معاش فرزندوں کے توقیع مرتب کیا ہے اور کچھ نقد خانقاہ کے درویشوں کے واسطے لایا ہے۔ اگر قبول ہو تو سبب سعادت اور سرور خاطر کا ہو سکتا ہے حضرت شیخ قدس نے فرمایا کہ یہ نقد درویشوں کے واسطے ہے۔ قبول کرنا چاہئے۔ اِن کو تقسیم کر دینگے اور وہ مثال مواضع کے اٹھالو۔ جس کو زیادہ طالب اور راغب جانو۔ اس کو پہنچادو۔ یہ فرمایا اور رُخصت کیا ✦

نقل ہے کہ سلطان المشائخ نظام الدین قدس سرہٗ سے کہ جس زمانہ میں مَیں اجودھن میں تھا۔ آپ کے جسم مبارک میں بہت تکسیر واقع ہُوا۔ چنانچہ مجھ کو اور مولینا بدر الدین اسحاق اور مولینا جمیل الدین ہانسوی اور درویش علی بہاری کو اشارہ فرمایا۔ کہ جاؤ میری صحت کے واسطے فلاں گورستان میں مشغول ہو۔ ہم آپ کے اشارہ سے گورستان میں گئے۔ اور رات کو وہاں مشغول ہوئے۔ علی الصباح خدمت میں پہنچے۔ ہم نے دیکھا کہ گھٹنے پر کملی سیاہ ڈال کر تکیہ کیا تھا۔ اور عصا کہ حضرت خلاصۃ المشائخ قطب الملۃ والدین سے پائی تھی کنار میں تھی۔ ہر بار دست مبارک اس عصا پر لے جاتے تھے۔ اور مُنہ پر پھیرتے تھے۔ جب ہم کو دیکھا پوچھا کہ اس گورستان میں تم مشغول رہے ہو ہم نے

سر زمین پر رکھا اور عرض کی کہ یہاں مشغول تھے۔ فرمایا کہ تمہاری دعا سے کچھ اثر صحت کا معلوم ہوا۔ ہم چپ رہے شیخ علی بہاری ہمارے آگے کھڑے تھے۔ اس نے کہا کہ ہم ناقص ہیں۔ اور دعا ناقص کی کامل کے حق میں اثر نہیں کرتی۔ یہ بات آنجناب کی سمع مبارک میں نہ پہنچی۔ ہم نے یہی بات بلند آواز سے کہی۔ جو درویش علی مذکور نے کہی تھی۔ حضرت شیخ نے جب مجھ سے یہ بات سنی۔ مجھ کو نزدیک بلایا۔ اور عصا کہ کنار میں تھی مجھ کو بخشی اور فرمایا کہ مولانا نظام الدین تم نے خدائیتعالیٰ سے چاہا ہے کہ تو جو خدا تعالیٰ سے چاہے گا۔ پاوے گا۔ ہم نے سر زمین پر رکھا۔ اور لوٹ آئے۔ اور یہ بھی لوٹے۔ اور مجھ سے ملے اور مبارک بادی اور میں نے پھر سوچا کہ جب حضرت شیخ نے میرے حق میں یہ دعا فرمائی۔ کہ میں نے خدا تعالیٰ سے چاہا ہے کہ تو جو چاہیگا پاوے گا۔ اور بیشک شیخ کی دعا حق تعالیٰ کے یہاں قبول ہے۔ پس بہتر ہے۔ کہ میں آج کی رات حضرت کی صحت کی دعا میں مشغول ہوں۔ کہ قبول ہو گی۔ تمام رات آپ کی صحت کی دعا میں مشغول رہا۔ چنانچہ آخر رات میں انشراح تمام مجھ میں ظاہر ہوا۔ چنانچہ مجھ کو یقین ہوا۔ کہ یہ دعا میری حضرت میں قبول ہوئی۔ علی الصباح شیخ کی خدمت میں پہنچا۔ دیکھا کہ مصلے پر قبلہ رو بفراغ بیٹھے ہیں۔ بمجرد میرے دیکھنے کے فرمایا کہ درویش نظام الدین میں نے جو دعا تیرے حق میں مانگی قبول ہوئی۔ اور تو نے میری صحت کی رات جو دعا کی وہ بھی قبول ہوئی۔ میں نے جب اشارہ سنا سر زمین پر رکھا۔ اور وہی مصلے جس پر رونق افروز تھے۔ عطا فرمایا۔

نقل ہے کہ سیر الاولیا سے ایک وقت شیخ الشیوخ عالم فرید الحق والدین قدس سرہٗ نے چاہا کہ خط شیخ الاسلام بہاؤ الدین زکریا کو لکھیں۔ کاغذ اور قلم دست مبارک میں لیا۔ اور تامل میں ہوئے کہ کیا خطاب شیخ کو لکھوں دل میں گذرا تا کہ جو خطاب شیخ کا لوح محفوظ پر ہو وہ لکھیں۔ اسی حال میں سر مبارک اوپر کیا۔ اور آسمان کی طرف دیکھا کہ لکھا ہے شیخ بہاؤ الدین ذکریا۔ بعدہٗ یہی خطاب مکرم اس کاغذ میں لکھا اور فرمایا کہ تحقیق وہ ایک ہے۔ اور اولیاء سے ؛

نقل ہے کہ سلطان المشائخ نے فرمایا کہ شیخ الشیوخ عالم فرید الحق والدین قدس سرہٗ کو ایک مرض پیدا ہوا۔ چاہا قدم چلیں اور عصا مبارک کے ساتھ چلے۔ جب چند قدم چلے عصا

ہاتھ سے ڈال دی۔ چنانچہ اثر پشیمانی کا پیشانی مبارک میں دیکھا گیا۔ فرمایا کہ مجھ کو عتاب کیا کہ غیر پر بھروسہ کیا*

نقل ہے کہ حضرت شیخ نظام الدین قدس سرہٗ سے فوائد الفوادمیں کہ جس وقت حضرت سلطان المشائخ فریدالدین نور ایلتمش سے خطہ ہانسی میں آئے تھے اور قصبہ اجودہن میں سکونت فرمائی۔ شیخ نجیب الدین متوکل رحمۃ اللہ علیہ کو اپنی والدہ مبارک کے بلانے کو قصبہ کھوتوال میں بھیجا کہ ان کو قصبہ اجودہن میں لاؤ۔ دونوں قصبوں میں کچھ فاصلہ ہے اور بہت جنگل ہے اور پانی نہیں ملتا ہے۔ شیخ نجیب الدین کے پاس ایک سواری تھی اُس پر ان عفیفہ روزگار کو سوار کیا۔ اور قصبہ اجودہن کو چلے جب نصف راہ طے ہوئی۔ حضرت والدہ کو ایک درخت کے نیچے بٹھلا دیا۔ اور خود سواری پر سوار ہو کر پانی ڈھونڈھنے چلے۔ پھر جب اس درخت کے پاس آئے حضرت والدہ کو وہاں نہ پایا۔ بہت ہر طرف دوڑے کچھ نشان اور اثر نہ ملا۔ عاجز اور سرگشتہ قصبہ اجودہن میں خدمت میں شیخ فریدالدین کے پہنچے اور صورت حال ظاہر کی۔ حضرت سلطان المشائخ نے فرمایا کہ صدقہ فقرا کو دو اور کھانا مسکینوں کو کھلایا۔ مدت مدید کے بعد حضرت شیخ المشائخ نجیب الدین متوکل رحمۃ اللہ علیہ کا گذر اس جنگل میں ہوا۔ جہاں آپ کی والدہ گم ہوگئی تھیں۔ جب اس درخت کے پاس جہاں بٹھلایا تھا پہنچے۔ دل میں سوچا کہ ان نواحی کے گرد پھریں۔ شاید کہ کچھ ہڈیوں کا نشان مل جاوے۔ اتفاقاً ایک جگہ پہنچے کہ وہاں ایک جگہ ہڈیاں پڑی تھیں حضرت کو یقین ہوا۔ کہ یہ ہڈیاں ہماری والدہ کی ہیں۔ شاید کہ ان کو شیر یا بھیڑیے نے مار ڈالا۔ وہ تمام ہڈیاں جمع کیں۔ اور خریطہ میں ڈالیں۔ پھر حضرت شیخ المشائخ گنج شکر قدس سرہٗ کی خدمت میں آئے اور قصہ ہڈیوں کا اور خریطہ میں ڈال کر حضرت سلطان میں لانے کا عرض کیا۔ حضرت شیخ نے فرمایا کہ وہ خریطہ ہمارے آگے لاؤ۔ اور کھولو تمام ہڈیاں ہمارے مصلے پر ڈالو۔ حضرت شیخ نجیب الدین وہ خریطہ لائے۔ جب خریطہ کا منہ کھولا۔ کوئی ہڈی اس میں نہ تھی۔ حضرت سلطان الاولیا نظام الدین نے فرمایا کہ یہ حکایت عجائبات روزگار سے ہے*

اور نیز حضرت نظام الدین سے نقل ہے کہ سلطان المشائخ نے فرمایا۔ کہ

یوسف ہانسوی یاران سابق سے تھا۔ اور ایک وقت وہ اُچ سے آیا۔ شیخ الشیوخ نے پوچھا کس کو دیکھا۔ کہا فلاں آدمی ایسے ایسے مشغول ہیں اور فلاں ایسے مقید ہیں۔ شیخ شیوخ عالم کو رغبت ہوئی۔ کہ اِن کو دیکھیں۔ وضو کرنے کے بہانے اٹھے اور دیر تک نہ آئے مسجد کے اندر اوپر اور نیچے تلاش کیا۔ شیخ کو نہ پایا۔ بعد زماں کے خواجہ پیدا ہوئے یوسف نے پوچھا۔ کہ خدمت خواجہ کہاں تھے۔ فرمایا کہ اُچ کے خلق کی جو تو نے صفت کی تھی۔ ہم کو ملنے کی رغبت ہوئی۔ اُچ گئے تھے۔ سب کو دیکھا وہ کاملین کی ہیں۔ اور بیٹے گندہ پزی کرتے ہیں *

نقل ہے کہ سیر العارفین سے کہ جب سلطان العاشقین قطب الملۃ والدین نے رحلت فرمائی شیخ بدرالدین غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کہ آنحضرت کے خلیفہ ہیں۔ شہر دہلی میں تھے۔ ملک نظام الدین خریطہ دار نے شیخ مذکور کے واسطے خانقاہ بنائی۔ اور شیخ بدرالدین غزنوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس میں جلوس فرمایا۔ چنانچہ نظام الدین مذکور نے اسباب نعمت اور دعوت کے مہیا رکھے۔ شیخ کی خدمت اور رعایت بواجبی کرتا تھا۔ دیر نہ گذری کہ نظام الدین خریطہ دار کو شیخ بدرالدین غزنوی کے ساتھ قصور اور فتور ظاہر ہوا۔ چنانچہ شیخ مشارٌ الیہ نے حضرت فریدالدین کو رقعہ لکھا اور یہ ابیات درج فرمائے ہے

فریدالدین بلدت باد بزرگ | کہ باوش در کرامت زندگانی
دریغا خاطرم گر جمعداری | ہمہ بخش کردے گوہر فشانی

اور معروض کیا کہ ایک شخص نے دیوان کے عہدہ داروں سے میرے واسطے خانقاہ بنائی تھی۔ اور درویشوں کی خدمت اور تفقد حال کو نعمت اور دعوت مہیا کرتا تھا۔ اب اس کو حساب میں پکڑا۔ اس واسطے خاطر بہت پریشان ہے۔ ملتمس کہ دعا سے استمداد فرماویں۔ تاکہ اس کو خلاصی ہو۔ اور درویشوں کا کاروبار سامان میں لاوے امید کہ ملتفت ہوں گے۔ والسلام۔ حضرت شیخ فرید الملۃ نے اندک سر ہلایا۔ اور جواب میں رقعہ عزیز الوجود کے لکھا اس کے مطالعہ سے فرحت ہوئی جو لکھا تھا۔ ظاہر کیا۔ تحقیق جو شخص اپنے پیروں کی روش پر نہیں چلتا۔ اس کو ایسی ہی ضرورت پیش آتی ہے کہ غم سے اس کو آسودگی نہیں ملتی ہمارے پیروں سے کون تھا جس نے خانقاہ

اپنے واسطے بنانہ فرمائی۔ اور اس میں جلوس کیا۔ یہانتک کہ شیخ بدرالدین رحمۃ اللہ علیہ مرید اور خلیفہ حضرت سلطان المشائخ قطب الدین قدس سرہٗ کے تھے اور روش اور اُن کی عادت اور اُن کے پیر خواجہ معین الدین قدس سرہٗ کی نہ تھی کہ خانقاہ بنادیں۔ اور دوکانیں آراستہ کریں۔ بلکہ جس جگہ پہنچے تھے قصد گمنامی اور بے نشانی اور نابودی کا کرتے تھے۔ اور حضرت شیخ بدرالدین فرزند ہی غزنوی تھے۔ وہاں سے قصد بلازمت حضرت سُلطان المشائخ کا کیا جب دہلی پہنچے شرف ارادت سے مشرف ہوئے۔ اور ان کا دہلی میں ایک داماد تھا کریم الدین اِن کا لقب نویسندگی کرتے تھے۔ آخر میں وہ بھی سر قدم میں حضرت قطب الدین کے لایا۔ اور ترک اور تجرید کی۔ ایک روز حضرت سلطان المشائخ فریدالدین جب اپنے پیر کی خدمت میں دہلی تھے۔ ایک روز بدرالدین کی ملاقات کو گئے۔ پورانی کملی پر بیٹھے تھے۔ اُٹھے اور حضرت شیخ فریدالدین سے ملے کچھ حاضر نہ تھا کہ آگے لاتے۔ خواجہ کریم الدین مذکور سے کہ کملی پر بیٹھے تھے کہا جاؤ بازار میں بیچو اور شور با روٹی لاؤ تا کہ کھادیں۔ خواجہ کریم الدین اِن کے اشارہ سے کملی اُٹھاکر بازار گئے۔ جاتے وقت شیخ بدرالدین نے آواز دی کہ اس کملی کو درویشانہ بیچنا۔ اس وقت حضرت فریدالدین نے شیخ بدرالدین سے فرمایا کہ درویشانہ بیچنے کے کیا معنے ہیں۔ شیخ بدرالدین نے تبسم سے کہا۔ کہ درویشانہ وہ ہے کہ جس قیمت میں چاہے خریدے مضائقہ نہیں +

نقل ہے کہ سلطان الاولیاء نظام الدین قدس سرہٗ سے کہ ایک روز میں شیخ فریدالدین کی خدمت میں حاضر تھا۔ ایک تار آپ کے محاسن مُبارک سے جدا ہوا۔ مَیں نے فوراً اُٹھالیا اور عرض کیا۔ اگر حکم ہو اس کو تعویذ کرلوں فرمایا اچھا ہے آخرالامر کاغذ میں لپیٹ اور دستار میں رکھا۔ جب اجودھن سے دہلی پہنچا جس کو بیماری پیش آتی اسی تعویذ کو میں دیتا تھا۔ بشرطیکہ بعد صحت واپس کر دے۔ چنانچہ جس کو دیا صحت پائی۔ یہاں تک کہ تمام شہر میں شہرت ہوئی۔ میں اس تعویذ کو ایک طاق میں حجرہ کے رکھتا تھا۔ جس کو حاجت ہوتی تھی دیتا تھا۔ شہر میں میرا ایک سچا دوست تھا۔ اس کو تاج الدین مینائی کہتے تھے۔ ایک چھوٹا لڑکا بہت پیارا رکھتا تھا۔ ناگاہ بیمار ہوگیا۔ وہ مینائی میرے پاس آیا۔ اور تعویذ مانگا۔ میں حجرہ کے

اندر گیا۔ جس طاق میں رکھتا تھا۔ بہت ڈھونڈا نہ پایا۔ اور دوسرے طاقوں میں ڈھونڈا کہ شاید رکھ دیا ہو نہ ملا۔ چنانچہ وہ دوست رنجیدہ واپس گیا۔ اور اس کا لڑکا اسی بیماری میں رحمت حق سے ملا۔ بعد چند ماہ کے دوسرا شخص آیا۔ اور تعویذ مانگا۔ میں اُٹھا۔ اللہ تعالےٰ کے فرمان سے اسی طاق ملا۔ اس کو دیا۔ اس کی حاجت ادا ہوئی۔ اُس جو جانے والا تھا تعویذ پیدا نہ ہؤا +

نقل ہے کہ سلطان الاولیا نظام الدین قدس سرہٗ سے کہ حضرت سلطان المشائخ فریدالدین کو شیخ شہاب الدین سے بہت اعتقاد اور ارتباط تھا۔ جب نسخہ عوارف کا پڑھاتے یوں ادا کرتے کہ سننے والے کی طاقت۔ اور ہوش نہ رہتی۔ چنانچہ میں نے کچھ باب اُس کتاب کے شیخ کے آگے گذارے آپ کے طرز بیان سے مجھ کو ایک حالت پیدا ہوتی تھی۔ کہ اگر اس حال میں کوئی مرجاوے تو دولت حاصل ہووے۔ ایک دن کہ نسخہ عوارف میرے سبق فرمانے کے واسطے حاضر لائے اُسی روز سلطان المشائخ کے لڑکا پیدا ہؤا۔ اُس کا نام شہاب الدین میں نے رکھا +

آپ ہی سے نقل ہے سیر الاولیاء سے کہ خواجہ احمد سیوستانی آنحضرت گنجشکر رحمۃ اللہ علیہ کے مریدان سابق سے تھے۔ انہوں نے کہا۔ میں پانی واسطے وضو اور غسل شیخ الشیوخ العالم کے پہنچاتا تھا۔ ایک روز میری پشت نے درد شروع کیا۔ پانی لانے کے واسطے مجھ کو بُلایا۔ میں نے کہا میری پشت درد کرتی ہے نہیں لا سکتا۔ شیخ الشیوخ نے فرمایا۔ کہ میرے آگے اس کو لاؤ۔ جب میں گیا شفقت سے بلایا اور کہا پشت خم کر۔ میں نے خم کی۔ آپ نے دست مبارک پھیرا۔ اور فرمایا کہ جاؤ پانی لاؤ۔ اس وقت سے کہ ایام جوانی تھی۔ اس وقت تک کہ قریب سو برس کے ہوئے۔ ہرگز میری پشت نے درد نہ کیا۔ اور بافراط پانی لاتا ہوں +

خواجہ احمد فرماتے تھے۔ کہ ایک بار شیخ الشیوخ نے اپنا جامہ مبارک دھونے کے واسطے فرمایا۔ میں اس کو پانی کے کنارے لایا۔ اور دھویا۔ اور شیخ کی خدمت میں لے گیا۔ فرمایا کہ جا۔ ایک بار اور دھو۔ میں نے دل میں سوچا۔ کہ اس فرمان میں کچھ مقصود ہوگا۔ شاید مجھ سے کوئی قصور دھونے میں ہؤا ہو۔ میں نے سوچا یاد آیا کہ میں نے اوّل جامہ دھویا۔ پھر وضو کیا۔ ادب یہ تھا کہ اوّل وضو کرتا۔ اس بار میں نے اول وضو کیا

اور دوگانہ پڑھا۔ اور جامہ باحتیاط تمام دھویا۔ اور خدمت میں لے گیا۔ اس مرتبہ بھی فرمایا۔ ایک بار اور دھو۔ اب زیادہ حیرت ہوئی۔ کہ احتیاط بھی بجالایا۔ لیکن فرمان جو ہوا ہے ضرور کوئی قصور ہوا ہوگا۔ جب میں نے فکر کی۔ اس مرتبہ خشک کرنے کو درختوں کی شاخوں پر ڈالا تھا۔ کہ اس پر اور شاخیں تھیں اور طیور بیٹھے تھے۔ احتمال ہوا۔ کہ ان طیور سے کچھ جدا ہو کر گرا ہوگا۔ اس بار سوکھانے کو میں نے جنگل میں ڈالا۔ جب پھر لے گیا۔ قبول کیا +

نقل ہے کہ شیخ فریدالدین کا ایک مرید تھا۔ بہت سچے اعتقاد کا۔ اس کو محمد تمیشاپوری کہتے تھے۔ اُس سے میں نے سنا ہے اس زمانہ میں کہ ولایت گجرات سے دہلی آتا تھا۔ میرے ساتھ دو تین آدمی سے زیادہ نہ تھے۔ اور کچھ ہتھیار بھی نہ رکھتا تھا۔ جب جنگل میں پہنچا۔ کہ آبادی وہاں سے دور تھی۔ اس درمیان میں میں نے دیکھا کہ چند ننگی تلواریں مقابل میں پیدا ہوئیں۔ چنانچہ ہم میں ڈر غالب ہوا۔ فوراً ہم نے کہا۔ یا شیخ فریدالدین حاضر باش بمجرد اس بات کے ہندوؤں نے تلوار ہاتھ سے ڈال دی اور ایک بارگی کہا۔ کہ ہم کو امان دو اور بخشو۔ نہ معلوم حضرت شیخ فریدالدین نے اُن سے کیا کیا ہو +

نقل ہے حضرت نظام الدینؒ قدس سرہ سے کہ ایک دانشمند۔ تھا ضیاؤالدین لقب جامع مسجد دہلی کے منارہ کے نیچے پڑھا کرتا تھا۔ اُس سے میں نے سُنا۔ کہ ابتداء حال میں ایک وقت خدمت میں شیخ فریدالدین کے مشرف ہوا۔ ان ایام میں منقول اور معقول سے کچھ نہ پڑھا تھا۔ حساب سیکھتا تھا اور جزدان بغل میں تھا۔ سوچا کہ اگر حضرت شیخ مجھ سے علم فقہ اور دیگر علوم سے پوچھیں گے کیا کہوں گا البتہ شرمندہ ہونگا۔ جونہی خدمت میں آیا۔ اور سر زمین پر رکھا۔ اور بیٹھا حضرت شیخ نے روئے مبارک میری طرف کیا۔ اور فرمایا تفتیح حیاط کی کیا ہے میں خوش ہوا۔ اور اُس کے بیان میں شروع کیا۔ اور نفی اور اثبات کہ اس میں میلان واقع ہوا ہے۔ عرض کی کہ کمال کشف تھا۔ جو پڑھا تھا۔ وہی پوچھا +

نقل ہے کہ حضرت ملک المشائخ فریدالدین نے اس بیت پر تواجد فرمائی اور دیر تک مستغرق اسی حال کے رہے ؎

نظامی ایں چہ اسرار است کز خاطر بروں دادی
کسے تیرش نمیداند زباں درکش زباں درکش

جب خودی میں ہوتے تھے یہی فرماتے تھے ؎

کسے سرش نمیداند زباں درکش زباں درکش

نقل ہے کہ شیخ نظام الدین سے ایک روز شیخ المشائخ نجیب الدین متوکل نے خدمت میں سلطان العارفین فریدالدین کے عرض کی۔ کہ آدمیوں میں یوں مشہور ہے کہ حضرت شیخ بعد نماز کے سر سجدہ میں رکھتے ہیں۔ یا رب یا رب کہتے ہیں۔ اور عالم غیب سے لبیک عبدی سنتے ہیں۔ فرمایا لا رجاف مقل منت الکون پھر شیخ نجیب الدین نے عرض کی کہ اکثر آدمی بھی کہتے ہیں۔ کہ خواجہ خضر آپ کی صحبت میں اکثر آتے ہیں۔ فرمایا کہ خیر باشد۔ حضرت شیخ مشارٌ الیہ نے عرض کی کہ کہتے ہیں۔ او تاد اور ابدال آپ کی صحبت میں اکثر پہنچے ہیں۔ اس سے بھی انکار کیا۔ اور فرمایا نجیب الدین تو یہی مرد ابدال ہے ؛

اور نیز حضرت نظام الدین سے نقل ہے سیرالعارفین سے ایک مرد تھا۔ اس کو شمس تبریزی دبیر کہتے تھے۔ خطہ سنام میں رہتا تھا۔ وہاں سے اجودھن آیا۔ اور حضرت گنج شکر سے مشرف ہوا۔ اور ملازمت کی مداومت کی۔ تواریخ ایک نسخہ ہے علم سلوک میں شیخ حمیدالدین ناگوری کی تصنیف سے۔ حضرت شیخ نے پڑھنا شروع کیا۔ اور یہ شمس دبیر شاعر تھا۔ ایک مطول قصیدہ مدح میں حضرت شیخ کے لکھا تھا۔ پڑھنے کی اجازت چاہی۔ حضرت نے اجازت فرمائی۔ وہ کھڑا ہوا۔ وہ قصیدہ پڑھا۔ بعد اتمام کے حضرت شیخ نے فرمایا کہ بیٹھ جا۔ اور پھر پڑھو۔ چنانچہ پھر پڑھا۔ حضرت سلطان نے واسطے مرمت خاطر کے اس کو بربط استحسان فرمایا کہ کیا چاہتا ہے اے شمس دبیر۔ عرض کی۔ کہ عسرت اور محتاج ہے اور بوڑھی ماں ہے۔ اس کی پرورش میں رہتا ہوں۔ حضرت شیخ نظر فرماویں۔ کہ تھوڑی فراغت ہو۔ فرمایا کہ جا شکرانہ لاؤ۔ البتہ حضرت شیخ جس کو شکرانہ کا اشارہ کرتے یقیناً وہ کام نکلتا۔ شمس مذکور نے پچاس جتیل حضرت کے آگے رکھے اور خود باستمداد فاتحہ کھڑا ہوا۔ حضرت شیخ نے وہ درہم بھی فقراء کو دئے

فاتحہ اس کے حق میں فرمائی۔ چنانچہ تھوڑے زمانہ میں بڑا مال و منال اس کو ملا۔ سلطان شمس الدین کا وزیر ہوگیا +

سلطان نظام الدین قدس سرہٗ سے نقل ہے۔ سیر العارفین سے کہ حضرت گنجشکر جس مقام میں کہ بیٹھتے تھے۔ بارہا خارج از نماز سجدہ کرتے۔ ایک بار حجرہ میں تھے میری کسی طرح نظر پڑ گئی۔ میں نے دیکھا کہ ہر بار کھڑے ہوتے اور سجدہ میں جاتے ع

از بہر تو میرم از برائے تو حیاتم

حضرت سلطان نظام الدینؒ سے نقل ہے کہ ایک متعلم تھا حمید نام طغرل کی ملازمت میں کہ سلطان غیاث الدین بلبن نے اس کو بنگالہ کا داروغہ کیا تھا۔ ایک روز یہ حمید اس کے آگے کھڑا تھا۔ اس کو ایک صورت لطیف پر نور نے منہ دکھلایا اور کہا اے حمید تو مرد ہے اہل علم ہو کر جاہل بنا کیوں کھڑا ہے۔ حمید مذکور نے تمیز کیا۔ دوسرے روز حمید مذکور طغرل کے آگے کھڑا تھا۔ پھر وہی صورت پیش آئی اور وہی بات کہی۔ حمید کو رہنے کی طاقت نہ رہی۔ وہاں سے اجودھن چلا۔ جب شیخ کی خدمت میں پہنچا۔ منہ خاک آستانہ پر ملا۔ حضرت شیخ نے فرمایا۔ اے مولانا حمید دیکھا کہ کس صورت سے یہاں لایا ہوں۔ اس وقت مولانا مذکور نے ترک تجرید کی۔ اور بیعت سے مشرف ہوا۔ اور خلافت کا خرقہ پایا۔ کبھی تذکیر کہتا۔ چنانچہ نظام الدین نے فرمایا ہے کہ میں اس کی تذکیر بہت سنتا تھا۔ بہت اچھے رکھتا تھا۔ سننے والوں کو حال سے لے جاتا تھا۔ چنانچہ حضرت سلطان المشائخ فریدالدینؒ فرمایا۔ اے مولٰنا حمید اس زمانہ میں تو روشن ستارہ ہوگیا۔ مگر ستارہ کی آفتاب کے آگے چمک نہیں ہوتی تو قصبہ اندیہ میں رہ کہ قصبہ دہلی کے نزدیک ہے۔ اور خلق خدا کو نفع پہنچا۔ مولٰنا حمید کھڑا ہوگیا۔ اور سر زمین پر رکھا۔ اور عرض کی کہ اے خداوند اے شکستہ نواز مجھ کو عنایت کر کے رخصت فرمایئے۔ کہ حضرت رسالت کی زیارت سے مشرف ہوں۔ اور بیت میں اس کے گرد پھر کر آب زمزم سے وضو کروں۔ حضرت شیخ مشارٌالیہ نے فاتحہ پڑھی۔ اور رخصت دیا چنانچہ پھر اس کا پتہ نہ ملا +

نیز آپ سے منقول ہے سیر العارفین سے اُچ اور ملتان کی طرف ایک بادشاہ پاک اعتقاد تھا۔ اور مولٰنا عارفؒ نامی نماز میں اس کی امامت کرتے تھے۔ قضارا مولٰنا

مذکور نے ارادہ شہر دہلی کا کیا۔ اور اپنے صاحب سے رخصت لی۔ اور اس بادشاہ کو حضرت گنجشکر کی خدمت میں غائبانہ اتحاد اور اعتقاد تھا۔ مقدار دو سو ٹنکہ سفید کی مولنا مذکور کے سپرد کی کہ جب اجودھن پہنچو۔ حضرت فریدالدین کے آگے رکھنا۔ اور میری طرف سے نیاز عرض کرنا اور فاتحہ کی مدد چاہنا۔ القصہ جب عارف مذکور اجودھن پہنچا۔ دل میں سوچا کہ دو سو ٹنکہ کے آدھے میں بچالوں اور نصف شیخ کو دوں۔ کیونکر بادشاہ نے مجھ کو خط نہیں دیا ہے کہ خیانت ظاہر ہو۔ آخر جب خدمت میں پہنچا۔ سو ٹنکہ بغل سے نکالے اور حضرت کے آگے رکھے کہ فلاں ملک آپ کا معتقد ہے۔ اس نے سو ٹنکہ شکرانہ کئے ہیں قبول فرمائیے۔ بعد ازیں حضرت شیخ نے تبسم فرمایا کہ مولانا عارف برادری کا حق اس درویش پر تو نے درست کیا۔ کہ شکرانہ کے نقد کو آدھوں آدھ کر لیا۔ عارف مذکور شرمندہ ہوا۔ اور کہا ہمت مولنا مغلوب کی اہل سلوک کی ہمت کے برابر نہیں ہے اور دو سو ٹنکہ سفید آگے رکھے۔ حضرت نے دیکھ کر فرمایا۔ کہ یہ تمہیں کو دیئے۔ تاکہ برادری میں نقصان نہ ہو۔ مولنا عارف مذکور نے جب کشف سے دیکھا۔ جو اسباب اور نقد تھا حضرت کے درویشوں پر ایثار کیا۔ اور مرید ہوا۔ اور عبادت میں مشغول ہوا۔ اندک ایام میں خلافت کا خرقہ پایا۔ اور واصلان حق سے ہوا۔ چنانچہ حضرت شیخ نے اس کو ولایت سیستان کی عنایت کر کے تعین فرمایا۔ تاکہ وہاں کے لوگوں کو اس سے حصہ کامل ملے۔ اور نیز سنا گیا ہے کہ حضرت مولنا بدرالدین اسحاق بن منہاج الدین بخاری علم معقول در منقول میں مستثنیٰ تھے۔ شہر دہلی میں مدرسہ معزی میں درس فرماتے تھے۔ اور درویشوں سے اعتقاد نہ تھا۔ چنانچہ ان کو چند مسئلہ مشکل پیش آئے۔ معاصروں میں سے کسی کو نہ پایا۔ کہ ان کو حل کرے۔ شہر دہلی سے بخارا کا قصد کیا۔ جب اجودھن پہنچے۔ ہمراہی خدمت میں حضرت فریدالدین کے گئے۔ مولانا بدرالدین سے کہا خوب ہو جو تم بھی ہمارے ساتھ چلو۔ مولانا مذکور نے جواب دیا۔ تم جاؤ میں نے ایسے شیخ بہت دیکھے ہیں۔ اُن کی صحبت میں تضیع اوقات ہوتی ہے۔ مصاحب لے گئے۔ جب خدمت میں شیخ کے پہنچے۔ اور تھوڑی دیر ٹھہرے حضرت نے توجہ مولانا بدرالدین اسحاق کی طرف فرمائی۔ اور تمام مشکلات اور نکات جو ان کے دل میں تھے۔ بیان فرمائے اور انواع انواع کے معانی ظاہر کئے

مولینا مذکور آپ کی تقریر دلپذیر کے اسیر ہو گئے۔ اور مرید ہوئے اور قصد بخارا کا ترک کیا اور رات دن خدمت میں رہے اور ہر زماں فیض حاصل کیا۔ اور ہر روز لکڑیوں کا بوجھ حضرت کے مطبخ میں لاتے تھے۔ آخرالامر حضرت شیخ عاجزہ مبارکہ کے ساتھ اُن کا نکاح کر کے آبادی سے مشرف کیا۔ وہ بھی ایک واصلان حق سے ہوئے +

افضل الفواد سے منقول ہے۔ کہ حضرت سلطان الاولیا نے فرمایا کہ مولانا بدرالدین اسحاق نے حکایتہً کہا کہ مَیں ایک وقت حضرت شیخ الاسلام فرید الحق والدین کے ساتھ سفر میں تھا۔ شیخ کی خدمت میں آب وہاب کے کنارے پہنچے۔ وہاں کشتی نہ تھی کہ عبور کریں۔ میری طرف دیکھا کہ میری اور اپنی نعلین لے۔ مَیں نے ہاتھ میں نعلین لیں اور کہا۔ آؤ تاکہ اُتر چلیں۔ جب میں نزدیک پہنچا۔ کہا آگے دیکھ میں نے آگے دیکھا کہ اپنے آپ کو اور شیخ کو گذار پر کھڑا پایا۔ اس قدر دہشت شیخ کی مؤثر ہوئی کہ کچھ نہ کہہ سکا۔ ایسے ہی منزل میں پہنچا کہ جگہ اچھی تھی۔ وہ حال میں نے عرض کیا۔ فرمایا سورۃ مزمل ہم نے پڑھی۔ اور تیرے اور اپنے اوپر دم کی راہ پیدا ہو گئی پار ہو گئے۔ بعدازاں سلطان الاولیا نے فرمایا کہ حضرت امیرالمومنین علی رضی اللہ عنہ نے اسّی لڑائیاں اس سورت کی قوت فتح کیں۔ اور درِ خیبر کو اُکھاڑ دیا +

شیخ نصیرالدین محمود اودھی سے منقول ہے کہ حضرت سلطان المحققین گنجشکر رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مرید تھا۔ نہایت کمال میں اُس کو مولانا داؤد اودھی کہتے تھے۔ بارہا اُس کے اوصاف حضرت سلطان نظام الدین مجلس میں فرماتے تھے۔ ایک بار فرمایا کہ مَیں اور مولانا داؤد حضرت فرید الملۃ والدین سے دہلی کی طرف باہم رخصت ہوئے۔ ایک جگہ قصبہ اجودھن سے باہر آئے اور دونوں پیادہ تھے۔ وہ راہ میں تیز۔ اور مجھ سے زیادہ چلتے تھے۔ اور نماز میں مشغول ہوتے تھے۔ جبتک کہ مَیں اُن کے پاس نہ پہنچوں۔ جب میں اُن کو نماز میں پاتا آگے چلا جاتا تھا۔ مقدار دو کروہ کے اور نماز میں مشغول ہوتا تھا۔ ناگاہ وہ پہنچے۔ اور مجھ کو نماز میں دیکھ کر حسب عادت آگے جاتے تھے۔ یہاں تک کہ میں ان کے آگے پہنچتا اور دوگانہ میں مشغول ہوتا۔ اور ایک دو قدم ان سے آگے چلتا۔ اور اس راہ میں بڑا جنگل تھا راہ گذشتہ پانی کی طلب میں اُٹھے اور مَیں سیدھا جاتا۔ اور ایسے جنگل اور بیابان میں

راہ غلط نہ کرتا۔ اور وہ گاؤں میں نزدیک قصبہ رودولی کے ساکن ہوتا۔ اور کبھی کبھی خطہ اودھ میں بھی آتا۔ اور میں نے بھی اُس کو دیکھا تھا۔ نیز اس سے حکایت فرمائی کہ اودھ میں ایک بزاز تھا۔ نورالدین لقب۔ ایک بار اس کا لڑکا بیمار ہوا۔ اور سخت بیماری دیکھی۔ چنانچہ نورالدین مذکور نے اُس کی زندگی سے ہاتھ دھوئے۔ اور وہ نورالدین بزاز خدمت میں مولینا داؤد کے ساتھ اعتقاد اور اتحاد تمام رکھتا تھا۔ مولینا مذکور کے آگے گیا۔ اور لڑکے کی بیماری کی صورت بیان کی۔ مولانا رحمۃ اللہ علیہ تھوڑی دیر تامل میں ہوئے اور نورالدین مذکور سے کہا۔ کہ اگر تیرا لڑکا ابھی صحت پادے مجھ کو اپنے مال سے کیا شکرانہ دے گا۔ اُس نے کہا جو آپ فرماویں حاضر کروں۔ مولانا داؤد نے فرمایا کہ ثلث مال بعد صحت کے مجھ کو دے۔ تاکہ فقراء کو دوں۔ خواجہ نورالدین نے قبول کیا۔ مولانا داؤد اسی وقت لڑکے کے پاس آئے۔ لڑکا اُٹھ بیٹھا۔ جیسے کوئی مرض نہ تھا۔ خواجہ نورالدین نے ثلث مال دیا۔ اور مولانا نے گھر تک پہنچنے پر وہ مال فقراء کو بخشا۔ چنانچہ ایک جیتل اُس کا اپنے حق پر خرچ نہ کیا +

افضل الفواد سے منقول ہے کہ سلطان اولیا نے فرمایا۔ کہ ایک وقت شیخ الاسلام فرید بیٹھے تھے۔ کہ سات درویش آئے۔ اور ہر ایک نے اُن میں سے اپنے دل میں کھانا تجویز کیا۔ حضرت خواجہ نے جو جس نے دل میں کہا تھا۔ اُن کے آگے رکھا۔ چونکہ غرض آزمائش کی تھی۔ بندگی کے معتقد ہوئے +

اسی کتاب میں منقول ہے کہ سلطان الاولیاء نے شیخ فریدالحق والدین کی بزرگی میں ایک حکایت فرمائی۔ کہ ایک وقت چند نفر مسافر شیخ الاسلام کی خدمت میں کسی مقام سے آئے تھے اور بطریق امتحان کے سوال کرتے تھے۔ ایک نے اُن میں سے کہا کہ شیخ کی قوت کمال کس حد تک ہے۔ حضرت خواجہ نے فوراً دونوں ہاتھ لکڑیوں کے بوجھ پر جو آگے پڑا تھا مارے اور فرمایا۔ کہ اگر کہوں تو سب زر ہو جاویں۔ اسی وقت وہ زر ہو گئیں +

نقل ہے کہ حضرت نظام الدین سے کہ حضرت فریدالدین دوپہر کے وقت گھر سے باہر آئے۔ میں اور مولانا بدرالدین اسحاق اور مولانا جمال الدین ہانسوی حاضر تھے۔ حضرت شیخ دیوار کے سایہ تلے کھڑے ہوئے اور ایک مرید تھا یوسف نام وہ

بھی ظاہر ہوا۔ اور شیخ کے روبرو کھڑا ہوا۔ اور جلد زبان کلام کو کھولی کہ مجھ کو اتنے برس خدمت کرتے ہوئے گذرے کوئی نعمت نہ پائی اور بہت سے آدمی نعمت اور خلافت لے گئے۔ اور حضرت کے ہاتھ سے خرقہ پہنا۔ اور اطراف وجوانب میں متعین ہو گئے اور مرید کرتے ہیں۔ مگر میں ہر روز خدمت کرتا ہوں خوری اور خرابی کھینچتا ہوں چنانچہ ان کمالات سے مجھ کو بہت کراہت ہوتی ہے۔ لیکن ادب سے کہہ نہیں سکتا۔ سلطان المشائخ نے جواب دیا۔ کہ اے درویش ہر شخص نعمت حسب قابلیت کے پاتا ہے ہمارا کچھ قصور نہیں۔ تجھ کو قابلیت چاہیئے۔ تو اس دولت سے مشرف ہو۔ اس اثناء میں ایک لڑکا چار برس کا شاید شیخ کے رشتہ سے تھا۔ گھر سے نکلا اور شیخ کی طرف مائل ہوا۔ اس وقت ہم اور حضرت شیخ بیٹھے تھے۔ اس کے مقابل میں ایک تودہ خشت کا تھا۔ شاید دیوار کے واسطے لائے تھے۔ حضرت نے اس طفل کو اشارہ کیا کہ ایک خشت اس میں سے میرے واسطے لاؤ۔ تاکہ میں اس پر بیٹھوں طفل مذکور دوڑا۔ اور ایک خشت اچھی سر پر رکھ کر اٹھا لایا۔ حضرت اس پر بیٹھے پھر فرمایا کہ ایک مولنا نظام الدین کو لادو وہ گیا اور اچھی خشت اور راست لایا اور میرے آگے رکھی۔ پھر اشارہ کیا ایک مولانا جمال الدین کو لادو۔ وہ بھی راست اور درست لایا۔ اور مولانا جمال الدین کے آگے رکھی۔ پھر فرمایا کہ ایک مولنا بدرالدین کو لادو۔ چنانچہ وہ بھی خشت درست لایا اور آگے رکھی۔ پھر حضرت شیخ نے فرمایا کہ ایک یوسف کے واسطے لاؤ۔ وہ یوسف ہمارے درمیان کھڑے تھے وہ طفل گیا اور تودہ خشت کے نزدیک کھڑا ہو کر اور ان اینٹوں کو اوپر نیچے کر کے آدھی اینٹ بلکہ اس سے بھی کم لایا۔ اور یوسف کے آگے رکھی چنانچہ سب یار متعجب اور حیران ہوئے۔ بعدازاں حضرت شیخ الاسلام نے یوسف کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا اے یوسف میں کیا کروں۔ جو حکم اللہ سبحانہٗ کا بندوں کے حق میں کیا ہے وہی ہوتا ہے۔ جب تیرا نصیب اوروں کے برابر نہ ہو۔ کیا ہو سکے یہ خدا تعالیٰ کا حصہ ہے۔ جو دے اس پر راضی اور شاکر رہنا چاہیئے۔ اور کلمہ شکایت کا نہ لانا چاہیئے ✣

نقل ہے شیخ نصیر الدینؒ سے خیر المجالس میں مرقوم ہے۔ کہ میں اجودھن

میں تھا تو یسندہ سے ایک بھائی کو حال پیدا ہوا۔ نوکری چھوڑ دی اور اپنے فرزند دوسرے بھائی کو دیدئے۔ اور خدمت میں شیخ الاسلام فریدالدین کے ارادت لایا اور عبادت میں مشغول ہوا۔ اس کا بھائی اُس کے فرزندوں کی نگرانی کرتا تھا۔ بلکہ اُس سے بہتر الغرض بعد چند روز کے اُس کو بیماری ہوئی۔ چنانچہ تجہیز تکفین کا سامان کر لیا۔ اور اوپر چادر ڈال دی۔ یہ بھائی زار زار رویا۔ اور شیخ کی خدمت میں آیا۔ اور آپ نے پوچھا کیا ہوا کہا ایک بھائی تھا اس کی قوت تھی۔ وہ میرے فرزندوں کی تربیت کرتا تھا۔ بلکہ مجھ سے بہتر پہنچاتا تھا۔ اگر وہ مرجاوے گا۔ تو میرے بچے کس کا دامن پکڑینگے اور قوت کو پریشان ہوں گے اور مزہ عبادت کا مجھ کو میسر نہ ہوگا۔ بعد ازاں حضرت شیخ فریدالدین نے اُس کو پاس بُلایا اور فرمایا کہ دیکھ اب تیرے بھائی نے صحت پائی اور کھانا کھاتا ہے وہ سُن کر خدمت شیخ سے گھر میں آیا۔ دیکھا کہ بھائی اچھا بیٹھا ہے۔ اُس وقت شیخ نے اُس سے کہا کہ اے فلاں تو اس وقت جیسا دردمند مجھ سے ملا۔ مَیں خدائیتعالےٰ کی محبت میں ایسا ہی رہتا ہوں۔ لیکن کسی سے نہیں کہتا۔ اس بات سے اس کو حال پیدا ہوا۔ بعد ازاں فرمایا کہ درویشی وہ راہ ہے کہ جب تک مجاہدہ نہ کریں کچھ نہ پاویں۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ وَالَّذِینَ جَاھَدُوا فِینَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا جو لوگ ہماری راہ میں مجاہدہ کرتے ہیں ان کو ہم اپنی راہ بتلاتے ہیں۔ اول مجاہدہ بعد مشاہدہ پھر یہ آیہ پڑھی مَنْ جَاھَدَ فَاِنَّمَا یُجَاھِدُ لِنَفْسِہٖ جو مجاہدہ کرتے ہیں وہ اپنے نفس کے واسطے کرتے ہیں اور آخرت میں اُن کے درجات کی ترقی ہوتی ہے۔ پھر فرمایا سالہا کی خدمت شیخ الاسلام فریدالدین کی کی ہے۔ خدمت شیخ نظام کی بارہا فرمائی ہے۔ جس زمانہ میں ڈیلا اور کریل شیخ خود کھاتے تھے۔ ہم کو عید کا روز ہوتا تھا۔ جس دن ڈیلا اور کوریل ہوتا تھا شیخ اور آپ کے سب یار کھاتے تھے۔ اور جب ڈیلا کریل نہ ہوتا تھا۔ زنبیل کوٹے دیتے تھے۔ شیخ نظام الدین نے چند بار زنبیل لوٹائی اور زبان پر لاتے ہیں۔ کہ اسی طرح خون کھا کر جگہ پر پہنچے ہیں والحمد للہ رب العالمین +

نقل ہے کہ سلطان الاولیا نے فرمایا کہ مکرر شیخ فریدالدین کی زبان سے میں نے سُنا ہے کہ یہ بات کہتے تھے۔ اور بیہوش ہو جاتے تھے۔ جو آنکھ بغیر خدا تیعالیٰ

کے دیکھے اندھی بہتر ہے۔ اور جو زبان کہ ذکر حق میں مستغرق نہیں ہے گنگ بہتر۔ اور جو کان حق کی بات نہ سُنے بہرا بہتر۔ اور جو تن خدا تعالےٰ کی خدمت میں نہیں ہے وہ مردہ بہتر۔ اور بھی چند کلمات حضرت گنجشکر کے کہ شیخ نظام الدین ولیاء کے خط کے لکھے ہوئے مِلے ہیں لکھے جاتے ہیں۔ چار چیز کا سات سو پیر طبقات سے سوال کیا۔ سب نے ایک جواب فرمایا۔ وہ یہ ہیں۔ آدمیوں میں عقلمند کون ہے فرمایا گناہ کا چھوڑ دینے والا۔ آدمیوں میں ایسا کون ہے فرمایا۔ جو کسی چیز سے متغیر نہ ہو۔ آدمیوں میں غنی تر کون ہے۔ فرمایا قناعت کرنے والا۔ آدمیوں میں بہت محتاج کون ہے فرمایا قناعت ترک کرنے والا۔ فرمان ان اللہ یستحی من العبد ان یرفع الیہ یدیہ ویردھما خائبین۔ تحقیق اللہ تعالےٰ اس بندہ سے شرم کرتا ہے جو اس کی طرف ہاتھ اٹھاوے۔ اور اس کو محروم پھیرے فرمایا اگر ہے غم نہیں ہے اور اگر نہیں ہے غم نہیں ہے۔ فرمایا نامرادی کا دن مردوں کی شب معراج ہے۔ فرمایا اپنے گرم کام کو آدمیوں کے کہنے سے سرد نہ کرنا چاہیئے۔ فرمایا شیخ جلال الدین نے کہا ہے الکلام مسکن القلوب یعنے کلام اللہ تعالےٰ کا دل کا تسکین دینے والا ہے اول الکلام و آخرہ ان کان اللہ فقلہ والا فاسکت کلام کا اوّل و آخر اگر خدا تعالیٰ کے واسطے ہو۔ تو اس کو کہہ ورنہ چپ رہ۔ فرمایا جب فقیر کپڑوں میں ہو جانے کہ کفن پہنتا ہے۔ فرمایا ایک جذبہ حق کے جذبات سے دو جہان کی عبادت سے بہتر ہے۔ فرمایا علیہ السلام نے خوشخبری ہو اس شخص کو کہ دوسروں کے عیب پر اپنا عیب دیکھے۔ فرمایا صوفی سے ہر شئے صاف ہوتی ہے۔ اور کسی شئے سے مکدر نہیں ہوتا۔ فرمایا اگر تم بڑے درجہ پر پہنچنا چاہو تو ابنائے ملوک کی طرف التفات مت کرو ؎

دو شنبہ شیم دل حزینم گرفت اندیشۂ یار نازنینم گرفت
گفتم مسر دو دیدن روم بر درِ تو اشکم بدوید آستینم بگرفت

نقل ہے کہ حضرت فریدالدین خواجہ معینؒ کی زیارت کے واسطے اکثر اجمیر آتے تھے۔ اور حضرت خواجہ کی اجازت سے دربار میں خانقاہ کے نیچے

کے حجرہ میں کہ مسجد کی گنبد کے قریب ہے مشغول ہوتے تھے اور طرح طرح کے فیض حاصل کرتے تھے۔ بعد تحصیل کمالات اور برکت باطن اور حصول معاملات عالی کی خدمت میں خواجہ قطب الدین کے رہتے تھے۔ اور پابوسی سے مشرف ہوتے تھے +

نقل ہے شیخ نصیر الدین اودھی سے خیر المجالس میں لکھا ہے کہ ایک روز شیخ نظام الدین نے حکایت فرمائی۔ کہ ہمارے خواجہ خواجہ فرید الدین بعد انتقال شیخ قطب الدین کے شہر میں آئے۔ اس زمانہ میں شیخ بدرالدین غزنوی شہر میں تھے وہ خلیفہ شیخ قطب الدین کے تھے۔ خلق اُن کو متبرک جانتی تھی اور دعوت کرتی تھی۔ اور ہمارے خواجہ کو ہر بار بلاتے تھے۔ حضرت شیخ نے ایک بار دل میں کہا کہ اے مسعود تو اپنا شکم شیرینی اور نعمت اے چرب سے موٹا کرتا ہے خدا کو کب پہنچے گا۔ یہ کہا اور کسی کو رخصت نہ کیا اور ویسے ہی ہانسی کو روانہ ہوئے۔ اور وہاں بھی نہ ٹھیرے کیونکہ معتقد بہت تھے۔ اجودھن گئے آدمی وہاں کے سخت تھے۔ دل سے کہا یہیں رہو۔ اور فراغت سے مشغول ہو۔ کل کریل اور ڈیلہ اور پیلو کھائیں گے جب خواجہ نے ایسا مجاہدہ اور ریاضت اختیار کی۔ تو ہمارے خواجہ اور شیخ بدرالدین غزنوی میں اسی قدر فرق ہوا۔ کہ جیسے آسمان اور زمین میں الحمد للہ رب العالمین +

نقل ہے کہ آپ کے آگے سماع کے مباح ہونے کی بابت کہ علماء کا اختلاف ہے عرض کی کہ فرمایا سبحان اللہ ایک جلکر خاک ہوگیا۔ اور دوسرا ابھی اختلاف میں ہے اور فرمایا الآفتہ فی التدبیر والسلامتہ فی التسلیم یعنے تدبیر میں آفت ہے اور تسلیم میں سلامتی ہے۔ اور فرمایا کہ علماء اشراف آدمی ہیں۔ اور فقراء اشراف آدمیوں میں اشراف ہیں۔ اور فرمایا فقیر علماء ایسا ہے جیسے چودھویں رات کا چاند ستاروں میں، اور فرمایا اراذل الناس سے وہ ہے جو کھانے پینے میں مشغول رہے +

نقل ہے کہ ایک آدمی نے شیخ فرید الدین کی خدمت میں عرض کی۔ کہ سلطان غیاث الدین بلبن کو ایک سفارش نامہ لکھ دیجئے۔ شیخ نے لکھا میں نے قضیہ خدا تعالےٰ کے سپرد کیا۔ پھر تمہاری۔ اگر اس کو کچھ دوگے تو دینے والا خدا ہے۔

اور تم مشکور ہو گے۔ اور اگر نہ دو گے۔ تو مانع اللہ تعالےٰ ہے۔ اور تم معذور رہو گے ۔

خیرالمجالس شیخ نصیر الدین سے نقل ہے۔ کہ میں نے شیخ نظام الدین سے حکایت نعمت پانے کی پوچھی کہ آپ نے شیخ فرید الدین سے کس طرح نعمت پائی زبان مبارک سے فرما دیجئے۔ فرمایا کہ اس کی حکایت دو طرح ہے۔ خلق ایک طرح کی حکایت کرتی ہے۔ شیخ فرید الدین کشتی میں سوار تھے۔ اور سب یار سوتے تھے۔ شیخ نے آواز دی۔ شیخ نظام الدین بیدار تھے کہا حاضر ہوا۔ شیخ نے فرمایا نظام الدین اپنے لڑکے کو نعمت دے۔ خدا تعالےٰ تجھ کو دینا چاہتا ہے۔ بعد ازاں شیخ نے نعمت جاری کی۔ دوسری نوع فرمائی۔ کہ ایک روز بدر الدین اسحاق سے کہہ گئے تھے۔ مجھ سے کہا کہ میرے حجرہ کے آگے میری جگہ بیٹھ جانا یعنی اگر فرید الدین بلاویں جواب دیدینا۔ میں بیٹھا تھا۔ میں نے آواز سنی یہ دو بیت تھے۔ یقین سے میں نے جانا کہ شیخ بلاتے ہیں ؎

خواہم کہ ہمیشہ در ہوائے تو زیم — خاکے شوم بزیر پائے تو زیم
مقصود من بندہ بکونین توئی — از بہر تو میرم از برائے تو زیم

میں نے اپنے دل میں کہا کہ اے نظام یہی وقت ہے اندر جاؤں۔ پھر میں نے کہا یہ وقت دوسرا ہے مخل نہ ہونا چاہیئے۔ پھر میں نے کہا یہ اور وقت ہے اگر اچھا وقت ہوگا نعمت مل جاوے گی۔ اور اگر نہ ہوگا۔ وہ معاف کرنے والے معاف کر دینگے یہ میں نے کہا اور ایک ہاتھ ایک کواڑ پر اور دوسرا دوسرے پر آہستہ سے دروازہ کھولا اور اندر گیا۔ اور سر زمین پر رکھا۔ شیخ پس پشت ہاتھ رکھے ہوئے قبلہ کی طرف جاتے تھے اور تواجد کرتے تھے اور آتے تھے اور پھر جاتے تھے۔ اور یہ بیت پڑھتے تھے ؎

مقصود من بندہ بکونین توئی
از بہر تو میرم از برائے تو زیم

شیخ نے فرمایا۔ کیا مانگتا ہے مانگ۔ شیخ نظام الدین نے کہا۔ خواجہ چاہتا ہوں۔ شیخ فرید الدین نے فرمایا۔ میں نے دیا۔ شیخ فرماتے ہیں۔ اُس وقت جو میں نے

چاہا تھا۔ اسی وقت اُس کا اثر میں نے پایا بعد از اں شیخ نے فرمایا کہ برسوں میں پشیمان رہا کہ کیوں اُس وقت میں نے حق سے نہ مانگا کہ میری موت سماع میں ہو۔ بندہ نے عرض کی۔ کہ کیا مرتبہ اور قرب ہوگا۔ سماع کی تضرب میں کہ آپ تمنا کرتے تھے۔ خواجہ نے یہ بیت پڑھا ع

رقص آں نبود کہ ہر زماں برخیزے

نقل ہے فوائد الفواد سے کہ شیخ فریدالدین کے لڑکے کا نظام الدین لقب تھا۔ شیخ اُس کو سب لڑکوں سے زیادہ دوست رکھتے تھے۔ اور شیخ کی خدمت میں بہت گستاخ تھا۔ اُس پہ بھی جو کہتا تھا۔ اس کو دوست رکھتے تھے اور ہنستے تھے اور رنجیدہ نہیں ہوتے تھے۔ الغرض یہ لڑکا ایک وقت سفر کو گیا تھا۔ بعد چند روز کے ایک کے ہاتھ خدمت میں شیخ الاسلام کے کہکر بھیجا۔ اُس نے شیخ کی خدمت میں عرض کی کہ مخدوم زادہ نظام الدین نے سلام پہنچایا ہے۔ شیخ نے کہا کس کو کہتا ہے۔ پھر اُس مرد نے کہا مخدوم زادہ نظام الدین نے شیخ ایسے ہی پُوچھتے تھے۔ یہاں تک کہ اُس مرد نے کہا تمہارے لڑکے شیخ نظام الدین نے شیخ نے فرمایا۔ ہاں اچھا ہے۔ حضرت سلطان المشائخ نے فرمایا۔ دیکھو ان کا استغراق حق کی یاد میں کیسا تھا کہ اپنے لڑکے کو اس قدر تعریف اور سمجھانے سے سمجھا +

نقل ہے شیخ فریدالدین سے ملفوظ راحت القلوب میں جو حضرت سُلطان المشائخ نے جمع کیا ہے لکھا ہے۔ بتاریخ دسویں روز پنجشنبہ ماہ رمضان ۶۵۵ھ میں دولت پابوسی میسّر ہوئی۔ عزیزاں اہل صفہ حاضر تھے۔ کلام ماہ رمضان میں ہوتا تھا۔ فرمایا کہ ماہ رمضان بزرگ مہینہ ہے۔ اس مہینہ میں ابلیس لعین کو قید کرتے ہیں۔ تاکہ اُس کے شر سے سب مومن روزہ میں محفوظ رہیں۔ اور سب رحمت کے دروازے کھول دیتے ہیں۔ اور اس ماہ ہر رات ہر روزہ دار پر ایک فرشتہ رحمت کے طبق لیکر آسمان سے آتا ہے۔ اور فرمان رب العزت سے نازل ہوتا ہے کہ جب مومن روزہ افطار کریں یہ طبق رحمت اُن پر نثار کروں۔ پھر فرمایا روزہ رکھنا ایک سِر ہے۔ بندہ اور مولا کے درمیان میں اور ہر عبادت کا بدلہ ہے۔ لیکن روزہ کا ثواب سوائے خدا تعالےٰ کے کوئی نہیں جانتا۔ اس واسطے

کہ حق سُبحانہ فرماتا ہے کہ روزہ میرا ہے اور میں جانتا ہوں کہ ثواب کیا دوں گا بعد ازاں فرمایا کہ اِس مہینہ کو حق سبحانہ تعالےٰ نے تین حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ اول حِصہ کا کانام دہر رحمت ہے۔ دوسرے دہر مغفرت۔ تیسری قسم کا دہر آزادی پس اول زمانہ میں تمام رحمت اور برکت ہے کہ آسمان سے بندوں پر نازل ہوتی ہے اور دوسرے میں بخشش ہے۔ اُس تیسرے زمانہ میں کوئی ساعت لحظہ نہیں ہے کہ جملہ مسلمانوں کو دوزخ سے آزاد نہ کرے۔ اور خدا تعالےٰ نے قلم چلایا ہے۔ کہ تیسرے زمانہ میں سب روزہ داروں کو دوزخ سے نجات دوں گا۔ اور آزاد کروں گا۔ پھر فرمایا کہ جو ماہ رمضان کے آنے سے خوش ہوتا ہے کسی وقت اُس کو غمناک نہیں کرتا۔ اور بھیجو اور خیر روزے بھیجو۔ اور جو رمضان کے جانے سے رنجیدہ ہو۔ خدائے عزوجل اُس کو دونوں جہان میں خوشی دے کہ کسی وقت غمناک نہ ہو۔ بعد ازاں فرمایا کہ ماہ مبارک کے روزہ رکھنے میں ثواب یک سالہ ہر روزہ اُس کے نامہ اعمال میں لکھتے ہیں۔ اور اسی قدر بدی دور کرتے ہیں۔ بعد ازاں فرمایا کہ شب قدر کوئی نہیں پاتا۔ مگر آخر عشرہ ماہ مبارک میں کہ ستائیسویں شب شب قدر ہے اور اسی رات میں غافل نہ ہو۔ تاکہ اُس کی سعادت سے محروم نہ رہے۔ پھر اسی محل میں فرمایا کہ وہ مرد ہیں کہ اُن کو اس ماہ میں ہر رات اس زمانہ آخر سے شب قدر ہے۔ اور نعمت اس رات کی اس میں مرکب ہے۔ پس مقام یا راحت ہے شب قدر جو یہ آدمی اس دولت پر پہنچتا ہے۔ بعد ازاں فرمایا کہ بزرخواجگان اِن راتوں میں رمضان کی ہر رات ختم قرآن تراویح میں کیا ہے۔ اس جگہ فرمایا کہ وہ مرد ہیں کہ اُن کو اس ماہ میں ہر رات اس دیر آخر سے شب قدر ہے اور نعمت اِس شب کی اِن میں مرکب ہے۔ کہ حضرت عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ ہر رات تراویح دو ختم کرتے۔ چنانچہ تمام ماہ میں ساٹھ قرآن ہوتے۔ بعد ازاں فرمایا۔ ایک وقت دُعا گو غزنی کی طرف مسافر تھا۔ مسجد امام حدادی میں اُترا رمضان کا مہینہ تھا۔ شیخ عبداللہ باختری نام اُس مسجد میں امام تھے کہ ہر رات تین ختم قرآن تراویح میں کرتے تھے۔ اور چار سیپارہ اور زیادہ کرتے۔ چنانچہ میں نے بھی اُنکے پیچھے یہ سعادت حاصل کی۔ اُس وقت شیخ الاسلام قدس سرہٗ نے چشم پُر آب کی۔ اور فرمایا جب تک اِس

کام میں ایسا نہ کرے اور مجاہدہ نہ کرے ہرگز مقام کو نہیں پہنچتا۔ کیونکہ اس تمام ماہ میں ریاضت اور مجاہدہ آیا ہے۔ بعد ازاں فرمایا کہ خواجہ بایزید بسطامی قدس سرہ نے ستر سال عبادت کی اور کچھ نہ چاہا۔ تب دخل پایا۔ پھر بھی آواز آئی کہ ہنوز دنیا کی آلائش ہے۔ جب تک وہ دور نہ کریگا نہ آسکے گا۔ کہا الہٰی کچھ نہیں رکھتا۔ آواز آئی کہ اپنے گرد دیکھ۔ جب نظر کی کوزہ تھا۔ جب اُس کو پھینک دیا تب مراد کو پہنچے۔ اس حرف پر شیخ الاسلام نے پھر چشم پُر آب کی اور ہائے ہائے رو دئیے۔ اور کہا خواجہ بایزید بسطامی نے ایک کوزہ خامی سے بار نہ پایا۔ یہ آدمی اس قدر علائق کے ساتھ ہرگز بار نہ پائیں گے۔ بعد ازاں حاضرین کی طرف منہ نہ کیا۔ اور فرمایا اب ماہ رمضان پہنچا۔ کوئی ہے کہ نماز میں ہمارے ساتھ موافقت کرے۔ کہ ہر رات تراویح میں ایک ختم قرآن کریں۔ سب حاضرین منہ زمین پر لائے۔ اور متکفل ہوئے اور کہا یہ ہے سعادت۔ بعد ازاں شیخ الاسلام ہر رات تراویح میں دو ختم قرآن اور دس سیپارہ زیادہ پڑھتے تھے۔ ایک پہر رات باقی رہے۔ فراغ حاصل کرتے اس ماہ میں دُعاگو بھی برابر اُن کے نماز پاتا تھا۔ بعد ازاں سخن کشف و کرامات میں پڑا۔ فرمایا کہ شیخ جمال اُچ اور بندہ ایک وقت ایک جگہ تھے۔ اور وہ درویش صاحب نعمت تھا۔ چند نفر قلندروں کے طائفہ کے انہیں شاخیں کمر میں لگائے آئے اور سلام ہیبت کے ساتھ کیا۔ اور شیخ جمال الدین کے آستانہ میں بیٹھے اور یہ قلندر سخت سخن کہتے تھے۔ شیخ جمال الدین ماحضر طعام آگے لائے۔ انہوں نے کہا ہمیں دہی کی خواہش ہے۔ اُس روز دولت خانہ میں دہی نہ تھا۔ انہوں نے برعکس طلب کی شیخ جمال الدین نے میرا مُنہ دیکھا۔ اور میں نے اُن کا دیکھا۔ میں نے کہا لب آب ہے کہ تمہارے جماعت خانہ کی طرف جاتا ہے۔ وہاں ان کے حوالہ کرو کہ جاؤ۔ جس قدر دہی چاہو لے لو۔ شیخ جمال الدین نے منہ اُن کی طرف کیا اور کہا کہ پانی کے کنارہ پہ جاؤ۔ جس قدر دہی کی حاجت ہے لے لو۔ یہ بات درویشوں کو ناگوار گذری۔ الغرض اُٹھے۔ جب لب آب پہنچے۔ دیکھا کہ تمام پانی دہی ہو گیا ہے جس قدر چاہا کھایا اور لیا۔ بعد ازاں اُسی محل میں فرمایا ایک بزرگ سے جمال الدین نے فرمایا۔ کہ دوسرے وقت ایک مرد حج سے آیا۔ اور کہا میں حج میں تھا۔ تم کو طواف کرتے دیکھا تھا۔ شیخ جمال الدین اُس

پر چلائے کہ اے درویش حکایت اُس مرد کی ایسی فاش نہیں کرتے ہیں جب کہ مردانِ خدا زیرِ گلیم ہیں۔ کعبہ اُس کے آگے ہے۔ اگر مردانِ خدا چاہیں۔ تو ایک پل میں مشرق سے مغرب تک پہنچ جائیں۔ اور پھر لوٹ آئیں۔ اسی درمیان میں اُس کا ہاتھ پکڑا اور کہا آنکھ بند کر۔ اُس نے آپ کو اور شیخ کو کوہ قاف پر دیکھا۔ اُس فرشتہ کے پاس جو اُس کا مؤکل ہے۔ اور اسی وقت آپ کو اور شیخ کو اپنے مقام پر پایا۔ اقرار کیا۔ اور یہ بھی کہا ہے کہ سچ ہے کہ خدا کے مردوں کو سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا۔ بعد ازاں شیخ الاسلام قدس سرہٗ نے فرمایا۔ کہ شیخ جمال الدین اُچ کو کسی نے نماز پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا۔ جب نماز کا وقت آتا تھا۔ غائب ہو جاتے تھے۔ آخر معلوم ہوا۔ کہ کعبہ میں مکیوں کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں۔ اور اسی لحظہ آ جاتے ہیں۔ بعد ازاں شیخ الاسلام یہی فرماتے تھے کہ ایک جوگی پریشان مجاہدہ کیئے ہوئے خدمت میں آیا اور دیر تک سر رکھے رہا۔ جب شیخ کی نظر اُس پر پڑی۔ ہیبت کے ساتھ کہا کہ سر اُٹھاؤ۔ جوگی نے سر اُٹھایا۔ اور ہاتھ آگے کیا۔ اور کھڑا ہو گیا۔ شیخ الاسلام نے پوچھا کہ کہاں کا ہے اور کیوں آیا۔ جوگی نے کچھ نہ کہا۔ جب وہ تین بار پوچھا۔ اُس وقت جوگی نے آہستہ کہا کہ شیخ جیو کے ڈر نے ایسا اثر کیا ہے کہ بات نہیں نکلتی۔ بعد ازاں شیخ نے دُعا مانگی کہ یہ جوگی دعویٰ سے ہمارے پاس آیا تھا۔ جب اس نے مُنہ زمین پر رکھا دل میں گذرا کہ اُس کا منہ زمین پر سخت ہو ہر چند اُٹھاوے نہ اُٹھ سکے۔ اگر یہ جوگی اپنے دعوے سے باز نہ آتا۔ قیامت تک ایسا ہی پڑا رہتا۔ بعد ازاں فرمایا اے جوگی تو نے جوگ میں آپ کو کہاں تک پہنچایا۔ جوگی نے کہا۔ جوگ کی کمالیت یہ ہے کہ تھوڑے سے اُڑ جاوے۔ شیخ الاسلام نے فرمایا۔ اچھا اُڑ ہم دیکھیں۔ جوگی بیٹھا تھا فوراً ہوا میں گیا۔ شیخ الاسلام نے جب یہ حال دیکھا نعلین جو آگے پڑی تھیں دونوں کو پرتاب کیا اللہ کے فرمان سے اڑیں اور جوگی کے سر پر پہنچیں۔ جس طرف وہ جاتا تھا نعلین اسی طرف پہنچتی تھیں اور مارتی تھیں۔ چنانچہ جوگی کو زمین پر لے آئیں جوگی حضرت شیخ کے پاؤں پڑا اور اقرار کیا۔ اور کہا جس کی نعلین کا یہ رتبہ ہو وہ کیسا ہو گا۔ اور فوراً مسلمان ہوا۔ اور ایک واصلان حق سے ہوا۔ بعد ازاں جوگی اسی محل میں حکایت روزہ اور کیفیت ماہ کی آغاز کی کہ نیک بیٹے جو عالم میں پیدا نہیں ہوتے۔ اس

سبب سے کہ مباشرت کرنا نہیں جانتے ہیں اور مباشرت کرنے میں دن مقرر ہے۔ کہ
اُس دن اگر معاشرت کرے با جلال امید ہے کہ فرزند نیک پیدا ہو۔ الغرض تمام
کیفیت کہی۔ اس دُعاگو نے یاد کی بعد ایک زمانہ کے کیفیت شیخ الاسلام سے عرض
کی۔ تبسم فرمایا اور کہا مولانا نظام الدین تو نے خود سیکھا ہے۔ لیکن تجھ کو کام نہ آویگا۔
جو کام آوے اُسی پر چھوڑ۔ ایک شخص کمبل پہنے بیت المقدس کی جانب سے شیخ الاسلام
کے پاس آیا سر جُھکا لیا۔ فرمایا کہ بیٹھ۔ ہر بار مسافر تیز نظر سے دیکھتا تھا۔ شیخ الاسلام
سر نیچے کرتے تھے۔ بعد زمانہ کے اُٹھا۔ اور اپنا سر قدم پر حضرت شیخ کے ڈالا۔ اور
کہا۔ اے مخدوم میں نے تم کو بیت المقدس میں دیکھا ہے کہ جھاڑو دیتے تھے جب
میں نے پوچھا تم کون ہو۔ تو تم نے کہا کہ میں فرید مسعود اجودھنی ہوں۔ شیخ الاسلام
نے کہا ایسے ہی ہے۔ لیکن تم نے کیا وعدہ کیا تھا۔ کہ کسی سے نہ کہوں گا۔ شاید وہ
بھول گئے۔ وہ از حد شرمندہ ہوا۔ شیخ الاسلام نے فرمایا کہ اے عزیز مردانِ
خدا ہر جگہ ہیں۔ جہاں ہیں۔ وہیں بیت المقدس ہے بلکہ وہاں عرش ہے اور کرسی
ہے۔ اور جو خدا تعالٰے کی پیدائش میں ہے موجود ہے۔ شیخ الاسلام نے
اُس پر آواز ماری کہ آنکھ بند کر اور کھول جب اُس نے آنکھ کھولی جو شیخ کی زبان
سے نکلا تھا۔ اپنے آگے موجود دیکھا۔ نعرہ مارا اور بیہوش ہو گیا۔ جب ہوش ہوا۔
اقرار کیا اور شیخ سے بیعت کی۔ آپ نے کلاہ دیکر سیستان کی ولایت اُس کو
بخشی۔ وہ وہاں گیا۔ پھر بھی اس مسافر سے معلوم ہوا کہ شیخ ہر روز ایک دفعہ بیت المقدس
میں جھاڑو دیتے ہیں اور آجاتے ہیں۔ بعد ازاں یہی اپنے احوال کی حکایت کی
کہ بیس سال عالم فکر میں رہا۔ کہ کسی وقت نہیں بیٹھتا تھا۔ اور کھڑا رہتا تھا۔
چنانچہ خون کی نہریں مثل پانی کی نہروں کے میرے پاؤں سے جاری ہو گئیں
تھیں۔ اور مجھ کو یاد نہیں آتا کہ اس وقت میں نے اپنے نفس کو سیراب کیا ہو۔ اور سیر
ہو کر کھانا کھایا ہو۔ الغرض اتنے ہی میں ایک درویش آیا کہ اس کو شہاب الدین غزنوی
کہتے تھے شیخ الاسلام کے مریدوں سے تھا۔ مُنہ زمین پر لایا۔ فرمان ہوا بیٹھ وہ بیٹھا
اُس کے ہاتھ حاکم نے سو دینار خدمت میں شیخ الاسلام کے بھیجے تھے۔ اُس نے
پچاس دینار اپنے واسطے رکھے اور پچاس خدمت میں گذارے۔ حضرت شیخ نے تبسم

فرمایا کہ شہاب الدین اچھی قسمت کی برادرانہ۔ لیکن درویشوں کو یہ بات اچھی نہیں شہاب الدین از حد شرمندہ ہوا۔ اور وہ پچاس دینار کمر میں موجود تھے شیخ کے آگے رکھے۔ شیخ نے فرمایا۔ کہ اگر اس طرح تم کو ترغیب نہ کرتا تو خیرہ ہوتا۔ اور ہرگز مردوں کے مقصد کو نہ پہنچتا۔ اور وہ دینار بھی اُس کو دیئے اور فرمایا از سر نو غسل کر کہ تجھ کو بیعت کروں۔ تیری بیعت میں خلل تھا۔ اب جا جس کو چاہے کلاہ دے کہ تیرا کام پورا ہوگیا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک +

فوائد الفواد سے نقل ہے کہ سلطان اولیاء نے فرمایا۔ کہ شیخ الاسلام فریدالدینؒ سے میں نے سُنا ہے کہ ایک وقت شیخ ابوسعید ابوالخیر راہ میں جاتے تھے۔ ایک مرید اُن کے آگے آیا۔ اور شیخ کے زانوں چومے شیخ نے فرمایا کمتر مرید نے پاؤں شیخ کا چوما۔ پھر فرمایا کمتر مرید نے زانو اسپ کا چوما۔ پھر فرمایا اس میں کیا میں نے تجھ کو کہا کمتر سے مقصود میرا اپنا بوسہ نہ تھا تو جتنا نیچے چومتا تیرا کام بالا ہوتا +

اسی کتاب میں نقل ہے۔ کہ حضرت سُلطان المشائخ نے فرمایا بعد نقل شیخ الاسلام فریدالدین کے۔ کہ مجھ کو حج کا اشتیاق بڑا غالب ہوُا۔ مَیں نے کہا شیخ کی زیارت کو چلوں۔ جب شیخ کی زیارت کو گیا۔ میرا مقصود وہاں حاصل ہوُا زیادتی کے ساتھ۔ دوسری بار پھر یہ خوشی ہوئی۔ پھر شیخ کی زیارت کو گیا۔ اور مقصود حاصل کیا +

نقل ہے کہ ایک روز آنحضرت ایک شہر میں آئے ایک ضعیفہ کو دیکھا۔ کہ روتی ہے۔ پوچھا۔ اُس نے ایک واقعہ بیان کیا کہ میں ایک لڑکا رکھتی تھی۔ حاکم شہر نے اُس کو ناحق سولی دیدی۔ حضرت نے فرمایا۔ وہ سولی کہاں ہے۔ اس ضعیفہ نے راستہ سولی کے مکان کا بتایا۔ بمجرد دیکھنے کے نظر آنحضرت کی اس مصلوب پر پڑی۔ اور دستِ مبارک سے اس کا لہو پونچھا۔ باذن اللہ تعالیٰ زندہ ہوُا۔ وہ زندہ ہمراہ آنحضرت کے اپنے پاؤں ہمارے گھر آیا۔ اس اثناء میں فرمایا کہ الصوفی یحیی کے یہی معنی ہیں۔ اور اس مرتبہ میں اس صفت سے متصف ہوتا ہے۔ بتخلق باخلاق الٰہی حق سبحانہ تعالےٰ کے مقبولوں کو میسر ہے واللہ المستعانؔ

نقل ہے کہ ملک المشائخ والعلماء شیخ حسین چشتی الفبی الاسلام سے کہ حضرت شیخ الاسلام اور حضرت بہاؤ الدین زکریا اور سید جلال الدین بخاری اور شہباز قلندر تمام سیر میں تھے۔ ناگاہ ایک شہر میں عبور ہوا۔ کہ تمام آدمی وہاں کے خوشی میں مشغول تھے۔ مگر ایک بڑھیا تنگ دلی سے روتی تھی۔ آنحضرت نے کرم فرما کر اس بڑھیا کا حال پوچھا۔ کہ بخلاف تمام شہر کے تو اسقدر غم و غصہ کیوں کھاتی ہے۔ اوّل اس نے انکار کیا۔ پھر عرض کیا کہ اے خاصہ خدا اور محرم حرم کبریا تمام عمر میں میرے ایک لڑکا تھا۔ گویا پیری کا ذخیرہ وہی تھا۔ ایک مدت سے گم ہے اور پتہ نہیں ملتا اگر آپ کی توجہ سے اس کا دیدار نصیب ہو تو کیا بہتر ہو۔ ان مشائخ نے اُس پر مہربانی فرمائی اور سیر روحانی میں مشغول ہوئے۔ بعض نے سیر آسمان کی اور بعض نے زمین کی اور بعض نے برکی اور بعض نے بحر کی اور آنحضرت نے سیر جزائر اور اعماق دریا میں مصروف ہوئے۔ بعد بہت تلاش کے تھوڑی دیر میں سب نے خالی ہاتھ رجوع کیا۔ آنحضرت نے بعد دیر کے مراجعت فرمائی۔ اور ماں کے حوالہ کیا اس نے از سر نو زندگی پائی۔ یاران طریقت نے پوچھا کہ ہم جلد آئے آپ کی دیر کا کیا سبب تھا۔ فرمایا کہ اس لڑکے کی کیفیت ایسی کہ وہ کشتی پر سوار تھا۔ ناگاہ کشتی تباہ ہوئی اس کو مچھلی نگل گئی۔ بعد سات روز کے پنیال کر کے دریا میں ڈالا اور اس کے اجزا دریا میں ڈوب گئے ہم نے سب اجزا جمع کر کے شکم ماہی میں ڈالے۔ جب اس نے اپنے پیٹ سے نکالا۔ باذن اللہ تعالےٰ زندہ ہو گیا۔ ہم ہمراہ لے آئے ✥

نقل ہے گلشن اولیاء میں کہ جب حضرت خواجہ اکرام و مہر دارہ مشائخ عظام خواجہ معین الدین سنجری دہلی پہنچے اور یہ خبر حضرت قطب جہاں خواجہ قطب الدین نے سُنی استقبال کیا۔ حضرت شیخ فرید ہمراہ نہ ہوئے۔ عام بیان میں یوں ہے۔ کہ حضرت شیخ فرید سے کہا کہ اے فرید بڑے خواجہ آئے ہیں۔ تم بھی استقبال کو آؤ گے جواب دیا ایک دل رکھتا ہوں۔ اُس کو آپ کے آستانہ پر خرچ کیا۔ دوسرا دل نہیں رکھتا کہ آگے لے جاؤں۔ لیکن صحیح یہ ہے کہ قطب العالم ؒ بخشکہ اس سبب سے نہ گئے کہ ادب اپنے مرکز پر قرار نہ پکڑے گا۔ اس واسطے کہ اگر ادب نہ

کروں گا اچھا نہ ہو گا۔ کیونکہ پیر کے پیر ہیں۔ الغرض جب خواجہ قطب الدین خواجہ کلاں کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ تو خواجہ بزرگ نے پوچھا کہ مولانا مسعود کیوں نہیں آتا۔ حضرت خواجہ نے التماس کی کہ فقیر خبر سُنکر فوراً چلا آیا۔ حضرت خواجہ کلاں نے فرمایا وہ نہیں آتا ہے۔ جب حضرت خواجہ نے نزول فرمایا۔ تو کہا اے قطب الدین آؤ مسعود کی طرف چلیں۔ دونوں خواجہ شیخ فرید مسعود کے پاس آئے۔ شیخ حجرہ میں تھے۔ خواجہ قطب الدین نے آواز فرمائی کہ اے مسعود خواجہ کلاں تشریف لائے ہیں۔ شیخ فرید حجرہ کے اندر سے دوڑے۔ پائے مبارک چومے بعدہٗ خواجہ کلاں نے خواجہ قطب الدین سے فرمایا۔ کہ مسعود کو آج ہم نعمت دیں گے اُنہوں نے کہا جو کچھ اشارہ ہے۔ پھر حضرت خواجہ کلاں نے شیخ فریدین کو درمیان میں کھڑا کیا قبلہ رو اور خود الٹی طرف کھڑے ہوئے اور خواجہ قطب الدین کو سیدھی طرف کھڑا کیا۔ اور خواجہ قطب الدین نے فرمایا۔ کہ جو نعمت میں نے معین الدین سے پائی۔ وہ فرید مسعود کو دی۔ خواجہ قطب الدین نے یوں ہی کہا۔ بعدہٗ حضرت خواجہ کلاں نے فرمایا کہ اس وقت ہمارے پیر دستگیر خواجہ عثمان ہارونی نے ہمارے واسطے نعمت عنایت کی۔ چار سو اولیا اُس وقت موجود تھے۔ حضرت حق سبحانہٗ کا فرمان ان اولیا کو ہوا۔ کہ تم بھی اپنی نعمت معین الدین کو دو۔ ان سب نے بھی عطا کی۔ اب جو کچھ مجھ کو اپنے پیر سے اور ان اولیاء سے پہنچا ہے سب فریدالدین مسعود کو میں نے دیا۔ وہی مراتب علیہ اور مکارم جلیلہ حضرت قطب العالم شیخ فریدالدین گنجشکر رکھتے تھے ؎

چو در خدمت بسے بردند شاں رنج ۔۔۔ رسانیدند دست خویش بر رنج
بہر عضو بود گر صد زبانم ۔۔۔ نیاید وصف شاں اندر بیانم

سراج الہدایت سے نقل ہے کہ جو ملفوظ حضرت قطب عالمیاں مخدوم جہانیاں قدس سرہٗ کے ہیں کہ ایک وقت شیخ جلال الدین تبریزی واسطے ملاقات شیخ فریدالدین قدس سرہٗ کے آئے تھے اور ایک انار لائے تھے۔ شیخ فریدالدین نے انار کے حصے کئے۔ اور ایک دانہ اپنا حصہ رومال میں باندھ کر رکھا۔ وقت افطار کے شیخ فریدالدین نے وہ دانہ کھایا۔ اس قدر ذوق پیدا ہوا۔ کہ اندازہ نہ تھا۔ شیخ نے دل میں کہا۔ کہ اگر میں جانتا کہ اس انار میں ایسا مزا ہو گا۔ تو نہ بانٹتا یہ سوچا کہ ناگاہ

شیخ قطب الدین سے ملاقات ہوئی۔ شیخ قطب الدین نے کہنا شروع کیا کہ اے بابا فریدالدین اُس انار کا حاصل وہی دانہ تھا۔ وہ تمہارے نصیب میں ہوا۔ اور چند مناقب شیخ الاسلام فریدالدین کے مخدوم جہانیاں شیخ حسام الدین سے منقول ہیں ۔

نقل ہے کہ ایک بار شیخ نظام الدین خدمت شیخ فریدالدین کی کرتے تھے۔ اور کپڑے شیخ نظام الدین کے بہت پھٹ گئے تھے۔ تل رکھنے کی جگہ نہ تھی۔ ناگاہ ایک یار کے ساتھ کہ ایک جگہ تعلیم کرتے تھے ملاقات ہوئی۔ دیکھ کر بے مزہ ہوا فرمایا کہ اے مولانا نظام الدین کہاں رہتے ہو۔ شیخ نظام الدین نے کہا شیخ المشائخ فریدالدین کی خدمت میں رہتا ہوں۔ اس یار نے کہا۔ عجب شیخ ہیں کہ تجھ سے متعلم کو اس حالت میں رکھا ہے۔ اُس مرد نے شیخ فریدالدین کی شان میں بہت بے ادبی کی جب شیخ نظام الدین شیخ فریدالدین کی خانقاہ میں آئے۔ شیخ فرید نے نور باطن سے تمام کیفیت معلوم کی۔ اور کہا کہ اے بابا نظام الدین اگر تم کو کسی دوست آشنا سے ملاقات ہو۔ تم کیا کہتے ہو۔ شیخ نظام الدین نے پھر وہی کہا۔ شیخ فریدالدین نے ایک مصرع پڑھا ع

ترا سلامت باد مرا نگونساری

بعد شیخ فریدالدین نے پھر فرمایا اے بابا نظام الدین ایک خوان سر پہ رکھ اور واسطے متعلم کے لیجا۔ شیخ نظام الدین بحکم اشارت شیخ فریدالدین طعام سر پر رکھ کر لے گئے۔ جب متعلم نے دیکھا بہت حیران ہوا۔ اُٹھا اور خوان سر سے شیخ نظام الدین کے اُتارا اور کہا خدائیتعالے رحمت کرے اس شیخ پر کہ تجھ کو ایسا صاف کیا ہے۔ کہ تجھ میں نفسانیت نہ رہی۔ بعد طعام کے فارغ ہوا۔ اور کہا آؤ مولنا نظام الدین تمہارے شیخ کی ملاقات کریں۔ اس متعلم نے جو ملاقات شیخ فریدالدین کی کی فوراً ارادت بجالایا۔ اور بندہ ہوا۔ نقل ہے مخدوم جہانیاں قدس سرہ العزیز سے ۔

سراج الہدایتہ میں مرقوم ہے کہ ایک بار شیخ فریدالدین مسافر تھے۔ ایک آواز کانوں میں آئی۔ ناگاہ شور پیدا ہوا۔ کیا دیکھتے ہیں ہر طرف سے خلق جمع ہوا کرتی ہے۔ بعدہ شیخ نے دیکھا کہ ایک مرد ناک کٹا خون چکیدہ پیدا ہوا

ناگاہ بُت خانہ میں آیا تھوڑی دیر کے بعد نکلا تو اس کی ناک سلامت تھی۔ شیخ فریدالدین نے پہچانا کہ یہ شیطان ہے صورت بدل لی ہے۔ شیخ نے کہا اے ملعون کیا کرتا ہے شیطان نے کہا اے شیخ تنہا بہشت میں جاؤ گے۔ شیخ نے کہا خیر اپنے تابعین کے ساتھ۔ شیطان نے کہا مَیں تنہا دوزخ میں جاؤں یا کافر کہ میری تابع ہیں۔ کہا یہ خط اجودھن میں پہنچا۔ فی الحال خط لیکر گیا۔ اور اجودھن میں شیخ رادوں کو دیا۔ جب شیخ رادوں نے تاریخ پڑھی کہا اے شیطان تو کہاں۔ شیطان نے تمام کیفیت بیان کی مکتوب کا جواب شیخ رادوں نے لکھا اور شیطان کو دیا۔ اس نے شیخ کو پہنچا دیا +

نقل ہے اسی کتاب سے کہ ایک وقت ایک ڈبہ شیخ بہاؤالدین سے گم ہو گیا تھا۔ شیخ بہاؤالدین کنیزک کو مارتے تھے۔ مطرب آ گیا۔ اور اس نے کہا۔ کہ مَیں اجودھن جاتا ہوں۔ شیخ بہاؤالدین نے کہا اس چندرہ کو میری دُعا پہنچانا۔ وہ مطرب اتفاقاً اجودھن میں گیا اور شیخ فریدالدین سے کہا۔ کہ بہاؤالدین نے سلام دُعا پہنچایا ہے شیخ فریدالدین نے نور باطن سے دریافت کر کے فرمایا۔ جو کہ شیخ بہاؤالدین نے کہا ہے چندرہ کو میرا دُعا اور سلام میرا پہنچانا۔ شیخ فریدالدین نے فرمایا خود کوری کنیزک کو لت کراتا ہے اور ڈبہ نہیں دیکھتا۔ مَیں یہاں رہ کر دیکھتا ہوں۔ فلاں پلنگ کے پایہ کے نیچے ہے خود وہاں سے نہیں دیکھتا ہے اندھا ہے اور مجھ کو چندرہ کہتا ہے۔ بعدہٗ شیخ فریدالدین نے مطرب سے کہا۔ جو کچھ تجھ کو قسمت کا ہے میں دوں گا۔ تو لوٹ جا اور ملتان جا۔ مطرب ملتان میں گیا۔ اور تمام کیفیت شیخ بہاؤالدین سے بیان کی۔ اور کہا کہ ڈبہ پایہ کے نیچے شیخ فریدالدین نے کہا ہے۔ وہیں پایا۔ شیخ بہاؤالدین شرمندہ ہوئے +

نقل ہے۔ کہ مخدوم جہانیاں سے سراج الہدایت میں لکھا ہے کہ قافلہ شکر تری لادے ہوئے لئے جاتا تھا۔ ناگاہ شیخ فریدالدین سے ملاقات ہوئی۔ شیخ فریدالدین نے پوچھا کیا لادا۔ بطریق تمسخر کے کہا ماش ہے۔ شیخ نے کہا ماش ہو گی کہ قافلہ چلا گیا اور اترا۔ کیا دیکھا کہ سب ماش ہو گئے۔ حیران ہو گئے ایک بوڑھا آیا پوچھا کہ تمہاری کسی درویش سے ملاقات ہوئی۔ کہا ہاں اسی کے دل کی گرانی ہے۔ پھر لاد کر اسی راہ سے گئے ایسا ہی کیا۔ ناگاہ شیخ فریدسے

ملاقات ہوئی۔ شیخ نے پوچھا کیا لادا ہے۔ کہا شکر۔ شیخ نے کہا ہاں شکر ہوگی بعدہ چلے گئے۔ اس روز سے شیخ فریدالدین کو گنجشکر کہتے ہیں۔ اور قصہ معروف اور مشہور ہے کہ سوداگر شکر تری لادے لئے جاتا تھا۔ آنحضرت نے پوچھا کہ ان بوروں میں کیا ہے اس نے کہا کہ نمک ہے فرمایا نمک ہوگا۔ جب وہ اترا دیکھا کہ نمک ہوگیا ہے۔ پھر حضرت کو تلاش کیا۔ اور سعادت قدمبوس پائی۔ اور بہت خوشامد کی فرمایا ان میں کیا لادا ہے۔ انہوں نے کہا کہ شکر تری ہے۔ ویسا ہی ظہور ہوا۔ چنانچہ خانخانان مرحوم لکھتا ہے ؎

گنجشکر چناں ہنر بر و بخنیبر کو از شکر نمک کند وز نمک شکر

مخدوم جہانیاں سے سراج الہدایت میں نقل ہے کہ ایک وقت ایک حبشی خدمت میں شیخ فریدالدین کے آیا تھا۔ اس نے کہا اے فریدالدین میرے فرزند نہیں ہے۔ مجھ کو فرزند دے۔ شیخ نے کہا ایک دیا۔ دو دئے۔ تین دئے سات تک کہے۔ شیخ کے آگے ایک متعلم تھا۔ وہ حیران ہوا۔ کہ شیخ کیا کہتے ہیں متعلم کی طاقت نہ رہی۔ کہا اے شیخ یہ خدائی کا دعویٰ ہے نہ شیخی۔ شیخ چپ رہے کچھ نہ کہا بعد مدت کے وہ حبشی ساتوں لڑکوں کے ساتھ آیا۔ متعلم حیران ہوگیا بعدہ شیخ فریدالدین نے اس متعلم سے جواب کہا۔ اے مولانا بندہ مسعود نے چالیس برس ہوئے۔ کہ جو خدا تعالےٰ نے فرمایا گیا۔ آج چالیس برس ہیں کہ بندہ کے دل پر گذرتا ہے اور زبان سے نکلتا ہے وہ خدا تعالےٰ کرتا ہے۔ وہ متعلم پاؤں پر گر پڑا۔ اور مرید ہوا۔ دوسرے وقت پر فرماتے تھے۔ اور شیخ فریدالدین نے کہا۔ اے بابا شیخ فریدالدین تیرے گھر میں دھادا باجے۔ پھر شیخ نے کہا اگر باجے مشرق سے مغرب تک باجے۔ آج بھی ایسا ہی دیکھا گیا ہے۔ کہ چاروں طرف عالم میں شیخ فریدالدین کا شور ہے +

نقل ہے مخدوم جہانیاں سے سراج الہدایت میں کہ ایک درویش بیت المقدس سے واسطے قدمبوسی شیخ فریدالدین کے آیا۔ شیخ نے پوچھا اے درویش کہاں سے آتا ہے۔ اس نے کہا بیت المقدس سے آتا ہوں۔ تمہارے ساتھ روز بیت المقدس میں وقت جاروب کشی کے ملاقات ہوتی تھی۔ شیخ فریدالدین نے غصہ کیا۔ اے

نامرد راز مردوں کا فاش نہ کرنا چاہیئے۔ شیخ فریدالدین نے ہاتھ اس کا پکڑا۔ اسی عالم میں آپ کو دیکھا۔ اس حد تک کہ فرشتہ جو کوہ قاف میں ہے اس کو بھی دیکھا شیخ نے کہا آنکھ کھول۔ اس نے کھولی۔ آپ کو اپنی جگہ پر پھر دیکھا حیران ہو گیا۔ اور واپس گیا۔ دوسرے وقت فرماتے ہیں کہ شیخ فریدالدین دوسری نماز کا وضو کرتے تھے۔ وقت وضو کے بدھنہ یعنی آفتابہ زمین پر مارا وہ ٹوٹ گیا۔ حاضران حیران ہوئے بعد مدت کے ایک مرد پیدا ہوا۔ اس نے کہا کہ میں ملتان سے آتا تھا۔ شیر ملا کہ مجھ کو کھالے۔ شیخ فریدالدین نے ایک نعرہ مارا اور شیر کو بدھنہ سے مارا وہ اس کے سر پر لگا۔ شیر لوٹ گیا۔ میں خلاص ہو گیا۔ تو معلوم ہوا کہ یہ راز تھا۔

نقل ہے کہ سلطان العارفین شیخ فریدالدین کو راہ میں عبود واقع ہوا۔ اس وقت ایک عزیز کو بہت بھوک لگی تھی۔ آپ نے آستین اٹھادی اور فرمایا کہ جو کھانا چاہیئے۔ کہا اس نے دیکھا۔ کہ بڑا دسترخوان بچھا ہے وہاں سے طعام نکالا اور کھائی حضرت چلے گئے۔ بعد مدت کے ایک روز وضو کرتے تھے۔ وہی عزیز آیا دیکھا قدرے وضو کا پانی اس پر چھڑکا اور فرمایا کہ سبحان اللہ اس شخص نے بتیس برس ریاضت اور مجاہدہ کیا تھا اور نفس پر غالب آیا اور حاجت بشری میں ہلاک ہوا۔ الحمد للہ کہ اب نفس سے رہا ہوا۔ اور مجاہدہ نے عود کیا۔ سبحان اللہ کیا کشف اور کرامت شیخ کی تھی۔ ہر ایک کا یہ مقام نہیں ہے۔ کیا خوب کہا ہے ؎

اسرار محبت را ہر دل نبود قابل　　　دُر نیست بہر دریا زر نیست بہر کانے

اسرار الاولیا مدکہ ملفوظ قطب العالم شیخ فریدالدین کی ہے۔ شیخ بدرالدین اسحاق نے جمع کی ہے۔ اس سے نقل ہے کہ بعد ازاں فرمایا کہ اے درویش امام محمد طاہر غزالی نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے۔ کہ ایک بار حضرت رسالت صلعم کو احوال پیدا ہوا۔ اس حال میں حجرہ سے باہر تشریف لائے بیرون مدینہ ایک باغ تھا۔ اس میں ایک کنواں تھا۔ وہاں تشریف لے گئے اور پائے مبارک کنوئیں میں لٹکا کر بیٹھے۔ اپنے عالم احوال میں متحیر تھے۔ ابوموسیٰ اشعری ہمراہ تھے۔ اُن سے فرمایا۔ اگر کوئی اصحاب سے

آوے مجھ کو خبر کر اور اس کو نہ آنے دو۔ اتنے میں امیر المومنین ابوبکر صدیقؓ اور عمر ابن الخطابؓ آئے۔ ابو موسیٰ اشعری نے ان کی خبر خدمت رسول علیہ السلام میں کی آپ نے کہا کہ آویں۔ وہ آئے حکم ہؤا کہ سیدھی طرف بیٹھو۔ وہ بیٹھے تھوڑی دیر ہوئی کہ امیر المومنین علیؓ اور عثمانؓ آئے۔ ابو موسیٰ اشعری نے خبر کی۔ حکم ہؤا آؤ اور فرمایا کہ الٹی جانب بیٹھو۔ وہ بیٹھے دیر تک یوں ہی بیٹھے رہے۔ رسول علیہ السلام احوال میں ویسے ہی مشغول تھے۔ اس وقت فرمایا کہ اے یارو جیسا احوال میں ہم ایک جگہ ہیں ممات میں بھی ایک جگہ ہونگے۔ اور بروز حشر میں بھی ایک جگہ ہوں گے۔ یار اٹھے اور منہ زمین پر رکھا کہ الحمد للہ۔ بعد ازاں رسول علیہ السلام نے فرمایا کہ اس وقت بہشت میرے آگے رکھا ہے۔ اس کا تماشا کرتے تھے۔ ایک محل دیکھا ایک دانہ مروارید کا اور چار محل اور بنائے ہیں۔ میں نے پوچھا کہ یہ قصر کس کے ہیں۔ کہا ایک آپ کا اور چار تمہارے یاروں کے۔ اس سبب سے خوشی سے میں نہیں سماتا۔ تب میں نے تم سے یہ بات کہی کہ سب وقت ایک جگہ رہینگے۔ بعد ازاں شیخ الاسلام ادام اللہ برکاتہ نے فرمایا کہ اے درویش احوال یوں ہے۔ جس وقت صاحب سر کسی چیز میں فرد ہوتا ہے۔ اس میں مستغرق رہتا ہے۔ اس وقت فرمایا۔ جب اے درویش کوئی مہر اسرار سے معلوم ہو۔ البتہ اس وقت کوئی چیز اسرار دوست کے کشف دکھاتی ہے۔ چنانچہ یہ خبر برادرم شیخ زکریا کو پہنچی ان کو ناپسند ہوئی۔ فوراً دعاگو کو لکھا کہ اے درویش یہ کیا نادانی ہے کہ تو کرتا ہے۔ حالانکہ یہ اہل اسرار کے نزدیک نیک نہیں ہے۔ جواب لکھا کہ اے برادر کام گفتگو سے گذر گیا۔ اور دریا سینہ کا دوست کے اسرار سے مالا مال ہؤا۔ ذرہ جگہ نہ رہی کہ اس میں سماوے پس جو عالم اسرار سے منجلی ہوتا ہے۔ جب دخل نہیں رہتا۔ بضرورت اس کا کشف کیا جاتا ہے اور دائرہ باہر نکالا جاتا ہے۔ پس اے برادرم ہر چند رمز کا نکالنا نہیں چاہتا مگر نہیں رہ سکا۔ کیا کروں۔ جب اس درویش کے نامہ جواب خدمت میں پہنچا۔ سر نیچے کیا کہ پارہ کام کا مقدار سے پہنچایا۔ جوں ہی شیخ الاسلام نے یہ حکایت تمام کی نعرہ مار کر بیہوش ہو گئے دو رات دن مصلّے پر پڑے رہے جب ہوش میں آئے۔ کھڑے ہوئے اور منہ آسمان کی طرف کیا اور یہ شعر

زبان پر لائے ؎

آنانکہ در ہوائے تو شیدا نشستہ اند | از جملہ کس ندید تنہا نشستہ اند
خود را فدائے نام تو اے دوست کردہ اند | گاہے فتادہ گہ بثریا نشستہ اند
در عالم تفکر بر دل نہادہ اند | آں عاشقاں زمہر تو شیدا نشستہ اند

بعدازاں فرمایا کہ اے فقیر ایک آنے والا ایک وقت ملتان سے آیا۔ اور کہا کہ بہاؤ الدین زکریا کی خدمت میں تھا۔ ان کو ایک وقت پیدا ہوا کہ اپنی خانقاہ سے نکل آئے اور کہا آواز دو کہ جو شیخ بہاؤ الدین زکریا کو دیکھے قیامت کے روز اس کا میں ضامن ہوں جو دوزخ میں جاوے۔ اس وقت مسلمان جمع ہوئے اور روبرو آئے اور منہ دیکھا کہ شیخ بہاؤ الدین زکریا قسم کھاتے ہیں کہ قیامت کے روز دوزخ میں نہ جاوینگا۔ مجھ سے سرّ میں کہا ہے کہ اے درویش زکریا جو آج تیرا منہ دنیا میں دیکھے گا۔ کل دوزخ کی آگ اس پر حرام ہے۔ جوں ہی یہ حکایت تمام کی۔ دُعاگو کو ایک وقت پیدا ہوا۔ اور کہا کہ اے درویش اگر برادرم بہاؤالدین زکریا نے یہ بات کہی دُعاگو بھی قسم کھاتا ہے کہ جس نے دُنیا میں مسلمانوں سے میرا ہاتھ پکڑا ہوگا۔ یا جو میرے گھر میں ہو اس کا ہاتھ پکڑا ہوگا یا میرے فرزندوں کے ہاتھ پر مصافحہ کیا ہوگا۔ یا میرے مریدوں کا ہاتھ پکڑا ہوگا یا جو میرے گھر میں ہو اس کا ہاتھ پکڑا ہوگا۔ آتش دوزخ اس پر حرام ہے۔ اس واسطے میرے پیر شیخ قطب الاسلام نے یہ بات کہی تھی۔ کہ فرید تجھ کو حق سُبحانہٗ نے یہ درجہ دیا ہے کہ جس نے تیرا ہاتھ یا تیرے مریدوں کا ہاتھ یا تیرے فرزندوں کا ہاتھ پکڑا ہو۔ دوزخ میں نہ جاوے گا۔ اس کی جگہ بہشت میں ہے اس وقت سے ہر دفعہ ہزار بار میرے سر میں یہ نذر کرتے ہیں کہ شیخ فرید اجودھنی نیک بخت ہوا ہے۔ جب شیخ الاسلام نے یہ حکایت تمام کی۔ عالم تحیر میں پڑے اور سات رات دن سکر میں مشغول رہے کہ حاجت کھانے اور پینے کی نہ ہوئی جب عالم صحو میں آئے اور طاعت میں مشغول ہوئے۔ عجب سعادت اور شوکت حضرت سلطان الاولیا شیخ فرید گنجشکر کی ہے کہ لائق اس مقام ہر ایک نہیں ہے وہ شخص جس نے شوکت سے یہ کہا ؎

اسرار محبت را ہر دل نبود قابل
دُر نیست بہر دریا زر نیست بہر کانے

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ دستخط خاص حضرت قطب العالم سید نا بدر الدین اسحاق سے نقل ہے۔ اور تحصیل مکتوب مولانا پاک پٹن میں جمال حجام میراثی موروثی شیخ محمد صاحب سجادہ حضرت گنجشکر کی ہے۔ میں نے پایا۔ بعد شیخ مشار الیہ سے نقل ہے کہ جمال مذکور کے دادا لکھو خدمت میں حضرت شیخ فرید کے تھے۔ اور آپ کی نظر میں مقبول ہوئے تھے۔ جب اعتقاد پاک لکھو حجام کا آنحضرت نے دیکھا اس لئے مولانا بدر الدین اسحاق سے مکتوب لکھوا کر دیا۔ نقل یہ ہے۔ کہ بعضے از احوال قطب العالم سلطان المشائخ والاولیا سراج العارفین برہان السالکین شمس الطریقت بدر الحقیقت شیخ شیوخ عالم فرید الحق والشرع والدین قدس اللہ سرہ العزیز اس طرح سے ہے۔ جب قطب العالم کو عشق جلالی کام میں کمال ہوا۔ اور دنیا سے گوشہ قبول کیا۔ جنگل میں پڑے ایک روز پیاسے ہو رہے اسی فکر میں تھے کہ دو ہرن غیب سے پیدا ہوئے اور بر سر چاہ آئے اور کھڑے ہوئے بحکم قادر کمال پانی انتہا سے کنارہ تک پہنچا۔ ہرنوں نے پانی پیا۔ بندگی شیخ بھی دوڑے۔ پانی نیچے ہو گیا۔ شیخ نے مناجات کی کہ الٰہی میں آہو سے بھی بدتر ہوں۔ حکم ہوا کہ اے فرید تو نے ڈول رسی ڈھونڈی۔ یہ میری امید پر آگئے۔ اور دوسری فکر نہ کی۔ شیخ کمال محبت میں ہوئے۔ اور فوراً کوزہ توڑ ڈالا۔ اور اسی چاہ میں چلہ معکوس کھینچا کر چالیس دن کو ایک دن شمار کیا۔ اور سر نیچے اور پاؤں اوپر کہ خون اور ریم ناک سے جاری ہوا جب چلہ تمام ہوا۔ شیخ کے نفس نے قوت انسان کی طلب کی۔ شیخ نے کہا کہ ابھی رہزن اور سرکش باقی ہے روح کی تابع نہیں ہوا ہے۔ فی الحال ہاتھ اوپر کیا اور ایک پتھر لیا اور منہ میں ڈالا۔ مزہ شیریں پایا۔ چاہا کہ منہ سے دور کریں۔ اور ایک چلہ اور کریں۔ آواز غیب سے سنی کہ اے فرید تیرا خطاب ہم نے گنج شکر کیا۔ جو کوئی تیرے یہ پانچ نام ایک لاکھ بار چالیس دن میں ورد کریگا۔ جو حاجت ہو ہم روا کریں گے۔ وہ نام یہ ہیں۔ خواجہ فرید۔ مولانا فرید۔ درویش فرید۔ حاجی فرید۔ شیخ فرید اعتقاد سے پڑھے انشاء اللہ مقصود پورا ہو گا۔ الغرض جب

چلہ سے فارغ ہوئے نیت پیر کی ارادت کی خاطر میں گذری شیخ بہاؤ الدین اور شیخ فریدالدین دونوں بہ نیت ارادت طرف شیخ شہاب الدین سہروردی کے روانہ ہوئے پستان شیخ شہاب الدین کے بہت بڑے تھے۔ شیخ فرید کی خاطر میں گذرا پستان مثل پستان عورت کے ہیں۔ شیخ شہاب الدین نے شیخ بہاؤ الدین کو مرید کیا۔ اور شیخ فریدالدین سے فرمایا۔ کہ تمہارا پیر خواجہ قطب الدین دہلی میں ہے۔ جب چند مدت پرنہد کیا۔ بعدہٗ دہلی آئے۔ تو لوٹتے وقت ملتان میں ہو کر آئے۔ جب ملتان میں آئے۔ شیخ بہاؤ الدین سے ملاقات کی۔ شیخ بہاؤ الدین سے پوچھا کہ اے بھائی شیخ فریدالدین ہم اور تم دونوں ایک جگہ زہد میں مشغول تھے۔ کیا سبب کہ ہم کو شیخ شہاب الدین نے ارادت عنایت کی اور تم کو خواجہ قطب الدین کی طرف بشارت دی۔ آؤ اپنے درمیان مرتبہ اور مقامات کی آزمائش کریں۔ شیخ بہاؤ الدین نے طرف شیخ فریدالدین کے اشارہ کیا۔ کہ شیخ نیا کرسی رکھتے تھے بیٹھنے کے واسطے مشہور ہے کہ شیخ شہاب الدین نے بہت سے موتی اس میں جڑ کر نگاہ رکھے تھے درویشوں کے خرچ کے واسطے۔ الغرض نظر شیخ فریدالدین شیخ بہاؤ الدین کی کرسی پر پڑی۔ شیخ فرید نے اشارہ کیا کرسی اڑ گئی اور نظر سے غائب ہو گئی۔ مقامات ایک دوسرے کے معلوم ہوئے۔ الغرض آپس میں مصافحہ کیا شیخ دہلی کی طرف روانہ ہوئے۔ چند مدت میں دہلی پہنچے۔ پوچھا کہ خواجہ قطب الدین کس طرح ہیں۔ لوگوں نے کہا کہ اول روز خواجہ بچوں کے ساتھ کھیلتے ہیں۔ اور یہ نشان ہے کہ تاج زرین مرصع یاقوت اور جواہر زمرد سے سر پر رکھتے ہیں۔ اور وقت نماز ظہر کے مسجد میں بہ نشانی سفید ریش کی بیٹھے ہوں گے۔ علم خدائیتعالےٰ کا بیان کرتے ہیں۔ شیخ فرید نے اول روز دیکھا کہ اسی صفت میں بازی کرتے ہیں بچوں کے ساتھ۔ پائے بوسی میسر نہ ہوئی پھر وقت نماز ظہر کے مسجد میں حاضر ہوئے دیکھا کہ خواجہ قطب الدین موجود ہیں اور بیٹھے ہیں۔ سفید ریش علم خدائیتعالےٰ کا بیان کرتے ہیں۔ شیخ فرید دست بستہ آگے جا کر ادب سے کھڑے ہو گئے۔ نظر خواجہ قطب الدین کی شیخ فرید پر پڑی فرمایا آؤ اے فرید اچھا یہ کوزہ اٹھا میرے آگے لاؤ۔ شیخ جلد گئے اور ہاتھ کوزہ پر ڈالا ہر چند زور کرتے تھے اٹھا نہ سکتے تھے۔ خواجہ قطب الدین نے فرمایا اے فریدالدین

یہ شہاب الدین کی کرسی نہیں ہے کہ تو نے آسمان پر پہنچا دی۔ مجھ کو جب بچوں کے ساتھ کھیلتا تھا دیکھا۔ ولیکن تم نے سوچا کہ ہمارا پیر ابھی بچہ ہے۔ اور جب شہاب الدین کے کے آگے گیا تو شیخ کے پستان کا عیب دل میں گذرا تا ابھی تیرا اعتقاد پیری اور مریدی کے حق میں نہیں پہنچا شیخ فرید بہت شرمندہ ہوئے اور عجز بیان کیا۔ چنانچہ حضرت خواجہ نے فرمایا آؤ ہماری خدمت میں رہو۔ پھر تجھ کو مرید کریں گے۔ جب شیخ فریدالدین اپنے پیر کی خدمت میں رہے۔ ایک بار حضرت خواجہ قطب الدین کو غسل کی حاجت ہوئی حجرہ شریف سے نکلے شیخ فرید سے فرمایا کہ اے فرید پانی گرم کر۔ یہ کہہ کر اندر چلے گئے حضرت شیخ تلاش میں لکڑیوں کے گئے لیکن نہ ملیں۔ چارپائی حضرت شیخ کی پڑی رہتی تھی۔ اس کو توڑا اور سامان جلانے کا کیا۔ بعدہٗ آگ کی تلاش ہوئی نہ ملی۔ آگ کی طلب میں گئے۔ جب راست دیکھا ایک جگہ روشنی دیکھی آگ کے واسطے پہنچے ایک شخص کا گھر تھا۔ آگے گیا دیکھتے ہیں کہ ایک آدمی سوتا ہے اور اس کی عورت چرخہ چلاتی ہے۔ وہ عورت خوبصورت تھی۔ شیخ کی طرف دیکھا۔ شیخ نے کہا اے بہن ہم کو آگ دے۔ یہ بات سن کر اس کا دل جلا کہ لفظ محبت کا مراد کا مانع تھا۔ عورت نے کہا میری آگ بے بہا نہیں ہے۔ شیخ نے کہا کیا چاہتی ہے۔ آپ کی آنکھیں جو سرمگین تھیں۔ اس نے کہا کہ اگر ایک آنکھ دے تو لے۔ شیخ نے آنکھ نکال لی اور اس کو دے دی اور آگ لی اور روانہ ہوئے۔ وہ عورت متحیر ہوئی اور شوہر کو جگایا۔ اور کہا یہ واقعہ ہے۔ وہ مرد آنکھ کو ہاتھ میں لیکر پیچھے سے آیا۔ دیکھا۔ کہ شیخ روضہ میں حضرت کے آئے تھے۔ وہ بھی عقب سے آیا۔ حضرت شیخ نے آگ جلائی۔ اور پانی گرم کیا۔ بعد دیر کے خواجہ باہر آئے فرمایا گرم پانی ہے۔ حضرت شیخ پانی آگے لائے۔ خواجہ نے غسل کیا۔ جب نظر شیخ کی طرف ڈالی خون دیکھا۔ پوچھا اے فرید یہ خون کیسا ہے۔ شیخ نے عرض کی کچھ نہیں ہے۔ بعدہٗ خواجہ اندر چلے گئے۔ وہ آدمی آنکھ لئے پیچھے پہنچا اور التماس کی کہ اے خواجہ یہ اس آدمی کی آنکھ ہے کہ نکال کر آگ کی قیمت دیکر لایا ہے۔ حضرت خواجہ نے شیخ کو طلب فرمایا اور کہا اے فرید آنکھ کیوں نکالی عرض کی یہ آنکھ ایک آنکھ ہے۔ اگر ہزار ہوں۔ حضرت کے کام میں خرچ کردوں۔ بعدہٗ حضرت خواجہ نے فرمایا کہ آنکھ کو اس کی جگہ رکھ دو۔ شیخ نے عدقہ

میں رکھ دی ریاست اور درست ہوگئی۔ لیکن کچھ کم بیٹھی۔ اس وقت بیعت سے
مشرف کیا۔ اور جو نعمت پیر سے پائی تھی۔ فرید کو دی۔ جب خواجہ قطب الدین نے
دیکھا کہ بکمال صدق پہنچا ہے۔ اشارہ فرمایا کہ اے فرید جا۔ تیرا مقام خطہ اجودھن
ہے۔ جب وہاں پہنچے گا۔ تجھے پتھر مارین گے۔ شیخ فرید اجودھن آئے اور
چاہ پر واسطے وضو کے بیٹھے کھکھو حجام پیدا ہوا۔ شیخ کی حجامت کی۔ اسی وقت
سے شیخ فرید کی نظر میں مقبول ہوا۔ جب شیخ خطہ اجودھن میں آئے۔ ساکنان
شہر اول بھولبان۔ اور سرسکولیان اور دیکیاں اور جھکروالیاں اور چند گھر قصاب کے
بھی تھے۔ لیکن ایک جوگی کے معتقد تھے۔ کبھی خالی نہیں ہوتا تھا۔ گھر اُن سے جب
شیخ فرید پیدا ہوئے گھر جوگی کا خالی ہوا۔ فی الحال جوگی نے اپنے آدمی تہر سے شیخ کی
طرف بھیجے۔ شیخ نماز میں مشغول تھے۔ یہ آئے اور بادب تمام بیٹھے۔ طاقت دم
مارنے کی نہ لا سکے۔ جوگی نے اور بھیجا وہ بھی اُسی طریق دم نہ مار سکا۔ اور بھیجے
وہ بھی طاقت نہ لائے۔ جوگی خود آیا اور شیخ سے کہا کہ مجھ کو کچھ دکھلاؤ۔ یا میں دکھلاؤں
شیخ نے کہا دکھلاؤ۔ جوگی نے فوراً اپنی چھڑی اور چوب کو پرواز کیا۔ اور آپ بھی اُڑتا
اس چوب پر جوگی پاؤں پہ پاؤں رکھ کر بیٹھا۔ تمام عالم دیکھنے لگا۔ شیخ نے غیب
سے آواز سُنی۔ کہ اگر کفش چپ کو اشارہ کرو تو جوگی کی جان بچے۔ اور اگر راست کو
اشارہ کرو بے جان ہو۔ شیخ اہل ترس اور مہربان دل تھے کفش چپ کو اشارہ کیا۔ وہ
اڑی اور سر پر جوگی کے پڑی۔ یہاں تک کہ زمین پر گر گیا۔ اور شیخ سے امان چاہی۔
شیخ نے جوگی کو مسلمان کیا۔ اور اس کا نام پیر کمال رکھا۔ چند مدت میں ملازم رہ کر رخصت
ہوا۔ شیخ نے اُسے دریائے قہر کی طرف بھیجا کہ اب تک اُس کے فرزند وہاں ہیں
اور لنگر قطب عالم کا دیتے ہیں۔ یتیم اور غریب اور بیکس کو اور صاحب وقت
ویسے ہی ہیں۔ اعتقاد رکھتے ہیں۔ اور یہ سطریں تحریر پاس رکھتے ہیں۔ کہ کلاہ داری
اور سرتراشی اور کار خیر اور ختنہ کھکھو حجام کو عنایت ہوا ہے۔ دو اور مشعل رکھیں
کہ جو تعدی کرے ہمارے فرزندوں اور مریدوں سے اُس سے رنجیدہ ہوں اُس پر
اُس کی اولاد پر مسلم رکھیں۔ اور کسی رسم سے اُس کو اور اُس کی اولاد کو مزاحمت
نہ کریں۔ کہ ہمارا ساختہ ہے۔ اس باب میں زیادہ تاکید جانیں۔ ۳، تاریخ ماہ

ذی الحجہ سنہ ۶۶۴ ہجری *

تعداد اسامی فرزندان حضرت قطب العالم گنجشکر قدس سرہٗ

نام آپ کے فرزندوں کے شیخ شہاب الدین گنج علم اور شیخ بدرالدین اور شیخ نظام الدین اور شیخ یعقوب اور شیخ عبداللہ اور شیخ نصر اللہ اور حضرت سید السادات منبع البرکات آل طہٰ و یٰسین پر سید المرسلین شیخ بدرالدین اسحاق داماد شیخ فریدالدین گنجشکر کے ہیں *

ذکر ازواج آنحضرت رضی اللہ عنہ

گلشن اولیا سے مرقوم ہے آنحضرت کے تین حرم تھے۔ ایک عصمت پناہ بی بی ہزبرہ دختر سلطان غیاث الدین بلبن۔ دوسری شاہزہ۔ تیسری سکہ۔ کہ وہ کنیز بی بی مذکورہ کی تھیں۔ کہ باپ کے گھر سے لائی تھیں۔ قصہ ان کا اس طریق سے ہے کہ سلطان غیاث الدین بلبن دہلی کا بادشاہ ایک روز حضرت گنجشکر فریدالدین کی پائے بوسی کو پہنچا۔ آپ کی صورت مبارک دیکھی۔ بعد تھوڑی کے دل میں سوچا کہ میں ان کی نظر مبارک سے بخشا گیا۔ لیکن میری عورات باہر نہیں نکلتی ہیں۔ اگر قطب العالم قدم رنجہ فرماویں تو وہ بھی بخشی جاویں۔ چونکہ اعتقاد اس کا بوجہ احسن تھا۔ اس کی عرض حضرت نے قبول فرمائی۔ اور اس کے مکان پر نزول اجلاس فرمایا۔ سلطان سب عورات کو یکایک رو برو لایا۔ سلطان کی لڑکی بھی دور کھڑی دیکھتی تھی۔ آنحضرت علیہ الرحمۃ نے اس کی طرف دیکھا۔ سلطان سے پوچھا کہ یہ کون لڑکی ہے۔ اس نے عرض کی کہ بندہ کی لڑکی ہے حضرت خاموش ہو گئے۔ سلطان کے گھر سے نکلکر مسکن پر تشریف لائے۔ سلطان عاقل اور دانا تھا یہ بات سمجھ کر وزیر کو بلایا۔ کہ حضرت قطب العالم نے وقت دیکھنے عورات کے کچھ نہ فرمایا۔ لڑکی کو دیکھ کر پوچھا کہ یہ کون ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس سے کچھ میل رکھتے ہیں تو جا کر عرض کر۔ کہ غیاث الدین عرض کرتا ہے کہ اگر حضرت کی خاطر شریف میں آوے تو لڑکی وضو کے واسطے قبول فرماویں۔ جب وزیر حضور میں قطب عالم کے گیا۔ اور

یہ بات عرض کی فرمایا ہاں مجھ کو خداوند تعالیٰ کا فرمان ہوا ہے کہ نکاح کر میں اسی فکر میں تھا۔ کہ کہاں حکم ہوتا ہے۔ جب بادشاہ نے مستورات کو میری نظر سے گذرانا میں نے لوح محفوظ پہ نظر کی دیکھا کہ اس لڑکی کو میرے نام پر لکھا ہے۔ اس سبب سے میں نے پوچھا تھا۔ وزیر نے جا کر یہ واقعہ عرض کیا۔ بادشاہ کارِ خیر کی تدبیر کی۔ الغرض جب قطب عالم کو درگاہ باری سے حکم ہوا کہ عقد کر۔ تو آپ نے عرض کی کہ اے خداوند میرے دل کو اپنی محبت سے قاصر کرتا تھا۔ اور دوسری طرف ایک فرمان آیا کہ میرے حبیب کی دوستی کے سبب سے کارِ خیر کر۔ پھر قطب عالم نے عرض کی۔ الٰہی مجھ کو معافی دے۔ فرمان ہوا۔ کہ اس میں مصلحت ہے کہ تجھ سے جو اولاد ہوگی اُن کی برکت سے زمین قرار پکڑے گی۔ لاچار ہو کر قبول کیا القصہ جب وہ چاند سورج کے نزدیک ہوا یعنی نکاح ہوا۔ اور زہرہ قطب سے ملی۔ حضرت شیخ نے واسطے جلوس کے اقدام کیا۔ جب قریب اس کے پہنچے کہ بستر شاہانہ پر قعود فرما دیں۔ حضرت نے اس معاش دنیاوی پہ قدم نہ رکھا۔ قریب اس کی چارپائی کے مصلّا ڈالا۔ بی بی مسند شاہانہ سے اُتریں اور سلام کیا۔ تمام رات قطب العالم وہیں بیٹھے رہے صبح کو چلے گئے۔ تین روز یہی معاملہ رہا۔ بعد تین روز کے بی بی نے حضرت قطب العالم سے پوچھا کہ یہ کیا سبب ہے کہ میرے بستر سے آپ پرہیز فرماتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ دنیاوی لباس سے مجھ کو کیا کام۔ عرض کی جو رضا ہو وہی کیا جاوے حضرت نے فرمایا کہ درویشانہ کپڑے میں لاؤں۔ اُن کو پہنو۔ اور لباس دُنیاوی دور کرو۔ اور فقر کو آباد کرو۔ بی بی نے کہا بہت اچھا اس وقت قطب العالم وہاں سے اُٹھے اور یاروں کے مجمع میں پہنچے۔ فرمایا کہ اے یارو تم میں سے کوئی ہے کہ ایک جامہ ٹاٹ کا پیدا کرے میرے مردم خانہ کے واسطے۔ اس سے پہلے کسی کو یاروں سے خبر نہ تھی۔ شیخ محمود موزہ دوز نے عرض کی کہ میں لاتا ہوں۔ وہ جا کر لائے فرمایا کہ ازار کو کبود کر لو۔ ویسا ہی کیا۔ حضرت نے اس جفت کو وہ جوڑا پہنایا۔ مال و منال زر و زیور اور لباس شاہی سب فقرا کو دے دیا۔ سلطان نے اسی قدر اور بھیجا۔ پھر اُن بی بی نے فقرا کو دے دیا۔ تین سو لونڈیاں کہ سلطان نے بی بی کو

دی تھیں۔ ان کو حضرت قطب العالم کی نظر سے اعادہ کیا۔ کہ اگر کوئی قابل خدمت
کے ہو۔ رکھ لیں۔ اس وقت قطب العالم نے ان دو کنیزک کو ارشاد فرمایا کہ
ان کو رکھو اور سب کو واپس کر دو۔ ان میں سے ایک کا نام شادرو تھا اور دوسری کا
نام سکرہ الغرض جب سلطان ہر بار متاع دنیاوی اپنی لڑکی کے واسطے اور آپ
کی خدمت کے واسطے کچھ بھیجتا تھا۔ آپ کو پسند نہیں آتا تھا۔ اور بی بی بھی
بیزار تھیں۔ خدمت میں قطب عالم کے عرض کی کہ جب تک ہم اس شہر میں رہیں گے
سلطان ہمیشہ ہم کو پریشانی دے گا۔ بہتر ہے کہ اس شہر کو چھوڑیں۔ اور دوسرے
شہر کو چلیں۔ حضرت قطب عالم کو یہ بات بہت پسند آئی۔ اور دہلی سے اجودھن
تشریف لائے۔ اور اپنی جگہ نجیب الدین متوکل کو چھوڑا۔ یہ سبب دہلی کے چھوڑنے
کا تھا۔ اور دوسری روایت یوں ہے کہ آنحضرت کی دو بی بیاں تھیں ایک یہ بی بی
ہریزہ دختر سلطان غیاث الدین بلبن کہ ان کا قصہ لکھا گیا ہے۔ دوسری شیخ
نصر اللہ کی ماں بی بی ام کلثوم جب یہ بیوہ ہوئیں۔ اس کے بعد قطب العالم اپنے
نکاح میں لائے اور شیخ نصر اللہ اپنی ماں کے ہمراہ آنحضرت کے ربیبہ تھے روایت
صحیح یہی ہے۔ جان آنحضرت کے آٹھ فرزند تھے۔ پانچ لڑکے اور تین لڑکیاں
کہ یہ بی بی ہربزہ دختر غیاث الدین بلبن سے پیدا ہوئے تھے۔ تفصیل یہ ہے۔
اول شیخ شہاب الدین گنج العلم دوسرے شیخ بدرالدین سلیمان صاحب سجادہ۔
تیسرے نظام الدین شہید۔ چوتھے شیخ یعقوب۔ پانچویں شیخ عبداللہ کہ یہ بچپن
میں فوت ہوئے۔ اور لڑکیاں اول حضرت بی بی فاطمہ دوسری بی بی مستورہ تیسری
بی بی شریفہ اور شیخ نصر اللہ حضرت قطب العالم کے متبنے تھے۔ آنحضرت شیخ
نصر اللہ کو بہت عزیز رکھتے تھے۔ اور ضعیف روایت یہ ہے کہ دختر سلطان
غیاث الدین سے چھ فرزند تھے۔ اول لڑکے شیخ شہاب الدین قدس سرہ۔ دوسرے
شیخ نظام الدین۔ تیسرے شیخ بدرالدین اور تین لڑکیاں کہ ان کے نام اوپر لکھے گئے
ہیں۔ اور شادرو سے شیخ نصر اللہ اور سکر سے شیخ یعقوب اور شیخ عبداللہ تھے
یہ روایت ضعیف ہے اور اول بہت صحیح ہے کہ آٹھوں فرزند دختر غیاث الدین
سے متولد ہوئے اور شیخ نصر اللہ متبنے تھے +

ذکر اولاد اور احوال بعض کا اُن فرزندوں سے کہ زیادہ تفصیل سے مذکور ہوگا

فقیر نے اپنے والد بزرگوار پیر دستگیر شیخ مودود محمد چشتی سے بے واسطہ سُنا ہے کہ حضرت گنج شکر قدس سرہٗ جب زیارت حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً سے مشرف ہوئے۔ بعد زیارت حج اور آستانہ بوسی جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بجانب حجرہ کہ اب تک مکہ میں گنج شکر کے نام سے مشہور ہے۔ اور ہمیشہ مقفل رہتا ہے۔ اور اس حجرہ کے باب میں حضرت نے فرمایا تھا کہ کسی وقت ہمارا صاحب سجادہ اس کو کھولیگا۔ متوجہ ہوئے۔ اُس وقت تک اُس کو کسی نے نہ کھولا تھا۔ کہ جس وقت آپ پہنچے قوت باطن سے اس کو کھولا۔ اور گرد طواف فرمایا۔ اور دو رکعت نماز ادا کی۔ بعد ازاں اُن کی خاطر میں گذرا کہ اس شہر کے کوہستان میں سیر کروں۔ تا کہ عجائب قدرت الٰہی دیکھوں۔ جب سیر کے واسطے آئے تو اثنائے سیر میں بعض دیہات بھی پڑے۔ کہ وہاں خوب عمارتیں بنائی تھیں اور عجیب شہر آباد کیا تھا۔ وہاں نزول فرمایا۔ اور ان آدمیوں سے پوچھا کہ تم کس قوم کے ہو۔ انہوں نے عرض کیا کہ فرزندانِ گنج شکر سے ہیں۔ پھر پوچھا کہ کس لڑکے کی نسل سے جواب دیا کہ جن کو تم کہتے ہو ان میں سے کسی کی نسل سے ہم نہیں۔ ہمارا قصہ عجیب و غریب ہے۔ وہ یہ ہے کہ ایک بار سیر میں حضرت کا گذر یہاں ہوا۔ ہم نے آپ کے آنے کو غنیمت جان کر ضیافت کی۔ ہمارے قبیلہ کی لڑکی جمیلہ دہر تھی۔ آنحضرت کے طعام کرتے وقت اس کی نظر آپ پر پڑی۔ اس لڑکی نے یہ آرزو کی کہ بہت اچھا ہو تا کہ اگر اس مسافر کی زوجیت سے میری خوبصورت لڑکی پیدا ہوتی۔ کشور حسن کی بادشاہ ہوتی۔ بمجرد اِس خطرہ کے وہ جمیلہ حاملہ ہوئی۔ جب چند روز گذرے۔ آنحضرت کو سفر کا اتفاق ہوا۔ جب حمل کے چار پانچ ماہ گذرے قوم میں ہیٹہ کر اٹھی۔ سب حیران ہو کر ننہید یہ تمام اس جملہ کو معرض عتاب

میں لائے کہ یہ بات خراب تھی کہ تجھ سے ظاہر ہوئی۔ ہمارے ناموس کو تو نے برباد کر دیا۔ اس نے قسم کھائی کہ مَیں نے کوئی کام نامرضی خدا اور رسول صلعم کے نہیں کیا۔ آدمیوں نے کہا کہ یہ حرکت اس مسافر کی ہے۔ بعد چھ ماہ کے حضرت گنجشکر کا پھر اتفاق اس شہر میں ہوا۔ اس قبیلہ کے آدمیوں نے بہت عتاب کیا کہ اس قسم کا فعل ہمارے قبیلہ میں سرزد ہوا۔ سوائے تیرے کوئی نہیں ہے۔ حضرت ہرچند دفع کرتے تھے۔ لیکن کوئی نہیں مانتا تھا۔ بآخر فرمایا دختر سے پوچھو کہ کبھی اس کے دل میں خطرہ گذرا تھا۔ قوم نے پوچھا اس جمیلہ نے سب کا حال بیان کیا۔ قوم نے نہ مانا اور کہا کہ کرامت پھر دکھلاؤ تو قبول کریں۔ آپ نے بہت انکار کیا۔ ناچار تسکین کرنی پڑی۔ فرمایا کیا چاہتے ہو کہ ہم جنگل جاویں اور شکر برسنا چاہیں اگر برس جاوے تو قصہ حمل کا سچا ہے ورنہ جھوٹا ہے۔ القصہ جب جنگل میں آئے۔ آنحضرت نے فرمایا کہ کیا عجب ہے اُس آفریدگار سے جس نے بے واسطہ شوہر باکرہ کو حاملہ کر دیا۔ اگر وہ آسمان سے شکر بھی برسا دے۔ بمجرد کہنے آنحضرت کے شکر برسی اور گنج گنج ہوئے اس روز سے لقب آنحضرت کا گنجشکر ہوا۔ اور ہم آنحضرت کی اس نظر کی اولاد ہیں۔ پھر کہا کہ حضرت پاک پٹن میں آنحضرت کی صلبی اولاد سے اب صاحب سجادہ شیخ تاج الدین محمود ہیں۔ حضرت شیخ تاج الدین کے خادموں نے فرمایا کہ وہ صاحب سجادہ فقیر ہے۔ وہ آدمی اس معنی کو غنیمت جان کر تین ماہ تلک مہمانداری کے شرف سے مشرف ہوئے اور بعض ان سے مرید ہوئے اور بعض نے خلافت حاصل کی ❖

ذکر شمار خلفاء کا

سیر الاولیا سے نقل ہے کہ آنحضرت کے دس ہزار خلیفہ زمین پر تھے۔ اور اٹھارہ ہزار دریا میں اور پانچسو چالیس۔ اور دو سو ہوا میں۔ اور چار سو چوتھے آسمان پر۔ اور سات ہزار پہاڑ میں ہیں۔ اور ساتویں آسمان پہ چودہ ہزار خلیفہ ہیں۔ اور غیب اللہ میں سات سو خلیفہ ہیں۔ اور ہزار جو زمین پہ ہیں۔ ان میں سے بائیس بہت بزرگ اور معروف مشہور ہیں۔ کہ جن کی بزرگی کی شرح شمار نہیں ہو سکتی۔

ان کے نام یہ ہیں۔ اول بندگی حضرت شہاب الدین بن گنجشکر۔ دوسرے بندگی حضرت شیخ یعقوب بن گنجشکر۔ تیسرے بندگی حضرت شیخ بدرالدین بن گنج شکر۔ چوتھے بندگی حضرت شیخ نظام الدین بن گنجشکر۔ پانچویں بندگی حضرت شیخ نصیر اللہ بن متبنیٰ آنحضرت۔ چھٹے شیخ جمال الدین ہانسی۔ ساتویں سلطان المشائخ شیخ نظام الدین اولیا محبوب الٰہی بدیوانی۔ آٹھویں شیخ بدرالدین اسحٰق داماد حضرت گنج شکر کے۔ ناویں شیخ نجیب الدین متوکل برادر حضرت کے۔ دسویں شیخ محمد سراج۔ گیارہویں علی شکر ریزہ۔ بارھویں دھنی قدس سرہٗ۔ تیرہویں شیخ علی شکر بار۔ چودھویں شیخ ذکریا پندرھویں شیخ زین دین دمشقی۔ سولھویں شیخ بابا دھارہ۔ سترہویں جمال کابلی۔ اٹھارہویں شیخ جلال الدین۔ انیسویں شیخ صدر دیوانہ۔ بیسویں شیخ المشائخ قدوۃ السالکین سید العاشقین علی احمد صابر خواہر زادہ حضرت گنجشکر کے اکیس شیخ رکن الدین قدست اسرارہم اجمعین۔ انزل علینا من برکاتہم +

سیر الاولیا سے منقول ہے کہ جملہ اکیس خلیفہ مذکور میں دس خلیفہ ایسے ہیں کہ ان میں اور آنحضرت میں کچھ فرق نہیں کرتے ہیں۔ ان کے نام یہ ہیں۔ اول شیخ جمال ہانسوی۔ دوسرے سلطان الاولیا نظام الدین محبوب الٰہی بدیوانی۔ تیسرے شیخ محمد سراج۔ چوتھے شیخ علی شکر ریزہ۔ پانچویں شیخ دھنوا۔ چھٹے علی شکر باراں۔ ساتویں شیخ ذکریا سندی۔ آٹھویں شیخ زین الدین دمشقی۔ نویں بابا دھارو۔ دسویں شیخ جمال کابلی قدست اسرارہم +

ذکر مناقب شیخ المشائخ برہان العاشقین مخدوم شیخ جمال الدین ہانسویؒ

سلطان المشائخ حضرت نظام الدین سے نقل ہے سیر الاولیا میں ہے کہ مجھ کو اور جمال الدین ہانسوی اور خواجہ شمس الدین دبیر اور ایک جماعت یاروں کو یک جگہ اتفاق مراجعت کا ہوا۔ حضرت قطب العالم سے شیخ جمال الدین نے وقت رخصت وصیت چاہی اور اہل ارادت کا یہ ادب ہے کہ جب سفر کے ارادے

سے اپنے شیخ سے رخصت ہوتے ہیں وصیت چاہتے ہیں۔ اگر شیخ نے قبل سوال کے وصیت کی فہو المراد۔ ورنہ درخواست کرتے ہیں۔ شیخ شیوخ العالم نور اللہ مرقدہ نے فرمایا یہی وصیت ہے کہ فلاں کو اور اشارہ میری طرف کیا اس مصاحبت میں خوش رکھنا مقصود توئی دگر بہانہ است ۔

شیخ جمال الدین حسب وصیت مہربانی فرماتے تھے۔ اور خواجہ شمس الدین دبیر کہ معدن لطافت اور کان ظرافت تھے۔ یہاں تک کہ ایک گروہ کے پاس پہنچے۔ شیخ جمال الدین کے دوستداروں سے عزیزان میراں نام حاکم اس موضع کا تھا۔ اس نے یاروں کے آنے کو سعادت جانا۔ استقبال کیا۔ شیخ جمال الدین اور سب یار اپنی منزل میں اترے۔ اور کھانے عمدہ آگے لائے۔ شیخ جمال الدین نے فرمایا کہ بہت نادر میزبانی کی۔ اب ہم کو جانے کی اجازت دیجئے۔ اس نے کہا کہ اس وقت اجازت دینگے کہ بارش ہو ان ایام میں بارش کا امساک ہو گیا خلق قحط کی بلا میں مبتلا تھی۔ شیخ جمال الدین نے دیکھا اور کچھ نہ کہا۔ باطن کے معاملہ میں متوجہ تھے۔ شیخ کے دل میں ابھی خیال نہ ہوا تھا۔ کہ خوب بارش ہوئی اور تمام حوالی سیراب ہو گئے۔ صبح کو ہر ایک خوش خوش آگے آیا۔ اور یاروں اور شیخ جمال الدین کے واسطے گھوڑے بارگیر لائے۔ چنانچہ وہاں سے ہانسی تک سوار آئے۔ میرا گھوڑا بدلگام اور سرکش تھا۔ یار آگے گئے اور میں تنہا رہ گیا۔ بہت مشقت اٹھائی اور بے طاقت ہو گیا۔ گھوڑے سے اترا صفرا غالب ہو گیا بیہوش ہوا۔ اس حال میں نے شیخ الشیوخ فریدالدین کی یاد کی اور نام زبان پر لانے لگا۔ جب ہوش میں آیا۔ مجھ پر شوق طاری ہوا۔ اور بہت راحت ملی۔ انشاء اللہ تعالےٰ آخر دم بھی ان کی یاد میں جاوے گا ؎

خوش آں رفیق کہ بر یادت رود جاں

سلطان المشائخ فرماتے تھے کہ میں اجودھن جاتا تھا۔ ہانسی میں پہنچا۔ شیخ جمال الدین نے مجھ سے کہا کہ میری طرف سے خدمت میں شیخ شیوخ عالم کے عرض داشت کرنا کہ خرچ میں تکلیف ہے۔ دعا میرے کام میں فرمایئے۔ جب میں خدمت میں پہنچا۔ آپ کا پیغام کہا۔ فرمایا اس سے کہو۔ کہ جب ولایت کسی کو دی جاتی ہے۔

اس کو اس ولایت کی استحالات واجب ہے۔ شیخ نصیر الدین محمود سے سوال کیا۔ کہ استحالت ملوک دُنیا کی معلوم ہے۔ استحالت ملوک آخرت کی توجہ قلب الی اللہ ہے ہر وجہ سے مشغول اور کرامت شیخ جمال الدین کی مشہور ہے۔ فرمایا ہاں ایسا ہی ہے۔ لیکن مقصود انبیاء کا بھی ہے نہ اولیاء کا ورنہ یہی مقام اس بزرگ کا اور جواب شیخ شیوخ عالم کا دلیل ہے۔

منقول ہے کہ شیخ جمال الدین ہانسوی کی کنیزک تھی۔ نہایت صالحہ۔ شیخ جمال الدین کی عرضداشتیں خدمت میں شیخ شیوخ عالم کے لاتی اور شیخ شیوخ عالم اس کو ایمان والوں کی ماں کہتے ہیں۔ ایک روز شیخ شیوخ نے فرمایا کہ مادر مومناں ہمارا جمال کیا کرتا ہے۔ عرض کی کہ خواجہ نے جس روز سے کہ بندگی شیخ شیوخ نے پیوند کیا ہے۔ کانوں اور اسباب اور شغل خطابت کو چھوڑ دیا بہت تکلیفیں اور بلا کھینچتا ہے۔ شیخ الشیوخ اس کے سننے سے خوش ہوئے۔ فرمایا الحمد للہ خوش رہتا ہے سلطان المشائخ نے فرمایا۔ کہ ایک بار سردی کی ہوا میں میں خدمت میں شیخ جمال ہانسوی کے بیٹھا تھا۔ اس درمیان میں شیخ جمال الدین نے یہ نظم پڑھی ؎

بار وغن گاؤ اندریں روز خنک — نیکو باشد ہریسہ و نان تنک

میں نے کہا کہ ذکر الغائب اور پوشیدہ ہنسا۔ فرمایا اجل تمہارے واسطے میں نے موجود کی ہے تو کہتا ہوں۔ بعدہ جو کچھ فرمایا مجلس میں حاضر لائے۔ شیخ جمال الدین ہانسوی کئے شیخ ابو بکر طوسی حیدری کے ساتھ پانی کے کنارے سے جو متصل اغریب کے ہے ایک خانقاہ نہایت عمدہ وہاں بنی ہے آرام کیا۔ وہ ایک درویش عزیز تھا۔ اس کا معاملہ حیدریوں کے ساتھ بہت سا نہ تھا۔ اور علیحدہ تھا۔ الغرض درمیان شیخ جمال الدین اور ابو بکر طوسی کے محبت تھی۔ اس واسطے کہ مولانا حسام الدین اندپی شیخ اقضات و خطباء کے تھی۔ اور یہ مولانا حسام الدین شیخ جمال اللدین کی خدمت میں ارادت رکھتے تھے۔ ان ایام میں کہ شیخ جمال الدین شیخ الاسلام قطب الدین کی زیارت کو شہر میں آتے۔ شیخ ابو بکر طوسی سے ملاقات کرتے تھے۔ اور مولانا حسام الدین شیخ جمال الدین کے آنے کو غنیمت جانتے تھے۔ اور ضیافت کرتے تھے۔ الغرض شیخ جمال الدین ہانسی سے آتے تھے

مولانا حسام الدین نے استقبال کیا۔ شیخ ابوبکر طوسی نے مولانا حسام الدین سے کہا کہ شیخ جمال الدین سے کہہ میں حج کو جاتا ہوں۔ الغرض جب مولانا حسام الدین آب دہندہ کے وضو کرنے کو پہنچے۔ اُس کنارہ پر شیخ جمال الدین پہنچے تھے۔ اور اِس کنارے مولانا حسام الدین اور آب دہندہ درمیان تھی۔ شیخ جمال الدین نے مولٰنا حسام الدین سے بآواز بلند پوچھا کہ وہ یار شنید ہمارا کیسا ہے۔ یعنی ابوبکر طوسی مولانا حسام الدین نے کہا بآواز بلند حج کو جاتا ہے۔ شیخ جمال نے پھر مولانا حسام الدین سے کہا کہ تم اس کے پاس جاؤ اور یہ بیت کہو پیچھے سے میں بھی آتا ہوں ؎

اے یار ترا سرم نثار اولتسہ — یکسر چہ بود بلک ہزار اولتسہ
در غار وطن ساند چو بوبکر زانکہ — بوبکر محمد سی بغار اولتسہ

شیخ قطب الدین منور نواسہ جمال الدین ہانسوی سے منقول ہے کہ فرماتے تھے۔ کہ جس روز سے یہ حدیث پاک القبر روضۃ من ریاض الجنۃ او حفرۃ من حفر النیران شیخ جمال الدین نے سُنی ہے یعنی "قبر ایک باغ ہے جنت کے باغوں سے یا ایک گڑھا ہے دوزخ کے گڑھوں سے"۔ نہایت رنجیدہ ہوتے تھے۔ اور اس کے ڈر سے بہت بے قرار رہتے تھے۔ جب رحمت الٰہی کے جوار میں ملے یا۔ اور عزیز بھی بسبب اس معنی کے خلق سے بے قرار رہتے تھے۔ ان کا حال قبر میں کیسا ہوگا۔ الغرض بعد چند روز کے چاہا کہ ان کی قبر پر گنبد بنادیں۔ کھودا جب لحد کے نزدیک پہنچے دیکھا بہشتی غرفہ روئے مبارک سے قبلہ کی طرف ظاہر ہوا۔ کہ اس سے بہشت کی خوشبو آتی تھی۔ اُسی وقت وہاں سے دور ہوگئے اور جگہ کو ہموار کیا۔ سلطان المشائخ نے فرمایا مولانا جمال الدین ہانسوی کو بعد انتقال کے خواب میں دیکھا۔ فرمایا کہ جب مجھے گور میں رکھا۔ عذاب کا فرشتہ آیا اور اُس کے پیچھے دوسرا فرشتہ آیا۔ فرمایا کہ خدا تعالٰی کا حکم پہنچا کہ وہ ہم کو دو رکعت صلوٰۃ البروج کہ نماز شام کی سنت کے متصل پڑھتا تھا۔ اور آیۃ الکرسی متصل فرض کے پڑھتا تھا اس کے سبب سے ہم نے بخشدیا +

سیر الاولیاء سے منقول ہے کہ جب مخدوم شیخ جمال الدین نے انتقال کیا

مادرِ مومناں کہ ان کی خادمہ تھی۔ مصلا اور عصا شیخ جمال الدین کا جو شیخ سے پایا تھا۔ برہان الدین صوفی شیخ جمال الدین کے لڑکے جو شیخ قطب الدین منور کے باپ تھے۔ عالم صغر میں تھے۔ شیخ شیوخ عالم کی خدمت میں اُس مصلا اور عصا کی مرحمت سے اور نعمت کے سبب سے کہ شیخ جمال الدین کے رواں کی تھی۔ مولانا برہان الدین صوفی کو بخشی اور فرمایا جیسا کہ جمال الدین ہمارے محبوں سے تھا۔ تو بھی ہمارا محب ہے اور یہ فرمایا کہ چندگاہ مولانا نظام الدین کی خدمت میں رہ اس محل میں مادر مومناں نے شیخ شیوخ عالم کی خدمت میں عرض کی۔ کہ ہزاں ہندوی کہ خواجہ بالا یعنی چھوٹا ہے اس بار گراں کی طاقت نہیں رکھتا ہے۔ شیخ شیوخ عالم نے فرمایا کہ اے مادرِ مومناں پونیوں کا چاند بھی بال ہوتا ہے چودھویں رات کا چاند اوّل چھوٹا ہوتا ہے۔ درجہ بدرجہ پہنچتا ہے۔ الغرض مولنا برہان الدین مرتبہ کمال کو پہنچے۔ اور شیخ شیوخ کی برکت سے مشائخ کبار کے اوصاف ان میں جمع ہوئے۔ ایک مرید نہ کرتے اور صاف اعتقاد سے خدمت میں سلطان المشائخ کے ہانسی سے آتے تھے۔ سلطان المشائخ نے فرمایا کہ ان کے لیئے جماعت خانہ میں کھٹ بناؤ ہاجری کے اوصاف کا خاصہ ان میں تھا۔ بسبب ترک ادب کے جماعت خانہ میں کھٹ پر نہیں لیٹتے تھے اور جب سلطان المشائخ کی خدمت میں جاتے تھے۔ اوّل پاکیزہ جامہ اپنا عود اور عطر یات سے معطر کر لیتے تھے۔ اگرچہ ایک دن میں چند بار طلب ہوتے۔ اسکی حکمت اُس بزرگ سے پوچھی۔ فرمایا۔ جب کسی بزرگ کی خدمت میں جاویں۔ اچھے کپڑے پہن کر جاویں۔ اور اس بزرگ کا جمال باکمال تھا۔ ظاہر آراستہ اور باطن معمور رکھتے تھے۔ سلطان المشائخ فرماتے تھے کہ مولانا برہان الدین کے بھائی کا بڑا لڑکا شیخ جمال الدین ہانسوی کا دیوانہ ہو گیا تھا۔ لیکن جو میں نے اس سے سُنا ہے وہ ہزار ہوشیار سے نہیں سُنا ہے کہتا تھا العلم حجاب اکبر۔ میں نے جانا کہ یہ معنوی دیوانہ ہے۔ یہ حدیث میں نے اس سے پوچھی۔ جواب دیا کہ علم حق کا غیر ہے اور جو حق غیر کا ہے وہ حجاب ہے +

ذکر مناقب سلطان الاولیا محبوب الٰہی نظام الملۃ والدین احمد محمدؒ بدایونی قدس العزیز

گلشن اولیا سے نقل ہے کہ حضرت سلطان المشائخ علوم دینی کے درس میں مقید تھے۔ چنانچہ بدایوں میں علم کی تحصیل کرتے تھے۔ ایک روز کتاب ہاتھ میں لئے اُستاد کی طرف جاتے تھے۔ اثناءِ راہ میں ایک عورت نہایت صاحب جمال کھڑی دیکھی۔ وہیں عاشق ہو کر کھڑے رہ گئے۔ نہ طاقت گفتار۔ نہ قدرت رفتار۔ کتاب ہاتھ سے گر پڑی۔ القصہ چند یار ہمراہ تھے متعجب ہوئے۔ ہر چند کوشش کی۔ بات نہ کی لیکن ہزار حیلہ سے گھر پہنچایا۔ خویش و عزیز جمع ہو کر نصیحت کرتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ تم نے اس قدر علم پڑھا ہے اور علماء زمانہ سے ہوئے ہو تمام لوگ تم سے امیدواری فضل اور فیض اور نصیحت کی رکھتے ہیں کچھ کرو کہ تم سے نفع لیں۔ اور کہا کہ دہلی میں بادشاہ چاہتا ہے کہ قاضی نصب کرے وہاں جاؤ۔ اور قاضی بنو۔ آخر بکراہ تمام کہنے سے دہلی آئے اور سلطان سے ملاقات کی۔ سلطان نے علماء کو جمع کیا اور بحث کرائی اور حضرت سلطان سب پر غالب آئے۔ بادشاہ بہت خوش ہوا۔ اور انعام فرمایا۔ مجلس سے اُٹھا۔ آپ کے والد جب آپ شکم مادر میں تھے وفات پا چکے تھے۔ ان کی وفات کی حقیقت یہ تھی۔ کہ دو روز متواتر ان کی والدہ نے خواب میں دیکھا کہ لڑکے اور شوہر کے ساتھ کہ دونوں ہوں ایک جگہ نہیں رہ سکتی ہو۔ ایک لے لو۔ تیسری بار خواب دیکھ کر لڑکا قبول کیا۔ شوہر نے انتقال فرمایا۔ القصہ ایک روز شیخ حضرت خواجہ قطب الدین کے آستانہ بوسی کو پہنچے اور زیارت سے مشرف ہوئے۔ وہاں ایک مجذوب رہتا تھا۔ جب شیخ نظام الدین وہاں پہنچے کچھ دیر کھڑے ہوئے۔ کہ میرے باب میں عہدہ قضا کی بابت کچھ زبان سے نکلے۔ اس مجذوب نے فوراً کہا کہ نظام الدین تو قاضی بننا چاہتا ہے۔ میں تجھ کو دین کا بادشاہ دیکھتا ہوں۔ اس بات سے بہت متفکر ہوئے گھر آئے اور یاروں اور عزیزوں سے کہا کہ ہم فقیر ہونگے

سب نے ملامت شروع کی اور طرح طرح کی نصیحت کی۔ حضرت نے چند ٹکہ یاروں۔ کو دیئے کہ جاؤ اور سیر کرو۔ سب تماشے کو گئے۔ شیخ نے کتابوں کو جمع کر کے پانی میں ڈبو دیا۔ اور آپ کو دوسرے حال میں نہ پایا۔ یار آئے کیا دیکھتے ہیں کہ دوسرا سامان ہے۔ سمجھا کہ یہ ہماری قید سے نکلے۔ بعدہٗ شیخ نے ان سے کہا کہ مجھ کو مرید کرا دو۔ اس وقت دہلی میں اولیائے عظام سے شیخ نجیب الدین متوکل تھے۔ حضرت قطب العالم شیخ فرید گنج شکر کے بھائی۔ سب نے کہا ان کا مرید کرا دیں۔ شیخ نجیب الدین کے پاس لے گئے۔ اُنھوں نے فرمایا کہ حضرت قطب العالم زندہ ہیں۔ میں یہ گستاخی نہیں کر سکتا۔ اور یہ سوچی کہ اگر ان سے کہوں گا کہ حضرت قطب العالم کے پاس لے جاؤ۔ تو یہ کہینگے کہ اپنی طرف مائل کرتا ہے۔ اس وقت یہ فرمایا کہ اس زمانہ میں دو مشائخ بے مثل ہیں۔ ایک غوث الاعظم بہاؤ الدین زکریا دوسرے قطب العالم فرید الدین گنج شکر ایک کے پاس لیجا کر مرید کرا دو۔ بعدہٗ شیخ نظام الدین طرف قبلہ حاجات روانہ ہوئے۔ جب ہانسی پہنچے تو آگے راہ میں امن نہ تھا۔ وہاں ٹھیرے جب آدمی وہاں جمع ہوئے تو وہاں سے چل دیئے۔ ان کے ہمراہ ایک آدمی راہ کا پیر اس قافلہ میں جاتا تھا۔ جہاں یہ آدمی بیٹھتا تھا۔ اور بھی بیٹھتے تھے اور جب یہ چلتا تھا۔ اور بھی چلتے تھے۔ شیخ نظام الدین نے اس کی ہمراہی قبول کی۔ اور اُس کے تابع ہوئے اور راہ چلتے تھے وہ آدمی ایک جگہ کھڑا ہوا۔ اور زبان کھولی کہ حضرت پیر دستگیر میرے شفیع ہو۔ اور جلد شیخ نظام الدین نے پوچھا کہ کس سے کہتے ہو۔ اُس نے کہا کہ قطب عالم شیخ فرید گنجشکر کو یاد کرتا ہوں اور ان سے چاہتا ہوں۔ اس وقت سے ان کے دل کی خواہش اور زیادہ ہوئی۔ جب مقام سرسے میں پہنچے۔ شیخ کے دل میں ٹھیرا کہ تیز قدم ہو کر اجودھن پہنچوں۔ یا درمیان ہتھیر کے ہو کر ملتان پہنچوں۔ چند قدم سرسے چلتے تھے۔ اور لوٹتے تھے۔ ایک طرف کو دل نے آرام قبول نہ کیا۔ تین روز اسی طرح کیا۔ بعدہٗ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ فرمایا کہ شیخ نظام الدین کو اجودھن لیجا اس وقت اُس کو یقین ہوا اور اجودھن کی راہ میں آئے۔ اور قطب العالم کے

پاس پہنچے اور جمال باکمال دیکھا اور پاؤں چومے اور سر زمین پر رکھا۔ حضرت قطب العالم نے فرمایا کہ سر اٹھاؤ۔ سلطان المشائخ نے عرض کی کہ کچھ دل میں رکھتا ہوں لیکن خوف سے نہیں کہہ سکتا۔ فرمایا جو تیرے دل میں ہے اس سے زیادہ ہے اما لکل داخل دہشۃ نہ کہا اس وقت شیخ نے سر اٹھایا۔ حضرت قطب العالم نے کلاہ چہار ترکی اپنے سر سے اتار کر شیخ کو دی۔ اور مرید کیا اور زبان مبارک سے فرمایا کہ مولانا نظام الدین ہم کو اس سے پہلے فرمان تھا۔ کہ نظام الدین بدایونی آتا ہے ہندوستان کی ولایت اس کے سپرد کرنا۔ اب بموجب فرمان کے یہ ولایت ہندوستان تیرے سپرد کرتا ہوں۔ بعدہٗ حضرت شیخ کا آرامگاہ فرمایا شیخ وہاں اترے وہاں بھی یار تھے۔ بعد ازاں مولانا بدر الدین اسحاق کو حکم ہوا کہ ایک چارپائی شیخ نظام الدین کے پاس لیجاؤ کہ اس پر سوویں۔ مولانا چارپائی لے گئے۔ اور کہا کہ حضرت قطب العالم نے یہ چارپائی تم کو عطا فرمائی۔ شیخ نے عرض کی کہ چند اولیاء خدا یہاں ہیں میری کیا طاقت ہے۔ کہ چارپائی کے اوپر سوؤں۔ مولانا نے جا کر حضرت قطب العالم سے عرض کی۔ اس وقت شیخ نے چارپائی کو لوٹ دیا۔ کہ اس کی بان زمین سے ملے اور حسب فرمان اس پر بیٹھے۔ مخدوم مولانا گئے اور اس واقعہ کو قطب العالم کے عرض میں پہنچایا۔ حضرت قطب العالم نے مولانا سے فرمایا کہ ہمارا کہا نہیں کرتے اور اپنی مراد چاہتے ہو۔ اس وقت شیخ نے بضرورت چارپائی راس کی اور اس پر بیٹھے۔ یار متعجب اور متحیر ہوئے کہ اول روز ہی ان پر اس قدر نوازش فرمائی۔ بعد ازاں چودہ سال قطب العالم کی خدمت میں رہے اور مطبخ کرتے تھے۔ ایک روز چند سیر موٹھ فتوح آئے۔ حضرت قطب العالم نے فرمایا کہ پکاؤ۔ شیخ نظام الدین نے لیکر پکائے۔ بعض یاروں نے شیخ سے کہا کہ نمک بھی ڈالنا چاہیئے۔ شیخ نے ان کی خاطر سے ایک دانگ نمک قرض لیکر ڈالا۔ جب کھانا موجود ہوا۔ حضرت قطب العالم کو خبر کی فرمایا کہ حصے کرو اور جو میرا حصہ ہو میرے سامنے لاؤ۔ بعدہ چند دانہ موٹھ کے قطب العالم کے حصے کے آگے لا کر رکھے۔ حضرت قطب العالم نے فرمایا کہ اس طعام سے اسراف کی بو آتی ہے۔ شیخ نے عرض کی کہ نمک قرض لیکر ڈالا تھا۔ فرمایا کہ اب ایسا نہ کرنا جس طعام

میں اسراف ہو نہ کھانا چاہیئے۔ اس کو آگے سے دور کیا اور ایک روز قطب عالم نے فرمایا۔ کہ میں نے چاہا تھا کہ کسی کو ہند کی ولایت پر متعین کردں۔ فرمان پہنچا۔ کہ نظام الدین آتا ہے۔ اس کو سونپو۔ سبحان اللہ کیا ذات ملک الصفات منبع البرکات تھے ✽

گلشن اولیا سے نقل ہے۔ کہ ایک شخص حضرت سلطان المشائخ کے مریدوں سے ہمیشہ پوچھتا تھا کہ پیری کیا ہے اور مریدی کیا ہے۔ شیخ کچھ جواب نہیں فرماتے تھے۔ ایک روز اسی مرید کو غرب کی طرف جانے کا اشارہ کیا۔ اس مرد مرید نے کچھ نہ پوچھا اور اس طرف کو چلا گیا۔ تمام روز سیر کرتا تھا اور رات کو آرام کرتا تھا۔ چند روز متواتر چلا یہاں تک کہ دہلی سے لاہور پہنچا۔ لاہور کا حاکم تلاش میں تھا کہ کوئی شیخ نظام الدین کے مریدوں سے ملے تو اس کو سو اشرفی دوں۔ حاکم نے نذر کی تھی۔ جب یہ مرد لاہور میں پہنچا۔ آدمیوں نے اس سے پوچھا اور حاکم کو خبر دی کہ ایک مرید شیخ نظام الدین کا آیا ہے۔ اس نے اس کو بلایا اور سو اشرفی دیں اور کہا حضرت کے آگے لیجا کہ میں نے نذر کی تھی۔ وہ مرد لیکر پھرا اور دہلی کو چلا اثنائے راہ میں ایک عورت قحبہ صاحب جمال تھی۔ اس پر عاشق ہو گیا۔ دن تمام شدت میں گذرا۔ اور رات کو اس کے گھر پہنچا۔ اور وصال طلب کیا۔ اس عورت نے کہا کہ یہ دامنی جو میں اوڑھے ہوئے ہوں۔ جس قدر اس کے نقش ہیں۔ جو ہر نقش پر زر رکھے وہ میری مصاحبت میں بستر پر آوے۔ اس نے کہا کہ میں سو اشرفی رکھتا ہوں۔ ہمیانی کھولی اور شمشاد بالا کے آگے رکھی۔ اور جانبین سے ارادہ تباہی کا ہوا۔ ولقد ہمت بہ وھم بھا لولا ان رای برھان ربہ۔ برہان پیر دستگیر کا دیکھے۔ کہ اس کے ایسا طمانچہ مارا کہ وہ بیہوش ہو کر گرا۔ وہ عورت متحیر ہوئی۔ جب تھوڑی دیر بعد ہوشیار ہوا۔ اس فاحشہ نے پوچھا کہ کیا تھا کہا کہ پیر دستگیر سے مجھ کو یہ سزا نمودار ہوئی۔ وہاں سے بھاگا اور توبہ کی۔ اس عورت نے بھی توبہ کی۔ اور اس مرد کے ہمراہ ملازمت میں حضرت شیخ کے پہنچے اور قدم چومے۔ اس مرد نے سو اشرفی آگے رکھیں۔ شیخ نے وہ اشرفیاں ان کو دیدیں۔ اور دونوں کا نکاح کر دیا۔ اس وقت سلطان المشائخ نے اس سے فرمایا۔ کہ مریدی وہ تھی۔ جو تو ہمارے حکم سے فوراً چلا گیا۔ اور پیری وہ تھی کہ اس کار ناشائستہ سے ہم نے

تجھ کو بانذر رکھا۔ من بعد سخن شیخ شرف الدین پانی پتی سے ہوا۔ درمیان میں اس شخص نے حضرت قطب العالم سے پوچھا کہ شرف الدین کس کے مرید تھے۔ فرمایا کہ مرید سلطان المشائخ شیخ نظام الدین کے۔ بندہ نے عرض کی۔ کہ ان ارادت کی کیفیت کیا تھی کہ مشہور نہیں ہے۔ فرمایا کہ ایک وقت خاطر شریف میں شیخ شرف الدین کے گذرا کہ کسی سے مرید ہوؤں کہ آسمان سے تصرف رکھتا ہو قصد کیا اول آسمان پر گئے۔ کیا دیکھتے ہیں۔ کہ سلطان المشائخ بوریا بچھائے نماز پڑھ رہے ہیں۔ ان کو دیکھ کر وہاں سے پھرے دوسرے روز دوسرے آسمان پر گئے۔ پھر یہی دیکھا۔ تیسرے روز تیسرے آسمان پر گئے۔ وہی دیکھا۔ چوتھے روز چوتھے آسمان پر گئے۔ دیکھا کہ حضرت شیخ بوریے پر نماز پڑھتے ہیں۔ ایک مصلا سفید بچھا ہوا ہے اور خالی پڑا ہے۔ پوچھا کہ یہ کس کا ہے کہا کہ یہ قطب عالم کا ہے۔ پوچھا وہ کہاں ہیں۔ کہا ابھی عالم میں اُن کا وجود نہیں آیا ہے۔ کہا جب عالم میں وجود آجاوے گا تو اس مصلے پر نماز پڑھینگے۔ شیخ شرف الدین پھرے اور پانچویں روز پانچویں آسمان پر گئے۔ دیکھا کہ حضرت شیخ بوریے پر نماز پڑھتے ہیں۔ اور چھٹے روز چھٹے آسمان پر گئے۔ وہی دیکھا۔ ساتویں روز ساتویں آسمان پر گئے وہاں بھی دیکھا کہ حضرت شیخ بوریے پر نماز پڑھتے ہیں۔ اور ایک مصلا سفید خالی پڑا ہے۔ پوچھا کس کا ہے کہا شیخ بدیع الدین کا ہے المعروف بشاہ مدار۔ کہا وہ کہاں ہیں۔ جواب دیا کہ وجود ظاہری نہیں ابھی پایا ہے۔ جب موجود ہوں گے اس مصلا پر نماز پڑھیں گے۔ پھر شیخ شرف الدین پھرے دوسرے روز آگے گئے۔ ستر ہزار حجاب ظلماتی طے کئے۔ وہاں دیکھا کہ سلطان المشائخ سفید مصلا بچھائے نماز پڑھتے ہیں۔ اور اُلٹی طرف ایک صف کے فرق سے شیخ رکن الدین ابو الفتح نواسہ شیخ بہاؤ الدین ذکریا ملتانی کے نماز ادا کرتے تھے۔ شیخ شرف الدین نے یہ دیکھا۔ وہاں سے بھی پھرے۔ پھر ستر ہزار حجاب نورانی طے کئے۔ دیکھا کہ سلطان المشائخ نظام الدین تنہا کھڑے نماز پڑھتے ہیں۔ یہ دیکھ کر وہاں سے پھرے دوسرے روز آکر احوال حقیقت سلطان المشائخ سے عرض کی اور ارادت چاہی۔ سلطان المشائخ نے جواب دیا۔ کہ تم بھی وہ جنگل دیکھ آئے ہو۔ اور اس منزل میں پہنچے ہو۔ تم کو کسی بات کی

کیا حاجت ہے۔ پھر شیخ شرف الدین نے اپنے لڑکے کو سلطان المشائخ کے پاس بھیجا۔ سلطان المشائخ نے فرمایا وہی جواب تھا۔ جو کہا گیا۔ پھر شیخ شرف الدین نے التماس کی۔ کہ یہ بیس حجاب نور کے جو رہے تھے۔ وہاں بوسیلہ پیر کے گذر نہیں ہے۔ اس وقت سلطان مشائخ نے فرمایا کہ میں عصر کے وقت دریا کے کنارے جب جاؤنگا۔ وہاں بیت کروں گا۔ جب وقت آیا۔ سلطان المشائخ گئے۔ اور کلاہ سر سے اتاری اور پانی پر رکھدی۔ کلاہ غائب ہوگئی۔ چند یار جو ہمراہ تھے متعجب ہوئے۔ بعد ازاں سلطان المشائخ نے اپنا ہاتھ پانی میں ڈالا اور قنبجرہ پڑھا اور شیخ شرف الدین کو یاد کیا۔ خواجہ خسرو علیہ الرحمۃ نے اس واقعہ کو پوچھا فرمایا کہ یوں واقعہ تھا۔ اور قصہ تمام کیا +

نقل ہے سید السادات مخدوم جہانیاں بخاری قدس سرہ سے سراج الہدایت میں ہے کہ شیخ نظام الدین پیدا ہوئے۔ ایک منجم ہمسایہ تھا۔ وہ گھر سے نکلا۔ اور دروازے پر بیٹھا اور کہا یہ بچہ بزرگ ہوتا۔ ایک نے کہا گماشتہ ہوگا خیر بزرگ ہوگا۔ ایک نے کہا بادشاہ ہوگا۔ کہا خیر بزرگ ہوگا۔ کسی نے کہا ملک ہوگا کہا خیر بزرگ ہوگا۔ منجم نے کہا۔ بادشاہی کا تاج اس کے پاؤں کے تلے دیکھتا ہوں۔ ہر سر سے برتر ہوگا۔ اور کہا کہ یہ بچہ درویش بزرگ ہوگا۔ بادشاہ اس کے دروازے پر آئینگے۔ اور گرویدہ ہونگے۔ اس حکایت سے حاضرین کو مزہ پیدا ہوا ؛

نقل ہے کہ مخدوم جہانیاں سے سراج الہدایت میں کہ بندگی شیخ معین الدین کو مرد غیب سے ملاقات ہوئی۔ اُس نے کہا کہ اے شیخ معین شہر میں شور کیا ڈالا ہے۔ کہا میں نے۔ مرد غیب نے کہا۔ خیر باز شیخ معین الدین نے کہا شیخ قطب الدین سے۔ مرد غیب نے کہا خیر باز شیخ نے کہا فریدالدین۔ مرد غیب نے کہا خیر باز۔ شیخ نے کہا شیخ نظام الدین سے مرد غیب نے کہا ہاں شیخ معین الدین شیخ نے کہا مجھ کو معذور رکھو مجھ سے پوچھنا محل ہے مرد غیب نے کہا تمہارے فرزندوں سے یہ سب تم سے زہے عظمت شیخ نظام الدین کی کہ حاضرین کو ذوق ہوا +

نقل ہے کہ مخدوم جہانیاں سے سراج الہدایت میں کہ شیخ فریدالدین کا طریقہ تھا۔ کہ جس کو خلافت نامہ دیتے فرماتے کہ جاؤ شیخ جمال الدین کے پاس۔ وہ

شیخ جمال الدین کے پاس جاتا تھا۔ شیخ جمال الدین کسی کو پھیر دیتے تھے۔ اور بعض کو مسلم رکھتے تھے جب شیخ نظام الدین کو خلافت نامہ دیا۔ اشارہ کیا کہ جمال کے پاس جاؤ۔ شیخ نظام الدین گئے اور خلافت نامہ پیش کیا۔ شیخ جمال الدین نے پڑھا۔ اور خادم سے کہا۔ دوات قلم لاؤ۔ خادم لایا۔ شیخ جمال الدین نے یہ بیت اس پر لکھے ؎

ہزاراں درود و ہزاراں سپاس ... کہ گوہر سپردہ بگوہر شناس

بعدہ شیخ جمال الدین نے شیخ نظام الدین سے کہا کہ ایک ہمارے لڑکوں میں سے تمہارے پاس پہنچے گا۔ اس پر شفقت ظاہری کرنا چاہیے۔ بعد چند وقت کے شیخ قطب الدین ہانسوی نواسہ شیخ جمال الدین شیخ نظام الدین کے پاس آئے۔ اور ارادت کی۔ دوسرے وقت فرماتے تھے۔ کہ مولانا وجیہہ الدین کو مشکل پڑی۔ خواجہ خضر علیہ السلام سے حل کی اور کہا اے خواجہ اگر مجھ کو کوئی مشکل ہو۔ تو تم سے کہاں ملاقات ہوگی۔ کہا میں شیخ نظام الدین کے مطبخ رہتا ہوں۔ مولانا حیران ہوئے ان ایام میں مولانا کی شیخ نظام الدین سے محبت نہ تھی۔ آخر ارادت لاکر بندہ ہوئے ؞

نقل ہے مخدوم جہانیاں سے سراج الہدایۃ میں کہ ایک روز شیخ نظام کا خادم آگے آیا۔ اور عرض کی کہ لنگر کے واسطے کچھ نہیں ہے۔ شیخ نے کہا۔ جاؤ قرض لو خادم نے کہا جس بقال سے لیتا ہوں کہیں گیا ہے۔ شیخ نے کہا پس ہمارے صوفی بے افطار رہینگے۔ خادم نے کہا ہاں امیر خسرو بیٹھے تھے۔ ٹکہ زر کا آگے شیخ نظام الدین کے رکھا۔ شیخ نے کہا یہ ٹکہ زر کا کہاں سے ہے۔ امیر خسرو نے کہا شیخ سے ٹکہ زر کا رکھا ہوا پایا تھا۔ کس کی نیت سے رکھا تھا۔ اپنے کلاہ میں رکھتا تھا۔ آپ نے کہا اے خسرو لے لے۔ امیر خسرو نے لے لیا اور ٹوپی میں رکھ لیا۔ شیخ نظام الدین نے نماز ادا کی۔ خادم آگے آیا اور کہا کہ خضر خاں کی عورت نے کھانا بھیجا ہے اس نے نیت کی تھی۔ کہ اگر میری مراد بر آوے۔ ہزار زر قرض کے شیخ نظام الدین کی خدمت میں بھیجوں گی اے لالا تم نے کہا تھا۔ کہ ہمارے صوفی افطار نہ کرینگے۔ اب تو خادم نے ٹکہ

ند کا نکالا۔ اور قرص حجرہ میں لے گیا۔ جب افطار ہوا۔ شیخ نظام الدین نے امیر خسرو سے کہا تم بعد افطار کے توقف کرنا۔ گھر میں جانا مصلحت نہیں ہے۔ امیر خسرو حسب ارشاد ٹھیر گئے بعد عشا کے امیر خسرو کو بلایا۔ امیر خسرو نکلے نزدیک ایک غار تھا۔ تاریک شیخ اور امیر خسرو دونوں غار کے اندر گئے ایک شہر دیکھا۔ امیر خسرو حیران ہوئے شیخ نظام الدین و امیر خسرو بازار گئے تمام خلق شیخ کے پاؤں پر گرتی اور خدمت کرتی تھی۔ امیر خسرو نے کسی سے اس شہر کے آدمی سے پوچھا کہ یہ شہر کون ہے اس نے کہا اے امیر خسرو شیخ نظام الدین کے برابر رہتا ہے۔ اور نہیں جانتا کہ کون شہر ہے۔ امیر خسرو نے کہا میں نہیں جانتا۔ اس مرد نے کہا یہ وہ شہر ہے کہ اس کا حاصل شیخ نظام الدین کی کندوری میں خرچ ہوتا ہے۔ بعدہ شیخ نظام الدین وہاں سے پھرے شیخ نے کہا اے امیر خسرو ہم کو خدائے تعالیٰ غیب سے روزی پہنچاتا ہے۔ امیر خسرو شرمندہ ہوئے۔ اور پاؤں پر گرے۔ اور کہا اے شیخ معاف کیجئے۔ شیخ نظام الدین نے کہا میں نے بخشا +

نقل ہے مخدوم جہانیاں سے سراج الہدایت میں کہ ایک بار ایک شخص نے شیخ نظام الدین سے عرض کی۔ کہ جب ذکر شیخ کا ہوتا ہے۔ شیخ رکن الدین مولانا نظام الدین کہتے ہیں۔ شیخ نظام الدین نے کہا میں کیا کروں۔ عرش پر شیخ رکن الدین کو مخدوم شیخ رکن الدین کو لکھا ہے۔ میں کیسے خلاف کروں۔ اُس نے کہا شیخ رکن الدین آپکو کیوں مولانا کہتے ہیں۔ شیخ نظام الدین نے کہا۔ جس جگہ کہ نام مجھ ضعیف کا لکھا ہے۔ اگر شیخ رکن الدین دیکھتے ہیں یہی کہتے ہیں۔ جو لکھا ہے۔ مخدوم جہاں حسام الدین نے اس اثناء میں کہا۔ کہ شیخ نظام الدین کو قطب کر کے لکھا ہے۔ ایک بار نزدیک وفات کے شیخ نظام الدین نے دو وصیّت کی تھیں۔ ایک یہ کہ میرے جنازہ کی نماز کی امامت شیخ رکن الدین کریں۔ دوسرے یہ کہ میرے جنازہ کے آگے مطرب سرود کہیں۔ ناگا شیخ رکن الدین دہلی سے آئے۔ اور امامت کی بعدہ جنازہ اُٹھایا۔ مطرب چاہتے تھے کہ سرود کہیں۔ شیخ رکن الدین نے منع کیا کہ فتنہ قائم ہوگا +

نقل ہے مخدوم جہانیاں سے سراج الہدایت میں کہ ایک دن شیخ نظام الدین نے دروازے کے کواڑ دے دیئے تھے اور کہا کہ کوئی گھر میں نہ آوے۔ امیر خسرو علیہ الرحمۃ نے خبر پائی کہ آج ایسا حکم ہوا ہے شیخ کے دروازہ کے آگے آئے کوئی دروازہ نہیں کھولتا تھا۔ امیر خسرو درخانہ کی دیوار کی طرف کہ حضرت شیخ مشغول تھے آئے شیخ کیا دیکھتے ہیں کہ امیر خسرو کھڑا ہے۔ شیخ نے تفنی شروع کی یاروں نے آواز شیخ کی تفنی کی سنی۔ آپس میں کہا کہ شائد کوئی اندر آیا ہو۔ تختہ در کا کھول دیا اور آئے کیا دیکھتے ہیں کہ امیر خسرو کھڑے ہیں یاروں نے کہا کہ امیر خسرو باہر کھڑا ہے۔ اس پر شفقت بہت ہے۔ امیر خسرو گیا اور شیخ کے پاؤں پر گرا۔ کہ معاف کیجئے۔ مجھ سے جرأت ہوئی ہے۔ شیخ نے کہا کہ معاف کیا۔ سر اٹھاؤ۔ امیر خسرو نے کہا کہ سر نہ اٹھاؤں گا۔ جب تک شیخ نہ فرماویں کہ کیا کرتے تھے۔ پھر تفنی شروع کی یاروں نے کہا کہ اعتقاد امیر کا معلوم ہوا۔ سر نہ اٹھاوے گا۔ جب تک شیخ بیان نہ کریں گے۔ شیخ نے کہا کہ میرے سر میں کہا کہ اے نظام الدین جو نعمتیں کہ ہم نے تجھے آخرت میں رکھی ہیں۔ ان کو تو دیکھ۔ میں سجدہ میں پڑا میرے آگے پیش کرتے تھے حور ایسے اور قصور ایسے اور باغ ایسے اور نہریں ایسی اور دیگر نعمتیں پیش کرتے تھے۔ امیر خسرو نے کہا کہ شیخ کا کیا خطاب ہوا۔ فرمان ہوا کہ شیخ ملکی از ملوک بہشت پھر امیر خسروں نے کہا اے شیخ مجھ کو شغل بتائیے۔ کہ شیخ کے پاس رہوں۔ فرمایا۔ اے خسرو تو علداہ ہوگا۔ اب سر اٹھا۔ امیر خسرو خوش ہوئے اور پھرے اس کو علم باطنی کہتے ہیں۔ چنانچہ حضرت شیخ ممشاد علو دینوی سکرات موت میں تھے۔ ایک مرید نے کہا کہ بار خدایا ہمارے پیر کو بہشت روزی کر۔ خواجہ نے آنکھ کھولی۔ اور کہا کہ اے نامرد برسیں ہوئیں کہ شرق اور عرب بہشت پیش کرتے ہیں۔ میں اس کو گوشہ چشم سے نہیں دیکھتا۔ اب خود کیونکر جاؤں +

نقل ہے کہ خرقہ درویشی کے گلیم کا کہ حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم نے شب معراج میں پایا تھا۔ براہ شجرہ پیران چشت شیخ فرید الدین کو پہنچایا تھا اور حضرت نے اپنے پیر کے اشارہ سے شیخ نظام الدین کو عطا فرمایا۔ اور شیخ نظام الدین نے وقت رحلت کے بحکم اشارہ پیران شیخ نصیر الدین محمود اودھے کو عنایت

کیا +۔

منقول ہے کہ انہوں نے بوقت رحلت کے وصیت فرمائی۔ کہ اس خرقہ مبارک کو ہماری قبر کے سرہانے رکھ دینا۔ اس سبب سے کہ ایک طیور آیا ہے مبادا ادب اس خرقہ کا جیسا کہ چاہیئے کوئی نہ کر سکے۔ حاضرین نے یوں ہی حسب وصیت کام کیا۔ سبحان اللہ تعالیٰ زہے عظمت اور کرامت شیخ نظام الدین احمد محمد بدایونی قدس سرالعزیز کے اس مقام کے لائق ہر ایک نہیں ہے۔ کیا اچھا کہا ہے جس نے یہ موتی اُگلے ہیں ؎

اسرار محبت را ہر دِل نبود قابل
در نیست بہر دریا زر نیست بہر کانے

وفات حضرت کی اٹھارہویں ماہ ربیع الثانی روز چہار شنبہ ۷۲۵ھ میں ہوئی +

ذکر مناقب شیخ المشائخ نصیر الحق والشرع والدین محمد اودھی چراغ دہلوی

سید السادات شیخ جلال الدین مخدوم جہانیاں بخاری قدس سرہٗ سے سراج الہدایت میں نقل ہے کہ ایک وقت شیخ نظام الدین کی مجلس میں ایک شخص نے عرض کی۔ کہ آپ کے خلفاء میں بزرگ کون ہے۔ شیخ نے سکوت فرمایا۔ بعد تھوڑی دیر کے فرمایا۔ نصیر الدین محمود کہ نسخہ اصل کے موافق ہے۔ وہ مرد چپ رہا۔ اور آگے ذکر نہ کیا +

نقل ہے کہ مخدوم جہانیاں سے سراج الہدایت میں ایک بار شیخ نظام الدین کے آگے برادر شیخ نصیر الدین نے عرض کی کہ برادر ضعیف مولانا نصیر الدین محمود نزدیک ہے کہ تلف کیا جائے۔ بندگی شیخ نظام الدین نے کہا کہ کس سبب سے تلف کیا جائے۔ برادر مولانا نصیر الدین نے کہا۔ کہ افطار مولانا نصیر الدین کا تمہارے دین پر پہنچا ہے۔ خادم شیخ نظام الدین کا کھڑا تھا۔ کہا برادر مولانا راست کہتا ہے خادم نے کہا۔ کھانا کہ کندوری میں آگے مولانا نصیر الدین کے رکھتا ہوں پھر ویسا ہی

اُٹھا لیتا ہوں وقت افطار کے شیخ نظام الدین نے شیخ نصیر الدین کو بلایا۔ دو قرص مصری اور دو سیر حلوا دیا اور کہا سب کھا جا۔ شیخ نصیر الدین کہتے تھے مجھ کو شوکر ہُوا۔ چونکہ میں ضعیف ہو گیا تھا کہ کیونکر کھاؤنگا۔ پھر شیخ نصیر الدین کے دل پر گذرا کہ زبان مبارک سے نکلا ہے سب کھا۔ طشت شیخ نظام الدین کے پاس رکھا۔ بعد ہر دوگانہ ایک لقمہ کھاتا تھا۔ آخر شب تک دونوں قرص اور حلوا کھا لیا۔ شیخ نظام الدین کی ولایت کی برکت سے کچھ نہ ہُوا +

نقل ہے کہ جب شیخ نصیر الدین کے اٹھارہ چھریاں ماریں۔ کسی نے کہا کس سبب سے ماری ہیں شیخ نصیر الدین نے کہا مجھ کو مار سکتے کہ مجھ سے رات مسواک فوت ہوئی تھی۔ اس شومی سے مارا ہے کوئی مرد کہتا ہے اے نصیر الدین مسواک تو نے فوت کی۔ مخدوم جہانیاں اس حکایت کے اثناء میں فرماتے تھے کہ اولیاء خدا کو ایک مسح کی ترک سے پکڑ لیتے ہیں۔ جیسا کہ دوسروں کو ترک فرض سے گرفتار کرتے ہیں +

نقل ہے کہ ایک بار قاضی فخر الدین بجنوری واسطے ملاقات شیخ نصیر الدین کے آئے۔ قاضی فخر الدین نے کہا۔ اے مخدوم یہ ظالم تم سے کیا چاہتا ہے۔ شیخ نصیر الدین نے کہا اے مولانا مجھ سے وہی چاہتا ہے۔ کہ شیخ نظام الدین سے دیکھا ہے احمق اس قدر نہیں جانتا کہ مرد زمانہ کے اندازہ پر اُٹھتا ہے +

نقل ہے کہ ایک بار سلطان محمد حاکم شیخ نصیر الدین کو ستاتا تھا۔ مخدوم قاضی فخر الدین نے جب تُنا ہندوستان سے بے ذوق ہو کر گئے اور شیخ نصیر الدین سے ملاقات کی۔ قاضی فخر الدین نے کہا اے مخدوم اس کے کام میں ظالم نہ ہو گے الغرض اس کو سزا دینا چاہی۔ شیخ نے فرمایا۔ اے مولانا فخر الدین ایک رات بشریت کے کام میں تھے۔ ناگاہ آخر شب مجھ کو خواب آئی۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت قطب العالم شیخ نظام الدین فرماتے ہیں۔ اے مولانا نصیر الدین سلطان محمد کھینچا گیا ہے۔ مَیں نے دُعا کو ہاتھ اُٹھایا اور غضب سے شیخ نظام الدین کے ڈرتا تھا۔ دعائے بد نہ کی۔ شیخ حسام الدین نے اثنائے حکایت میں فرمایا کہ سلطان محمد اعتقاد رکھتا تھا +

نقل ہے کہ شیخ نظام الدین بھانجے شیخ نصیر الدین کے کہتے تھے۔ ایک بار میں بعد نماز عشا کے شیخ کے پاس سے لوٹا۔ ناگاہ آدھی رات کے قریب ایک مرد شیخ کی ملاقات کو آیا تھا۔ میں گیا تاکہ شیخ کو خبر کردوں۔ کیا دیکھتا ہوں۔ بوریا مجا میں بلندی چاہتا ہے۔ میرے دل میں گذرا۔ شاید بوریئے کے نیچے شیخ ہوں جب بوریا اُٹھایا کیا دیکھتا ہوں کہ شیخ غلطیدہ ہیں۔ شیخ اُٹھے اور کہا مولانا زین الدین کہتا ہے کہ میرے دل میں گذرا کہ فقیران علم بوریا اوپر کھینچتے ہیں تو بھی ایک ساعت میری موافقت کی خاطر بوریا اوڑھ تاکہ قیامت کے دن اجر فقیر کا پاوے شیخ زین الدین حیران ہو گئے +

نقل ہے جامع العلوم ملفوظ حضرت مخدوم جہانیاں تصنیف سید علاؤ الدین سے بتاریخ ۲۲ رمضان روز دوشنبہ بندہ خدمت میں حاضر تھا۔ شیخ رکن دین کے اوصاف میں ذکر ہو رہا تھا۔ شیخ نصیر نے فرمایا۔ دعاگو مدینہ مبارک میں روضہ مقدسہ حضرت نبوی صلوات اللہ علیہ وآلہ میں سلام کہتا تھا۔ شیخ مدینہ عبد اللہ مطری رحمۃ اللہ علیہ دعاگو کا ہاتھ پکڑ کر طرف پایان رسول اللہ علیہ وسلم کے لائے اور کہا یہاں سلام پڑھ کہ وہ مقام شیخ رکن الدین اور شیخ نصیر الدین کا ہے۔ وہاں انہوں نے سلام پڑھا پھر بعد اس کے خانہ کعبہ میں نزدیک مصلّے شیخ محمود نصیر الدین کے عبد اللہ یافعی شیخ مکہ نے دعاگو سے کہا۔ اور دوسری جگہ بتائی۔ دعاگو دونوں مصلّوں کے پیچھے مشغول ہوا۔ ان کے مصلّوں پر قدم نہ رکھا۔ میری کیا مجال تھی جو ایسا کرتا۔ شیخ عبد اللہ یافعی اور دیگر مشائخ نے مجھ کو دعا دی کہ اب نگاہ رکھا۔ بعد ازاں دونوں کے پیچھے میں مشغول ہوا۔ شیخ رکن الدین نے وفات پالی تھی۔ اور شیخ نصیر الدین زندہ تھے ایک رات شیخ نصیر الدین کو میں نے دیکھا۔ مجھ سے منع فرمایا کہ میری حیات میں کسی سے ذکر نہ کرنا۔ اسی طرح جمعہ اور پیر کی رات کو حاضر ہوتے تھے۔ فرمایا کہ کتاب ہے کل من صحبتہ له ولا بیتہ یکون لیلۃ الجمعۃ ولیلۃ الاثنین فی المکۃ المبارکۃ والمدینۃ المشرفۃ۔ یعنی جس کو صحبت صحیح سنت کی ہو وہ جمعہ کی اور پیر کی رات مکہ اور مدینہ میں جاتا ہے اور پھر آتا ہے۔ پھر میری طرف متوجہ ہوئے۔ فرمایا میری اولاد یہ صحبت ولایت لکھ سید عنقریب

ہے ٭

نقل ہے مخدوم جہانیاں سے جامع العلوم میں کہ شیخ نصیر الدین نے وفات پائی ماہ رمضان میں۔ دعاگو چلہ میں معتکف تھا۔ اسی روز شیخ عبداللہ مطر گذرے اور میرے پاس آئے مسجد کے حجرہ میں اور سلام کیا میں نے پہچانا کہ شیخ عبداللہ مطری ہیں۔ میں نے اکرام کیا اور جواب سلام کا دیا۔ شیخ جو پارسی نہیں جانتے تھے۔ عربی زبان میں کہا۔ باب الشیخ قطب الہند الیوم وانا جی فی الصلوٰۃ جنازتہ وانت متکف اغلق الباب وصل صلوٰۃ جنازۃ ولا تخرج والا اذھب بک۔ یعنے شیخ مدینہ نے کہا آج قطب الہند نے انتقال فرمایا یعنی شیخ نصیر الدین نے اور میں مدینہ سے آتا ہوں اُن کے جنازہ کی نماز کے واسطے اور تم معتکف ہو باہر آنا روا نہیں ورنہ میں لے جاتا۔ تم مسجد میں ہو ورنہ میں تم کو لے جاتا اور جاکر نماز جنازہ ادا کی۔ وفات شیخ نصیر الدین کی بتاریخ ۱۵ ماہ رمضان ہوئی ہے سبحان زہے کرامت اور عظمت مریدان شیخ فرید الحق والدین کی کہ لائق اسرار اور مقام کے ہر کوئی نہیں ہے ؎

اسرارِ محبت را ہر دلے نبود قابل
درنیست بہر دریا زرنیست بہر کانے

ذکر ولادت اور وفات الاسلام والمسلمین سراج المحققین برہان العاشقین ملک المشائخ شیخ شیوخ العالم فرید الدین گنجشکر قدس اللہ سرہٗ العزیز کا

میں نے حضرت والد بزرگوار پیر دستگیر شیخ مودود چشتی بدیوانی سے سنا ہے کہ ۳۰ شب شعبان کو حضرت پیدا ہوئے۔ شام کو جب مطلع صاف نہ تھا۔ رمضان المبارک کے واسطے لوگ متردد تھے باتفاق مجبور شہر کی خلائق آنحضرت کے والد بزرگوار شیخ جمال الدین سلیمان کے پاس جمع ہوئے۔ اور عرض کی

کہ کل کے روزہ میں شک ہے۔ اور گواہی بھی نہیں ہوئی ہے۔ حضرت کیا فرماتے ہیں
کہا آج کی رات اس فقیر کے گھر فرزند تولد ہوا ہے اگر وہ سحا وتمند بعد طلوع صبح
صادق کے دودھ پیئے گا تو جانا جاوے گا کہ کل رمضان المبارک نہیں ہے ورنہ
بتحقیق رمضان ہے۔ جب صبح صادق ہوئی آنحضرت نے یعنی گنجشکر نے دودھ
ذلیا۔ اسی طرح تمام رمضان گذارا۔ اور خلائق دودھ نہ لینے سے روزہ رکھتی رہی۔ پھر دوسری
جگہ سے گواہی پہنچی کہ اسی روز ۲۹ ماہ رمضان کا تھا۔ دوسرے ماہ رمضان کو بھی اسی طرح
دودھ نہ لینے سے جانا +

نقل ہے کہ سلطان المشائخ محبوب الٰہی نظام الحق والدین فرماتے تھے۔ کہ
شیخ الشیوخ قدس سرہ کو سختی چلہ کی ہوئی۔ کہ اس سبب سے نقل فرمائی سلطان المشائخ
سے سوال کیا کہ تم وقت ہر حاضر تھے۔ آپ نے چشم پر آب کی اور فرمایا۔ کہ اخیر
ماہ شوال میں مجھ کو دہلی بھیجدیا تھا۔ اور آپ کی نقل پانچویں ماہ محرم کی تھی۔ وقت
رحلت کے مجھ کو یاد کیا۔ لوگوں نے کہا دہلی میں ہیں۔ اور گنج شکر بھی وقت رحلت
قطب المشائخ کے حاضر نہ تھے۔ ہانسی تھے۔ سلطان المشائخ یہ حکایت فرماتے
تھے۔ اور روتے تھے۔ چنانچہ سب حاضرین بھی روتے تھے اور فرماتے تھے کہ پانچویں
شب ماہ محرم کو شیخ پر زحمت غالب ہوئی۔ عشا کی نماز جماعت سے ادا کی۔ بعد
ازاں بیہوش ہوئے بعد ساعت کے پھر ہوش آیا۔ پوچھا کہ نماز میں نے پڑھ
لی۔ سب نے کہا ہاں۔ آپ نے فرمایا کہ ایک بار اور ادا کر لوں۔ کیا جانے کیا ہو
دوسری بار ادا کی۔ پھر بیہوش ہو گئے۔ جب ہوش آیا پوچھا کہ میں نے نماز ادا کر لی۔
عرض کیا۔ کہ دو بار ادا کی۔ فرمایا کہ ایک بار اور ادا کر لوں۔ کیا جانے میتسر ہو یا نہ ہو۔
تیسری بار پھر ادا کی۔ سیر العارفین میں مذکور ہے۔ کہ بعد ازاں زبان مبارک سے
فرمایا کہ مولٰنا نظام الدین دہلی میں ہے۔ میں بھی وقت رحلت اپنے خواجہ کے
حاضر نہ تھا۔ اور آہستہ بدر الدین اسحاق کے کان میں فرمایا کہ میری نقل کے بعد
میرا جامہ جو حضرت قطب الملۃ والدین سے ملا ہے۔ نظام الدین کو پہنچانا یہ کہا
اور پانی واسطے تجدید وضو کے طلب کیا اور وضو کیا اور دوگانہ ادا کیا۔ اور سجدہ
میں گئے۔ چنانچہ اسی سجدہ میں رحلت فرمائی انا للہ وانا الیہ راجعون ؞

نقل ہے سلطان المشائخ سے کہ جب قطب العالم رحمت حق سے ملے۔ آسمان سے آواز آئی کہ دوست سے مل گیا اور اپنے مقام کو پہنچا۔ جونہی حضرت سلطان المشائخ اس حرف پر پہنچے۔ ایسا روئے کہ بیہوش ہو گئے اور آپ کے اصحاب روئے اور یہ بیت پڑھا ؎

در کوئے تو عاشقاں چناں جاں بدہند
کانجا ملک الموت نگنجد ہرگز

سیر الاولیا سے نقل ہے اس کتاب کا مصنف اپنے والد سید مبارک ابن سید محمد کرمانی کبھا عرار سے کہتا ہے کہ جب شیخ گنجشکر رحمت حق سے ملے اور مقام مقصد صدق میں قرار پایا۔ غسل دیا۔ اور جنازہ پر ڈالنے کی چادر مانگی۔ میری والدہ کہتی تھیں کہ مجھ کو یاد ہے کہ سید محمد کرمانی اس بندہ کے دادا جلدی سے گھر میں آئے اور ایک چادر لے گئے۔ وہ اوپر شیخ گنجشکر کے ڈالی۔ اور آپ کے فرزندوں کا یہ اتفاق تھا۔ کہ اجودھن کے حصار کے باہر جہاں شہدا ہیں۔ وہاں دفن کریں۔ اس نیت سے حصار کے باہر لائے۔ اسی اثناء میں خواجہ نظام الدین آپ کے پسر کے ہمراہ سلطان غیاث الدین بلبن کے قصبہ ہیتابلی میں تھے۔ اور قصہ ان کے پہنچنے کا یوں تھا۔ کہ انہوں نے موضع مذکور میں خواب دیکھا۔ کہ حضرت شیخ مجھ کو اپنی خدمت میں بلاتے ہیں۔ اس کی صبح کو خواجہ نظام الدین رخصت ہوئے۔ اور اجودھن کو روانہ ہوئے۔ اتفاق سے اسی رات شیخ نے نقل فرمائی۔ اجودھن پہنچے۔ لیکن دروازہ حصار کا بند تھا۔ رات کو حصار سے باہر رہے۔ اس رات کو شیخ نے رحلت فرمائی اور کہتے تھے کہ نظام الدین آیا لیکن کیا فائدہ کہ ملاقات نہ ہوئی اُٹھے اندر حصار کے آویں۔ دروازہ کے نزدیک پہنچے تھے کہ جنازہ شیخ کا باہر لائے۔ الغرض بھائیوں سے پوچھا کہ کہاں دفن کرو گے۔ سب نے کہا کہ حصار کے باہر شہیدوں کے نزدیک کیونکہ حضرت شیخ اکثر وہاں مشغول رہتے تھے۔ اور مروع مقام ہے۔ خواجہ نظام الدین نے کہا کہ اگر تم شیخ کو حصار کے باہر دفن کرو گے تمہارا کوئی اعتبار نہ کرے گا۔ جو شیخ کی زیارت کو آوے گا سب باہر زیارت کریں اور چلے جائیں گے۔ پھر تمہارا

جنازہ بھی باہر اداکی۔ اور باتفاق اُس عاشق مولا کو پھر اندر حصار کے لائے۔ اور اس مقام میں کہ اب مدفون ہیں دفن کیا۔

سلطان المشائخ فرماتے تھے۔ کہ ایک مرد خدمت میں شیخ گنج شکر کے آیا اور کہا اگر فرمان ہو حجرہ مسکینوں کے واسطے جو باہر سے پانی اور لکڑی لاتے ہیں۔ خشت سے بناؤں۔ شیخ نے فرمایا کہ سات برس سے مسعود بندہ نے نیت کی ہے کہ اینٹ پر اینٹ نہ رکھے۔ القصہ اُس مرد نے شیخ کی اولاد کو آمادہ کیا کہ حجرہ میں ویسا ہی ہوا۔ لیکن بعد نقل شیخ کے حجرہ کو خراب کیا۔ اور روضہ متبرکہ ہے۔ سلطان المشائخ نے فرمایا کہ واسطے لحد شیخ الشیوخ العالم کی خشت خام کی حاجت ہوئی جو موجود نہ تھی۔ گھر میں شیخ کے خشت خام لائے تھے۔ وہ لحد میں لگی۔ طیب اللہ مرقدہ وجعل خطیرۃ القدس مثواہ۔ سلطان المشائخ سے پوچھا کہ عمر شیخ گنجشکر کی کتنی تھی۔ فرمایا پچانوے سال اور نقل کے وقت یہ سخن فرماتے تھے یاحی یا قیوم وفات شریف حضرت کی ۶۶۴ھ میں واقع ہے۔ پانچویں محرم روز سہ شنبہ۔ چنانچہ بعض نے ۶۰۶ تاریخ لکھی ہے۔ فرید عصری۔ اولیائے خدا۔

سلطان المشائخ نے فرمایا۔ کہ اوّل شیخ سعدالدین حمویہؒ نے نقل کی اور تین سال بعد بہاؤالدین زکریا نے۔ اور پھر بعد تین سال کے شیخ شیوخ عالم فرید الحق والشرع والدین گنج شکر قدس سرہٗ نے بعد تین سال کے ابوالغیث یمنی نے۔ سلطان المشائخ فرماتے تھے کہ اچھا وقت تھا کہ یہ پانچ بزرگوار حیات تھے۔ شیخ گنج شکر۔ شیخ ابوالغیث یمنی۔ شیخ سیف الدین باخرزی۔ شیخ سعدالدین حمویہ۔ شیخ بہاؤالدین زکریا قدس اللہ اروا حہم اجمعین ۔

شیخ عالم فرید ملت و دین — شیخ ابوالغیث و شیخ سیف الدین
شیخ سعد حمویہ شیخ الوقت — شیخ صاحب نفس بہاؤالدین
بود ہر پنج پیر در یک عصر — ہر یکے بادشاہ دنیاؤ دین

عجب مقام اور احترام گنج شکر کا تھا کہ اس کے لائق ہر کوئی نہیں ۔

اسرار محبت راہر دل نبود قابل — دُر نیست بہر دریا زر نیست بہر کانے

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ٭

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ننانوے نام بندگی حضرت قطب العالم شیخ السموات والارض فرید الحق والشرع والدین قدس سرہ العزیز کے جس کے مہم کے واسطے پڑھے ۔ خدا تعالےٰ آسان کرے ٭

یا سلطان المشائخ یا سلطان الاولیا یا قطب الاقطاب یا مخدوم اول وآخر یا لسان الحق یا معشوق الحق یا قبول الدارین یا مخدوم جہانگیر یا شیخ شیوخ العالم یا شیخ شمس العارفین یا شیخ سراج المواحدین یا سلطان الاتقیا یا شیخ تاج الاصفیا یا شیخ سید الشاکرین یا شیخ سلطان الفاتحین یا شیخ سلطان المجاہدین یا شیخ الطاہرین یا شیخ الاطہرین یا شیخ الفاضلین یا شیخ المفضلین یا شیخ الشافعین یا شیخ الراشدین یا شیخ المساکین یا شیخ الصادقین یا شیخ المصدقین یا شیخ الزاہدین یا شیخ المتقین یا حضرت گنجشکر چشتی یا شیخ شمع العالمین یا شیخ الاورعین یا شیخ الکبرین یا شیخ الردفین یا شیخ الراکعین یا شیخ الساجدین یا شیخ الصابرین یا شیخ المنورین یا شیخ المقربین یا شیخ الواصلین یا شیخ المخلقین یا شیخ المسعود یا شیخ برہان العاشقین یا شیخ المعشوقین یا شیخ بدر الحق یا شیخ علماء الحق یا شیخ معین الحق یا شیخ عین الحق یا شیخ حق حق یا شیخ حیاء الحق یا شیخ ضیاء الحق یا شیخ صاحب کشف وکرامت یا شیخ غیاث الوصف وشیخ ولد آدم یا حضرت فرید الدین مسعود اجودھنی یا شیخ العلمین یا شیخ الآخرین یا شیخ المجوبین یا شیخ العظمت یا شیخ درویش الکملین یا سلطان المتوکلین یا شیخ الاسلام والمسلمین یا شیخ المومنین یا شیخ العاکفین یا شیخ المطلوبین یا شیخ المخصوص یا شیخ المہدین یا شیخ الثقلین یا شیخ الکونین یا شیخ الاطہرین یا شیخ الاکبرین یا شیخ الافضلین یا شیخ الاسعدین یا شیخ اعلا علیین یا شیخ الہادین یا شیخ الفاتحین یا شیخ الشارعین یا سید السالکین یا شیخ المقبولین یا شیخ الاخیار یا شیخ انجبا یا شیخ الکبریا یا شیخ البلغا یا شیخ قبول سبحانی ۔ یا شیخ بحر حقانی یا شیخ صاحب الذوق یا شیخ غائب الشوق یا شیخ قمر الانوار یا شیخ قدوۃ الابرار یا شیخ السموات والارضین یا شیخ بری یا شیخ بحری یا شیخ الایام یا شیخ الالہام یا شیخ بدر الطریقہ یا شیخ برہان الحقیقہ یا شیخ سلطان المجاہدین یا شیخ ملک السالکین یا شیخ یحیی ومیت

یا شیخ غوث الاعظم اغثنی و امددنی فی قضاء حاجتی یا قاضی الحاجات یا شیخ فرید الحق والشرع والدین مسعود اجودھنی قدس اللہ سرہٗ العزیز اقض حاجتی بحرمۃ النبی و آلہ الامجاد و اصحابہ الاخیار الکبار اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین یا غوث الاعظم اغثنی و امددنی فی قضاء حاجتی یا شیخ فریدالدین اقض حاجۃ العبد المذنب بحرمۃ النبی و آلہ و اصحابہ و بحرمۃ خواجگان چشت اہل بہشت برحمتک یا ارحم الراحمین - آمین - آمین - آمین *

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الٰہی بحرمۃ شیخ فرید قدس اللہ سرہ العزیز خواجہ فرید مولانا فرید درویش فرید مسکین فرید حاجی فرید قاضی غازی فرید سیاح فرید شاہ فرید بابا فرید حسنی فرید اجودھنی فرید قطب العالم فرید شکر گنج فرید صاحب فرید خادم فرید مخدوم فرید منفقر فرید مفتخر فرید ولی فرید سخی فرید حسب اللہ فرید مقبول اللہ فرید نور اللہ فرید نار اللہ فرید شیخ اللہ فرید رحم اللہ فرید کرم اللہ فرید ولی اللہ فرید نظر اللہ فرید حجت اللہ فرید فضل اللہ فرید اولیاء اللہ فرید محیط اللہ فرید واصل اللہ فرید عبد اللہ فرید سر اللہ فرید روح اللہ فرید صبغۃ اللہ فرید لفظ اللہ فرید صنعۃ اللہ فرید اولیا فرید اتقیا فرید اصفیا فرید شیخ یحییٰ و یمیت فرید شیخ الاسلام فرید فقیر فرید غریب فرید متوکل فرید متکمل فرید متحمل فرید عابد فرید زاہد فرید ہادی فرید مہدی فرید موحد فرید موجد فرید عالم فرید عامل فرید صابر فرید شاکر فرید عاشق فرید عزیز فرید صادق فرید عارف فرید صافی فرید صوفی فرید خالص فرید مخلص فرید شاہجہان فرید شیخ الزمان فرید قطب الاقطاب فرید غوث فرید مغیث الحق فرید محقق فرید مدقق فرید مرشد فرید خداوند کار جہان فرید خواجہ جہاں فرید حجت الحق فرید فرید الحق فرید متقی فرید متدین فرید مجتہد فرید حاجی الحرمین فرید امام الثقلین فرید شمع الاعظم فرید پیر پیران فرید غوث الثقلین فرید شیخ الثقلین فرید اول فرید آخر فرید ظاہر فرید باطن فرید نصیرالدین فرید فریدالدین فرید محبوب الحق فرید بر فرید بحر فرید خشکی فرید تری فرید متبحر فرید سلطان فرید برہان فرید خواجہ فرید خواجہ عالم فرید سلطان المشائخ فرید شیخ الشیوخ العالم فرید نظام الدین فرید

کمال الدین فرید جلال الدین فرید بدرالدین فرید محرم اسرار فرید منبع آثار سبحانی فرید واصل فرید فاضل فرید ناصر فرید حافظ فرید سالک فرید مالک، فرید کامل فرید حامد فرید حق فرید وکیل فرید کبیر فرید حمید فرید محمود فرید مقصود فرید قاصد فرید موجود فرید مسعود فرید دم فرید قدم فرید ہردم فرید فریدالدین فرید فریدالدہر فرید فریدالحق فرید شکر گنج مسعود اجودھنی فرید معشوق اللہ فرید غوث اللہ فرید غوث الدہر فرید سراج المحققین فرید برہان العاشقین فرید محیط العارفین فرید شیخ الاسلام والمسلمین فرید شمس العالمین فرید خالق الکرامات فرید محی القلوب العادات فرید غوث الاعظم فرید مرصع العلوم السالکین فرید صاحب الولایات فرید وارث العالم فرید قطب الحق والشرع والدین فرید اللہم اغفر لنا وارحمنا وانت خیر الراحمین ؂

حضرت محبوب الٰہی سلطان المشائخ نظام الدین اولیا قدس سرہ العزیز زبان دربار سے فرماتے ہیں ؎

پیرہن پیرست مولانا فرید / مثل او در دہر مولانا فرید

اسی باب میں امیر خسرو علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے ؎

گر ز بہر ترک ترکم او بر تارک نہند / ترک تارک گیرم و تا گیرم ترک ترک

این بیت از زبان مبارک امیر خسرو ؎

قصہ پیران ما چوں قصص الانبیاست / ذکر مریداں از تذکرۃ الاولیاست

فصل ۴

بیان حسب اور نسب اور ازدواج اور اولاد شیخ بدرالدین سلیمان گنجشکر صاحب سجادہ قدس اللہ سرہ العزیز کا ؛

ذکر آنحضرت قدس اللہ سرہ العزیز

سیر الاولیا سے منقول ہے کہ شیخ مشائخ طریقت آفتاب عالم حقیقت یعنی شیخ بدرالدین سلیمان بن شیخ الشیوخ عالم گنجشکر رحمۃ اللہ علیہما بعد وفات حضرت گنجشکر کے سجادہ نشین ہوئے۔ تمام بھائیوں کے اتفاق سے اور سب اہل ارادت

حاضر تھے۔ مصنف سیر الاولیا کہتا ہے۔ کہ مَیں نے اپنے والد سید مبارک محمد کرمانی سے سُنا ہے۔ کہ شیخ بدرالدین سلیمان سر منڈائے نہیں رہتے تھے۔ مانگ نکالتے تھے۔ مشائخ چشت کے طریق پر جو دست بیعت خلفاء چشت سے رکھتا۔ وہ طریق اس طرح تھا۔ کہ جب چاہا کہ خواجہ قطب الدین چشتی کو باپ کے سجادہ پر چشت میں بٹھلادیں اور خواجہ قطب الدین صغیر تھے۔ دوسرے بزرگ اور اقربا رضا مند نہیں ہوتے تھے۔ اور خواجہ علی چشتی کہ چچا خواجہ قطب الدین کے تھے۔ سلطان غیاث الدین بلبن کے عہد میں شہر دہلی میں آئے ہوئے تھے۔ بزرگان چشت نے دو خلفاء صاحب نعمت کو خاندان خلفاء چشت سے ایک خواجہ روزکی بوقت تکلم سنی ان کے نام مبارک کی تکبیر کہتے تھے اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد۔ دوسرے خواجہ غورک بوقت سنی ان کے نام مبارک کی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہتے تھے واسطے اس مصلحت اور رکھنے سجادہ کیفیت خاندان چشت کی کہ خواجہ قطب الدین کو دیتے ہیں۔ خدمت میں خواجہ علی کے دہلی میں روانہ کیا۔ چنانچہ یہ حکایت مشہور ہے۔ الغرض یہ خلیفہ صاحب نعمت جب اجودھن میں پہنچا۔ شیخ الشیوخ عالم فریدالدین کو خبر ہوئی کہ یہ دو بزرگ خاندانِ چشت سے آئے ہیں شیخ الشیوخ عالم نے استقبال کیا۔ بزرگ بزرگ کو تعظیم کے ساتھ اجودھن میں لایا اور ضیافتیں کیں۔ بعدہ مولانا شہاب الدین اور شیخ بدرالدین سلیمان کو نظر مبارک سے گذرانا اور کہا کہ ان کو آپ کلاہ ارادت پہنائیے ان بزرگوں نے کہا کہ ہماری کیا جگہ ہے کہ تجھ سے بادشاہ کی نظر میں کلاہ دیں۔ شیخ الشیوخ عالم نے فرمایا کہ ہم یہ نعمت تمہارے خاندان سے رکھتے ہیں میرا مطلوب یہ ہے کہ کلاہ تمہارے ہاتھ سے پہنیں۔ بعدہٗ ان بزرگوں نے کہا کہ جب مخدوم معذور نہیں رکھتا اور اشارہ ہوتا ہے کلاہ۔ مخدوم اپنے دست مبارک سے کرے ہم کو دے۔ پس مولانا بدرالدین اسحاق نے بحکم اشارت شیخ شیوخ العالم کے کلاہ اِن بزرگ کو دی اور اِن بزرگوں نے۔ اور سوائے پانچ روز کے کسی وجہ سے افطار نہ فرماتے تھے۔ اور آپ کا افطار وقت ایک پہر رات کے ہوتا تھا۔ چند نان روغن کے ساتھ چھکیں۔ چنانچہ ایک سیر کی آٹھ روٹیاں ہوتیں ان میں سے ہزار حیلہ سے کھاتے تھے ایک پیالہ دودھ کے ساتھ اور وقت افطار کے سوائے اِس کھانے کے حلواء

اس وقت بڑے بڑے وقت سے اور روٹیاں آگے لیجاتے تھے۔ اس سے کچھ نہ کھاتے حلوے کی صحنک اس وقت کہ خلق سوتی تھی جس کو دل چاہتا بھجدیتے تھے درویشوں کی خارج کندوری کہ دو وقت جماعت خانہ میں ہوتی تھی اور خاص وعام کا اس سے حصہ ہوتا اور اگر شیخ شیوخ العالم کے موضع میں آتے۔ درویش اور محتاج ان کی سخاوت کے واسطے کھڑے ہوتے تھے۔ جب صف ایثار شروع کرتے ہر ایک کو تیس مبلغ عنایت فرماتے اور چلے جاتے۔ اگر ایسا آتا کہ کچھ اس کو مل گیا ہو اور اپنے مقام سے علیحدہ ہو کر دوسری جگہ صف میں کھڑا ہوتا اور اپنے حال سے خبر کرتا کہ میں ایک بارے چکا ہوں اس کو دوچند دیتے۔ اگرچہ چند مرتبہ اس نے ایسا کیا ہو زجر اور توبیخ نہ کرتے مقصود شیخ کا یہ تھا کہ کوئی مناع اللخیر نہ ہو۔ اور جو آدمی خدمت خاص میں مشغول رہتے اور جو طائفہ وضو کراتا اور جو کپڑے سیتی تھی اور دھوتی تھی کسی آدمی کی مجال نہ تھی کہ ان پر آسیب پہنچاوے اور اگر کوئی زبردستی یا رنج پہنچاتا خانقاہ سے نکال دیتے تھے اور طہارت اور لطافت کی اس قدر کوشش تھی کہ حد سے زیادہ۔

منقول ہے کہ شیخ رکن الدین نبیرہ شیخ بہاؤالدین زکریا شہر دہلی سے ملتان جاتے تھے۔ شیخ شیوخ العالم کی زیارت کو گئے جب روضہ متبرکہ سے نکلے شیخ علاؤالدین سے معانقہ ہوا۔ اور شیخ علاؤالدین نے ملاقات کی۔ شیخ رکن الدین واسطے مصافحہ اور معانقہ کے گئے۔ اور شیخ علاؤالدین کو گود میں لیا۔ اور کہا کہ خداتعالیٰ نے تم کو ایسی طاقت بخشی ہے کوئی نہیں جگہ سے ہلا سکتا۔ لیکن مجھ کو چند نفر قرابت کے سبب سے کہ تعلق ان کے ساتھ دیا ہے کشاں لے جاتے ہیں۔ یہ سخن فرمایا۔ اور باہم رخصت کی۔ جب شیخ علاؤالدین رحمۃ اللہ علیہ اپنے مقام میں آئے۔ اسی وقت وہ جامہ اتار ڈالا اور غسل کیا۔ اور دوسرا جامہ پہنا اور سجادہ پہ بیٹھے۔ یہ بات شیخ رکن الدین تک پہنچائی گئی اور کہا یہ کیا بزرگی ہے۔ کہ آپ سے پاک نژاد کے معانقہ سے ایسا کیا۔ شیخ رکن الدین نے فرمایا۔ کہ تم مولانا علاؤالدین کی قدر کیا جانو۔ وہ چاہتا ہے جو ایسا کرتا ہے۔ مجھ سے بوئے دنیا آتی تھی۔ اور وہ آدمی مبرا زندگی کرتا ہے۔ اگر ظلم کے ہاتھ سے شیخ الشیوخ عالم کے روضہ میں آتا مجال نہ تھی کہ کسی مظلوم کو بزور تعدی روضہ

منبر کہ سے نکلتا۔ اگرچہ بادشاہ وقت ہوتا۔ اس بادشاہ دین و دنیا کے خوف سے ڈرتا ✤

نقل ہے کہ حضرت قطب العالم شیخ محمد بن شیخ ابراہیم بن شیخ فیض اللہ بن شیخ بندگی حضرت تاج الدین محمود صاحب سجادہ حضرت گنج شکر قدس سرہٗ سے کہ جب حضرت سلطان محمد تغلق کہ اس کو ظالم کہتے تھے۔ ایک روز دہلی سے باہر آیا۔ اور چاہا کہ پیروں کے خانوادوں سے مال لے۔ اور پاک پٹن کے جوار میں پہنچا اور اپنے وکلاء کو شیخ علاؤالدین موج دریا کی ملازمت میں بھیجا۔ کہ سب خانوادوں نے مال دیا۔ تم بھی دو۔ حضرت نے فرمایا کہ جو مال خانوادوں سے لے آئے ہو۔ ہمارے آگے جمع کرو۔ اس کے بعد ہم بھی اپنی قدر کے موافق دیں گے۔ وکلاء مذکور نے شیخ کے حکم کے اشارہ پر اسی طرح سے کیا۔ اور سلطان کے آگے گئے اور کیفیت بیان کی۔ بعد ازاں شیخ علاؤالدین نے فقراء اور مساکین کو بلایا۔ اور فرمایا کہ اے بندگان خدا تعالےٰ یہ مال ان فقراء سے تمہارے نصیب میں تھا لو۔ درویشوں نے حسب فرمودہ شیخ علاؤالدین ایسا ہی کیا۔ اس روز سے آنحضرت کا لقب موج دریا پڑا۔ جس راہ سے گذرتے تھے۔ لوگ شیخ علاؤالدین موج دریا کہتے تھے۔ جب یہ سمع میں سلطان محمد تغلق کے پہنچا۔ غضب میں ہوا اور لشکر اور شہامت شاہانہ کے ساتھ شیخ علاؤالدین کی درگاہ میں آیا۔ جب دیکھا کہ شیخ علاؤالدین شرع کے جادہ پر بیٹھے ہیں۔ سلطان مذکور بہت نزدیک ہوا۔ چاہا کہ حضرت شیخ سے مزاحم ہو۔ حضرت نے اپنے دونوں آستین مبارک کو دراز کیا ان میں سے دو شیر نکلے۔ چاہا کہ سلطان کو پھاڑیں۔ یہ دیکھ کر اپنے فعل سے باز رہا۔ اور سر حضرت شیخ کے پائے مبارک پر رکھا۔ اور توبہ کی۔ آخر اس کی خوشامد سے حضرت شیخ نے شیروں سے فرمایا۔ کہ اپنی جگہ چلے جاؤ۔ وہ بصورت گربہ ہو کر چلے گئے۔ سلطان مذکور نے ایک تسبیح قیمتی جواہرات کی نذر گذرانی۔ حضرت شیخ نے فرمایا ہم کیا کریں ہم فقیر ہیں۔ واپس لے جاؤ۔ سلطان نے بہت خوشامد کی۔ شیخ نے اس تسبیح کو خدام کے حوالے کر دیا۔ اور سلطان سر زمین پر لگا کر گر گیا۔ اس اثناء میں ایک پیرزن بے نور نے خدمت میں شیخ

علاؤالدین نے عرض کیا کہ ہم بھوکے ہیں۔ اور خراب حال رہتے ہیں۔ آج بادشاہ آیا تھا۔ کچھ فتوح گزرانی ہے۔ وہ ہمارا حصہ کرو۔ حضرت شیخ نے خادم کو بلایا۔ اور فرمایا کہ وہ تسبیح جو سلطان نے نذر کی ہے لاؤ۔ جب وہ لائے تو شیخ نے پیرزن کو دیدی۔ اور فرمایا یہ تسبیح لے جا تیرا کام ہو جاوے گا۔ اس پیرزن نے کہا اور بھی فتوح گزرانی ہوگی۔ فرمایا خیر یہی فتوح ہے لے اور جا۔ آخر وہ پیرزن اُس تسبیح کو بازار لے گئی۔ اس اثنا میں خبر سلطان کو پہنچی۔ کہ اُس تسبیح کو ایک بڑھیا بیچتی ہے۔ سلطان نے ایک آدمی بھیجا کہ اتنے ہزار ٹکے لے جاؤ۔ اور بڑھیا کو دیکر تسبیح لاؤ۔ جب وہ آدمی پہنچا اور چند ہزار ٹکہ اس کو دیئے جانا کہ میں نے خوب قیمت پائی۔ وہ تسبیح قیمتی تھی۔ فوراً اُس بڑھیا نے تسبیح بادشاہ کے آدمی کو دے دی وہ سلطان کے آگے لے گیا۔ سلطان نے لے کر اپنے گھر رکھی اور اپنا آدمی شیخ کی ملازمت میں بھیجا۔ اور کہا کہ اُس تسبیح کو ایک لحظہ عنایت فرمائیے دیکھ کر بھیجوں گا جب سلطان کا آدمی شیخ کی خدمت میں پہنچا۔ اور یہ بات عرض کی۔ حضرت شیخ نے اشراق باطن سے جانا۔ کہ ہم کو واسطے آزمانے کے سلطان نے آدمی بھیجا ہے آخر الامر شیخ علاؤالدین نے اپنی نظر مبارک سلطان کے آدمی پر ڈالی اور فرمایا کہ حجرہ کے اندر جا اور اپنی تسبیح پہچان کر لے جا۔ وہ جب حجرہ کے اندر گیا تو کیا دیکھتا ہے۔ کہ اس کی شکل بلکہ اس سے بہتر بہتر ہزار ہا سونے کے کیلوں میں لٹکی ہیں حیران ہو گیا اور نکل کر شیخ کے پاؤں پر گرا اور جا کر جو دیکھا تھا۔ بادشاہ کے آگے عرض کیا۔ جب سلطان نے یہ کرامت شیخ کی دیکھی ننگے پاؤں آیا اور الحاح و تضرع کیا۔ اور پاک عقیدہ پیش کیا اور مرید ہوا اُس روز ایک خدا کے پرستندہ سے ہوا۔ اور چند سال شیخ کی خدمت میں رہا۔ جب حضرت شیخ نے اس کی صلاح دیکھی۔ ایک رومال اپنا عنایت کیا اور فرمایا کہ جب نماز فجر کی کرے۔ اُس کے بعد اس رومال کو اپنی آنکھوں پر رکھ۔ بعض سر مخفی کہ اس پر تجھ کو دخل نہیں ہے حق سبحان کی عنایت سے مکشوف ہوں گے اُس کو عدل کے ساتھ پہنچانا۔ سلطان نے اس رومال مبارک سے ہزار ایسی کرنیاں کرنا شروع کیں۔ ایک روز سلطان تخت پر بیٹھا تھا۔ ایک بڑھیا کا لڑکا ایک عورت پر فریفتہ تھا۔ جب

وہ مری اُس کو دفن کیا۔ وہ شخص اس جگہ کہ اس کو دفن کیا۔ رات میں قبرستان کو گیا۔ اور اس عورت کی قبر کھود دی اور اس کے صندوق کو شگافتہ کیا۔ اور اُس کو نکالا۔ اور اُس کے ساتھ فعل ناپسندیدہ کرنا شروع کیا۔ عورت نے اپنا سیدھا ہاتھ آگے رکھا۔ اِس مرد نے اُس کو کاٹ لیا۔ بعدازاں اُلٹا ہاتھ رکھا۔ اُس نے اس کو بھی کاٹ ڈالا۔ پھر فعل بد کیا یہ معاملہ سلطان پر مکشوف ہوا۔ فی الحال اپنے آدمی دوڑائے کہ فلاں فلاں شہر میں جاؤ۔ اور اُس شخص کو باندھ کر لاؤ۔ جب آدمی پہنچے کو ویسا ہی کیا ہے۔ حیران ہو گئے۔ اس کو باندھ کر بادشاہ کے روبرو لائے سلطان نے فرمایا۔ کہ اس کے ہاتھ اور پاؤں کاٹو۔ ویسا ہی کیا۔ آخر اُس کی ماں بادشاہ کے آگے آئی اور کہا کہ تو اپنے آپ کو عادل کہتا ہے۔ اور ایسا ظلم کرتا ہے۔ بادشاہ نے کہا میں نے عدل کیا ہے۔ اپنے لڑکے سے پوچھ سچ ہے یا جھوٹ۔ وہ بڑھیا اپنے لڑکے کے آگے گئی۔ اور حال معلوم کیا اور پھر لوٹی اُس روز سے نام اس کا سلطان محمد تغلق عادل ہوا۔ بعدازاں سلطان مذکور خدمت میں شیخ علاؤ الدین کے آیا اور عرض کی۔ کہ میں خواہش رکھتا ہوں کہ ایک گنبد حضرت کے واسطے بناؤں۔ حضرت نے فرمایا۔ ابھی نہیں۔ جب میں عالم فانی سے طرف عالم باقی کے جاؤں۔ جس کو توفیق ہوگی بناوے گا۔ سلطان رخصت ہوا۔ اور دہلی کی طرف گیا۔ بعد چند مدت کے حضرت شیخ رحمت حق سے ملے اور یہ خبر سلطان محمد تغلق کو جو مرید تھا۔ پہنچی۔ فوراً اپنے دو غلام کو قبولا اور بشارا نام تھا مقبرہ مقدسہ منورہ بنانے کو بھیجے کہ حضرت شیخ شیوخ عالم کے جوار میں گنبد عالی راست کریں۔ حضرت شیخ کے دو بڑے لڑکے تھے صاحب عظمت اور کرامت بعد واقعہ کے شیخ کے اشارے سے حضرت معزالدین بجائے پدر شیخ فریدالحق والشرع والدین کے مقام میں بیٹھے اور شیخ علم الدین بھی ظاہراً اور باطن آراستہ تھے۔ سماع میں ذوق تمام رکھتے تھے۔ حافظ کلام ربانی کے تھے۔ سلطان محمد تغلق بہت احترام کرتا تھا۔ اور شیخ الاسلام ہندوستان کی بادشاہت کرتا تھا۔ وفات شیخ علاؤ الدین موج دریا قدس سرہ العزیز کی غرہ ماہ شوال کو تھی۔ اور مدت خلافت پچاس سال تھی ٥

خوشا وقتے و خورم روزگارے
کہ یارے بر خورد از وصل یارے

زہے عظمت اور کرامت کہ لائق ہر کوئی اِس مقام کے نہیں ہے ؎

اسرار محبت را ہر دل نبود قابل
دُر نیست بہر دریا زر نیست بہر کانے

ذکر اولاد بندگی حضرت علاؤ الحق والشرع والدین موج دریا کا

کہ بیٹے بندگی حضرت بدرالدین سلیمانؒ کے تھے ۔

ذکر حسب صاحب سجادہ قدس سرہ العزیز کا

جاننا چاہیئے کہ شیخ علاؤالدین کے دو لڑکے تھے ۔ اوّل لڑکے شیخ معزالدین کہ شیخ فریدالدین کے سجادہ کے شرف سے مشرف ہوئے ۔ دوسرے شیخ علم الدین کہ اُن کی اولاد ملک گجرات میں شیخ مسعود بن شیخ حسن بن شیخ بدھ بن شیخ حسین بن شیخ سلیمان بن شیخ داؤد بن اخوند بن شیخ بدھ بن بندگی حضرت شیخ رکن الدین کان شکر بن سلیمان بن حضرت شیخ علم الدین مذکور ۔

ذکر حسب اور اولاد اور تاریخ وفات بندگی حضرت شیخ معزالدین بن علاؤالدین قدس سرہٗ

مَیں نے زبان سے والد بزرگوار پیر دستگیر قطب الاولیا شیخ مودود محمد چشتی بہدالوی سے سُنا ہے کہ حضرت معزالدین بڑے لڑکے علاؤالدین کے ہیں ۔ اور خلیفہ عظام ہیں ۔ سیرالاولیا سے نقل ہے ۔ کہ شیخ معزالدین کہ صاحب کرامات اور مقامات اور شیخ زادہ معظم اور مکرم علم کرامت اور متانت میں بہت تھے ۔ جو سماع میں اُن کا روئے مُبارک دیکھتا تھا ۔ تحقیق جانتا تھا ۔ کہ دو دمان کرامت اور بزرگی سے ہیں ۔ اور شیخ معزالدین نے علم کی تحصیل مولانا کابلی کے آگے کی تھی ۔ اور دین دنیا میں حظ کامل رکھتے تھے ۔ اور بجائے پدر کے شیخ شیوخ العالم فریدالحق والشرع والدین کے مقام میں بیٹھے اور سخاوت کا دروازہ خدائیتعالیٰ کے

بندوں پر کھولا۔ بعد چند روز کے سلطان محمد تغلق نے دہلی میں بلایا۔ بعد تعظیم اور تکریم بواجب کے فرمایا کہ ہمارے آگے امور ممالک کو پرداخت پر پہنچایا کہ و الدین و الملک تو امان بعدہٗ اس بادشاہ کی رائے ہوئی۔ کہ گجرات کی دیار شیخ کے حوالہ کرے۔ شیخ معز الدین گجرات میں گئے۔ آخر کار تقدیر الٰہی ظالموں اور باغیوں کے ہاتھ سے شہادت پائی۔ اور شیخ معز الدین نے پاک پٹن میں اپنے پیروں کے اشارہ سے شیخ شیوخ کے سجادہ پر لڑکے کو یعنی فاضل کو بٹھلایا تھا۔ مرقد معز الدین کا گجرات میں ہے۔ اور آج تک ان کے روضہ کی برکت سے خلائق فیض اٹھاتی ہے۔ اور اُن کی نعش مبارک وہاں سے لاکر پاک پٹن میں شیخ علاؤ الدین کے گنبد میں دفن کی ہے۔ تاریخ شہادت ۱۳ ماہ محرم ہے۔ مدت خلافت شیخ معز الدین کی ۱۶ سال۔ شیخ معز الدین مذکور کے دو لڑکے تھے اوّل قطب العالم شیخ فضیل صاحب سجادہ۔ دوسرے شیخ صدر الدین ٭

ذکر حسب اور تاریخ وفات اور مدت خلافت اور شیخ فضیل قدس سرہٗ

والد بزرگوار شیخ مودود چشتی کی زبان سے سنا ہے کہ شیخ فضیل بڑے لڑکے خلیفہ شیخ معز الدین کے۔ چنانچہ سیر الاولیا سے نقل ہے کہ شیخ زادہ معظم افضل الدین آج بجائے اجداد کے شیخ گنجشکر کے مقام میں بیٹھے ہیں اور صورت اور سیرت آبا اور اجداد میں رعایت اس سجادہ معظم کی اور طریق اپنے سلف کا ادا کرتے ہیں اور نہایت مشغول اور نہایت برکت اور تجرید میں کوشش کی ہے۔ اور مقبول قلوب ہوئے اور سخاوت کا دروازہ کھولا۔ اور معتقد اس خاندان کرامت کے امیدوار ہیں۔ کہ حق تعالےٰ ان کی برکت کار دینی اور دنیاوی بر لاتا ہے شیخ فضیل صاحب نعمت اور کرامت تھے۔ جو آپ کی نظر مبارک میں آتا۔ مقبول کونین ہوتا۔ آپکی وفات ۲۹ ماہ رجب ہے اور سترہ برس سجادہ خلافت پر بیٹھے۔ جب وقت شیخ کا آخر پہنچا۔ حضرت گنج شکر کی جانشینی اپنے لڑکے شیخ منور کے سپرد کی شیخ فضیل کے دو لڑکے تھے۔ اول شیخ الاسلام شیخ منور صاحب سجادہ۔ دوسرے شیخ سعد الدین ٭

ذکر حسب اور وفات اور مدت خلافت شیخ منور قدس سرہٗ

میں نے زبان سے اپنے پدر پیر دستگیر شیخ مودود محمد چشتی بہدالوی سے سنا ہے کہ شیخ منور پسر اور خلیفہ شیخ فضیل کے ہیں۔ اور باعظمت اور کرامت تھے۔ اور ان کی نظر مبارک بڑی نعمت تھی جو حضور سے گزرتا۔ مقبول ہوتا۔ شیخ منور بجائے اجداد کے شیخ شکر گنج کے سجادہ پر بیٹھے اور رعایت حق بواجبی بجالاتے۔ اور ترک اور تجرید میں بہت کوشش کی جب وقت آخر ہوا جانشینی گنجشکر کی اپنے لڑکے نورالدین کے سپرد کی۔ ۳۰ ماہ رجب کو انتقال فرمایا۔ مدت خلافت پچاس برس رہی ◆

ذکر اولاد شیخ منور کا

ان کے پانچ لڑکے تھے۔ اول شیخ المشائخ شیخ نورالدین یونس۔ دوسرے بندگی حضرت سراج المحققین برہان العاشقین شیخ بہاؤالدین صاحب سجادہ کہ اُن کو سجادہ ان کے بھائی شیخ نورالدین سے ملا۔ تیسرے شیخ خوجو۔ چوتھے شیخ مجیدالدین۔ پانچویں شیخ ابراہیم ◆

ذکر حسب اور تاریخ وفات اور مدت خلافت اور اولاد شیخ نورالدین صاحب سجادہ

میں نے اپنے والد پیر دستگیر کی زبان سے سنا کہ شیخ نورالدین پسر اور خلیفہ حضرت شیخ منور کے ہیں۔ باعظمت اور ہیبت اور کرامت تھے اور صاحب وجد اور سماع جس پر نظر ڈالتے تھے ماسوائے اللہ سے دور ہوتا۔ اور ہمیشہ مجاہدہ اور ریاضت میں مشغول رہتے تھے اور علائق دنیوی سے فارغ تھے۔ اور اپنے اجداد کی جگہ حضرت گنجشکر کے سجادہ پر مقیم ہوئے اور بواجب حق سجادگی بجالائے۔ جب آخر وقت ہوا۔ خدمت مقام گنجشکر کے باشارہ پیران اپنے بھائی شیخ بہاؤالدین ہارون

کے سُپرد کی اور رحمت حق سے ملے۔ مُدّت خلافت اٹھارہ سال ہے اور شیخ نورالدین کی اولاد نہیں تھی ٭

ذکر حسب اور تاریخ وفات اور مُدّت خلافت و اولاد شیخ بہاؤالدین ہارون کا

مَیں نے اپنے پیر دستگیر والد بزرگوار شیخ مودود چشتی کی زبان سے سُنا۔ کہ شیخ بہاؤالدین برادر اور خلیفہ شیخ نورالدین کے ہیں۔ اور بڑے صاحب عظمت اور کرامت تھے۔ اپنے اجداد کی بجائے قائم مقام سجادہ کے ہُوئے اور حق سجادگی بجا لائے مجاہدہ اور ریاضت میں بہت کوشش فرماتے تھے اور حق سے مشغول رہتے تھے۔ اور خدمت سجادگی کی باشارت پیران شیخ احمد اپنے لڑکے کے سپرد کی تھی۔ اور رحلت فرمائی مُدت خلافت شیخ بہاؤالدین کی ۲۲ سال ہے۔ شیخ بہاؤالدین کے دو لڑکے تھے ایک حجۃ الواصلین شیخ احمد صاحب سجادہ۔ دوسرے شیخ نعمت اللہ ٭

ذکر حسب و تاریخ وفات و مُدت خلافت و اولاد بندگی حضرت شیخ احمد قدس سرہٗ

مَیں نے اپنے پیر دستگیر والد کی زبانی سُنا کہ حضرت شیخ احمد پسر اور خلیفہ شیخ بہاؤالدین کے ہیں۔ بڑے نامدار اور شیخ کبار سے تھے۔ اور مقام میں حضرت گنج شکر کے مقیم ہوئے تھے۔ صاحب حال اور وجد تھے۔ اور ریاضت میں معروف اور مشہور اور ترک و تجرید میں مشغول۔ جس پر توجہ فرماتے وہی ہوتا تھا آخر وقت خدمت سجادہ کی اپنے لڑکے عطاء اللہ کے سپرد کی۔ بتاریخ ۸ ماہ ذیقعدہ وفات پائی۔ اور شیخ علاؤالدین کے گنبد میں دفن ہوئے۔ مُدت سجادہ ۲۲ سال۔ آپ کے چار لڑکے تھے۔ اوّل قطب الاولیائے شیخ عطاؤ اللہ صاحب سجادہ۔ دوسرے شیخ بُرہان۔ تیسرے شیخ عزیز اللہ چوتھے شیخ بہاؤالدین ٭

ذکر حسب اور تاریخ وفات اور مدت خلافت اور اولاد شیخ عطاء اللہ قدس سرہٗ

میں نے اپنے پیر دستگیر والد بزرگوار شیخ مودود محمد چشتی بہدانوی کی زبان سے سنا ہے کہ شیخ عطاء اللہ پسر اور خلیفہ شیخ احمد کے تھے۔ اور مشائخ کبار سے تھے۔ اور صاحب کشف اور کرامت تھے۔ اور بجائے اجداد کے سجادہ نشین تھے۔ رعایت سجادگی بہت فرماتے تھے۔ اور اپنے زمانہ میں مستثنیٰ تھے۔ کرامات اور مقامات ان کے بہت معروف اور مشہور ہیں۔ اور شہزادہ ریاضت اور مجاہدہ کا اطراف جوانب میں مشہور۔ شہرہ سے آدمی ان کی زیارت کو آتے تھے۔ جس پر نظر ڈالتے تھے۔ منور کرتے۔ جب دم آخریں پہنچا۔ خدمت روضہ مطہرہ کی اپنے لڑکے شیخ محمد کے سپرد کی بتاریخ ۷ جمادی الآخر انتقال فرمایا۔ شیخ علاؤ الدین کے گنبد میں مدفون ہیں۔ ۱۷ سال خدمت کی۔ اور شیخ عطاء اللہ مذکور کے دو لڑکے تھے۔ اول سلطان اولیاء بدر الطریقت محمد صاحب سجادہ دوسرے قطب الدین ؎

ذکر حسب اور تاریخ وفات اور مدت خلافت اور اولاد شیخ محمد

یہ پسر اور خلیفہ شیخ عطاء اللہ کے ہیں۔ بڑے صاحب عظمت اور کرامت تھے اور بجائے اجداد کے سجادہ نشین ہوئے۔ اور حق سجادگی بجالائے۔ رات دن حق سے مشغول رہتے۔ اور جو ملتا فقراء پر تقسیم کرتے۔ آوازہ کرامت کا مشہور ہو گیا۔ چنانچہ کچھ سنا گیا ہے۔ حضرت ضیاء الطریقت قطب العالم شیخ ابراہیم بن شیخ محمد سے ایک روز حضرت شیخ مذکور روضہ منورہ میں گنج شکر قدس سرہٗ کے بیٹھے تھے۔ کہ بابر بادشاہ بلباس قلندرانہ ولایت سے آیا اور دو آدمی امرا سے اسی لباس میں ہمراہ تھے۔ جب قطب العالم کی زیارت سے فارغ ہوئے۔ بعد ازاں مصافحہ بندگی حضرت شیخ محمد سے کیا۔ حضرت شیخ نے نور باطن سے دریافت کیا۔ اور کھانا طلب کیا اور بابر بادشاہ کے آگے رکھا۔ اور بایکدیگر تناول فرماتے تھے اس وقت شیخ محمد نے فرمایا کہ سبحان اللہ مشہور ہے کہ دو بادشاہ در اقلیمے نگنجد و دہ فقیر در یک گلیمے بخسپند اور اب ہم دو بادشاہ ہم طبق ہیں۔ آخر بادشاہ شیخ کے

پاؤں پر گرا۔ اور عرض کی کہ سوائے حضرت کے یہ راز دوسرا نہ جانے۔ فرمایا۔ خیر بادشاہی تجھ کو اور تیرے فرزندوں کو مبارک ہو۔ جب حضرت شیخ کا وقت پہنچا۔ خدمت مقام کی اپنے لڑکے شیخ ابراہیم کے سپرد کی۔ اور ۲۴ شوال کو وفات پائی۔ شیخ علاؤالدین کے گنبد میں دفن کیا۔ ۲۲ سال سجادہ نشینی کی۔ اور شیخ محمد مذکور کے تین لڑکے تھے۔ اول سراج المحققین شیخ ابراہیم صاحب سجادہ۔ دوسرے شیخ جلال الدین۔ تیسرے شیخ خلیل +

ذکر حسب اور تاریخ وفات اور مدت خلافت اور اولاد شیخ ابراہیم کا

میں نے اپنے والد بزرگوار سے سُنا ہے کہ ابراہیم پسر اور خلیفہ شیخ محمدؒ کے ہیں۔ بڑے نامدار اور مشائخ کبار اور صاحب اعتبار تھے۔ اور ریاضت اور مشقت میں معروف تھے۔ بجائے اجداد صاحب سجادہ ہوئے۔ اور حق واجب بجا لائے اور آپ کے مرید صاحب ولایت اور کرامات تھے۔ آنحضرت کے حالات بہت شہرت رکھتے ہیں۔ چنانچہ سُنا گیا ہے۔ حضرت ضیاء الطریقت قطب العالم شیخ محمد بن شیخ ابراہیم چشتی صاحب سجادہ حضرت گنج شکر سے کہ ایک رات ایک چور گھر میں شیخ ابراہیم بن شیخ محمدؒ کے آیا۔ اللہ تعالےٰ کے حکم سے نابینا ہو گیا۔ اور کوری چشم سے باہر نہ جا سکتا تھا۔ جب شیخ نماز تہجد کو اُٹھے خادمہ سے فرمایا کہ پانی وضو کی تجدید کو لا۔ خادمہ حسب الحکم گئی۔ کیا دیکھتی ہے کہ چور اندھا ہوا کھڑا ہے۔ اور کہتا ہے کہ اگر روشنی آنکھ کی پاؤں۔ پھر چوری نہ کروں گا۔ اور مسلمان ہوں گا۔ یہ خبر شیخ کے کان میں پہنچی۔ فی الحال وضو کیا۔ اور دوگانہ ادا کیا۔ اور ہاتھ اُٹھا کر درگاہ عز وجل میں دُعا کی۔ کہ ملکا بادشاہا یہ چور بینا ہو جاوے۔ خدا کے حکم سے چور بینا ہو گیا اور مسلمان ہوا۔ اور بہت مدت خدمت میں رہا۔ اور ایک صالحوں سے ہوا۔ اور نیز فرمایا کہ ایک سوداگر آیا اور ایک واہ اُس نے نذر گذرانی۔ بعد مدت کے سوال کیا کہ وہ واہ مجھ کو دیجئے۔ یا اپنی کرامت دکھلایئے حضرت شیخ نے فرمایا کہ ہم کچھ کرامت نہیں جانتے۔ کیا کہتا ہے۔ بہتر ہے کہ اس بات سے باز آ۔ ہر چند شیخ نے منع کیا۔ وہ اپنے کہنے سے باز نہ آیا۔ آخر الامر

حضرت شیخ نے ہاتھ پکڑا۔ اور جماعت خانہ میں لے گئے اور فرمایا آؤ اپنی کرامت تجھ کو دکھلاؤں۔ ہنوز یہ بات شیخ کی زبان سے پوری نہ ہونے پائی تھی۔ کہ سوداگر کے تمام بدن میں آگ لگ گئی۔ ہر چند خوشامد کی کچھ نہ ہوا اور مرگیا ÷

اگر کبھی امساک باران ہوتا۔ حضرت شیخ کلاہ کو سر سے اتارتے اور ہاتھ میں لے کر ہلاتے اور اللہ تعالےٰ کے حکم سے اطراف و جوانب میں مینہ برستا جب وقت شیخ کا آخر ہوا۔ جانشینی سجادہ کی اپنے لڑکے شیخ تاج الدین محمود کے سپرد کی۔ اور ۲۱ ماہ رجب کو رحمت حق سے ملے اور شیخ علاؤ الدین موج دریا کے گنبد میں مدفون ہوئے۔ اور شیخ ابراہیم مذکور کے دو لڑکے تھے اول ضیاء الطریقت حاجی الحرمین شیخ تاج الدین محمود صاحب سجادہ۔ دوسرے شیخ منور شہید ÷

ذکر حسب اور تاریخ وفات اور مدت خلافت اور اولاد شیخ تاج الدین محمود قدس سرہٗ

شیخ فیض اللہ ان کے بڑے بیٹے صاحب سجادہ تھے۔ میں نے اپنے والد پیر دستگیر کی زبان سے سنا ہے کہ شیخ تاج الدین بڑے لڑکے اور خلیفہ عظام شیخ ابراہیم بالا درجہ کے تھے۔ اور شیخ با عظمت اور کرامت تھے۔ بجائے اپنے اجداد کے شیخ شیوخ العالم کے مقام میں بیٹھے اور رعایت سجادہ کی بواجبی بجا لائے۔ اور آنحضرت اپنی درویشی کو اکثر پوشیدہ رکھتے تھے۔ دوتائی کا لباس تھا۔ اور نظر کیمیا اثر تھی۔ جس پر نظر فرماتے منور کرتے اور آنحضرت کے خلفاء جا بجا صاحب عظمت تھے اور ہیں مثل والد بزرگوار اس داعی کے یعنے شیخ مودود محمد چشتی اور شیخ الہداد گوالیری اور سید احمد گجراتی اور شیخ ابوالفتح تینی اور شیخ نظام الدین برادر حقیقی میرے دادا کے اور شیخ عبداللہ اور شیخ برہان الدین اور اور شیخ عین الدین پسران حضرت اور سید الہ داد تینی القصہ خلفاء آنحضرت کے اطراف و جوانب میں ہیں حضرت شیخ ہمیشہ یاد حق میں مستغرق رہتے تھے۔ اور ہمت اور شجاعت میں کمال تھے۔ ان کے مناقب معروف اور مشہور ہیں۔

چنانچہ شیخ ابوالمعالی عباسی طوسی ساکن سلہار سے کہ صوبہ بہار میں داخل ہے۔ سنا گیا ہے۔ کہ بندگی حضرت قطب الاقطاب شیخ تاج الدین محمود بنگالہ کی طرف

مسافر تھے۔ ناگاہ ان کا گذر بہاولپور کے جوار میں ہوا۔ آنحضرت کے باردار کھانے کے واسطے شہر مذکور میں گئے اور تمام شہر میں تلاش کیا مرغ نہ پایا۔ قاضی صیف الدین کے گھر میں تھا۔ یعنی شیخ ابوالمعالی کے والد۔ لیکن قاضی موجود نہ تھے۔ آنحضرت کے بارداروں نے قاضی نوکروں کی بہت خوشامد کی کہ قیمت لے کر مرغ دے دو۔ انہوں نے نہیں دیا۔ اور کہا ہم نہیں بیچنے کے۔ ہر چند خوشامد کی انہوں نے قبول نہ کیا۔ انہوں نے دوسری جگہ تلاش کیا کہ خرید کر کے لادیں۔ جب رات ہوئی۔ سب مرغیاں اللہ تعالےٰ کے حکم سے مر گئیں۔ آخر یہ خبر قاضی کو پہنچی۔ اپنے ملازموں سے تعرض کیا۔ اور صبح کے وقت ننگے پاؤں شیخ کی طرف دوڑے۔ دیکھا کہ حضرت شیخ سوار ہو کر اور باز ہاتھ میں لے کر شکار کو جاتے ہیں۔ جب نظر مبارک حضرت شیخ کی قاضی پر پڑی۔ فوراً شیخ نے فرمایا کہ قاضی سے قصور ہوا ہے۔ عفو کرنا چاہیے۔ قاضی نے پاؤں پر گر کر عرض کی۔ کہ بندہ سے بڑی تقصیر ہوئی ہے۔ اس کو عفو فرمائیے۔ فرمایا جو تم سے ہوا ہے۔ ہم نے عفو کیا۔ القصہ حضرت شیخ صاحب نے قاضی پر بہت مرحمت فرمائی۔ اور خلافت کا خرقہ شیخ فریدالدین کی جانب سے عطا فرمایا۔ اور اس ملک کو قاضی کی حمایت کو چھوڑا۔ شیخ ابوالمعالی فرماتے ہیں کہ چند بار گھر میں آگ لگی۔ لیکن شیخ کی برکت سے جس بقچہ میں لباس تھا۔ اس پر دھواں بھی نہ پہنچا اور سب اشیاء جلیں۔ اے عزیز سچ ہے کہ جو شخص شرع کے سجادہ پر مستقیم ہے۔ اس کا جامہ اللہ تعالےٰ کے فرمان سے نہیں جلتا +

میں نے پیر و دستگیر اپنے والد بزرگوار سے سنا ہے۔ کہ جب اکبر بادشاہ اکابر دین کے امتحان اور کرامت دیکھنے کے درپے ہوا۔ ایک بار شیخ تاج الدین محمود سے ملاقات ہوئی۔ آزمایش کرنے لگا۔ اور یہ حیلہ ڈھونڈا۔ کہ ایک اپنے خدمتگار کا جنازہ بنا کر بصورت مردہ کے تابوت میں رکھ کر آگے لے گیا۔ اور اس سے کہہ دیا کہ جس وقت شیخ تکبیر کہیں تو جنازہ سے اٹھ بیٹھنا۔ اور نماز کی درخواست کی حضرت شیخ نے بہت منع کیا۔ آخر تکبیر نماز جنازہ کی کی۔ وہ شخص زندہ عالم بقا کو سدھار گیا بادشاہ بہت اعتقاد لایا اور تعظیم اور احترام کیا +

ایک دفعہ امتحان کی غرض سے بلی پکڑ کر اور سرپوش ڈھانک کر آپ کے آگے رکھی آپ نے فرمایا کہ اے گربہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اُٹھ اور جا۔ گربہ زندہ ہوئی اور بھاگ گئی۔ بادشاہ کو بہت عقیدہ ہوا ✦

اے برادر یہ مرتبہ بیخی و میت کا ہے۔ ہر ایک کو اس مقام کا محل نہیں ہے۔

بعد ازاں حضرت شیخ نے اپنے پیروں کے اشارہ سے اپنی جانشینی شیخ فیض اللہ کے سپرد کی۔ اور خلیفہ ہوا صاحب سجادہ کیا۔ یہ بڑے لڑکے شیخ کے تھے۔ حق سجادہ کی بہت رعایت کی۔ اور باپ کے قدم پر قدم رکھا۔ جب یہ شیخ زادہ اعظم حضور میں حضرت شیخ کے بتاریخ ۲۵۔ ماہ ذی الحجہ ۱۰۷۸ھ رحمت حق سے ملے۔ تو عمر شریف پچپن برس کی تھی۔ دو سال سجادہ نشینی کی۔ حضرت شیخ نے خدمت سجادہ کی۔ شیخ ابراہیم پسر شیخ فیض اللہ کو اپنے پیران کے اشارہ سے عنایت فرمائی۔ شیخ ابراہیم صاحب وجد اور سماع تھے۔ اپنے اجداد کے قدم پر قدم رکھا۔ اور ہمیشہ حق سبحانہ تعالیٰ کے ساتھ رہتے تھے۔ بعد چند روز کے شیخ تاج الدین محمود تاریخ ۱۷۔ شہر صفر ۱۰۸۱ھ رحمت حق سے ملے۔ عمر شریف ۸۵ سال کی تھی۔ اور مدت خلافت ۷۰ سال تھی۔ شیخ فیض اللہ شیخ علاؤالدین موج دریا کے گنبد میں مدفون ہوئے۔ اور شیخ تاج الدین محمود شیخ شیوخ عالم کے روضہ منورہ میں گنبد کے رو برو شیخ علاؤالدین موج دریا کے رہے۔ عظمت اور کرامت شیخ تاج الدین محمود اور شیخ فیض اللہ ان کے پسر بزرگ کی اور شیخ تاج الدین محمود کے پندرہ لڑکے اور پندرہ لڑکیاں تھیں۔ اول شیخ فیض اللہ۔ دوم فتح اللہ۔ سوم شیخ غضنفر علی۔ چہارم شیخ احمد قتال۔ پانچویں امان اللہ۔ چھٹے شیخ عبدالواحد۔ ساتویں شیخ محمد مکی۔ آٹھویں شیخ عبداللہ۔ نانویں شیخ حسن محمد۔ دسویں شیخ کرم اللہ۔ گیارھویں شیخ برخوردار۔ بارھویں شیخ فرید محمد عرف کلاہ الدین۔ تیرھویں شیخ برہان الدین۔ چودھویں شیخ حسین پندرہویں شیخ عین الدین اور شیخ فیض اللہ بن شیخ تاج الدین محمود مذکور کے تین لڑکے تھے۔ اوّل شیخ ابراہیم صاحب سجادہ۔ دوسرے شیخ عارف۔ تیسرے شیخ پیجو ✦

اکیس ۲۱ نام شیخ تاج الدین محمود چشتی قدس سرہ کے

جو باعتقاد درست پڑھے اس کی حاجت روا ہو۔ الٰہی بحرمت مولانا شیخ محمود چشتی قدس سرہٗ العزیز۔ الٰہی بحرمت مولانا مخدوم شیخ تاج الدین محمود چشتی۔ الٰہی بحرمت قطب الانام شیخ تاج الدین محمود چشتی۔ الٰہی بحرمت شیخ الاسلام والمسلمین شیخ تاج الدین چشتی۔ الٰہی بحرمت سراج المحققین شیخ تاج الدین محمود چشتی۔ الٰہی بحرمت برہان العاشقین شیخ تاج الدین محمود چشتی۔ الٰہی بحرمت سیخی شیخ تاج الدین محمود چشتی۔ الٰہی بحرمت کامل المکمل شیخ تاج الدین محمود چشتی۔ الٰہی بحرمت متوکل شیخ تاج الدین محمود چشتی۔ الٰہی بحرمت عالم العمل شیخ تاج الدین محمود چشتی۔ الٰہی بحرمت پیران پیر شیخ تاج الدین محمود چشتی الٰہی بحرمتِ صاحب الولایات شیخ تاج الدین محمود چشتی۔ الٰہی بحرمت خارق العادات شیخ تاج الدین محمود چشتی۔ الٰہی بحرمت درویش تاج الدین محمود چشتی۔ الٰہی بحرمت متحمل تاج الدین محمود چشتی۔ الٰہی بحرمت طالب الحق شیخ تاج الدین محمود چشتی الٰہی بحرمت صاحب السجادہ شیخ تاج الدین محمود چشتی۔ الٰہی بحرمت محقق شیخ تاج الدین محمود چشتی۔ الٰہی بحرمت حاجی حرمین شریفین تاج الدین محمود چشتی۔ الٰہی بحرمت غریب شیخ تاج الدین محمود چشتی۔ الٰہی بحرمت ضیاء الطریقت برہان الحقیقت والشرع والدین شیخ تاج الدین محمود چشتی قدس سرہ العزیز۔ اور نام ہائے متبرک مذکورہ بندہ کاتب الحروف نے جمع کئے ہیں۔

ذکر حسب اور تاریخ وفات وولادت بندگی شیخ شیخ ابراہیم قدس سرہ

کاتب الحروف نے اپنے پیر دستگیر والد بزرگوار شیخ مودود محمد چشتی سے سُنا۔ کہ حضرت شیخ ابراہیم بن شیخ فیض اللہ بن بندگی حضرت شیخ تاج الدین محمود کے بڑے لڑکے اور خلیفہ شیخ ابراہیم کے ہیں۔ صاحب عظمت اور ہیبت ہیں۔ ہمیشہ مجاہدہ اور ریاضت میں مشغول رہتے تھے۔ اور بجائے اپنے اجداد کے حضرت گنجشکر کے سجادہ نشین ہوئے۔ اور رعایت سجادہ کی خوب کی۔ جب آخروقت پہنچا تو خدمت سجادہ کی اپنے حیات میں اپنے لڑکے ضیاء الطریقت شیخ محمد کو مرحمت فرمائی۔

اور بتاریخ ۱۸ - ماہ محرم سنہ ۲۴ھ میں اس عالم سے انتقال فرمایا - عمر آپ کی ۲۹ سال تھی - اور مدفن آپ کا جوار میں حضرت شیخ کی قبر کے کیا - اور ۹ سال سجادہ نشینی کی - اور شیخ ابراہیم کے پانچ لڑکے تھے - اوّل نصیر الدین شیخ محمد صاحب سجادہ حضرت شکر گنج سلمہ اللہ تعالیٰ - دوسرے شیخ الٰہ بخش - تیسرے شیخ غلام محمدؐ - چوتھے شیخ خواجہ - پانچویں شیخ جان محمدؐ +

ذکر حسب بندگی حضرت شیخ محمدؐ صاحب سجادہ

بتاریخ ۲۰ - محرم سنہ ۲۴ھ سجادہ نشین ہوئے اور ہمیشہ ریاضت اور مجاہدہ میں مشغول رہتے تھے - آپ کے زمانہ میں سب خاندان کے دشمن مقہور ہوئے للہ الحمد علیٰ ذالک - ہمت اور شجاعت آپ کی لکھنے کی قلم کو مجال نہیں ہے - صورت اور سیرت آبا اور اجداد کی رکھتے ہیں - اور مقبول دلہا ہیں اور سخاوت میں کشادہ پیشانی اور فراخ دست ہیں - اس خاندان کے معتقد امیدوار ہیں کہ حق سبحانہ ان شیخ زادہ کو سجادہ پر مستقیم رکھے آمین - زہے عظمت اور کرامت شیخ تاج الدین محمود اور حضرت شیخ فیض اللہ اور شیخ ابراہیم ادھم اور شیخ محمدؐ کے کہ لائق اس مقام کے ہر ایک نہیں ہے

اسرار محبت را ہر دل نبود قابل
در نیست بہر دریا زر نیست بہر کانے

اور شیخ غضنفر علی ابن شیخ تاج الدین محمود مذکور کے چار لڑکے تھے - اوّل شیخ فرید محمدؐ دوسرے شیخ خلیل محمدؐ - تیسرے شیخ جمال محمدؐ - چوتھے شیخ عبد الحمید - اور شیخ فرید محمدؐ کے پانچ لڑکے تھے - اوّل خواجہ محمدؐ - دوسرے فرید - تیسرے شیخ نتھا - چوتھے شیخ جان محمد پانچویں شیخ ابو المعالی اور شیخ امان ابن شیخ تاج الدین محمود کے ایک لڑکا تھا - شیخ نور محمدؐ اور شیخ نور محمد کے ایک لڑکا شیخ صالح محمدؐ - اور شیخ عبد الواحد ابن شیخ تاج الدین محمود کے تین لڑکے تھے اوّل شیخ ابو المعالی - دوسرے شیخ فاضل محمدؐ - تیسرے شیخ صالح محمدؐ اور شیخ فاضل محمد مذکور کے ایک لڑکا شیخ علاؤ الدین اور شیخ عبد اللہ بن شیخ تاج الدین محمود کے تین لڑکے - اوّل شیخ غلام فرید - دوم شیخ غلام محمدؐ سوم شیخ غلام علی اور شیخ حسین محمدؐ بن شیخ تاج الدین محمود کے ایک لڑکا شیخ

مراد محمدؒ اور شیخ حسین محمد بن شیخ تاج الدین محمودؒ سے گھر میں شیخ علاؤ الدین ابن شیخ دادن بن شیخ جیبہ بن شیخ برہان الدین بن شیخ احمد صاحب سجادہ مذکور کے ہے۔ دوسری دختر آنحضرت کے گھر میں شیخ الہ دین ابن شیخ عبدالوہاب ابن شیخ برخوردار ابن شیخ برہان الدین مذکور کے ہے۔ تیسری لڑکی آنحضرت کے گھر میں شیخ معین الدین بن شیخ عبدالوہاب مسطور کے ہے۔ اس عفیفہ سے ایک لڑکا باسم شیخ برخوردار اور شیخ برخوردار کے ایک لڑکا باسم شیخ عارف محمدؒ ہے۔ چوتھی لڑکی حضرت کے گھر میں شیخ فیروز الدین شیخ عبدالوہاب مذکور کے ہے۔ اس عفیفہ سے ایک لڑکا باسم پیر محمد ہوا۔ پانچویں لڑکی آنحضرت کے گھر میں شیخ حبیب اللہ ابن شیخ عبدالوہاب مذکور کے ہے۔ کہ اس عفیفہ سے چار لڑکے باسم شیخ بدرالدین اور شیخ صدر الدین اور شیخ فتح محمدؒ اور شیخ بڈھا پیدا ہوئے۔ چھٹی لڑکی آنحضرت کے گھر میں شیخ نظام الدین بن شیخ قیام الدین بن شیخ حافظ بن شیخ عیسیٰ بن شیخ ابوالفتح بن شیخ رکن الدین بن شیخ خوجہ کہ اوپر مرقوم ہوئے۔ ہو چکی ہے۔ اُس عفیفہ سے ایک لڑکا باسم شیخ شاہ محمد پیدا ہوا۔ ساتویں لڑکی آنحضرت کے گھر میں شیخ قطب الدین ابن شیخ کمال ابن شیخ قطب الدین بن شیخ عطاء اللہ صاحب سجادہ مسطور سے ہے اور آٹھویں لڑکی آنحضرت کے گھر میں شیخ محمد کمال ابن شیخ قطب الدین مذکور کی ہے۔ اُس عفیفہ سے تین لڑکے باسم جمال الدین و کمال الدین و کچھو پیدا ہوئے۔ نویں لڑکی آنحضرت کے گھر میں شیخ قاسم ابن شیخ کمال مذکور کی ہے۔ دسویں لڑکی آنحضرت کے گھر میں شیخ فضیل ابن شیخ کمال مذکور کے ہے۔ اس عفیفہ سے تین لڑکے پیدا ہوئے۔ گیارھویں لڑکی آنحضرت کے گھر میں شیخ خان محمد بن شیخ احمد ابن شیخ الہ بخش بن شیخ حافظ بن شیخ حسین مرقوم کے ہے۔ بارھویں لڑکی آنحضرت کے گھر شیخ منعم ابن شیخ محمد ابن شیخ یوسف ابن شیخ خلیل ابن شیخ محمد صاحب سجادہ مذکور کے ہے۔ تیرھویں لڑکی آنحضرت کے گھر میں شیخ احمد ابن شیخ معین الدین ابن شیخ عبدالوہاب نواسہ شیخ کمال ابن شیخ قطب الدین ابن شیخ عطاء اللہ صاحب سجادہ کے ہے چودھویں لڑکی آنحضرت کے گھر میں شیخ علی محمد بن شیخ علاؤ الدین بن شیخ دادن ابن شیخ حبیب ابن شیخ برہان الدین مذکور کے ہے۔ اور شیخ مذکور نواسہ ملک کھراج کھوکھر کے ہیں۔

تاکہ معلوم ہوا اور گھر میں شیخ علی محمدؒ کے اُس عفیفہ سے ایک لڑکا پیدا ہوا۔ شیخ فتح محمد نام پندرھویں لڑکی آنحضرت کے گھر میں محمد مقیم ابن شیخ محمد ابن شیخ یوسف ابن شیخ خلیل ابن شیخ محمد صاحب سجادہ مذکور ہے ۔ دوسری شیخ سعد الدین ابن شیخ فضیل صاحب سجادہ مذکور کہ اولاد آپ کی پاک پٹن میں بنام شیخ اعظم بن شیخ سلیمان شیخ چاہ۔ اور شیخ شہاب الدین وغیرہ ابن شیخ محمدؒ بن شیخ زین العابدین اور دہلی میں بندگی حضرت حجۃ الواصلین شیخ علاؤ الدین زندہ پیر اور سفیح المشائخ والاولیا شیخ بدر الدین ابن شیخ المشائخ والاولیا شیخ نور الدین ابن شیخ تاج الدین ابن شیخ المشائخ والاولیاء شیخ خوجا ابن بندگی حضرت قطب الاقطاب شیخ منور صاحب سجادہ مسطورؒ کہ آنحضرت ایک اولیائے خدا اور مشائخ نامدار سے تھے۔ کہ کرامات اور احوال ان کے مشہور اور معروف ہیں اور مرقد مبارک آنحضرت کا دہلی میں ہے کہ وہاں سے آدمی فیضیاب ہوتے ہیں۔ اور شیخ علاؤ الدین زندہ پیر اولاد نہیں رکھتے تھے۔ وقت رحلت کے سجادہ اور جو نعمت آبا اور اجداد سے پہنچی تھی جب اپنے بھائی شیخ بدر الدین ابن شیخ نور الدین مذکور کو مرحمت فرمائی۔ اور شیخ بدر الدین کے دو لڑکے تھے شیخ فضیل اور شیخ جندن نام شیخ فضیل شیخ علاؤ الدین کے سجادہ کے شرف سے مشرف ہوئے اور شیخ فضیل دو لڑکے رکھتے تھے۔ شیخ زکریا صاحب سجادہ آنحضرت کے اور حاجی عبد الصمد اور شیخ زکریا کے دو لڑکے تھے۔ شیخ احمد صاحب سجادہ آنحضرت کے اور شیخ محمودؒ صاحب خلافت آنحضرت کے اور حاجی عبد الصمد مذکور کے تین لڑکے شیخ تاج الدین اور شیخ عبد اللطیف اور شیخ بدر عالم نام اور حضرت دہلی میں شیخ چندن ان کے ایک لڑکا باسم شیخ بدر الدین ان کے پانچ لڑکے باسم شیخ قطب الدین و شیخ صدر الدین و شیخ مصطفیٰ صاحب سجادہ شیخ لادن کے اور شیخ بہاؤ الدین اور شیخ محی الدین اور قطب الدین مذکور کی اولاد ایک دختر ہے اور صدر الدین مذکور کے دو لڑکے عبد الوہاب اور درویش محمد نام کہ ان کی اولاد نہ رہی۔ اور شیخ مصطفیٰ کے تین لڑکے شیخ وجیہہ الدین اور شیخ اسمٰعیل اُن کے صاحب سجادہ اور شیخ مرتضیٰ اور شیخ بہاؤ الدین مسطور کے ایک لڑکا شیخ لادن نام اور شیخ محی الدین کے دو لڑکے شیخ کمل اور بھلا۔ اور دوسری اولاد

شیخ شمس الدین ابن شیخ خوجو ابن شیخ منور صاحب سجادہ مرقوم کے حضرت دہلی ہیں
اور بعض برہان پور صوبہ دکن میں بنام شیخ نظام خاں ابن چشتی خاں ابن شیخ یعقوب
ابن شیخ احمد حاجی ابن شیخ برہان الدین ابن شیخ شمس الدین مذکور اور شیخ شعیب بن
شیخ محمود ابن شیخ عبدالوہاب بن شیخ ہیبت ابن شیخ غیاث الدین ابن شیخ
برہان الدین مرقوم دہلی میں شیخ بہاؤالدین شیخ رکن الدین اور شیخ اسمٰعیل اور
شیخ نور محمد اور شیخ نصیر الدین پسران شیخ ابو محمد بن ہیبت اور شیخ جان محمد بن شیخ
عبدالوہاب بن شیخ ہیبت مذکور اجودھن عرف پاک پٹن میں بنام شیر محمد بن شیخ
بایزید بن شیخ قیام الدین ابن شیخ حافظ ابن شیخ عیسیٰ بن شیخ عبدالفتح ابن شیخ رکن الدین
ابن شیخ خوجو ابن شیخ منور صاحب سجادہ مذکور اور شیخ خوجو مذکور ابن شیخ شاہ محمد
ابن شیخ نظام الدین مذکور اور شیخ صدر الدین ابن شیخ قیام الدین مزبور اور شیخ جان محمد
ابن شیخ احمد ابن شیخ الٰہ بخش ابن شیخ حافظ عیسیٰ مسطور۔ دوسرے شیخ نعمت اللہ
ابن شیخ بہاؤالدین ابن شیخ منور صاحب سجادہ مرقوم کہ وہ پاک پٹن سے
اور آگرہ میں سکونت کی تھی۔ کہ مرقد منور ان کا وہیں ہے ملتان میں جوان کے
تین لڑکے ہوئے بڑے لڑکے شیخ فخر الدین اور منجھلے شیخ علی اور چھوٹے شیخ حسین
اور شیخ فخر الدین مذکور نے موضع برہان پور میں اعمال پرگنہ خانوہ سرکار آگرہ
سے ہے۔ سکونت قبول کی کہاں کا مرقد بھی وہیں ہے۔ اور وہاں کے
آدمی آپ کی زیارت سے برکات حاصل کرتے ہیں۔ اور اولاد بھی انکی وہیں
ہے۔ اور بعض دکن میں ہیں۔ اور اولاد شیخ علی ابن شیخ نعمت اللہ مذکور کے
موضع مرالپور میں باسم شیخ بدی اور شیخ لعل اور شیخ خضر اور شیخ منور مشہور ہے
اور بیٹے شیخ عبدالمجید ابن شیخ محمد ابن شیخ عثمان کے۔ شیخ علی مسطور اور شیخ خضر محمد
اور شیخ عطاء اللہ بیٹے شیخ فیروز ابن شیخ جنید ابن شیخ عثمان مسطور کے اور عبداللطیف
اور لعل اور حبیب اللہ بیٹے شیخ رکن الدین ابن شیخ گدائی ابن شیخ عثمان مذکور کے اور
شیخ معظم اور اعظم بھی دو لڑکے شیخ بدن کے سربہ سے اور شیخ اولیا اور شاہ محمد
دو لڑکے بدن کے کہ بیٹے شیخ عبدالوہاب ابن شیخ حسین ابن شیخ نعمت اللہ مذکور
کے ہیں۔ دختر شیخ قاسم کی کہ وہ لڑکی تبنے تھی۔ اور شیخ چندن ابن شیخ جمال

ابن شیخ حسین مذکور - اور پاک پٹن میں اولاد شیخ برہان الدین صاحب سجادہ مسطور
کے ہے اور شیخ برہان الدین کے چار لڑکے تھے - بنام شیخ برخوردار اور شیخ جیا
اور شیخ موسیٰ اور شیخ بہاؤ الدین - اور شیخ برخوردار کے ایک لڑکا تھا - شیخ
عبدالوہاب نام اور شیخ عبدالوہاب کے پانچ لڑکے تھے اول شیخ الہ دین دوسرے
شیخ معین الدین - تیسرے شیخ بہاؤ الدین - چوتھے شیخ فیروز - پانچویں شیخ حبیب اللہ
اور شیخ جیا مذکور کے ایک لڑکا تھا - بنام شیخ علاؤ الدین اور شیخ علاؤ الدین
کے دو لڑکے تھے - اول شیخ شریف محمد - دوسرے شیخ علی محمد اور شیخ شریف
محمد کے ایک لڑکا تھا - باسم شیخ لگو اور شیخ علی محمد مذکور کے ایک لڑکا شیخ
فتح محمد دوسرے شیخ غلام محمد ابن شیخ الہ دین مذکور اور شیخ برخوردار اور شیخ
یوسف محمد اور شیخ خوبن اور شیخ احمد ابن شیخ معین الدین مسطور اور شیخ پیر محمد
ابن شیخ فیروز مرقوم اور شیخ بدرالدین اور شیخ صدرالدین اور شیخ فتح محمد اور شیخ
بڈھا ابن شیخ حبیب اللہ مذکور شیخ موسیٰ ابن شیخ برہان کے ایک لڑکی تھی - گھر میں شیخ
بہاؤ الدین ابن شیخ برہان کے کہ ان کی اولاد میں شیخ معز الدین ابن شیخ بہاؤ الدین
مذکور ہیں اور گھر میں شیخ معز الدین مذکور کے شیخ عادل چشتی کی لڑکی تھی - بہن شیخ
فیروز کی - کہ اس عفیفہ سے دو لڑکے اور چار لڑکیاں پیدا ہوئیں - لڑکے
شیخ کرم اللہ اور شیخ محمد اور جملہ دختران شیخ ایک مسماۃ بی بی ہسو گھر میں
شیخ نظام الدین بن شیخ نصرالدین شہید کے کہ ان کی ایک لڑکی مسماۃ بی بی
دبیا تھی - اور شیخ کرم کے دو لڑکے اول شیخ الہ داد دوسرے شیخ برہان اور
شیخ تاج محمود اور شیخ حاجی محمد ابن شیخ خواجہ خضر ابن شیخ اولیا ابن شیخ بہاؤ الدین
مرقوم اور شیخ بدرالدین ابن شیخ نظام الدین ابن شیخ بہاؤ الدین مذکور اور
شیخ بارید ابن شیخ علاؤ الدین ابن شیخ نظام الدین مسطور دوسرے شیخ قطب الدین
ابن شیخ عطاء اللہ صاحب سجادہ مرقوم کے تین لڑکے تھے - اول شیخ بدل دوم
شیخ کمال سوم شیخ نصیر الدین اور شیخ کمال کے آٹھ لڑکے تھے اول شیخ قطب الدین
دوسرے شیخ علی تیسرے شیخ عبدالرشید چوتھے شیخ جلال پانچویں محمد حسن چھٹے شیخ
قاسم ساتویں شیخ فضل اللہ بن خلیل دوسرے شیخ خلیل ابن شیخ محمد صاحب سجادہ

مذکور کہ آپ کی اولاد جبی پور کنکھری بنام شیخ یوسف اور شیخ احمد ابن شیخ خلیل مذکور کے ہے۔ اور شیخ یوسف کے ایک لڑکا تھا۔ بنام شیخ محمدؒ اور شیخ محمد مذکور کے آٹھ لڑکے تھے شیخ بدرالدین شیخ قطب الدین شیخ مصطفےٰ شیخ شاہ محمد۔ شیخ عزیز اللہ۔ شیخ مجیب۔ شیخ منیب۔ شیخ مقیم اور شیخ احمد ابن خلیل کے ایک لڑکا تھا۔ شیخ علاؤالدین کہ ان کے دو لڑکے تھے۔ شیخ امان اللہ اور شیخ معظم اور سارنگپور میں کہ ملک پابوہ میں ہے وہاں بنام شیخ سلطان کہ اولیائے خدا سے تھے اور گھر میں شیخ سلطان کے ہمشیرہ شیخ بھکھاری صاحب ولایت سارنگپور کی تھی۔ اور شیخ بھکھاری نسل سے حضرت گنج شکر کے ہوئے ہیں۔ اور دختر شیخ سلطان مذکور کے عقد میں شیخ شجو انصاری کے ہے۔ وہ ایک واصلان حق سے تھے۔ اور شیخ شجو پور کے لڑکے کے عقد میں شیخ نظام برادر شیخ فیروز چشتی ابن شیخ عادل کی ہے کہ شیخ نظام جد مادری بندہ کاتب الحروف کے ہوتے ہیں شیخ صدرالدین اور شیخ نظام اولاد شیخ کبیر ابن شیخ نری ابن شیخ زین العابدین ابن شیخ زین الدین ابن شیخ نظام الدین ابن شیخ سعدالدین ابن شیخ فضیل صاحب سجادہ حضرت گنجشکر ہیں۔ دوسرے شیخ موسے اور شہاب الدین اور شیخ محمدؒ ابن شیخ اولیاء ابن شیخ زین العابدین اولاد دختری رکھتے ہیں۔ دوسری اولاد شیخ علاؤالدین ابن شیخ بدرالدین سلیمان ابن حضرت گنج شکر قدس سرہٗ کی بہت سی فقیر نے جو دیکھی ہے قلم میں لایا ؞

ذکر بعض قوم کھوکھران وغیرہ کا کہ انہوں نے حضرت گنجشکر کی اولاد کو لڑکیاں دی ہیں

جاننا چاہیئے کہ سب اقوام سے کھوکھر قدیم مسلمان ہیں کہ عرب کی ولایت سے ان کے بزرگ آئے ہیں اور نواحی پاک پٹن میں سکونت اور ملک گیری کی ہے۔ اب تک ویسے ہی اور اپنی لڑکیاں عقد میں اولاد بندگیحضرت شیخ علاؤالدین موج دریا ابن شیخ بدرالدین سلیمان ابن بندگیحضرت قطب العالم

حضرت گنج شکر قدس سرہ کے لاتے ہیں۔ اور لاتے ہیں۔ بہ تفصیل ذیل اعتبار کریں +
اول دختر شیخ ملک شیخو ابن ملک برسنہ کھوکھر کی گھر میں شیخ محمد صاحب سجادہ کے
تھی۔ دوسری لڑکی ملک کالو ابن ملک شیخو مذکور کی گھر میں شیخ ابراہیم صاحب
سجادہ کے تھی۔ اور لڑکی ملک جسرۃ ابن ملک ہریا کھوکھر کی گھر میں شیخ فیض اللہ صاحب
سجادہ کے تھی۔ چوتھی لڑکی اسمٰعیل خاں کھوکھر کی گھر میں شیخ محمد صاحب سجادہ ابن
شیخ ابراہیم کے ہے۔ پانچویں لڑکی ملک بہراج ابن ملک کالو کھوکھر مذکور کی گھر میں
شیخ غضنفر علی ابن شیخ تاج الدین محمود صاحب سجادہ کے تھی۔ چھٹی لڑکی عمر خاں
ابن شاہ منصور کھوکھر کی گھر میں شیخ محمد مکی ابن شیخ تاج الدین محمود کے ہے۔ ساتویں
لڑکی ملک برسنہ ابن ملک جبروت مرقوم کی گھر میں شیخ عبداللہ ابن شیخ تاج الدین
محمود کے ہے۔ آٹھویں لڑکی ملک عبداللہ ابن مولانا مبارک کھوکھر کی گھر میں شیخ جان محمد
ابن شیخ احمد قتال ابن شیخ تاج الدین محمود کے ہے۔ نویں لڑکی ملک برسنہ ابن ملک جسرت
مذکور کی گھر میں شیخ صدر الدین کے ہے۔ ابن شیخ حبیب اللہ۔ دسویں لڑکی ملک
بھراج ابن ملک کالو مسطور کی گھر میں شیخ علاؤ الدین ابن شیخ دادن کے ہے۔ گیارھویں
لڑکی بجلی خاں کی عرف سکی گھر میں شیخ برہان الدین ابن شیخ احمد صاحب سجادہ کے
ہے۔ بارھویں لڑکی کھوکھر کی گھر میں شیخ کمال ابن شیخ قطب الدین کے ہے۔ تیرھویں
لڑکی کھوکھر کی گھر میں شیخ قطب الدین ابن شیخ عطاء اللہ صاحب سجادہ کے تھی۔
چودھویں لڑکی کھوکھر کی گھر میں شیخ محمد شریف ابن شیخ علاؤ الدین کے ہے۔ ڈہڈیان
بھی اپنی لڑکیوں کی نسبت فرزندان شیخ علاؤ الدین موج دریا قدس سرہٗ سے کرتے
ہیں۔ اس طریق سے کہ اول لڑکی رائے بھراج ابن رائے لکھی دہھی کی گھر میں شیخ عبداللہ
ابن شیخ تاج الدین محمود کے تھی۔ اور بھٹیاں بھی اپنی لڑکیاں مخدوم زادوں کو دیتے ہیں۔
اول لڑکی رائے سدھو ابن رائے الہداد بھٹی کی گھر میں شیخ جلال ابن شیخ محمد صاحب
سجادہ کے تھی۔ دوسری لڑکی بھٹی کی گھر میں شیخ قطب الدین ابن شیخ عطاء اللہ صاحب
کے تھی۔ تیسری لڑکی بھٹی کی گھر میں شیخ کمال ابن شیخ قطب الدین مذکور کے تھی چوتھی
لڑکی رائے شہاب بھٹی کی گھر میں شیخ احمد ابن شیخ الہ بخش کے تھی۔ پانچویں لڑکی نصیر خاں
بھٹی کی گھر میں شیخ الہ بخش ابن شیخ ابراہیم صاحب سجادہ کے ہے۔ اور دختران مینا

راجپوت بھی گھر میں مخدوم زادوں کے آئی ہے۔ اول لڑکی رائے قطبہ ابن رائے محمد کی گھر میں شیخ تاج الدین محمود صاحب سجادہ کے تھی۔ دوسری لڑکی شیخ مسی کی گھر میں شیخ بدن ابن شیخ قطب الدین ابن شیخ عطاء اللہ صاحب سجادہ کے تھی۔ تیسری لڑکی شہباز خاں ابن رائے قطبہ مذکور کی گھر میں شیخ احمد قتال ابن شیخ تاج الدین محمود کے گھر میں ہے۔ یہ جو اس ذرہ مذموم نے سنا نوک قلم میں لایا۔ واللہ اعلم بالصواب *

بیان اولاد بندگی حضرت شیخ محمد عرف ممن شہید ابن شیخ بدر الدین سلیمان ابن بندگیحضرت قطب العالم شیخ فرید الدین گنجشکر قدس سرہ العزیز

شیخ محمد مذکور کے دو لڑکے تھے۔ اول شیخ فیروز شاہ دوسرے خواجہ خضر کہ اولاد نہیں رکھتے تھے اور شیخ فیروز شاہ کے تین لڑکے تھے۔ اول شیخ نور الدین۔ دوسرے شیخ عبد الملک تیسرے شیخ جلال کہ اُن کی اولاد صحانہ میں کہ راہب کی طرف ہے۔ وہاں شیخ غازی ہے ابن شیخ لنکاہ ابن شیخ رحموں اور شیخ کمال ابن شیخ الہ داد ابن شیخ نو تو ابن شیخ رحموں مذکور ہے اور مادی میں منسوب بشیخ شہاب الدین کہ نزدیک پاک پٹن کے ہے۔ وہاں بنام شیخ پیر مبارک وغیرہ بن فیروز شاہ بن شہاب الدین مذکور اور شیخ ابراہیم ابن شیخ علی اکبر ابن شیخ یوسف ابن شیخ شہاب الدین مسطور اور شیخ معروف ابن شیخ داؤد ابن شیخ ارزانی اور شیخ تاج الدین وغیرہ قبول پور میں بندگی حضرت شیخ موسیٰ بن شیخ حسام الدین حاجی ابن شیخ نور الدین ابن شیخ فیروز شاہ ابن شیخ محمد کہ صدر میں مذکور ہیں۔ اور اولاد شیخ موسیٰ کی منوڑی میں بنام شیخ قادر شاہ اور شیخ شیخو اور مجاہد شاہ اولاد شیخ علی اور شیخ علاول ابن شیخ ابابکر اور شیخ فضل اللہ اور سعید خاں اولاد مرزا عبد الشکور کی ابن میر بابا اور شیخ جنید اور شیخ سدھاری اولاد شیخ سراج الدین بن شیخ عبد الحمید بن شیخ سعد بن شیخ داؤد بن شیخ ابو الفتح

بن شیخ موسیٰ مرقوم اور نکاح میں شیخ سراج الدین کے لڑکی شیخ نظام برادر حقیقی جد کاتب الحروف کی تھی۔ اور شیخ تاج الدین اور شیخ سلیمان اولاد شیخ امام الدین بن شیخ عبد الحمید بن شیخ سعید مسطورہ کے اور نکاح میں شیخ امام الدین کے بھی لڑکے شیخ نظام الدین مذکور کے تھے۔ دوسرے شیخ کمال بن شیخ فتح اللہ بن عبد الحمید بن شیخ سعید بن شیخ داؤد مذکور اور نکاح میں شیخ فضل اللہ کے پھوپھی کاتب الحروف کی ہے کہ وہ حقیقی بہن میرے چچا شیخ کمال بن شیخ محمد ابن جد کاتب الحروف کی ہے۔ دوسرے شیخ فرید بن شیخ خلیل ان کے نکاح میں تھی۔ بہن شیخ کمال مذکور کی ہے۔ اور شیخ زین بن شیخ معز الدین بن شیخ داؤد بن شیخ ابوالفتح ابن شیخ موسیٰ مرقوم اور زین کے نکاح میں لڑکی شیخ علم الدین ابن داؤد مسطور کی تھی۔ اور شیخ علم الدین والد بزرگوار کاتب الحروف کے دادا کے ہیں۔ اور شیخ زین مذکور کے اس عفیفہ سے دو لڑکے وجود میں آئے۔ بنام شیخ ابوزید اور شیخ شہاب دوسرے شیخ کبیر بن شیخ صدر الدین بن شیخ سلیمان بن شیخ ابوالفتح مسطور اور شیخ صدر الدین کے نکاح میں شیخ داؤد کی لڑکی تھی۔ کہ وہ عفیفہ کاتب الحروف کے دادا کی بہن ہے۔ اور شیخ کبیر مذکور کے نکاح میں شیخ علم الدین مذکور کی لڑکی ہے۔ اس سے چار لڑکے پیدا ہوئے جن کا نام منصور اور شیخ عماد اور شیخ خداداد اور شیخ عبد الرحمن ہے۔ اور ایک لڑکی اور تھی۔ شیخ ابو الخیر بن شیخ سلیمان بن شیخ ابوالفتح مسطور اور شیخ برخوردار ابوالخیر کے نکاح میں شیخ علم الدین مرقوم کی لڑکی تھی۔ کہ اس مسطورہ سے دو لڑکے وجود میں آئے بنام شیخ اسحاق کے اور شیخ برخوردار اور شیخ اسحاق کے ایک لڑکا تھا عبد الہادی۔ دوسرے خواجہ حبیب اور شیخ عبد الصمد اور شیخ حسام اور شیخ عبد النبی اولاد شیخ نظام بن شیخ سلیمان مذکور کی شیخ عبد النبی کے نکاح میں شیخ لکن چشتی سرہندی کی لڑکی تھی۔ اور شیخ قطب اور شیخ جوہر اور شیخ غیاث الدین اور اولاد شیخ بہلول بن شیخ حسین بن شیخ جلال بن شیخ داؤد مذکور اور شیخ بہلول کے نکاح میں کاتب الحروف کے والد کے چچا کی لڑکی تھی۔ اور شیخ آدم بن شیخ یعقوب۔ بن شیخ حسن مذکور کہ ان کے نکاح میں شیخ حاجی بن لشکری انصاری کی لڑکی تھی۔ جو بھانجے شیخ فیروز چشتی کے ہیں۔ اور حاجی محمد مذکور کے نکاح میں کاتب الحروف کے دادا شیخ محمد کی لڑکی تھی۔ دوسرے شیخ قاضی فتح محمد مذکور اور شیخ بدر الدین وغیرہ اولاد

شیخ سکندر بن شیخ حسن مسطور شیخ عبدالحمید بن قاضی فتح محمد مذکور اور شیخ صادق بن شیخ فیروز شاہ اور شیخ موسیٰ ابن شیخ قطب نسل سے شیخ گدائی کے ہیں کہ دوم مرقوم کی نسل سے ہیں۔ دوسرے شیخ شمس بن شیخ مظفر بن شیخ ابراہیم بن شیخ حسام الدین بن شیخ داؤد مرقوم اور رحمادار اور تاجا پسران شیخ الہ دین بن اشرف بن برہان بن شیخ داؤد مسطور اور شیخ نصیب بن حمزہ بن جمال بن بدرالدین بن شیخ اسمٰعیل بن شیخ ابوالفتح مذکور اور تاج محمود بن شیخ محمد بن فضل بن جائیلدہ بن شیخ سلیمان بن شیخ ابوالفتح مذکور۔ دوسرے ابوالمعالی بن معروف بن شیخ جمیل بن نعمت اللہ بن جمال بن شیخ ابوالفتح مذکور۔ دوسرے شیخ معروف کی اولاد ایک لڑکی ہے۔ اور بندہ میں بنام شیخ حسین بن شیخ عبدالکریم بن خواجہ بن الفتح مزبور موسوم ہے اور شیخو پور میں باسم صالح محمد بن شیخ زین العابدین بن مال اور بہاؤ الدین اور بدرالدین مال مذکور کی اولاد بہت ہے۔ اور قطب پور میں بھی اولاد شیخ محمد ممن شہید مذکور کی ساکن ہے۔ مثل شیخ بہاؤ الدین بن شیخ منور وغیرہ کے اور بدایوں میں شیخ زین العابدین اور شہباز خاں اور شیخ فتح خاں اولاد شیخ عبدالغنی بن شیخ نصراللہ بن شیخ سلیمان مسطور دختر شیخ سراج الدین سے اور شیخ عزیز اللہ اور خواجہ مودود اور پسران عبدالغنی مذکور دوسری زوجہ سے ہیں۔ اور شیخ زین العابدین کے تین لڑکے اور دو لڑکیاں ہیں۔ ایک لڑکا شیخ یوسف نام ایک لڑکی اس کی اُس سے اوّل پیدا ہوئی۔ بعد اُس کے انتقال کے کاتب الحروف کے دادا کی لڑکی اُس کے عقد میں آئی اُس سے ایک لڑکا پیدا ہوا۔ شیخ حسام الدین نام اور ایک لڑکی بھی پیدا ہوئی۔ تیسرا لڑکا شیخ موسےٰ دوسری زوجہ سے ہے۔ اور شیخ شہباز خاں کے چار لڑکے تھے۔ اور چند لڑکیاں۔ شیخ حاجی کی لڑکی سے تین لڑکے بنام شیخ شہباب خاں اور شیخ سلطان اور شیخ حسین اور پانچ لڑکیاں تھیں اور ایک لڑکا اور دو لڑکی دوسری زوجہ سے اور شیخ چاندا ابن شیخ شہاب خاں مذکور اور شیخ فتح خاں کے پانچ لڑکے تھے اور چند دُختر۔ شیخ سُلطان بن شیخ خضر کی لڑکی سے پیدا ہوئے۔ لڑکے بنام شیخ فریدا اور شیخ تاج محمود وغیرہ دُوسرے شیخ سراج الدین فتحپور میں کہ اُن کے نکاح میں لڑکی شیخ نظام برادر شیخ

کمال بن شیخ شہاب الدین چشتی کی ہے۔ اور شیخ خلیل بھٹی بن شیخ داؤد کہ بنگالہ میں رہے
ان کے نکاح میں شیخ عبدالواحد اولاد شیخ فروز چشتی کی ہے۔ کہ اس عفیفہ سے
دو لڑکیاں اور دو لڑکے پیدا ہوئے۔ لڑکے شیخ نظام الدین اور شیخ بدرالدین دوسرے
شیخ نور محمد ابن شیخ خلیل مذکور دوسری منکوحہ سے ہیں اولاد شیخ محمد مرحوم کی بہت
ہے۔ بعض پیران پٹن میں کہ گجرات میں ہے۔ وہاں ساکن ہیں۔ اور بعض دوسرے
شہر میں ✣

ذکر اولاد شیخ محمود ابن شیخ بدرالدین سلیمان گرفرزند حضرت قطب العالم شیخ فریدالدین گنجشکر قدس اللہ سرہ

شیخ محمود نے بیعت اور خلافت اپنے والد بدرالدین سلیمان سے حاصل کی اور
ان کے دو لڑکے تھے۔ ایک شیخ داؤد کہ سجادہ نشین ہوئے۔ دوسرے شیخ نصیرالدین
اور ایک لڑکی مسماۃ عزیزہ عرف سلیمہ کی ان کے ایک لڑکا تھا۔ شیخ فضل اللہ اور
شیخ داؤد کے دو لڑکے تھے۔ رفیع الدین صاحب سجادہ اور شیخ بہاؤالدین اور شیخ
رفیع الدین کے تین لڑکے تھے۔ اول مخدوم زین چشتی کہ بیعت اور خلافت اپنے والد سے
لی۔ دوسرے شیخ بازید۔ تیسرے نصراللہ۔ اور شیخ زین کے پانچ لڑکے تھے۔ اول
شیخ جہان شاہ صاحب سجادہ دوسرے شیخ سلطان شاہ۔ تیسرے شیخ برہان الدین
چوتھے شیخ معزالدین۔ پانچویں شیخ تاج الدین اولاد حضرت مخدوم شیخ کی بہدانی
اور بدایوں اور مواکو پسر اور فتح پور اور سہرا یوں میں بہت ہے۔ چنانچہ اس کی
تفصیل تیسرے باب میں ذکر ہوگی۔ دوسرے شیخ بہاؤالدین ابن شیخ داؤد ابن شیخ
محمود بن شیخ بدرالدین سلیمان بن شیخ فریدالدین گنجشکر اور بہاؤالدین مذکور کے
دو لڑکے ایک شیخ موسےٰ دوسرے شیخ علی اور ایک لڑکی بھی تھی کہ وہ عفیفہ
بے اولاد رہی اور شیخ موسےٰ کے چار لڑکے تھے۔ شیخ فضل اللہ اور نظام الدین
اور کبیرالدین اور جتیاں اور شیخ محمود بن شیخ بدرالدین مذکور کے ایک لڑکی تھی۔ لیکن
معلوم ہوتا ہے کہ اس سے اولاد نہیں ہے۔ اور اولاد پسر شیخ محمود کی بہت ہے

چنانچہ لکھی گئی اور لکھی جاتی ہے۔ اور پھر خباب اولاد شیخ بازید ابن شیخ خواجہ ابن شیخ خواجہ داؤد ابن شیخ محمود مرقوم ہے۔ بنام شیخ سلیمان اور شیخ نصر اللہ اور شیخ ابا بکر اولاد شیخ نعمت اللہ ابن شیخ ابراہیم بن شیخ شاہ ابن شیخ خیر الدین بن شیخ بازید مذکور دوسرے شیخ حبیب اللہ عرف پر بھلا بن شیخ خیر الدین لڑکپن میں رحمت حق سے ہم آغوش ہوئے کہ بہت بزرگ تھے۔ چنانچہ اس دیار کے آدمی اس مزار سے برکتیں پاتے ہیں۔ اور پیر بھلا مشہور ہیں۔ دوسرے باغ میں خیر الدین شیخ فیروز اور شیخ محمد اور حاجی اور شیخ عبد اللطیف اولاد شیخ بازید بن شیخ بہاؤ الدین بن شیخ الہ داد مسطور اور نیز یہ حیات شیخ خواجہ اور شیخ اللہ اور شیخ محمد اور شیخ احمد وغیرہ اولاد شیخ نظام الدین مذکور دوسرے شیخ نصر اللہ برادر حقیقی مخدوم شیخ زین مذکور بن خواجہ رفیع الدین شیخ نصر اللہ کی ایک لڑکی تھی فاطمہ نام کہ وہ کریم الدین کے نکاح میں تھی کہ وہ اعظم اولاد شیخ اعظم سعد حاجی مرقوم سے تھی۔ کہ اس عفیفہ سے اولاد ہے۔ اور اس کی اولاد کا ذکر پانچویں باب میں کیا جاوے گا۔ اور غازی پور میں شیخ المشائخ والاولیا شاہ ابو الفتح خواجہ شہاب الدین بن خواجہ ابو الفتح بن خواجہ فیروز بن شیخ کمال بن شیخ نصیر الدین بن شیخ محمود بن شیخ بدر الدین سلیمان بن حضرت گنج شکر ہیں اور شاہ ابو الفتح مذکور اولیائے خدا اور مشائخ نامدار سے تھے اور خرقہ خلافت کا حضرت شیخ ابراہیم بالا راجہ جانشین حضرت گنج شکر سے پہنا تھا۔ اور اُن کی مرقد شہر مذکور میں واقع ہے۔ اور اولاد بھی وہاں ہے۔ بنام شیخ پھودہ اور صاحب سجادہ اُن کی اور خواجہ خضر اور شیخ کمال اور شیخ نظام الدین لڑکے شیخ تاج الدین محمود بن شیخ محمد بن شاہ مذکور کے رمانیہ میں کہ قریب نماز پور کے ہے باسم شیخ احمد تھے۔ کہ ان کی ایک لڑکی ہے۔ اور سسرالہ میں خواجہ عثمان ہارون صاحب سجادہ اور لڑکا شیخ صالح اور خواجہ معین الدین اور خواجہ قطب الدین اور شیخ جمال اور شیخ عبد الجلیل اور خواجہ عبد العزیز ابن حضرت شیخ صالح ابن شاہ مزبور اور چونسہ میں شیخ عبد الوہاب اور شیخ ابو المحسن اور شیخ حبیب اللہ پسران شیخ عبد الواحد بن شاہ مرقوم اور تاندہ میں شیخ حسین بن شاہ مسطور کے ایک لڑکی ہے۔ اور شیخ شہید ابن شاہ مرقوم کی اولاد نہ رہی اور شیخ تاج الدین بن شیخ

بدر الدین سلیمان بن حضرت گنجشکر کے چھ لڑکے تھے۔ شیخ احمد اور شیخ حسین اور شیخ محفوظ اور شیخ عبدالحفیظ اور شیخ سعد الدین اور شیخ حسین کہ ان کی اولاد نہیں ہے، اور سوائے شیخ حسن کے پانچ لڑکے شیخ تاج الدین مذکور کی اولاد ہے۔ اس تفصیل سے اول بادی میں شاہ منصور ہیں وہاں بنام شیخ عبدالنبی ابن شیخ احمد بن شاہ منصور بن شیخ ابراہیم اور شیخ پیر علی بن شیخ علی بن شیخ ابراہیم مذکور اور شیخ فتح محمد بن شیخ اولیاء بن شیخ شکر الدین بن شیخ ابو الخیر رہتے ہیں۔ اور شیخ تاج الدین محمود بن حافظ اور عبدالملک بن اسمٰعیل اور برخوردار بن جمال الدین اور شیخ ابابکر بن یوسف اور کبیر بن عزیز اللہ بھی ہیں اور بادی میں دوسرے کہ منسوب شیخ عمر ہے۔ وہاں بنام فیروز شاہ بن شیخ عبدالسلام بن شاہ محمد بن شیخ عمر مذکور اور شیخ بڈھا بن شیخ الہ بخش ابن شیخ اسمٰعیل ابن شیخ یوسف برادر شیخ عمر مرقوم کے اور شیخ عبدالرشید ابن شیخ ابابکر بن شیخ علم الدین بن شیخ عمر مسطور اور خواجہ علی ابن شیخ یعقوب برادر حقیقی شیخ عمر مذکور کے اور شیخ منور ابن شیخ اسمٰعیل ابن شیخ یوسف مربوز اور شیخ رکن الدین ابن شیخ حسن ابن شیخ نعمت اللہ اور شیخ الہ داد ابن شاہ منصور ابن شیخ اسمٰعیل اور شیخ حسین ابن شیخ احمد اور شیخ عماد بن شیخ حسام الدین ابن داؤد شاہ بن شیخ عبدالصمد اور شیخ قاسم ابن شیخ داؤد ابن شیخ بہاؤ الدین اور شیخ جلال ابن شیخ بہاؤ الدین ابن شیخ علم الدین اور سیالکوٹ چھٹی میں شیخ صالح محمد ابن شیخ عبدالمجید اور عبدالفتاح ابن شیخ معروف ساکن ہیں اور حضرت دہلی میں شیخ ابو الفتح کہ اولیائے خدا اور مشائخ نامدار سے تھے۔ اور خلافت کا خرقہ قطب الاولیاء شیخ تاج الدین محمود صاحب سجادہ حضرت گنج شکر سے رکھتے تھے اور ان کی نسبت اول پٹن میں ہوئی تھی۔ بعد ازاں دوسری نسبت قاضی عبدالستار ساکن فتح پور کے گھر کی نسل ابو مسلم سے ہیں ہوئی تھی۔ اس سے اولاد ہے۔ اور فتح پور میں شیخ تاج الدین عزیز نواب شیخ ابراہیم اور شیخ آدم کہ ان کے نکاح میں لڑکی شیخ نظام الدین ابن شیخ شہاب الدین کی ہے۔ اور آگرہ میں شیخ قطب الدین خلیفہ عبدالواحد اسلام اور وہ ابن شیخ حسین ابن شیخ نعمت اللہ مرقوم اور شیخ یوسف ابن فتح اللہ ابن رکن الدین ابن شیخ قاسم ابن شیخ داؤد ابن شیخ نظام اور شیخ معین الدین اور ابن شیخ عبدالغفور

ماڈی مذکور میں رہتے ہیں۔ اور تلوارہ میں شیخ بہاؤالدین ابن شیخ عبدالقادر ابن
شیخ بہلول ابن شیخ نصیرالدین اور شیخ شریف محمد اور شاہ محمد پسران شیخ
قطب الدین شیخ بہلول مزبور اور ماڈی میں تیسرے کہ منسوب شیخ شہاب الدین
وہاں باسم تاج الدین اور رکن الدین اور بدرالدین اور حسین خاں اور رحمت اللہ
اور شریف محمد پسران شیخ عبدالمجید بن محمد اور بدایوں میں شیخ معین الدین
بن عبدالحمید مذکور اور اس کی نسبت شیخ شہباز خاں کے گھر ہوئی ہے اور
نیز ماڈی مرقوم میں شیخ صالح محمد ابن شیخ یٰسین ابن شیخ محمد شاہ مسطور اور
شیخ عبدالرشید ابن سندی ابن علاؤالدین اور شیخ اشرف ابن شیخ محمود
ابن شیخ احمد متوطن ہیں۔ دوسرے حضرت پاک پٹن شیخ شہاب الدین اور
سیالکوٹ چیچے میں شیخ آدم پسران خواجہ احمد ابن شیخ رحمت اللہ مشہور
بہ تہنی اور شیخ بہاؤالدین ابن شیخ سعداللہ ابن رحمت اللہ مذکور اور شیخ
امام الدین ابن شیخ سلیمان ابن شیخ رفیع اللہ ابن شیخ رحمت اللہ ابن شیخ
ابابکر اور عبدالرحمٰن اور مبارک اور شیخ محمود پسران شیخ یوسف ابن شیخ
ابابکر مذکور اور شیخ اللہ داد ابن شہاب کو ان کی نسبت شیخ نصیرالدین ابن
شیخ کمال چشتی ساکن موکی ہوئی ہے۔ اور اولاد شیخ تاج الدین ابن شیخ
بدرالدین سلیمان ابن حضرت گنجشکر قدس سرہٗ کی بہت ہے۔ یعنے چناب
پر اور بعضے چاہ ہاپہ اور بعضے نواحی پٹن میں متوطن ہیں۔ جو اپنے
بزرگوں سے سنا اور دیکھا۔ قلم میں لایا۔ واللہ اعلم بالصواب +

ذکر اولاد بند گیحضرت شیخ مودود ابن شیخ بدرالدین سلیمان ابن حضرت گنجشکر قدس سرہٗ

جان کہ شیخ مودود کے چھ لڑکے شیخ خواجہ احمد اور خواجہ موسیٰ اور خواجہ
محمد اور خواجہ عثمان اور خواجہ ظہیرالدین اور شیخ میاں کہ اولاد نہیں رکھتے تھے۔ اور

دو لڑکیاں بی بی قمرن اور بی بی عزت نساء اور پانچوں لڑکوں کی اولاد بہت ہے چنانچہ شیخوپور میں حضرت حاجی نعمت اللہ کہ اولیاء نامدار سے تھے۔ دوسرے شیخ جلال اور شیخ ادریس اور شیخ نور محمد اور شیخ غازی اور شیخ حسن محمد اور شیخ خیر اشہر مذکور میں متوطن ہیں۔ اور لودھانہ میں شیخ سلیمان ابن شیخ معروف ابن شیخ آدم ابن شیخ موسیٰ ابن شیخ مودود مذکور کہ وہ اولیائے نامدار سے تھے۔ اور ان کی اولاد بلدہ سطیہ میں شیخ بہاؤ الدین اور شیخ محمد وغیرہ اور بعض آدمی کہتے ہیں کہ یہ شیخ سلیمان کی اولاد سے نہیں ہیں۔ محض غلط اور بہتان ہے۔ اگر یہ فرزندان شیخ سلیمان نہ ہوں پس اور فرزند آنحضرت گنجشکر کے ان سے کیوں نسبت رکھتے ہیں۔ جب حضرت شیخ بہاؤ الدین اور شیخ محمد حضرت شیخ الاسلام والمسلمین شیخ سلیم چشتی کی ملازمت میں فتحپور میں آئے۔ حضرت نے دوبارہ اُن کے ساتھ بہت التفات فرمایا۔ جلال الدین محمد اکبر بادشاہ سے کہا کہ یہ آدمی ہمارے برادر ہیں اور کچھ روزینہ نہیں رکھتے چاہئے کہ ایک گاؤں اچھا ان کی مدد معاش کو مرحمت ہو آخر الامر موضع شیخوپور میں اعمال پرگنہ لودہانہ ان کی مدد معاش کو مرحمت ہؤا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ فرزندان حضرت شیخ سلیمان سے صحیح النسب ہیں +

بیان اولاد شیخ بدر الدین مہتہ بن شیخ سلیمان چشتی مذکور کا

اُن کے تین لڑکے اور لڑکیاں تھیں۔ شیخ شہاب الدین اور شیخ بہاؤ الدین اور شیخ بابزیہ اور لڑکیاں مسماۃ بی بی شربت اور بی بی جا بلدہ اور شیخ بہاؤ الدین کے دو لڑکے تھے۔ اور ایک لڑکی۔ حضرت شیخ الاسلام شیخ سلیم چشتی اور شیخ موسیٰ اور بی بی فاطمہ +

ذکر حسب اور نسب اور اولاد اور ولادت اور خلفاء اور وفات بندگی حضرت قطب العالم شیخ سلیمان مشہور شیخ سیلم بن بہاؤالدین چشتیؒ

اولیاء کبار اور مشائخ نامدار سے تھے۔ حالات اور کرامات اور مجاہدات ان کے مشہور اور معروف ہیں اور والدہ بزرگوار آپ کی مسماۃ بی بی اخہ بنت شیخ اکرام اللہ عثمانی دام عفتہا بہت بزرگ تھیں اور آنحضرت نے مسافرت عرب اور عجم کی بہت کی اور اکثر اولیائے خدا کو دیکھا اور فیض حاصل کیا۔ چنانچہ ۳۲ حج ادا کئے۔ چونکہ قبل ولادت کے آپ کی والدہ بلدہ لدھیانہ میں رہتی تھیں۔ وہاں سے بحکم الٰہی انتقال فرمایا۔ اور دار الخلافت دہلی میں محلہ مشہور سرائے حضرت علاؤالدین زندہ پرست میں سکونت فرمائی۔ چنانچہ وہ مسکین ہنوز موجود ہے وہیں آپ کی ولادت ۸۸۸ھ میں ہوئی ✦

نقل ہے کہ ولادت کے وقت جب آپ کا سر زمین پر آیا اور وہاں دانہ پیشانی مبارک پر چبھا اس کا اثر پیری تک باقی تھا۔ فرماتے تھے کہ اس دانہ کی تکلیف کو یاد رکھتا ہوں۔ میں نے چاہا کہ ہاتھ سے دور کروں۔ پھر سوچا کہ اگر ایسا کروں گا تو عالم میں فتنہ برپا ہو جائیگا۔ جب عمر آپ کی ۹ سال کی ہوئی۔ آنحضرت کے والدین دہلی سے سیکری آئے اور وطن اختیار فرمایا۔ اس اثناء میں ماں باپ دونوں جنت کو چل بسے شیخ المشائخ شیخ موسیٰ آپ کے بھائی تربیت فرماتے تھے۔ جب آپ کی بزرگی کے آثار آپ کی پیشانی پر ظاہر پاتے تھے اور اولاد نہ رکھتے تھے۔ تربیت میں کوشش بلیغ فرماتے تھے۔ اور ایک گھڑی جدا نہیں کرتے تھے۔ یہاں تک کہ جاذبہ الٰہی دامنگیر ہوا۔ اور الہام ہونے لگا۔ کہ اپنے ظاہر اور باطن کے کمال کا سبب پیدا کرو۔ برادر بزرگوار سے سفر کی اجازت طلب فرمائی ہرچند مبالغہ کیا مگر نہ مانا۔ آخر کار برادر بزرگوار نے کہا۔ کہ ہم

اولاد نہیں رکھتے ہیں۔ اپنی تسکین خاطر کو ہم نے تمہیں فرزندی میں لیا ہے ہم نہیں
چاہتے کہ تم ہم سے جدا ہو۔ مگر جب حق سبحانہ کے فضل سے ہمارے فرزند ہو
اُس وقت تمہارے سفر سے راضی ہونگے۔ آنحضرت نے فرمایا کہ وہ فرزند تم سے
متولد ہوں گے۔ انشاء اللہ تعالےٰ اس وقت سن شریف آنحضرت کا چودہ برس کا تھا
اور مجاہدے بہت کئے تھے۔ چنانچہ بعض راتوں درخت پر دفع خواب کرتے تھے
اور صبح تک مراقب رہتے تھے۔ اس مجاہدہ کے اثناء میں خارق عجیبہ ظاہر
ہوتے تھے۔ اُن کے دیکھنے سے نسبت عقیدت مردم خویش و بیگانہ کی مضبوطی
پکڑتی تھی۔ خلاصہ یہ کہ بعد ولادت فرزندان کے جو آپ نے وعدہ کیا تھا آپ
مسافر ہوئے۔ اول سرہند میں قیام فرمایا۔ اور ملک العلماء شیخ مجدالدین سے
علوم ظاہری حاصل کئے۔ اور اکثر قصبہ بھدالی شیخاں میں کہ تین کوس سرہند سے
ہے واسطے زیارت اور استمداد کے آنا جانا فرماتے تھے۔ مسجد میں ملک الاولیاء
مخدوم شیخ زین الدین چشتی قدس سرہٗ کے پیوستہ کرتے تھے۔ حتیٰ کہ شوق زیارت
حرمین شریفین کا زیادہ ہوا۔ اور اٹھارہ برس کی عمر میں قصد بیت اللہ کا مصمم
کر کے سفر کیا۔ اور زیارت حرمین شریفین سے مشرف ہوئے۔ چنانچہ متعدد حج
ادا کئے اور تیس سال عربستان میں سیر فرمائی۔ اور انواع فواید حاصل فرما کر عزہ
عزت کو تکمیل کیا۔ اور اثناء سیر میں شیخ ابراہیم قدس سرہٗ سے بعیت کی۔ چنانچہ
بہت جلد فیض حاصل کیا۔ اور اجازت لیکر رخصت ہوئے۔ اور خرقہ خلافت
اور مثال پایا۔ اور یہ سبب حیرانی مریدوں کا ہوا۔ کہ ہم برسوں سے کوشش کرتے
ہیں ہنوز مطلب کی بو بھی نہیں پاتے۔ اور یہ تھوڑے زمانہ میں اس دولت سے
بافیض ہوئے۔ حضرت شیخ نے نور باطن سے معلوم کر کے فرمایا۔ کہ تم ہم سے
فیض کی درخواست کرتے ہو۔ اور وہ حصول استعداد اور وقت پر موقوف ہے
اور آپ کے ہم اجابت دار تھے۔ چنانچہ مدت سے انتظار آپ کے آنے کا
رکھتے تھے۔ اور خلفاء آنحضرت کے عرب میں بہت مشہور ہوئے ہیں۔
مثل سید محمود مغربی اور شیخ محمود شامی اور رجب چلپی روضہ متبرکہ حضرت
رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ منورہ کے متولی اور اشرف عرب

رب پر معتقد آنحضرت کے باخلاص ہوئے ہیں +
نقل ہے کہ اکثر آنحضرت عرب میں سیر اور طیر رہتے تھے۔ اور عجائب اور غرائب کا تماشا کرتے تھے۔ اور وہاں کے بزرگ فیض پہنچاتے تھے۔ اور اس نواح کے بعض مشائخ سے فیض لیتے تھے۔ اور موسم حج میں حاضر ہوتے تھے۔ بعد ازاں بحکم رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہندوستان میں آئے۔ جب بغداد میں نزول فرمایا۔ حضرت امام اعظم صوفی ابو حنیفہ کوفی رضی اللہ عنہ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ اور حضرت غوث الثقلین عبد القادر جیلانی قدس سرہٗ کی زیارت سے شرف حاصل کیا۔ اول حضرت غوث الثقلین نے امیر صاحب سجادہ کو بشارت فرمائی۔ کہ ہمارا خاص خرقہ خلافت کے ساتھ شیخ حسین ہندی کو مرحمت کرے جب دن ہوا ان صاحب سجادہ نے خرقہ اور مثال بحکم عالی سپرد کیا۔ جب آنحضرت نے چند مدت بغداد میں سکونت کی۔ باطن سے حضرت غوث قدس سرہٗ کے فیض لیتے رہے۔ بعد رخصت کے ہندوستان میں آئے۔ اس اثناء میں بدو ملے۔ کہ غوث الثقلین معتقد تھے۔ ان کو جبہ ملنا ناخوش آیا۔ حضرت کو پکڑا کہ تیرے پاس جبہ غوث الثقلین کا ہے۔ ہم کو دے اور جاؤ۔ حضرت شیخ نے اس کو اُتارا۔ وہ ایسا گم ہوا کہ بدوؤں نے ہر چند تلاش کیا۔ اس کا اثر بھی نہ ملا۔ حضرت شیخ نے فرمایا جہاں پاؤ لے لو۔ حیران اور متعجب ہوئے۔ جانا کہ یہ آدمی بزرگ ہے۔ القصہ پاؤں پر گرے۔ اور توبہ اور استغفار کی۔ کہ ہمارا مقصود صرف زیارت کا ہے حضرت شیخ نے کہا دکھلاتے ہیں۔ اول سیدھی آستین ظاہر ہوئی۔ پھر الٹی۔ پھر گریبان۔ پھر تمام جبہ آپ کے وجود پر ظاہر ہو گیا کہ وہ زیارت سے مشرف ہوئے اور بہت الحاح اور زاری کی۔ کہ آپ چند روز ہماری مہمانی قبول فرمائیے۔ چونکہ ازل سے وہ تائب ہونے والے تھے۔ حضرت شیخ چند روز وہاں رہے۔ اور وہ تائب اور مرید ہوئے۔ پھر حضرت شیخ وہاں سے ہندوستان داخل ہوئے۔ اور زیارت سے پیران چشت اہل بہشت کی مشرف ہوئے اور استفاضہ اور استمداد کیا۔ جب شیخوں کی بھدائی پہنچے ڈھائی سال حضرت شیخ مخدوم زین چشتی کی مسجد میں معتکف رہے۔ اور فیض باطن حاصل کیا۔ اور اکثر مزار متبرکہ کی زیارت کو آتے تھے۔ ایک بار

زبان سے فرمایا کہ زبدۃ السالکین شیخ زین چشتی بہت بزرگ تھے اور تفرید اور ترک بے انتہا رکھتے تھے۔ چنانچہ بادشاہ وقت جوان کا مرید تھا۔ ایک بار ایک خوان موتیوں کا بھرا۔ خدمت میں نذر لایا۔ فرمایا کہ طالبان دُنیا کو دیدو۔ کہ ہمارے خزانہ میں اس قسم کے دانہ بہت پڑے ہیں۔ اور بعد ازاں فتحپور تشریف ارزانی فرمائی۔ فتحپور کے پہاڑ پر سوائے شیر اور پلنگ کے دوسرا نہ تھا۔ اس کے اوپر مسکن مقرر کیا۔ اور اس ویران جنگل کو آباد کیا۔ اور بعد چند مدت کے تاہل واقع ہوا۔ اور اولاد ہوئی۔ چنانچہ ذکر اُن کا آگے لکھا جائیگا۔ جب آوازہ آپ کی مشیخت کا اطراف و جوانب میں پہنچا۔ آدمی زیارت کو آتے تھے۔ اور فیض حاصل کرتے تھے۔ اور مرید ہوتے تھے۔ خلفاء آپ کے بیشمار ہوئے۔ آنحضرت خرقہ خلافت کا شیخ ابراہیم قدس سرہٗ سے رکھتے تھے۔ اور وہ اپنے والد شیخ محمدؒ سے اور وہ اپنے والد شیخ احمد سے اور وہ اپنے والد شیخ اسحاق سے اور وہ اپنے والد شیخ محمدؒ سے اور وہ اپنے والد خواجہ فضیل عیاض سے۔ اور وہ اپنے پیر خواجہ عبدالواحد زید سے اور وہ رئیس المحققین خواجہ حسن بصری سے اور وہ اپنے پیر امیر المومنین امام المحققین اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے اور وہ جناب خواجہ کائنات خلاصہ موجودات خاتم النبیین احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور نیز آنحضرت نے خرقہ خلافت کا نعمت کے ساتھ طرف سے حضرت گنجشکر کے اپنے آبا اور اجداد سے پایا تھا۔ اور اکثر حضرت گنجشکر آپ کو بعض چیز کا حکم فرماتے تھے۔ اور نیز خرقہ خلافت کا طرف سے حضرت محبوب سبحانی محی الدین عبدالقادر جیلانی کے صاحب سجادہ سے پہنچا۔ خرقہ بالا مرقوم ہوا۔ کہ وہ جبہ متبرکہ کہ سفید صُوف کا ہے۔ اور اب تک گھر میں شیخ فضل اللہ ابن علاؤ الدین بن شیخ بدرالدین ابن حضرت شیخ الاسلام کے موجود ہے۔ اور نیز آنحضرت نے خرقہ خلافت کا خواجہ بہاؤ الدین نقشبند اور خواجہ احرار قدس سرہٗ سے پایا کہ صحبت سے خواجہ اسمٰعیل شیروانی کے ملا تھا بہت بزرگ تھے۔ اور بواسطہ خلیفہ عظام خواجہ احرار کے ہیں۔ مکہ مکرمہ میں حضرت شیخ الاسلام اور یہ ایک حجرہ میں ۲۵ سال رہے۔ اور فیض حاصل کئے۔ اور آنحضرت قتال خلافت کا بدایوں کی طرف سے بھی رکھتے تھے کہ وہ سلسلہ مسطور کے جاری

کرنے کا حکم نہ تھا۔ چنانچہ بعض خلفاء نے بواسطہ قتال بدیوں کے عرض فرمایا۔ کہ خبیر جو شخص قتال دیتا ہے کہ سلسلہ جاری ہو یہ پوشیدہ ہے۔ مجھ کو اجازت نہیں ہے۔ کہ اس سلسلہ کو جاری کروں۔ اور اکثر آپ کے خلفاء عربستان میں سوائے ہندوستان کے بہت ہیں چنانچہ بعض کی شرح کروں گا +

حضرت حجتہ الواصلین شیخ فتح اللہ سنبلی اور شیخ کمال الوری صاحبزادہ آنحضرت کے اور شیخ طہ گجراتی اور شیخ محمد مہروانی حضرت پٹن میں شیخ محمد بخاری اور شیخ سید جیو دہلوی اور شیخ کبیر شیخ عبدالغفوری اسرائیل سارنگپوری اور شیخ محمد غوری اور شیخ حسین بن شیخ ابراہیم چشتی بداوانی اور شیخ والی ابن شیخ یوسف چشتی ساکن قصبہ مؤ اور شیخ حماد بن شیخ معروف چشتی ساکن گوالیار اور شیخ یعقوب کشمیری اور شیخ رکن الدین ابن شیخ عجائب کہ نسل قاضی ابومسلم سے ہیں۔ اور شیخ حاجی حسین خادم محرم راز بن شیخ عبدالکریم کہ نسل قاضی ابومسلم سے ہیں۔ اور شیخ بھکاری اور شیخ سدھاری بن اسرائیل اور سید حسین اور شیخ عبدالواحد ساکن دہلی اور شیخ جلال حافظ امام اور شیخ ابراہیم صوفی سرہندی اور وہ لوگ کہ جنہوں نے ان اعزہ سے فیض پایا ہے بہت ہیں۔ چنانچہ شیخ عبدالواحد ساکن آگرہ خلیفہ شیخ فتح اللہ مذکور اور اس کی تفصیل طول رکھتی ہے۔ اور نظر آنحضرت کی نعمت تھی جس پر نظر ڈالتے تھے۔ منور کرتے تھے۔ اور جو مرید ہوتا تھا۔ مقبول درگاہ ہوتا تھا۔ بعد اس کے پھر جب حضرت کو شوق زیارت حرمین شریفین کا ہوا۔ اور پہلے خشکی کا سفر کر چکے تھے۔ اس دفعہ تری کی راہ قرار دی۔ اور حجۃ السالکین شیخ کبیر کو واسطے درست کرنے جہاز کے پہلے روانہ فرمایا کہ میں چاہتا ہوں تم جلد سورت میں پہنچو۔ اور جہاز راست کرو۔ تاکہ ہر فقیر اور محتاج کہ حج جانا چاہے بلا مؤنث کے پہنچ سکے۔ خلاصہ یہ کہ یہ سورت کو گئے اور جہاز راست کیا۔ اور عرضداشت لکھی۔ اور یہ بیت تحریر کیا ؎

ئر شکم رفتہ رفتہ بے تو دریا شد تماشا کن
بیا در کشتی چشمم نشین و سیر دریا کن

جب یہ عرضداشت پہنچی آپ بہت خوش ہوئے۔ یہاں تک کہ آپ جہاز پر پہنچے اور

شیخ کبیر کو رخصت فرمایا۔ ہر چند ہمراہی کے واسطے کہا تسلی فرمائی کہ ارادہ اللہ یونہی ہے کہ تم اس سفر میں ہمراہ نہ ہو۔ فی الجملہ رخصت ہو کر سارنگپور آئے۔ اُس زمانہ میں وہاں عام وبا تھی۔ سُکان شہر نے شہر سے باہر جا کر اُن کا استقبال کیا۔ اور اضطراب ظاہر کیا۔ کہ شاید آپ کے قدموں کی برکت سے شہر نجات پائے انہوں نے بعد توجہ کے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ اس شہر کو اس وبا سے نجات بخشتا ہے۔ لیکن ہم اس دار فنا سے رحلت کریں گے۔ چنانچہ بعد چند روز کے انتقال فرمایا۔ اور زحمت وبا کی ہر طرف سے دُور ہو۔ جب حضرت شیخ مکہ پہنچے دس سال وہاں امامت فرمائی وقت شب معراج آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مدینہ مکرمہ جاتے تھے۔ اور وہاں زیارت سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مشرف اور ممتاز ہوتے تھے اور اکثر وہاں معتکف رہتے تھے۔ اور موسم حج میں مکہ معظمہ آتے تھے۔ اور حج ادا کرتے تھے۔ آپ کی یہ خواہش تھی کہ اب یہاں سے ہندوستان نہ جاؤں کہ میری مٹی آن سرور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زیر پائے مبارک رہے۔ اور سنن اکثر بجالاتے تھے آخر الامر ایک رات رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم فرمایا کہ اے شیخ سلیم ہندی تو ہندوستان میں پھر جا۔ اور فتحپور میں ساکن ہو کہ وہاں اکثر آدمیوں کو فیض پہنچنے والا ہے۔ اور خلیفہ وقت تیرا تابعدار ہوگا اور جو تو خواہش رکھتا ہے تجھ کو عطا کی۔ اور اپنی قبر کی زمین کا حصہ وہاں پاویگا جب ایسا حکم عالی صادر ہوا وہاں بخوشی مراجعت فرمائی۔ اور فتحپور تشریف لائے۔ فرزند اور خویش اور مرید پابوسی سے مشرف ہوئے اور پہلے اس سے جو آپ مکہ مبارک میں تھے۔ اور جو مردم قبیلہ سے فتحپور کی دار الخلافت میں خلاف مرضی وقوع میں آتا تھا۔ نور باطن سے معلوم کرکے وہاں نامہ لکھتے تھے۔ ان کو بہت تعجب ہوتا تھا۔ کہ کس طرح مغیبات پر اطلاع ہوئی ہے واسطے اخفائے حال کے کبھی فرماتے تھے۔ کہ قطب الاقطاب شیخ فریدالدین گنجشکر کے یہاں سے مجھکو خبر پہنچاتے ہیں۔ جب آخر مرتبہ تشریف لائے یاروں سے فرمایا کہ ان دو باتوں سے ایک چاہتا ہوں کہ اختیار کروں یا ترک طعام یا سکوت دائم تمہاری صلاح کس امر کی ہے سب نے عرض کیا۔۔۔ جس سے فیض کا دروازہ بند

ہوتا ہے۔ اور ہم محروم رہیں گے۔ اور مایہ کار بندگان خدا کا بریکار رہے گا۔ اتفاق ترک طعام پر ہوا۔ چنانچہ آخر عمر تک کھانے کی طرف میل نہ کیا۔ اور اکثر روزہ طے رکھتے تھے۔ کبھی سات روز کے اور کبھی بارہ روز کے بعد وہ کھانا کہ جس میں گوشت اور غلہ نہ ہوتا افطار کرتے۔ القصہ خبر تشریف لانے کی خلافت پناہ ظل اللہ تعالٰی جلال الدین محمد اکبر شاہ غازی کو پہنچی۔ کہ ایسا قطب الاقطاب فتحپور میں طالع ہوا ہے۔ جس پر توجہ کرتا ہے۔ منور کرتا ہے۔ اور جو رجوع کار لاتا ہے۔ مقصد کو پہنچتا ہے اُس وقت خلیفہ عصر اولاد نہ رکھتا تھا۔ اس مطلب میں اکثر بزرگان دین کی خدمت میں آتا اور خوشامد کرتا۔ لیکن یہی فرماتے تھے۔ کہ تم کو شیخ سلیم چشتی تسلی دے گا آخر بادشاہ نے ایک چیز کی دل میں نیت کی۔ اور فتحپور پہنچکر آستانہ بوسی سے مشرف ہوا۔ جو نیت تھی حضرت نے اشراق باطن سے معلوم کیا اور ظاہر فرمایا۔ بادشاہ کا اس روز سے زیادہ عقیدہ ہوا۔ اور دار الخلافت آگرہ سے فتحپور واسطے ملاقات آنحضرت کے آتا جاتا۔ التماس پسر کی کی۔ حضرت شیخ نے تبسم فرمایا کہ حضرت حق سُبحانہٗ وتعالیٰ قادر ہے۔ شاید تمہاری دلجمعی کردے۔ اور اولاد عطا فرمائے۔ بعد مُدت کے کرم الٰہی سے اور توجہ آنحضرت خلافت پناہی سے ابوالمظفر نور الدین جہانگیر بادشاہ پشت پدر سے رحم مادر میں آیا۔ خلیفہ عصر نے قرار دیا کہ مہد علیا بیگم جیو جب تک لڑکا پیدا نہ ہو۔ حضرت شیخ کے گھر میں رہیں۔ بعد خوشامد کے حضرت نے قبول فرمایا۔ اور اکثر آنحضرت فرماتے تھے۔ کہ لڑکا پیدا ہوگا۔ بعض آدمی یہ سُن کر متعجب ہوئے اور کہتے تھے شاید لڑکی پیدا ہو۔ جب شیخ سنتے تھے اور فرماتے تھے یہ بات بندہ نہیں کہتا تھا۔ ارادہ الٰہی سے لڑکا پیدا ہونے والا ہے اس اثناء میں حق سُبحانہٗ وتعالیٰ کے کرم سے جہانگیر بادشاہ پیدا ہوئے۔ اور حضرت شیخ خوش ہوئے اور یہ خبر اکبر بادشاہ کو پہنچی۔ ایسا خوش ہوا کہ پھولا نہ سماتا تھا۔ اور جن لوگوں نے خبر پہنچائی تھی۔ ان کو منصب اور انعام سے سرفراز کیا۔ چاہتا تھا کہ اسی وقت فتح پور پہنچے۔ آخرش ایسا قرار پایا کہ بعد چند روز کے بادشاہ شہزادہ کو فتحپور میں دیکھے۔ جب ساعت نیک آئی بادشاہ نے آپ کو فتحپور پہنچایا۔ اور شیخ سے ملاقات کی۔ اور شہزادہ کو دیکھا۔ بہت خوش ہوا۔ اور خاص عام کو انعام

بخشا۔ الحمد اللہ علیٰ ذالک حضرت شیخ نے شہزادہ کا نام سلیم رکھا۔

نقل ہے کہ حضرت فرماتے تھے۔ کہ شہزادہ کا اس واسطے سلطان سلیم نام رکھا ہے۔ کہ حق سبحانہٗ و تعالےٰ نے اس کے پیدا ہونے کے باب میں فقیر کی دُعا قبول فرمائی۔ بہتر ہے کہ ہمنام ہو۔ اور خوندکار روم بھی اسی نام سے مسمیٰ ہے۔ حق سبحانہٗ تعالیٰ اُن کو بھی بادشاہ عظیم ان کا کرتا ہے۔

نقل ہے کہ مسجد عالی کی عمارت سے پہلے فتحپور کے دارالخلافت میں پندرہ سال زبان سے فرمایا تھا۔ کہ اس کے اوپر بڑی حویلی بنائیے۔ یہاں آبادی کی ایسی کثرت ہوگی۔ کہ ذراسی جگہ بہت قیمت میں آوے گی۔ ان آدمیوں نے درندوں کے خوف سے وسیع حویلیاں نہ بنائیں۔ اور یہ پہاڑ بڑا خوفناک تھا۔ درندوں کے خوف سے دروازے بند رہتے تھے۔ جب اکبر بادشاہ نے نزول اجلاس فرمایا اور جہانگیر بادشاہ کا تولد واقع ہوا۔ بڑے بڑے محل بن گئے۔ چنانچہ ایک روز محلوں کے دیکھنے کو آنحضرت تشریف لے گئے۔ اور اپنے یاروں سے فرمایا۔ کہ اللہ تعالےٰ کے علم میں پہاڑ پر عمارت بننے والی تھی مجھ کو دکھلائی گئی تھی۔ اس واسطے ان محلوں میں آیا ہوں۔ کہ آیا یہ عمارت ویسی ہی ہے۔ کہ اس کے غیر لیکن ایسا ظاہر ہوا کہ جو عمارت مجھ کو دکھلائی تھی۔ اس کے غیر تھی اور اس عمارت کی طرح اس عمارت کی طرح کے رو میں ہے۔ چنانچہ جس طرح کی دکھلائی ویسا ہی وقوع میں آیا۔

نقل ہے کہ شیخ برہان الدین ابن شیخ خضر بن شیخ نصر اللہ چشتی بداؤنی کہتے تھے کہ ایک وقت شیخ الاسلام کی آستانہ بوسی سے میں مشرف ہوا آنحضرت جہاں مسجد ترتیب فرماتے تھے۔ تشریف رکھتے تھے۔ اور کیفیت مسجد بننے کی بیان فرماتے تھے۔ اور طول اور عرض تقریر میں لاتے تھے۔ میرے دل میں خطرہ گذرا کہ اس ترتیب سے مسجد بننا محال ہے آنحضرت نے اشراق باطن سے دریافت کرکے فرمایا کہ اے شیخ برہان الدین ہم خود نہیں کہتے ہیں۔ اس مسجد کی بنیاد مجھے دکھائی ہے اور فرمائی ہے اظہار کرتا ہوں۔ میں خاموش رہا

جب رات ہوئی۔ مجھ کو اُسی شب سے کہ مسجد بنی خواب میں دکھلائی۔ اس کی صبح کو جاکر میں پاؤں پر گرا۔ اور معذرت کی۔ مجھ پر بہت مرحمت مبذول فرمائی +

نقل ہے کہ ۹۷۹ھ ہجری میں جب غرہ ماہ رمضان کا آیا۔ حضرت معتکف ہوئے۔ اور رمضان المبارک کے عشرۂ آخر میں آپ کے نکسیر پیدا ہوا۔ آخر رات کہ شب پنجشنبہ ۲۹ ماہ مذکور کی تھی۔ اہلبیت اور دونوں فرزندان شیخ احمد اور بدرالدین اور بعض خلفاء حاضر تھے۔ اور درمیان خلفاء اور اہلبیت کے پردہ کھینچا تھا۔ مستورات نے عرض کی کہ ہم کو بعد اپنے کس کو سونپتے ہو۔ اور کون ہمارے حال کا پرساں اور اس مقام کا خادم ہوگا۔ فرمایا جو بردباری بار گراں اس سنگ بے نمک کی کرے۔ سب نے باتفاق عرض کی کہ شیخ بدرالدین خاص اس کام کو ہے۔ آنحضرت نے شیخ بدرالدین کو پاس بلایا اور وصیتیں فرمائیں۔ اور شرف سجادہ سے مشرف کیا۔ باوجودیکہ شیخ احمد بڑے اور آراستہ پیراستہ تھے۔ لیکن آنحضرت نے نظر کیمیا اثر سے التفات فرماکر کہا کہ خدمت جانشینی کی شیخ بدرالدین سے تعلق رکھتی ہے اور شیخ احمد پر بھی شفقت ارزانی فرمائی۔ اور شیخ بدرالدین آنحضرت کے قدم بقدم چلتے جاتے تھے۔ جیسا کہ حضرت گنجشکر نے باوجود پسر کلان شیخ شہاب الدین گنج العلم کے سجادہ بدرالدین پسر خورد کو مرحمت فرمایا۔ سچ ہے کیوں نہ ہو۔ فرزند اور مرید وہ خلف ہے کہ پیروں اور بزرگوں کے قدم پر قدم رکھے۔ اور جیسا حضرت نے کہا ہو۔ بجا لاوے کہ قیامت کے روز روبرو بزرگوں کے شرمندہ نہ ہو۔ القصہ شیخ الاسلام نے ذکر حق میں استقبال کیا۔ اور قریب ایک پہر رات کے فی مقعد صدق مقتدر پہنچے۔ اور اکثر نے اجلہ مقتدر سے حاجی حرمین الشریفین شیخ عبدالنبی و مخدوم الملک وغیرہما۔ اور خلیفہ عصر نے نماز جنازہ ادا کی اور جنازہ کے ایک پائے پر خلیفہ عصر تھا۔ رات میں آنحضرت دفن ہوئے۔ عمر شریف پچانوے سال تھی۔ اکیس نام آنحضرت کے بندہ کاتب الحروف نے جمع کئے ہیں۔ جو کوئی باعتقاد پڑھے ہر حاجت دینی اور دنیوی بر آوے بمنہ و کمال کرمہ۔

وہ یہ ہیں :-

الٰہی بحرمت سلطان الفقرا مولانا حضرت شیخ الاسلام چشتی قدس سرہٗ

الٰہی بحرمت قطب الاولیاء مولنا حضرت شیخ الاسلام چشتی قدس سرہٗ

الٰہی بحرمت غوث الاتقیا مولانا حضرت شیخ الاسلام چشتی قدس سرہٗ

الٰہی بحرمت اکمل المکملین مولانا حضرت شیخ الاسلام چشتی قدس سرہٗ

الٰہی بحرمت قدوۃ المحققین و المجاہدین حضرت شیخ الاسلام چشتی قدس سرہٗ

الٰہی بحرمت زبدۃ العارفین و المجتہدین مولنا حضرت شیخ الاسلام چشتی قدس سرہ العزیز

الٰہی بحرمت حجۃ العارفین مولانا حضرت شیخ الاسلام چشتی قدس سرہ العزیز

الٰہی بحرمت سراج السالکین مولنا حضرت شیخ الاسلام چشتی قدس سرہ العزیز

الٰہی بحرمت برہان المتقین مولنا حضرت شیخ الاسلام چشتی قدس سرہ العزیز

الٰہی بحرمت تاج العارفین مولنا حضرت شیخ الاسلام چشتی قدس سرہٗ

الٰہی بحرمت مفتاح الجنان العالمین مولنا حضرت شیخ الاسلام چشتی قدس سرہٗ

الٰہی بحرمت انیس السالکین مولنا حضرت شیخ الاسلام چشتی قدس سرہٗ

الٰہی بحرمت دلیل المتقین مولنا حضرت شیخ الاسلام چشتی قدس سرہٗ

الٰہی بحرمت معشوق العاشقین مولنا حضرت شیخ الاسلام چشتی قدس سرہٗ

الٰہی بحرمت بدر الزاہدین مولنا حضرت شیخ الاسلام چشتی قدس سرہٗ

الٰہی بحرمت نقاوۃ العابدین مولنا حضرت شیخ الاسلام چشتی قدس سرہٗ

الٰہی بحرمت ناصر الحق و الشرع و الدین مولنا حضرت شیخ الاسلام چشتی قدس سرہٗ

الٰہی بحرمت حاجی الحرمین الشریفین مولنا حضرت شیخ الاسلام چشتی قدس سرہٗ

الٰہی بحرمت عماد الحقیقۃ مولنا حضرت شیخ الاسلام چشتی قدس سرہٗ

الٰہی بحرمت ہادی الطریقۃ مولنا حضرت شیخ الاسلام چشتی قدس سرہٗ

الٰہی بحرمت بحر المعرفت مولنا حضرت شیخ الاسلام چشتی قدس سرہ العزیز

زہے عظمت اور کرامت حضرت شیخ الاسلام کی کہ لائق اس مقام کے ہر کوئی نہیں

اور تاریخ وفات آنحضرت کی شیخ باجی نے کہی ہے۔ زخود فانی بحق باقی اور نیز کہا ہے

اسرار محبت را ہر دل نبود قابل ۔۔۔ در نیست بہر دریا زر نیست بہر کانے

جاں کہ حضرت شیخ الاسلام والمسلمین قطب العارفین تاج الاصفیا برہان الاتقیا
غوث الزاہدین شمس العارفین بندگیحضرت قطب العالم حضرت شیخ سلیم چشتی قدس سرہ
ابن شیخ المشائخ شیخ بہاؤ الدین ابن شیخ بدرالدین مہتہ ابن شیخ سلیمان کہ ان کا ذکر مسطور
ہوا۔ اولیائے خدا اور شیخ کبار سے تھے۔ کرامات اور ریاضات ان کی معروف اور
مشہور ہیں۔ اور آپ کے بائیس ''۲۲'' فرزند تھے۔ آٹھ پسر اور چودہ دختر۔ پسران شیخ محمود
اور شیخ احمد اور شیخ بدرالدین کہ شرف سجادہ سے مشرف تھے۔ اور شیخ تاج الدین
اور شیخ نصر اللہ اور شیخ محمود اور شیخ معروف اور شیخ منور قدس ارواحہم اجمعین
اور لڑکیاں بی بی مریم اور بی بی خدیجہ اور بی بی فاطمہ اور بی بی عائشہ بزرگ اور
بی بی عائشہ خورد اور بی بی زیبا اور بی بی سارہاں اور بی بی خدیجہ اور بی بی رقیہ اور
بی بی رابعہ۔ اور چار لڑکیوں نے بچپنے میں وفات پائی۔ ان کے نام معلوم نہیں
اور اولاد ہر ایک پسر حضرت کی یہ ہے۔ شیخ محمد کہ ان کے نکاح میں شیخ سلیمان
کی لڑکی تھی۔ جو قاضی مسلم کی اولاد سے تھی۔ مسماۃ بی بی عظمت کہ ان سے ایک
لڑکا۔ شیخ خواجہ اسمٰعیل کہ ان کے نکاح میں لڑکی شیخ احمد ابن حضرت شیخ الاسلام مسماۃ
ام کلثوم تھی۔ اس عفیفہ سے ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ کہ وہ نکاح میں شیخ قاسم المطلب
نواب محتشم خاں کے تھی۔ کہ اس سے اولاد نہ ہوئی۔ دوسرے شیخ احمد ابن حضرت شیخ الاسلام
کہ ان کے عقد میں لڑکی نواب شیخ ابراہیم کی تھی۔ مسماۃ بی بی بنی کہ اس سے دو لڑکے
اور تین لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ لڑکے بایزید الملقب بنواب معظم خاں کہ ان کے
نکاح میں لڑکی شیخ ابو الفضل کی تھی۔ بی بی صالحہ کہ اس کے چار لڑکے اور ایک دختر
تھی لڑکے شیخ عبدالهادی کی اور شیخ عبدالصمد الملقب بنواب مکرم خاں اور شیخ عبدالسلام
اور شیخ محی الدین اور شیخ عبدالهادی کی اولاد نہیں ہے۔ باقی تین لڑکے معظم خاں مذکور
کی اولاد رکھتے تھے۔ اور شیخ محمود ابن شیخ احمد مزبور کے ایک لڑکا تھا۔ شیخ رکن کہ
اس کے ایک لڑکی تھی۔ کہ وہ عقد میں شیخ عبدالرحمٰن پھوپھی زادہ کاتب الحروف کی تھی۔ اور
شیخ بدرالدین ابن شیخ الاسلام کہ ان کے عقد میں شیخ کمال الوری ابن شیخ شہاب الدین
ابن شیخ مہتہ ابن شیخ سلیمان کی لڑکی تھی۔ بی بی مریم نام کہ اس سے دو لڑکے پیدا
ہوئے۔ ایک شیخ علاؤ الدین مذکور الملقب بنواب اسلام خاں کہ شیخ الاسلام کے

سجادہ نشین تھے۔ دوسرے شیخ قاسم الملقب بہ نواب محتشم خاں شیخ علاؤ الدین کے تین لڑکے اور دو لڑکیاں بنام شیخ فضل اللہ الملقب بنواب اکرام خاں کہ شیخ الاسلام کے سجادہ نشین ہوئے۔ دوسرے شیخ مودود اور شیخ معظم اور پسران قاسم بنام شیخ محمد و شیخ فرید و شیخ احمد و شیخ افضل و شیخ منوّر و شیخ نور و شیخ موسیٰ و شیخ انور و شیخ ہاشم اور شیخ تاج الدین اور شیخ نصر اللہ اور شیخ محمود اور شیخ معتور اور لڑکے حضرت شیخ الاسلام کے لڑکپن میں وفات پاگئے۔ ان سے اولاد نہیں ہے۔ دوسرے شیخ محمود ابن بنت حضرت شیخ موسیٰ برادر حقیقی شیخ الاسلام ابن شیخ بہاؤ الدین کے دو لڑکے اور تین لڑکیاں پسران اوّل مرحوم و مغفور نواب شیخ ابراہیم دوسرے شیخ فصیل لڑکیاں بی بی سکینہ اور بی بی بائی جیو۔ اور نواب شیخ ابراہیم کہ اُن کے چار لڑکے اور تیرہ لڑکیاں تھیں۔ شیخ خلیل اور شیخ ابو الخیر اور شیخ یعقوب اور شیخ مودود اور شیخ خلیل کے نکاح میں شیخ عبداللہ چشتی ساکن الور کی لڑکی ہے۔ کہ اس سے تین لڑکے اور دو لڑکیاں پیدا ہوئے۔ لڑکے شیخ فضل اللہ اور شیخ یحییٰ اور شیخ محی الدین اور دوسرے شیخ داؤد ابن شیخ خلیل مذکور اور چند لڑکیاں دوسری زوجہ سے ہیں۔ اور حضرت عرفان آگاہ شیخ ابو الخیر ابن نواب شیخ ابراہیم مرقوم کے عقد میں حضرت شیخ الاسلام قدس سرہٗ کی لڑکی ہے۔ بی بی خدیجہ کہ اس سے چند لڑکے اور چند لڑکیاں پیدا ہوئے لڑکوں نے عہد بچپن میں وفات پائی اور لڑکیاں زندہ ہیں۔ کہ ان کی بہت اولاد ہے۔ دوسرے شیخ عنایت اللہ اور شیخ فتح اللہ اولاد شیخ ابو الخیر مسطورہ کی دوسری زوجہ سے ہے۔ اور شیخ مودود اور شیخ یعقوب لڑکے نواب شیخ ابراہیم کی اولاد نہیں رکھتے۔ جملہ دختران مذکور سے ایک شیخ منصور کے نکاح میں ہے۔ کہ قاضی ابو مسلم کی نسل سے ہیں۔ بی بی عائشہ نام کہ اس سے سوائے تین لڑکیوں کی اولاد نہیں ہے۔ اور اس عفیفہ کی جملہ لڑکیوں سے دو لڑکیاں اولاد رکھتی ہیں۔ دوسرے شیخ فضل اللہ بن شیخ موسیٰ مذکور کہ ان سے عقد میں شیخ الاسلام کی لڑکی تھی۔ بی بی مریم نام کہ اس سے چار لڑکے اور ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ لڑکے شیخ حسین عرف شیخ حسنو ولی شیخ ولی اور شیخ شعیب اور شیخ فضل اور وہ دختر مسماۃ بی بی زینب شاہ عبداللطیف کے عقد میں تھی۔ اس کی اولاد نہیں ہے۔ اور شیخ ولی احد شیخ شعیب

کی اولاد دختری ہے۔ اور شیخ حسنو کے تین لڑکے تھے۔ شیخ محمود اور شیخ حبیب اللہ
اور شیخ طٰہٰ اولاد نہیں رکھتے۔ دوسرے شیخ افضل مذکور کی اولاد نہیں ہے۔ بی بی
سکینہ بنت شیخ موسیٰ مرقوم کہ وہ نکاح میں شیخ لاڈل چھکروالے کے تھی۔ اس کے
تین لڑکے اور ایک لڑکی تھی۔ لڑکوں کے نام شیخ فتح اللہ اور شیخ رزق اللہ
اور شیخ عبدالصمد اور لڑکی بی بی خونجائی اور شیخ فتح اللہ کے تین لڑکے تھے۔ بنام
شیخ عبداللہ اور شیخ لطف اللہ اور شیخ آدم اور شیخ رزق اللہ ایک لڑکا اور دو
لڑکیاں بنام شیخ نصر اللہ کہ اس کا شرف الدین اور اس کا لڑکا حاجی محمد اور ایک لڑکی
ان سب سے نکاح میں میراں سید محمد دہلوی کے تھے۔ کہ اس سے اولاد ہے۔ دوسری
لڑکی نکاح میں شیخ فرید کے کہ قاضی ابومسلم کی نسل سے تھے۔ کہ اس کی اولاد ایک
لڑکی ہے۔ اور شیخ عبدالصمد مذکور کہ اس کے تین لڑکے بنام شیخ احمد اور ولن اور
شرف سریہ سے ہے اور بی بی خونجائی مذکور نکاح میں شیخ بھکاری اور شیخ
عبدالوہاب کے تھی۔ کہ نسل سے قاضی ابومسلم کے تھی۔ اس کی اولاد ایک لڑکی
ہے۔ دوسرے الور میں شیخ کمال ابن شیخ شہاب الدین ابن شیخ منتہ مرقوم
کہ واصلان حق سے تھے۔ کہ انہوں نے خرقہ خلافت پیران چشت اہل بہشت
بند گیحضرت شیخ علاؤالدین زندہ پیر سے پایا تھا۔ بعد ازاں جب خدمت
حضرت شیخ الاسلام کی کی انہوں نے بھی اپنے خرقہ سے مشرف کیا۔ اور
ان کے نکاح میں لڑکی شیخ جیا چشتی کی تھی۔ کہ اس عفیفہ سے دو لڑکے اور دو
لڑکیاں وجود میں آئیں۔ لڑکے باسم شیخ اسمٰعیل کہ ان کے نکاح میں بڑی
لڑکی قاضی ابومسلم کی نسل سے تھی۔ بی بی مرضع کے چار لڑکے اور دو لڑکیاں
پیدا ہوئیں۔ لڑکے شیخ موسیٰ محمد اور شیخ احمد اور شیخ الاسلام محمد اور شیخ ظاہر محمد
دوسرے شیخ اسحاق اور شیخ شکر محمد اور شیخ معروب اور امین محمد اور سعید محمد
اور صالح محمد وغیرہ فرزندان شیخ اسمٰعیل مذکور اور چند لڑکے دوسری زوجہ سے ہیں۔
اور شیخ مودود عرف چشتی خاں بن شیخ کمال مذکور کہ ان کے عقد میں شیخ محی الدین کی
لڑکی۔ قاضی ابومسلم کی نسل سے مسمات بی بی چاونی کہ اس عفیفہ سے دو لڑکے
اور چند لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ بنام شیخ شریف محمد و شیخ یوسف محمد شیخ شریف محمد

کہ دو لڑکے عبداللطیف اور شیخ ابراہیم اور شیخ یوسف محمد کی اولاد سے دوسری ایک لڑکی دختران شیخ کمال مذکور سے کہ نکاح میں شیخ المشائخ شیخ بدرالدین ابن قطب العالم حضرت شیخ الاسلام چشتی کی تھی۔ بی بی مریم کہ اس سے بہت اولاد ہے۔ چنانچہ اوپر لکھی گئی ہے دوسری لڑکی نکاح میں شیخ اسمٰعیل بن شیخ الہ داد بن شیخ فضیل کی کہ حضرت گنجشکر کی نسل سے ہیں۔ بی بی منجھلی کہ اس سے دو لڑکے اور دو لڑکیاں بنام شیخ یعقوب لاولد اور شیخ ولی محمد کہ انکی سے اولاد ہے۔ اور دختران شیخ اسمٰعیل سے ایک نکاح میں شیخ آدم بن شیخ حسین کے ہے نسل قاضی ابومسلم سے ہے۔ کہ اس سے ایک لڑکا شیخ یوسف محمد ہے۔ اور دوسری لڑکی نکاح میں شیخ ابوسعید ابن شیخ اسحاق نسل سے قاضی مذکور کے ہے اور مسماۃ بی بی فجہ کو نکاح میں شیخ شاہ محمد بن شیخ محی الدین نسل سے قاضی ابومسلم کے تھی۔ اس کے تین لڑکے اور چند لڑکیاں شیخ فضو اور شیخ بولاقی اور شیخ بولاقی اور شیخ ولی محمد۔ چار لڑکیاں شیخ کمال مرقوم کہ حبالہ میں شیخ محمد بن خواجہ اویس نسلی قاضی مسلم کے ہیں۔ کہ بی بی ماہن۔ کہ اس سے پانچ لڑکے اور چند لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ لڑکے بنام شیخ یوسف کہ ان کے نکاح میں شیخ منصور کی لڑکی تھی۔ بی بی بہن شیخ ابراہیم ان سے ایک لڑکا شیخ احمد نام پیدا ہوا۔ اور ایک لڑکی کہ نکاح میں شیخ عبدالباری ابن نواب معظم خان کے تھی۔ لیکن وہ اولاد نہیں رکھتی ہے۔ اور شیخ اولیاء اور شیخ افضل اور شیخ فرید اور شیخ بایزید بھی لڑکے شیخ مذکور کے ہیں۔ اور پانچویں لڑکی شیخ کمال مذکور کی کہ عقد میں شیخ جمال بن شیخ داود نسلی قاضی ابومسلم کے تھی۔ کہ وہ اولاد نہیں رکھتی اور شیخ نظام الدین ابن شیخ شہاب الدین ابن شیخ مٹھ مرقوم کی لڑکی فتحپور میں باسم شیخ عبداللطیف کہ ان کی اولاد نہیں ہے۔ اور شیخ صالح اور شیخ یحییٰ کہ وہ اولاد نہیں رکھتے۔ اور شیخ طیب ابن شیخ نظام الدین کی اولاد دختری ہے۔ اور شیخ عیسیٰ ابن شیخ نظام کے ایک لڑکا تھا۔ اور شیخ موسیٰ مجذوب اور شیخ نظام کی چند لڑکیاں بھی تھیں۔ بڑی لڑکی شیخ مشار اللہ کی نواب شیخ ابراہیم کے نکاح میں تھی۔ بی بی صاحب دولت کہ اس سے بہت اولاد ہے۔ چنانچہ اوپر مرقوم ہوئی۔ دوسری لڑکی شیخ مشار اللہ کی پسران سید عبداللہ کے عقد میں اور

لڑکی نکاح میں شیخ طاہر کی ہے۔ کہ حضرت گنجشکر کی نسل سے ہیں۔ تیسری لڑکی نکاح میں شیخ آدم کے کہ وہ بھی حضرت گنجشکر کی نسل سے ہے۔ اور یہ دونوں اولاد دار ہیں۔ چوتھی لڑکی شیخ نظام کی چاند کے عقد میں قاضی مذکور کی نسل سے مسماۃ بی بی حور ملک کہ ان سے دو لڑکے اور ایک لڑکی ہے۔ شیخ عبدالواحد اور شیخ معتوہ اور وہ دختر چاند عقد میں شیخ صدر جہاں کے ہے گنجشکر کے کہ اولاد ہے پانچویں لڑکی شیخ نظام کی عقد میں شیخ خواجہ ادیس نسلی قاضی مذکور کے تھی۔ کہ وہ اولاد رکھتی ہے۔ چھٹی لڑکی شیخ مشاء اللہ کی شیخ عبدالرزاق نسل قاضی مذکور کے نکاح میں کہ وہ دختری اولاد رکھتی ہے۔ دوسرے شیخ بایزید ابن شیخ متہ مذکور کہ ان کی اولاد بدایوں میں شیخ ابوسعید اور شیخ صالح محمد ابن شیخ سعد اللہ ابن شیخ بایزید ابن شیخ متہ مذکور کے ہے +

ذکر اولاد بی بی شربت بنت شیخ متہ مذکور کا

وہ عقد میں شیخ محمد بن شیخ سعد اللہ بن شیخ سلطان شاہ ابن مخدوم شیخ زین العابدین کے تھی کہ ان کی اولاد ہمدانی میں شیخ خضر بن شیخ عبدالباقی بن شیخ محمد مذکور کہ وہ اپنی اولاد میں لڑکے لڑکیاں رکھتی ہیں۔ فتحپور میں شیخ طاہر بن شیخ حمزہ مذکور کہ اُن کی اولاد ہے +

ذکر اولاد جانبیں لدھی بنت شیخ متہ کا

وہ عقد میں شیخ عجائب نسلی قاضی مسلم کے ہے۔ کہ اس سے تین لڑکے پیدا ہوئے۔ شیخ فرید کہ لاولد ہیں۔ اور شیخ حاجی کہ اولاد رکھتے ہیں۔ اور شیخ رکن الدین کہ ان کے بعد میں کوئی نہ رہا۔ اور ان کی لڑکی مسماۃ پھوپھی اور بی بی کدمو اور بی بی پیارو +

ذکر اولاد بی بی فاطمہ بنت شیخ بہاؤالدین ابن شیخ متہ کا

وہ عقد میں قاضی عبدالشکور صدیقی ابن قاضی جلال ساکن متھرا کے تھی۔ اس سے

تین لڑکے قاضی شیخ ابو الفتح ابن قاضی عماد ساکن ہنڈوں تھے۔ مسماۃ بی بی فاطمہ کہ
ابن عفیفہ سے ایک لڑکا اور دو لڑکی زیبا کہ وہ عقد میں شیخ حسین اول بن شیخ عادل
چشتی بھدالوی کی تھی کہ اس سے اولاد ہے۔ اور شیخ یحییٰ اور شیخ صالح محمد اور شیخ محمد کہ
لاولد تھے۔ اور شیخ صادق اور شیخ عمر لاولد تھے اور شیخ ادریس ابنائے قاضی ابو الفتح
مرقوم اور ایک لڑکی بی بی خالقدی سہریہ کی سکری میں متوطن ہے اور قاضی آدم
مذکور کہ ایک لڑکا آدم نام لاولد اور تین لڑکیاں بی بی دیسا اور بنی اور لاڈو کہ عقد
شیخ مودود ابن شیخ ابراہیم کے تھی۔ کہ اس سے اولاد نہ رہی ۔

حال والیاں اور بعضے قاضیان سے کہ اس سے پہلے قبلہ حضرت قطب العالم شیخ سلیم چشتی سے نسبت کی ہے

یہ غیر واقعہ ہوا ہے۔ اس واسطے کہ حضرت شیخ مکہ معظمہ میں گئے تھے۔
جب وہاں سے بعد مدت مدید فتحپور تشریف لائے اپنے خویش کو بہت ملامت
کی۔ کہ تم نے غیر کفو قوم مذکور سے نسبت کی شاید فرزندان حضرت گنجشکر
سے کوئی نہ اب جو گذرا گذرا۔ آئندہ کو ان سے نسبت نہ کرنا چاہیئے۔ فرزندان
حضرت گنجشکر اور اولاد شیخ زین العابدین سے نسبت کرتے رہو۔ کہ نسبت
میں خلل نہ پڑے۔ اب تک آپ کے فرمودہ سے مخدوم شیخ زین العابدین
سے نسبت ہوتی ہے۔ دوسری اولاد شیخ مودود ابن شیخ بدر الدین ابن
حضرت گنجشکر بہت ہیں۔ اکثر گرد و نواح پٹن میں اور بعض امر چندوار میں
مثل شیخ مصطفےٰ ابن شیخ قطب الدین بن شیخ شمس الدین بن شیخ جمال
الدین بن شیخ سعدی بن شیخ محمد بن شیخ مودود مرقوم اور فتحپور میں شیخ
مودود اور شیخ محمود بن عبدالرشید شیخ بدر الدین بن شیخ عبداللہ بن شیخ شمس
بن شیخ درویش بن شیخ سلیمان بن شیخ تاج الدین بن شیخ دولا بن شیخ آدم۔

بن شیخ خواجہ اسمٰعیل بن بناگی حضرت شیخ مودود مذکور اور فتحپور میں شیخ عبدالرحمن بن شیخ عبدالرحمن بن شیخ داؤد تہنی و غیرہ بعض جگہ اور بھی ہیں۔ کاتب الحروف نے جو اپنے بزرگوں سے سُنا اور دیکھا لکھا +

ذکر اولاد شیخ احمد بن شیخ بدرالدین سلیمان بن حضرت گنجشکرؒ

ان کے پانچ لڑکے تھے شیخ قطب الدین شیخ نجم الدین شیخ ابوالخیر شیخ محمد شیخ بہلول کہ ان کی بہت اولاد ہے ازانجملہ مثل شیخ اسمٰعیل دہلوی ابن شیخ الہداد ابن شیخ فضل ہیں۔ ان کے نکاح میں شیخ کمال الورای چشتی کی لڑکی ہے بی بی منجھلی کہ اس سے دو لڑکے اور دو لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ لڑکے یعقوب بلا ولد اور شیخ ولی محمد کہ ان کی اولاد ہے اور دو لڑکیاں بھی اولاد رکھتی ہیں۔ چنانچہ بالا مرقوم ہے۔ اور فتحپور میں شیخ ابراہیم المعروف بعزیزہ داماد نواب شیخ ابراہیم کے ان کی اولاد ہے مثل صالح محمد بن شیخ صادق بن شیخ ابراہیم عزیز کے اور شیخ یوسف داماد قاضی عبدالستار کے کہ قاضی ابومسلم کی نسل سے ہیں۔ اولاد شیخ احمد کی بہت ہے۔ بعض نکل اور بعض جنورہ میں اور ہاپڑی میں بعض شہروں میں متفرق رہتے ہیں۔ جو سُنا تحریر میں لایا +

فصل ۵

نسب اور حسب اور اولاد سلطان الطریقت برہان الحقیقت انیس المحققین حضرت شیخ شہاب الدین گنج العلم ابن بندگیحضرت قطب العالم شیخ فریدالدین گنجشکر قدس سرہما کی کہ ان کا مرقد روضہ منورہ قطب العالم سے متصل گنبد مبارک کے واقع ہے +

مولانا شہاب الدین بڑے صاحب علم اور حلم اور تقوے تھے۔ آپ کے فضائل مشہور ہیں۔ اکثر شیخ شیوخ عالم سے علم میں بحث رہتی تھی اور تقریر خوب تمام کرتے تھے۔ سلطان المشائخ نظام الدین فرماتے تھے کہ میرے

اور مولٰنا شہاب الدین کے درمیان طریقہ محبت سلوک تھا۔ اور فرماتے تھے۔ کہ ایک وقت مجھ کو حجاب لگیا شیخ شیوخ عالم کی خدمت میں میرے بے قصد اور وہ یوں تھا۔ کہ ایک روز نسخہ عوارف خدمت میں قطب العالم کے تھا۔ اس سے ذائد فرماتے تھے۔ وہی نسخہ تھا۔ بخط باریک لکھا ہؤا۔ اور باسقم گونہ شیخ شیوخ عالم کو اس کے بیان میں نکتے ہوئے۔ اور میں نے دوسرا نسخہ شیخ نجیب الدین متوکل کے پاس دیکھا تھا مجھ کو اس سے یاد آیا۔ میں نے کہا کہ شیخ نجیب الدین کے پاس نسخہ صحیح ہے یہ بات آپ کو گراں گزری۔ بعد ساعت کے فرمایا یعنے درویش کو نسخہ سقیم کی قوت نہیں ہے۔ ایک دو بار یہ لفظ فرمایا۔ اور مجھ کو کچھ دل پر گراں نہیں معنی میں فرماتے ہیں۔ اگر میں نے قصداً دعائے بد کہی ہو اس وقت اپنے اوپر گمان لیجاؤں جب دو تین بار یہ کہا مولٰنا بدرالدین اسحاق نے مجھ سے کہا کہ شیخ تمہارے باب میں کہتے ہیں۔ میں نے عذر چاہا اور سر ننگا کیا۔ اور شیخ کے پاؤں پر گرا میں نے کہا نعوذ باللہ منہا۔ مجھ کو کیا مقصود اس نسخہ سے کتاب خانہ مخدوم کا ہے۔ میں نے نسخہ دیکھا تھا اُس کی بات کی۔ میرے دل میں دوسری بات نہ تھی۔ میں نے ہر چند معذرت کی۔ شیخ کی ناراضی ویسی ہی دیکھتا تھا۔ جب وہاں سے میں اُٹھا میں نے نہ جانا کہ کیا ہوں اور کیا کروں۔ اللہ تعالیٰ کسی کو ایسا دن اور غم نہ دے۔ جیسا میں فکر میں پڑا۔ اور حیران ہؤا۔ یہاں تک کہ میں نے اپنے آپ کو چاہ میں ڈالنا چاہا۔ پھر سوچا۔ اور حیرت میں پریشان پھرتا تھا۔ اور روتا تھا۔ کہ خداوندا کیا کروں۔ الغرض شیخ عالم کے ایک لڑکا تھا۔ کہ اس کو شہاب الدین کہتے تھے۔ مجھ میں اور اس میں دوستی تھی۔ اس کو اس حال سے خبر ہوئی۔ وہ خدمت میں شیخ شیوخ عالم کے گیا اور میرا حال اچھی طرح کہا۔ شیخ شیوخ عالم نے آدمی میری طلب میں بھیجا۔ میں آیا اور سر قدم پر رکھا۔ تب اس وقت خوش ہوئے دوسرے روز مجھ کو آگے بلایا۔ اور مرحمت اور شفقت بہت فرمائی۔ اور کہا یہ سب تیرے کمال حال کے واسطے کرتا تھا اس روز یہ لفظ آپ سے میں نے سُنا۔ کہ پیر مُریدیہ کا مشاطہ ہے اس وقت مجھ کو خلعت دیا۔ ایک پیر خدمت میں شیخ العالم قدس سرہ کے آیا۔ اور کہا میں خدمتمیں

شیخ قطب الدین طیب ثراہ کے تھا۔ مجھ کو وہاں دیکھا۔ شیخ اس کو نہیں پہچانتے تھے جب تعریف کی پہچانا۔ الغرض ایک جوان کو اپنے ہمراہ لایا تھا وہ اس کا پسر تھا۔ سخن علم میں پڑا۔ وہ لڑکا بے ادبانہ بحث میں آیا۔ اور گستاخانہ شیخ کے ساتھ بحث کرنا شروع کی۔ چنانچہ سخن بلند ہوا۔ شیخ نے بھی سخن بلند کیا۔ میں اور مولینا شہاب الدین سب باہر بیٹھے تھے۔ جب غلبہ کم ہوا اندر ہم گئے۔ وہ لڑکا ویسا ہی بے ادبانہ کلام کرتا تھا مولنا شہاب الدین آئے۔ اور اس کے گھونسے مارنے شروع کئے۔ وہ لڑکا بہت غصے ہوا چاہا کہ مولنا شہاب الدین پر جہالت کرے۔ میں نے اس لڑکے کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اس درمیان میں شیخ شیوخ عالم قدس سرہٗ فرماتے تھے کہ صفا کرو۔ مولنا شہاب الدین نے ایک جامہ اور مبلغ تیس روپیہ لاکر اس کے باپ اور لڑکے کو دیئے دونوں چلے گئے۔ رسم شیخ شیوخ عالم کی یہ تھی۔ کہ ہر رات بعد افطار کے مجھ کو بلاتے تھے۔ اور مولنا رکن الدین سمرقندی کو اور مولنا شہاب الدین کبھی ہوتے اور کبھی نہ ہوتے۔ الغرض ہم کو بلاتے۔ اس روز کے ماجرے کی بات پوچھی۔ کہ آج کیا گذرا اور کیا حال تھا۔ یہاں تک کہ اس روز بعد افطار کے مجھ کو آگے بلایا۔ اور مولنا صدرالدین سے بھی اس روز کا ماجرا پوچھا۔ اس لڑکے کے آنے کی حکایت اور مولنا شہاب الدین کا اس لڑکے کو ادب دینا تقریر میں پڑا۔ شیخ شیوخ عالم نے تبسم فرمایا۔ میں نے عرض کی کہ اس بابت فرمایا۔ کہ جوان نے چاہا کہ مولنا شہاب الدین سے لڑے۔ میں نے اس قدر کیا کہ اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ شیخ شیوخ عالم نے تبسم فرمایا۔ کہ اچھا کیا۔ شیخ سعدی شیرازی نے کیا اچھا کہا ہے ؎

اے دیدنت آسائش و خندیدنت آفت

گوئے از ہمہ خوباں بربودے بلطافت

اور شہاب الدین گنج العلم نے خرقہ خلافت کا حضرت قطب العالم شیخ فریدالدین گنج شکر سے پایا +

بیان اولاد شیخ شہاب الدین گنج العلم کا

آنحضرت کے چھ لڑکے تھے۔ شیخ حسام الدین اور شیخ عبدالحمید اور شیخ مسعود اور شیخ محمد اور شیخ علی شیر اور شیخ جمشید اور ان کی اولاد جن میں اس تفصیل سے ہے۔ شیخ مسعود ابن شیخ الہ دین ابن شیخ عبدالکریم کہ ان کی عمر سو برس کی تھی۔ اور دہلی میں شیخ عبداللہ اور شیخ عبدالصمد بن شیخ وجیہہ الدین۔ اور فتحپور میں شیخ جیاء ابن شیخ یوسف ابن شیخ الہ دیا تھے۔ اور شیخ فیض اللہ بن شیخ خوبن ابن شیخ عیسے ابن شیخ الہ دیا مذکور اور بدایوں میں شیخ حسین اور شیخ طٰہٰ اور شیخ عمر اولاد شیخ صدر جہان بن شیخ بازید ابن شیخ حامد ابن شیخ رکن الدین ابن شیخ ابابکر ابن شیخ اسمٰعیل ابن شیخ عبدالحمید ابن شیخ شہاب الدین گنج العلم مذکور۔ اور عبدالحمید مذکور کی دو لڑکیاں بی بی قدرۃ اور بی بی اعزہ چندرہ میں کہ قریب پرگنہ تلوند اور تہارد کے ہے۔ وہاں بھی ان کی اولاد رہتی ہے۔ باسم شیخ الہ دین اور یعقوب اور الیاس فرزندان شاہ علی ابن شیخ احمد اور شیخ شیر اللہ اور برخوردار پسران نعمت اللہ ابن شیخ حامد وغیرہ رہتے ہیں۔ اور ریری چند دار میں بنام شیخ علم الدین اور شیخ نجم الدین اور شیخ علی اور شیخ ابراہیم پسران شیخ دادن ابن شیخ نصیر الدین ابن شیخ محمود ابن شیخ الہ داد بن شیخ منہ بن شیخ جوہن ابن شیخ یوسف ابن شیخ محمد ابن شیخ خواجہ ابن شیخ عبدالحمید ابن شیخ شہاب الدین گنج العلم مرقوم۔ دوسرے شیخ علم الدین ابن شیخ دادن کی اولاد دختری ہے۔ اور شیخ نجم الدین اور شیخ علی مذکور کہ ان کی اولاد پسری ہے اور شیخ ابراہیم مزبور کہ ان کی اولاد نہیں ہے دوسرے شیخ پسران شیخ نصیر الدین مرقوم کہ وہ اولاد پسری رکھتے ہیں۔ اور رسول پور میں کہ قریب ریزی چند دار کے ہے۔ وہاں باسم شیخ بایزید ابن شیخ فیروز بن شیخ فضیل بن شیخ الہ داد مسطور دوسرے شیخ مبارک ابن شیخ حسن ابن شیخ متہ مذکور کے چند لڑکے ہیں۔ اور شیخ سلیم ابن شیخ حسین ابن شیخ حسن ابن شیخ متہ مزبور کے تین لڑکے ہیں۔ اور وہاں بھی آنحضرت کی اولاد متوطن ہے۔ اور جونپور میں شیخ فتح اللہ وغیرہ اور امتری میں شیخ طیب شیخ عبدالرحمن شیخ عبدالغفور شیخ عبدالشکور شیخ حبیب شیخ خواجہ اولاد شیخ طاہر ابن شیخ یوسف ابن شیخ بڈھن

ابن شیخ حسین ابن شیخ سلیمان ابن شیخ پیر ابن شیخ عبدالحمید ابن شیخ یعقوب ابن شیخ محمد ابن شیخ شہاب الدین گنج العلم مسطور اور شیخ افضل اور شیخ عبداللطیف پسران شیخ عبدالرحمٰن ابن شیخ طاہر مذکور اور شیخ طیب مذکور کہ ان کے نکاح میں مودود کی لڑکی دنکوری نسل سے شیخ سعد حاجی چچازادہ حضرت گنجشکر کے تھی۔ کہ اس عفیفہ سے ایک لڑکا شیخ وجیہہ الدین نام اور لڑکیاں تھیں۔ ایک عقد میں شیخ عبداللطیف مذکور کے ہے کہ اُس کی بھی ایک لڑکی ہے۔ کہ وہ نکاح میں شیخ چاند ابن شیخ شہاب خاں ابن شیخ شہباز خاں حبسی یدیوانی کی ہے اور الور میں شیخ نصر اللہ ابن شیخ عبداللہ ابن شیخ رزق اللہ اور شیخ علم الدین اور شیخ علی محمد پسران شیخ وجیہہ الدین ابن شیخ حبیب اللہ ابن شیخ رزق مذکور اور شیخ عبدالواحد ابن شیخ تاج الدین ابن شیخ حبیب اللہ مذکور تا مدہ میں کہ بنگالہ میں داخل ہے۔ وہاں شیخ عبدالعلی اور شیخ ابوالفتح اور شیخ محی الدین نبسہ شیخ پیارہ خلیفہ حضرت شیخ الاسلام چشتی اور پسران شیخ جمال ابن شیخ محمود ابن شیخ لاد ابن شیخ منور ابن شیخ عبدالحمید ابن شیخ فخرالدین گنج الاسرار جونپوری ابن شیخ زین الدین ابن شیخ کریم الدین ابن شیخ علی شیر ابن شیخ شہاب الدین گنج العلم اور بہار میں شیخ عبدالعزیز ابن شیخ حسن ابن شیخ محمد ابن شیخ ابوالفتح ابن شیخ جمال ابن شیخ فخرالدین گنج اسرار ابن شیخ کریم الدین ابن شیخ علی شیر ابن بند گیحضرت شیخ شہاب الدین گنج العلم اور شیخ محمود ابن شیخ فخرالدین ابن شیخ ابوالفتح مسطور کی تین لڑکیاں تھیں۔ کہ ان میں سے ایک شیخ حسن ابن شیخ محمد مرقوم کے عقد میں تھیں۔ ان سب سے ایک پسر پیدا ہوا۔ شیخ عبدالعزیز کہ صدر میں مسطور ہے کہ اپنے پدر بزرگوار کی جگہ بہار میں صاحب سجادہ ہے۔ چند دختر بھی شیخ شمس الدین ابن شیخ حسین ابن شیخ محمد مذکور اور شیخ عبداللہ اور شیخ ابوالقاسم اولاد شیخ جمال ابن شیخ محمد مذکور کی۔ دوسری شیخ مصطفٰے اور شیخ مرتضٰے اولاد شیخ مسعود ابن شیخ یعقوب ابن شیخ فخرالدین ابن شیخ ابوالفتح مسطور کی اور شیخ نور ولد شیخ شہاب الدین ابن شیخ ادیس ابن شیخ فخرالدین مسطور اور شیخ داؤد ابن شیخ فخرالدین کی اولاد دختری ہے۔ اور شیخ مجاہد ابن شیخ احمد ابن شیخ محمد الدین مذکور کی اور سرپسرو میں شیخ مصطفٰے پسران شیخ بہاؤ الدین ابن شیخ فخرالدین مسطور

اور دوسرے قصبہ میں شیخ یحییٰ ابن شیخ ابراہیم اولاد شیخ چندن ابن شیخ معروف ابن شیخ فضل اللہ عرف شیخ بھورہ ابن شیخ فخر الدین گنج اسرار کی۔ اور شیخ الہداد اور شیخ قطب الدین ابنائے شیخ پیارہ ابن شیخ معروف مذکور اور شیخ بہاؤ الدین ابن شیخ فخر الدین اور شاہ پور میں کہ مواضعات پرگنہ سہرسہ سے صوبہ بہار میں داخل ہے۔ اور شیخ خضر اور عبدالرشید ابن شیخ عالم ابن شیخ نور ابن شیخ پیر ابن شیخ قیام الدین و حسن میاں بن شیخ جمال الدین ابرو شیخ عبداللہ وغیرہ اور حسام الدین کے ایک پسر تھا نصرت چشتی اور اولاد شیخ شہاب الدین گنج العلم کی بہت ہے۔ بعض جانپور میں اور بعض کھرگوں میں کہ نزدیک قلعہ اسیر کے ہے۔ اور بعض مانڈوں میں اور بعض رہتاس گڈھ میں بنام شیخ احمد خطیب اور شیخ صلاح کہ اولیاء خدا سے تھے اور بعض نواحی تپہ میں مثل پھلواری وغیرہ کے رہتے ہیں۔

فصل ۶

بیان حسب اور نسب شیخ نظام الدین حضرت گنجشکر قدس سرہٗ کا

سلطان المشائخ فرماتے تھے۔ کہ خواجہ نظام الدین کو حضرت گنجشکر سب لڑکوں سے زیادہ دوست رکھتے تھے۔ وہ خدمت میں حضرت شیخ شیوخ عالم کے بہت گستاخ تھے جو کہتے تھے۔ حضرت اس کو رضامندی سے سنتے اور تبسم فرماتے۔ اور رنجیدہ نہ ہوتے۔ لڑکپن اور جوانی میں برکت پاتے تھے۔ اور کرامت ظاہر رکھتے تھے۔ اور فراست صادق۔ چنانچہ ذکر ان کی کرامت کا حضرت گنجشکر کی وفات میں تحریر ہو چکا۔ الغرض بعد نقل حضرت گنج شکر کے جب کفار اجودھن میں پہنچے۔ خواجہ نظام الدین اپنی دلاوری سے ان سے لڑے بہت سے کفار قتل کر کے شہادت پائی۔ جب مقتولوں میں تلاش کیا۔ آپ کی لاش مبارک کا پتہ نہ پایا۔ واضح رہے کہ مقبرہ متبرکہ ان کا تھنور میں ہے

چنانچہ آدمی وہاں کے اس بزرگوار کی مزار سے فیض اُٹھاتے ہیں۔ اور شیخ نظام الدین نے بعیت اور خرقہ خلافت کا حضرت گنج شکر سے پایا۔ چنانچہ اس کا اثر ان کے فرزندوں میں ظاہر ہے +

بیان اولاد شیخ نظام الدین قدس سرہٗ کی

دو لڑکے خواجہ عضد الدین معروف بشیخ ابراہیم اور خواجہ علی اور شیخ ابراہیم کے ایک لڑکا خواجہ نور الدین اور ان کا ایک لڑکا خواجہ ضد الدین اور ان کے تین لڑکے۔ خواجہ بدر الدین اور خواجہ رکن الدین اور شیخ خور جو کہ ان تینوں کی اولاد ہے۔ شہروں میں مثل جھویہ کے ہستہ اور بعضے دہلی ہیں۔ اور خواجہ علی ابن شیخ نظام الدین مذکور کے چار لڑکے تھے شیخ سالار اور شیخ نور الدین اور شیخ یحییٰ اور شیخ خسرو اور شیخ سالار مذکور کے پانچ لڑکے شیخ فخر الدین اور شیخ عالم اور شیخ خواجہ اور شیخ مغیث اور شیخ مجیر اور ایک لڑکی بھی ہے۔ اور خواجہ نور الدین ابن خواجہ علی مذکور کے چار لڑکے شیخ سماع الدین اور صوجی اور موجن اور خوجی اور دو لڑکیاں بھی تھیں۔ اور شیخ مجیر ابن سالار کی اولاد حصار ہیں۔ باسم شیخ نظام الدین صاحب سجادہ بن شیخ محی الدین بن فرخ شاہ بن شیخ محمد بن غوث العالم شیخ جنید بن شیخ چندن بن شیخ محمود بن شیخ کریم الدین بن شیخ مجیر مرقوم اور شیخ فرید اور دوست محمد اور عبد الحمید اولاد شیخ چھجن بن فہیم الدین بن شیخ نور بن شیخ شبلی بن شیخ چندن مسطور کی اور شیخ ابو تراب بن شیخ قطب الدین بن فرخ شاہ مزبور اور شیخ علم الدین بن ابو الغیث بن شیخ قطب الدین مسطور اور تاج بن محمد علی بن حسین خاں بن شیخ منار الدین اور شیخ کبیر بن شیخ جنید مرقوم اور شیخ عبد الصمد بن شیخ برہان بن شیخ فرید نظام بن شیخ نور الدین بن شیخ جنید مذکور۔ دوسرے منصور پور کہ قریب سمانہ کے ہے۔ بعض اولاد آنحضرت کی مُلک گجرات کے رجب پور میں قریب امروہہ کے شیخ محمود بن حاجی عبد الغفور اور شیخ صادق محمد بن شیخ بدر الدین ہے +

فصل ۷

بیان حسب اور نسب بندگی حضرت شیخ یعقوب بن شیخ فریدالدین قدس سرہ

یہ اہل دلوں میں محبوب تھے اور حضرت کے سب لڑکوں سے چھوٹے تھے۔ اور سخاوت میں مشہور اور کرامت میں ظاہر خلق سے پرہیز رکھتے تھے اور حق میں مشغول رہتے تھے سید محمد کرمانی سے منقول ہے۔ کہ وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ وہ فرماتے تھے۔ کہ میں سفر اور حضر میں اکثر ساتھ یعقوب کے رہتا تھا۔ ایک بار اُن کے ساتھ خطہ اودھ کو ہیں گیا۔ جب ہم پہنچے تو سرائے میں اترے۔ شیخ یعقوب نے مجھ کو اسباب کے پاس چھوڑ دیا۔ اور خود شہر کے دیکھنے کو باہر گئے۔ چنانچہ ایک پہر رات گذری لیکن نہ آئے اور کسی جگہ عیش میں مشغول ہوئے۔ اس درمیان میں اودھ کا حاکم کہ خان اعظم تھا اس کے شکم میں درد ہوا۔ آخر کار تعویذ اور دُعا سے کام پڑا اس درمیان میں ایک مرد نے کہا کہ شیخ زادہ مولنا یعقوب پسر شیخ شیوخ العالم کو میں نے دیکھا بوقت نماز عصر اودھ میں آئے اگر وہ ملیں امید ہے کہ اس مخدوم کی دُعا کی برکت سے صحت ہو۔ فی الحال حاکم نے اسی آدھی رات کو آدمی ان کی طلب میں بھیجے وہ سرائے میں آئے اور پوچھا کہ شیخ زادہ کہاں ہیں کہ خان بُلاتا ہے۔ میں نے کہا وقت نماز عصر سے مجھ سے جُدا ہیں۔ شہر کو گئے ہیں۔ آدمیوں نے تلاش کیا۔ ایک مقام میں پایا کہ عشرت کے ساتھ مشغول تھے۔ دیکھا کہ خواب میں ہیں۔ آہستہ جگایا۔ خواب ژولیدہ سے اُٹھے اُن سے کہا کہ تم کو خان بلاتا ہے۔ تبسم کیا۔ اور کہا کہ میرا خرچ کم ہو گیا تھا۔ میں اس فکر میں تھا کہ تم وقت پر آئے۔ ویسے ہی اُٹھے اور گئے۔ جب خان کے آگے پہنچے دیکھا کہ نہایت درد شکم ہے۔ چارپائی سے زمین پر اور زمین سے چارپائی پر لوٹتا ہے اور ہلاکت کے قریب پہنچا ہے۔ پاس بیٹھے

اور دو انگشت مبارک خان کے شکم پر رکھیں اور کچھ پڑھا۔ فوراً درد دور ہوا۔ خان اُٹھا اور شیخ کے پاؤں پر گرا۔ اور فرمایا کہ ایک بدرہ چاندی کا اور قیمتی کپڑے خدمت میں شیخ کی لائے۔ شیخ نے اس چاندی اور جامہ سے کچھ لیا اور خان کے دربانوں اور پردہ داروں کو عطا فرمایا۔ اور سرائے میں آدھی رات کے وقت آ گئے۔ آخرالامر اثنائے راہ میں قصبہ انبر اس بزرگ زادہ کو مردان غیب لے گئے اور غائب کیا اور شیخ یعقوب نے خرقہ خلافت کا حضرت گنجشکر سے پایا تھا +

ذکر بیان اولاد شیخ یعقوبؒ کی

آنحضرت کے دو لڑکے تھے۔ خواجہ عضدالدین اور خواجہ قاضی اور ایک لڑکی تھی۔ بی بی عزت۔ اور خواجہ عضدالدین کے دو لڑکے تھے۔ شیخ سلطان اور شیخ جہان اور ایک دختر بھی تھی۔ اور شیخ سلطان کی اولاد نہیں ہے۔ اور شیخ جہان کے تین لڑکے تھے۔ شیخ زبان اور شیخ ملک اور شیخ صدرالدین اور شیخ زبان بے اولاد رہے۔ اور شیخ ملک کے تین لڑکے تھے۔ شیخ نظام الدین محمد الاحسنا بادی اور ملک معین الدین چشتی اور ملک فریدالدین حسن اور دو لڑکیاں تھیں۔ کہ ایک منکوحہ شیخ نصیرالدین اور دوسری زوجہ سید محمد بن محبوب بن ہز برادر زوجہ سید نصیرالدین کی اولاد نہ رہی اور زوجہ سید محمود کی اولاد بہت ہے۔ اور خواجہ نظام الدین مذکور کا ایک لڑکا تھا۔ مسعود نام ایک عرف عبدالحسین اور ایک لڑکی اور معین الدین چشتی کی چھ لڑکیاں تھیں۔ کہ ہر ایک سے اولاد ہے اور فریدالدین حسن کے کوئی اولاد نہ تھی۔ اور خواجہ قاضی ابن شیخ یعقوب ابن گنجشکر کے دو لڑکے تھے۔ شیخ احمد اور شیخ علاؤالدین اور شیخ احمد کی اولاد نہیں ہے۔ شیخ علاؤالدین کے چھ لڑکے تھے۔ شیخ نظام الدین اور شیخ منجھ اور شیخ معین الدین اور شیخ زین الدین اور شیخ برہان الدین اور شیخ یعقوب لیکن شیخ منجھ اور شیخ یعقوب کی اولاد نہ رہی۔ اور ہر چہار پسر کی بہت اولاد ہے۔ چنانچہ ایک لڑکوں میں سے ہوئیں شیخ عادل اور لاہور میں شیخ چوہر وغیرہ اور لڑکی شیخ مذکور کے عقد میں شیخ عضدالدین ابن شیخ نظام الدین ابن حضرت گنج شکر کی تھی۔

عزت بی بی مرقوم کہ اس کی اولاد ہے۔ دیگر اولاد شیخ یعقوب کی شہروں میں متفرق ہے +

فصل

بیان احوال شیخ عبداللہ بن گنجشکرؒ کا

وہ عہدہ خوردی میں رحمت حق سے ملے ان کا مرقد مبارک بیرون شہر پاک پٹن قریب شہدا کے جنگل میں واقع ہے اور شیخ عبداللہ۔ بیابانی مشہور ہیں۔ اور وہاں کے آدمی ان کے مزار سے فیض پاتے ہیں۔ رحلت آپ کی اس عالم سے اس طرح سے ہوئی۔ کہ جب نو برس کے تھے قلعہ پاک پٹن کے باہر کھیلتے تھے۔ چالیس نفر سندھ سے آئے تھے۔ ان میں سے ایک نفر برہمن تھا۔ جب اس کے پاس پہنچے پوچھا کہ یہ لڑکا کس کا ہے۔ حاضرین نے جواب دیا کہ شیخزادہ لڑکا شیخ الاسلام قطب العالم شیخ فریدالدین گنجشکر کا ہے۔ جب یہ بات سندھیوں نے..... سُنی۔ آپس میں کہا کہ یارو آؤ کرامت اس شیخزادہ کی دیکھیں۔ کہ آج ہم کو غیب سے کھانا کھلائے۔ سندھی نزدیک ہوئے اور کہا کہ اے شیخزادہ ہم آج بھوکے ہیں اُمید ہے کہ ہم کو غیب سے کھانا دو۔ اُس نے فرمایا بہت خوب بیٹھو اور ساعت توقف کرو۔ کہ حق سبحانہ تجھ کو غیب سے کھانا دے گا۔ بعدازاں وہ دیگدان درست کرا کر اور اس کے اوپر دیگ خام مٹی کی خالی رکھی اور دیگ کے نیچے آگ جلائی۔ اور شیخ عبداللہ فرماتے تھے کہ اے سندھیو۔ آؤ اور ہر ایک تم میں سے اپنا ہاتھ اس دیگ میں ڈالے جو کھانا رغبت ہو کھاؤ۔ سب نے دیگ سے ہر جنس کا کھانا کھایا وہ برہمن تنہا رہا۔ عرض کی کہ ہم ہندو ہیں ہم کو غیر پختہ کھانا دو۔ آپ نے فرمایا کہ تو بھی دیگ میں ہاتھ ڈال جو تیری رغبت ہوگی حق سبحانہٗ تعالےٰ غیب سے دے گا۔ اس برہمن نے بھی ایسا ہی کیا اور غیر پختہ کھانا باہر لایا اور خود پکا کر کھایا۔ بعد فراغ طعام کے سندھی ہندوستان کو روانہ ہوئے۔ جب پانچ کوس

زمین پاک پٹن سے چار میلی دو کراں میں پہنچے تو اس میں سندھیوں نے نہایت حسد اور خصومت سے کہا کہ یارو اس شیخ زادہ کی کرامت دیکھی کیا کیا اب ہم کو چاہیئے کہ کچھ جادو کہ ہمارا علم ہے۔ اس شیخزادہ پر رواں کریں۔ اس گفتگو میں تھے کہ اس برہمن نے کہا کہ اے نامردو ایسا خیال خام نہ کرو۔ یہ تمہارے خطرے باطل ہیں۔ اور وہ شیخ زادہ حضرت گنج شکر کا لڑکا ہے۔ اور تم نے اس کا نمک بھی کھایا ہے حسد نہ کرنا چاہیئے سندھیوں نے اس کی نہ مانی اور غضب میں ہوئے۔ برہمن ان کی ہمراہی سے بھاگ کر پاک پٹن پہنچا۔ اور ان سندھی بدذاتوں نے سحر شیخ عبداللہ علیہ الرحمۃ پر چلایا کہ اسی کی زحمت سے رحمت حق سے ملے۔ جب یہ بات حضرت قطب العالم کو معلوم ہوئی۔ فی الحال زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ جس نے ہمارے جگر پر آگ لگائی انشاء اللہ تعالٰے وہ بھی قہر جبار میں کہ وہ قادر ہے آگ میں جلے گا۔ یہ بات جونہی زبان سے نکلی۔ کہ اسی وقت آگ سندھیوں کو عالم غیب سے پہنچی۔ اور سب کو جلا کر خاک کر دیا۔ اب تک وہ ناپاک تودہ خاک کے موجود ہیں۔ اور اس جگہ کو ایک دھیرہ کہتے ہیں کہ پانچ کوس حضرت پاک پٹن سے ہے۔ بعد ازاں برہمن مذکور قطب العالم کی خانقاہ میں آیا اور سر زمین پر رکھا اور آنحضرت کے پاؤں پڑا اور عرض کی۔ کہ بندہ نے ان سندھیوں کو منع کیا تھا۔ قبول نہ کیا آخر اپنا کردہ آگے پایا۔ اس اثنار میں اس برہمن کے دل میں گذرا کہ اگر میرا زنار از خود ٹوٹ جائے۔ تو میں حضرت کی خدمت میں مسلمان ہو جاؤں۔ یہ خطرہ گذرا ہی تھا۔ کہ ایک بلی پیدا ہوئی۔ اور اس کے زنار کو توڑ کر برہمن کے آگے رکھ دیا۔ فی الحال مسلمان ہوا۔ اور آنحضرت کی خدمت میں ملا۔ جب آنحضرت نے اس کی خدمت پسند کی اس کا نام ملک جویرہ رکھا اور وہ اولیائے خدا سے ہوا۔ بعد مدت کے ملک جویرہ نے عرض کی۔ کہ حضرت سلامت بندہ چند لڑکیاں رکھتا ہے۔ ان کی نسبت کس سے کروں۔ حضرت نے فرمایا۔ کہ اسے جویرہ ہمارے قوالوں کی اولاد سے کہ اس نے ایسا ہی کیا۔ اب ملک جویرہ کی اولاد سے کہ درگاہ حضرت کے ہیں نسبت ہوتی ہے +

فصل ۹

بیان اولاد دختران حضرت گنجشکر قدس سرہٗ العزیز کا

بی بی فاطمہ اور بی بی شریفہ اور بی بی مستورہ ہر ایک ولی زمان تھیں۔ نقل ہے سید محمد کرمانی رحمۃ اللہ علیہ سے کہ شیخ العالم کی تین لڑکیاں تھیں۔ بڑی بی بی مستورہ کہ آخر دم تک پردہ عصمت میں پوشیدہ رہیں نکاح نہ کیا۔ اور سیرالاقطاب میں لکھا ہے کہ بی بی مستورہ شیخ عمر صوفی فاروقی کے نکاح میں تھیں۔ ان سے ایک لڑکا شیخ محمد پیدا ہوا۔ کہ اس سے بہت اولاد پیدا ہوئی۔ دوم بی بی شریفہ کہ شرف طاعت اور عبادت سے مشرف تھیں۔ یہ بزرگ زادی بھی عنوان جوانی میں بیوہ ہوئی تھیں۔ تالب گور سوائے خدا یتعالےٰ کے دوسری طرف مشغول نہ ہوئیں۔ چنانچہ شیخ العالم نے فرمایا کہ اگر عورت کو خلافت سجادہ کی ہوتی تو میں بی بی شریفہ کو دیتا۔ شیخ سعدی نے اچھا کہا ؎

دارد پردہ عصمت بعبادت مشغول
نام در عالم خود در کنف ستر خدا

اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اخبار الاخیار میں لکھا ہے کہ بی بی شریفہ عقد میں علاؤالدین علی احمد صابر حضرت کے خواہرزادہ کی تھیں۔ سیرالاقطاب سے نقل ہے۔ سیوم بی بی فاطمہ کہ گھر میں مولانا بدرالدین اسحاق کے تھیں۔ مولٰنا مذکور اجودھن میں رحمت حق سے ملے۔ اولاد صغیر چھوڑی۔ خواجہ محمد امام اور خواجہ موسیٰ سلطان المشائخ کو اس سبب سے تعلق سخت پیش آیا۔ اس واسطے کہ سلطان المشائخ کو مولٰنا بدرالدین اسحاق سے بہت محبت تھی۔ چنانچہ ذکر میں مولٰنا بدرالدین کے لکھا ہے۔ سلطان المشائخ اس اندیشہ میں رہتے تھے۔ کہ کوئی بات پیدا ہو کہ بی بی فاطمہ کو اُن کے لڑکوں کے ساتھ اجودھن سے لاؤں۔ تاکہ کسی طرح حق مولٰنا بدرالدین کا ادا ہو۔ الغرض اس باب میں سید محمد کرمانی ناقل

اِس قصہ سے مشورہ کیا سید محمد نے کہا ہم سب کو واجب ہے کہ مولنا بدرالدین کے فرزندوں کی رعایت کریں۔ کہ ہمارے ہر ایک کے باب میں شیخ العالم کی خدمت میں مدد کی ہے۔ اِس حالت میں ایک مرد سوداگر ملتانی کہ سلطان المشائخؒ کا ہمتا تھا۔ شاید کسی جگہ سے سودا لایا تھا دو ٹکہ زر کے خدمت میں شیخ شیوخ العالم کے فتوح لایا۔ سلطان المشائخؒ نے دو ٹکہ زر کے سید محمد کرمانی کی خدمت میں رکھے۔ فرمایا کہ ایک ٹکہ زر کا تم گھر میں خرچ کرو۔ اور دوسرا ٹکہ زر کا واسطے لانے فرزندان مولانا بدرالدین اسحاق کے اپنے ساتھ اجودھن میں لے جاؤ۔ اس واسطے کہ تم محرم خاندان باکرامت ہو۔ سید محمد کرمانی نے قبول کیا۔ دوسرے روز اجودھن کو روانہ ہوئے۔ بی بی فاطمہ کو فرزندوں کے ساتھ شہر دہلی میں لائے۔ الغرض چند روز بی بی فاطمہ اور اُن کے لڑکے کو آئے ہوئے گذرے۔ خویش و بیگانہ نے گمان کیا۔ کہ شاید سلطان المشائخؒ بی بی فاطمہ سے عقد کا خیال رکھتے ہیں۔ یہ بات کہ لائق حال سلطان المشائخؒ کے نہ تھی۔ خاص و عام کے کان میں پڑی۔ ایک رات خلوت میں سید محمد کرمانی نے یہ بات سلطان المشائخؒ سے کہی۔ کہ خلق یوں گمان کرتی ہے۔ سلطان المشائخؒ نے اس بات کے سُننے سے حیرت کی اُنگلی فکر کے دانت تلے دابی۔ اور دستِ مبارک چہرہ اور ریش مصفا پر پھیرا اور کہا کہ اجودھن کا قصد کرو۔ دوسرے روز وہ شیخ شیوخ العالم کی زیارت کو روانہ ہوئے۔ جب اجودھن سے پھرے اس سے پہلے کہ شہر میں پہنچے۔ تیسرے روز بی بی فاطمہ نے سلطان المشائخؒ کی غیبت میں نقل کی۔ شیخ نجیب الدین متوکل قدس سرہٗ کے روضہ میں دروازہ فنارہ کے باہر مدفون ہوئے تیسرا دن تھا۔ خلق حاضر ہوئی۔ سلطان المشائخؒ اسی روز اجودھن سے روضہ سے شیخ نجیب الدین متوکل کے پہنچے۔ اور زیارت تیسرے روز بی بی فاطمہ کی کی اور خواجہ محمد اور خواجہ موسےٰ کہ عالم صغر میں تھے آپ اپنی نظر مبارک سے پرورش دی اور تعلیم فرمائی +

فصل ۱۰

بیان نسب اور حسب اور اولاد اور وفات بنا ہے حضرت سید السادات منبع البرکات آل طٰہٰ ویٰسین بن سید المرسلین صلی اللہ علیہ اجمعین

حضرت مولنا بدرالدین اسحاق بن خواجہ علی بن خواجہ اسحاق بن سید معین الدین خطاب منہاج الدین بن سید احمد بن سید محمود بن سید احمد بن محمد بن سید فتح الدین بن سید جلال الدین بن سید صدر الدین بن سید قطب الدین بن سید زکریا بن سید عمر بن سید زین العابدین علی اصغر ابن شہزادہ کونین امیر الدارین حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہ +

ذکر بیان حسب آنحضرت کا

سیر الاولیائے سے نقل ہے کہ مولنا بدرالدین اسحاق خدمت میں شیخ عالم کے ملے۔ یہ بزرگ بھی شہر دہلی سے تھے۔ تعلیم بھی شہر میں کی۔ علم و فضل میں فائق تھے۔ جب علم ایک سال شہر میں حاصل کیا اور طبیعت بلند تھی۔ چاہا کہ تمام علوم کو نہایت تک حاوی ہوں اور چند مشکلیں علم میں آپ پر رہی تھیں۔ کہ فحول علماء شہر سے حل نہ ہوئیں۔ اس سبب سے بخارا کا قصد کیا۔ جب اجودھن پہنچے اس زمانہ میں آوازہ کرامت کا حضرت شیخ العالم کے علم کا منتشر ہوا تھا۔ اور خلق خدا ولایتوں سے خاکبوسی کو آتی تھی۔ القصہ مولنا بدرالدین بھی آئے۔ کہ خدمت میں شیخ العالم ملاقات کریں۔ جب مولنا قدمبوسی سے مشرف ہوئے ایک شاہ دیکھا۔ سینہ مصفا اور تقریر دلکشا۔ چنانچہ سلطان المشائخ فرماتے تھے کہ حسن عبارت اور لطافت شیخ العالم کی اس حد پر تھی۔ کہ جب آپ کی سمع میں پہنچا۔ چاہا کہ یہ وہ شخص ہے کہ اسی گھڑی مر رہے تو اچھا ہو۔ الغرض چند مشکلیں

مولانا کو تھیں، وہ شیخ العالم کی تقریر حکایت میں حل ہوگئیں۔ مولانا بدرالدین متحیر ہو گئے۔ اور دل میں کہا یہ بزرگ اپنے پاس کتاب نہیں رکھتے اور جامہ چادر پہنے علم لدنی کی خبر دیتے ہیں۔ جس کے لئے میں بخارا جاتا تھا۔ اُس سے بہتر نہیں پایا بخارا جانے کی نیت دور کی اور باعتقادِ صادق مرید آنحضرت کے ہوئے شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں ؎

من کہ در ہیچ مقامے نزدم خیمۂ عشق
پیش تو رخت بیفگندم و سر بنہادم

شیخ العالم نے بھی جو قابل دیکھا مرحمت فرمائی۔ اپنی خادمی اور دامادی سے مشرف کیا اور محرمیت کردگار کو اس حد تک پہنچے کہ واصلانِ درگاہِ بے نیاز ہوئے۔ اور خدمت میں شیخ العالم کے مستقیم رہے۔ اور اپنے اقربا سے کہ شہر میں تھے اُن سے قطع کی اور دوست کے ساتھ ایک ہوئے۔ مصرعہ

دل و جان و تن باخیال یکے شد

سید مبارک نے اپنے والد محمد کرمانی سے سُنا ہے۔ کہ مولانا بدرالدین اسحاق رحمۃ اللہ علیہ اس حد پر سریع البکا تھے۔ کہ ایک ساعت آنسو سے خالی نہ ہوتی تھی۔ یہ ضعیف کہتا ہے ؎

اے ز عشقت خانۂ عقلم خراب   مردم چشم ز گریہ غرق آب

کثرت گریہ سے دونوں چشم مبارک میں گل پڑ گئے تھے۔ ایک بزرگ خوب کہتا ہے ؎

فرو خواہد زدن سقف دو چشم   نمودہ آب و غازہ چکیدن

محمد مُبارک کی بہن سے منقول ہے۔ فرماتی ہیں۔ کہ ایک وقت خدمت میں شیخ العالم کے میں تھی۔ مولانا بدرالدین اسحاق سے میں نے کہا۔ کہ اے بھائی اگر تم ایک ساعت آنسو بند کر لو۔ میں اس کا علاج کروں۔ مولانا رو دیئے۔ فرمایا کہ اے بہن آنسو میرے اختیار میں نہیں۔ کسی بزرگ نے کہا ہے ؎

از آب دیدہ خانۂ چشم خراب گرد
پس نا مدیم دیدہ خانہ خراب شد

سید محمد کرمانی فرماتے تھے۔ کہ مولانا بدرالدین سلیمان بعد انتقال شیخ العالم کے شیخ کے سجادہ پر بیٹھے۔ اور مولانا نے اپنے مخدوم زادہ کے آگے کمر خدمت کی باندھی اور کھڑے ہوئے۔ ایک بزرگ نے خوب کہا ہے ؎

در خدمتِ تو اے ز دل و جاں عزیز تر
جاں در میاں بہ بندم صد بندگی کنم

جب چند وقت اس پر گذرے۔ البتہ حاسدوں نے درمیان شیخ بدرالدین سلیمان اور مولانا بدرالدین اسحاق کے علم آفات کا القا کیا۔ اور چاہا کہ منصب خادمی لیں مولانا بدرالدین اسحاق کا دل اس سبب سے منقبض منقضی ہوا۔ اس باب میں سید محمد کرمانی سے مشورہ کیا۔ سید محمد کرمانی نے جو عزت اور احترام مولانا کا شیخ العالم کی خدمت میں دیکھا تھا فرمایا کہ مولانا ع

صحبت کہ بعزت نبود دوری بہ

مولانا نے یہ بات سنی مسجد جمعہ میں آئے اور بیٹھے۔ الغرض سید محمد کرمانی نے فرمایا کہ میں اور خواجہ یعقوب پسر شیخ العالم کہ شیخ علاؤ الدین نبسہ شیخ العالم قدس سرہٗ کے چند خوردگان اور مسجد جمعہ میں مولانا بدرالدین اسحاق کے آگے کلام اللہ پڑھیں۔ اور اخی مبارک غلام شیخ العالم قدس سرہٗ نے اپنی لڑکی کہ بی بی فاطمہ کو کہ گھر میں مولانا بدرالدین کے تھیں۔ اور وہ خلیق تھیں الغرض والد سید محمد کرمانی فرماتے تھے۔ اس وقت کہ مولانا نماز چاشت میں مشغول ہوتے اس قدر روتے کہ بوقت رکوع اور سجود کے تمام جگہ آنسوؤں سے تر ہو جاتی۔ اور والد فرماتے تھے کہ مولانا بدرالدین مشغلہ سوزاں کیا تھا۔ جلد تر کلمات دوال خدا کو پہنچے اور غرض اس جہان کے آنے کی آدمی کو تحصیل کمالات ہے۔ جب کمال کو پہنچا گئے۔ اس جہت سے نہیں رکھتے ہیں +

منقول ہے کہ ایک بار مولانا بدرالدین اسحاق نے یہ بیت پڑھا ؎

پیش سیاست خمش روح نطق نمے زند
اے زہراں صعوہ کم گو تو نوا چہ مے زنی

تمام روز اس کے ذوق میں عالم تحیر میں رہے اور ہر بار یہ فرماتے تھے۔ بکا اور حزن

پیدا ہوتا تھا۔ جب وقت شام کی نماز کا وقت آیا۔ شیخ العالم نے مولٰنا بدرالدین اسحاق کو امامت کے لئے کہا اور نماز شروع کی اور تحریمہ باندھا اور بجائے قرأت یوں بیت زبان پر لائے۔ پھر ہوش میں آئے۔ شیخ العالم نے فرمایا کہ پھر امامت شروع کرو۔ اس بار نماز تمام کی۔ اور سلطان المشائخ فرماتے تھے۔ کہ مجھ کو مولٰنا بدرالدین کے ساتھ سخت محبت تھی۔ اور کل امور میں آگے آجاتے تھے۔ اور خدمت میں مولینا شیخ شیوخ عالم کے کرتے اور خود بھی تربیت فرماتے۔ اس غایت تک کہ جب تک مولٰنا زندہ رہے بسبب عظمت اور احترام کے۔ سلطان المشائخ نے کسی کو دست بیعت نہ دیا۔ جب مولٰنا در پردہ ہوئے۔ تو بیعت دینا پکڑا۔ اور سید محمد کرمانی کہ اس خاندان کے محرم تھے۔ اجودھن میں بھیجا تاکہ مولٰنا کے لڑکوں خواجہ محمد اور خواجہ موسیٰ اور ان کی والدہ کو کہ شیخ العالم کی لڑکی تھیں۔ اور مولٰنا کی زوجہ شہر میں لادیں۔ اور طرح طرح کی رعایت کی۔ اور تربیت فرمائی۔ چنانچہ شرح کیفیت بی بی فاطمہ کے ذکر میں شیخ العالم کی دختران کے مناقب میں لکھی ہے۔ اور مولٰنا بدرالدین اسحاق نے علم صرف میں ایک کتاب منظوم تالیف کی ہے۔ کہ آپ کی فصاحت اور بلاغت پر دلیل روشن ہے ٭

منقول ہے کہ ملک شرف الدین کبیدہ حاکم دیپال پور کا تھا۔ اس کو اتفاق ہوا کہ خدمت میں شیخ العالم کے ارادت لائے۔ اس نیت سے دو بار قدمبوس شیخ العالم کا ہوا۔ اور بیعت کی التماس کی۔ شیخ نے مولٰنا بدرالدین اسحاق کی طرف اشارہ کیا کہ ان سے دست بیعت دے۔ مولٰنا نے بحکم شیخ اس کو بہت دست بیعت دیا۔ بعد چند روز کے بادشاہ وقت کے فرمان سے اس کو قید کیا گیا اور دیپال پور سے روانہ کیا۔ ملک شرف الدین نے اس باب میں عرضداشت مولٰنا بدرالدین اسحاق کی خدمت میں لکھی اور اپنے آدمی سے کہا۔ جب اجودھن پہنچے تو خربوزہ کی فصل ہے۔ اس کو خریدو اور برابر عرضداشت کے خدمت میں مولٰنا بدرالدین اسحاق کے لیجا۔ جب آدمی نے عرضداشت خربوزہ کے ساتھ خدمت میں مولٰنا کے پیش کی۔ اس وقت ایک جماعت یاروں اور عزیزوں کی خدمت میں بیٹھی تھی قاضی صدرالدین اجودھن کا حاکم مولٰنا کی خادمی کرتا تھا۔ اس سے فرمایا کہ صدرالدین

یہ خربوزہ بانٹ۔ قاضی صدرالدین نے جب تقسیم کیا۔ مولانا کی خدمت میں پہنچے۔ اور مولٰنا کا حصہ آگے رکھا۔ مولانا نے فرمایا کہ شرف الدین کمبدہ کا حصہ بھی میرے پاس رکھو۔ جب حصہ رکھا مولٰنا نے اپنی دستار مبارک اتاری اور خربوزہ کے پاس رکھی۔ اور فرمایا کہ ہم خربوزہ نہیں کھائیں گے۔ اور نہ دستار اوڑھیں گے جب تک کہ شرف الدین نہ آئے۔ جب وہ آئے گا اس کے ساتھ کھائیں گے یہ کہا اور مشائخ کی حکایت اور بزرگی کے مناقب میں حاضران مجلس کے ساتھ مشغول ہوئے۔ ایک ساعت گذری ہوگی۔ کہ شرف الدین کمبدہ پہنچے۔ مولٰنا بدرالدین اسحاق نے اپنی دستار سر پر رکھی اور خربوزہ کھانے میں مشغول ہوئے اس درمیان میں شرف الدین نے اپنے چھوٹنے کی حکایت مولٰنا سے کہنا شروع کی۔ کہ میرے باب میں بادشاہ نے دوسری کیفیت ظاہر کی تھی۔ جب بادشاہ کو جھوٹ تحقیق ہؤا۔ دوسرا فرمان بھیجا کہ اس کو چھوڑ دو۔ اور جہاں تک آیا ہو لوٹا دو۔ میں بھروال پہنچا تھا۔ کہ فرمان پہنچا مخدوم کی برکت سے بافرحت تمام خدمت میں حاضر ہؤا +

منقول ہے کہ شیخ العالم فریدالدین قدس سرہٗ کے حکم سے ایک بار لکڑیوں کے واسطے اجودھن کے جنگل میں جاتے تھے۔ جب نوبت مولٰنا بدرالدین کی پہنچی۔ مولٰنا گئے۔ اور دو لڑکے شیخ العالم کے مولٰنا کے ساتھ آئے۔ اثناء راہ میں مولٰنا سے کہتے تھے۔ کہ ہمارے مریدوں اور یاروں کو ایسی کرامت نہیں ہے۔ جیسے سید احمد کے مرید کو ہے۔ اس واسطے کہ ان کے مرید شیر پر سوار ہوتے ہیں اور سانپ کا کوڑا بنا لیتے ہیں۔ مولٰنا بدرالدین کہتے تھے۔ کہ مخدوم زادیوں نہ کہنا چاہیئے شیخ شیوخ العالم بہت بزرگ ہیں۔ کوئی ان کی عظمت اور ان کے متعلقوں کی کرامت کو نہیں پہنچتا ہے۔ الغرض جب آگے پہنچے۔ شیر جنگل سے نکلا۔ دونوں لڑکے شیخ العالم کے درخت پر چڑھ گئے۔ مولٰنا آگے ہوئے اور آستین مبارک اس شیر پر مارتے تھے اور فرماتے تھے۔ کہ اے سگ تیری کیا مجال کہ میرے مخدوم زادوں کی نظر میں آوے۔ بعدہٗ پسران شیخ العالم نے کہا کہ ہم درخت سے اتریں۔ اور انہوں نے کہا جب تک یہ شیر ہمارے نیچے سے نہ

جاوے نہ آئیں گے۔ مولٰنا نے اس شیر سے کہا کہ اے سگ جا۔ شیر نے سر زمین پر رکھا۔ اور لوٹ گیا۔ لڑکے شیخ العالم کے درخت سے اُترے اور اس سخن سے کہ کہتے تھے پشیمان ہوئے۔ سلطان المشائخ فرماتے تھے۔ کہ مولٰنا بدرالدین اسحاق کچھ لکھتے تھے۔ نماز کا وقت تنگ ہوا۔ کسی نے کہا کہ خواجہ نماز کا وقت تنگ ہوتا ہے۔ مجھ کو فرمایا کہ جا آفتاب نزدیک ہے کہ نیچے جاوے۔ میں اوپر گیا میں نے کہا۔ خواجہ آفتاب نزدیک ہے کہ نیچے جاوے۔ مولٰنا نے فرمایا کہ آج ہم آفتاب سے کہتے ہیں۔ کہ جب تک صفحہ تمام نہ پہنچے نیچے نہ جاوے۔ جب صفحہ تمام ہوا خواجہ نے فرمایا کہ آفتاب کو دیکھ۔ جب ایک آدمی اوپر گیا۔ دیکھا کہ آفتاب بر قرار ہے۔ خواجہ حکیم شافی مدح میں امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کے کہتا ہے ع

قوت ز وقوت نماز داشتہ چرخ راگشتن باز

سلطان المشائخ فرماتے تھے کہ مولٰنا بدرالدین اسحاق نے شیخ العالم کی ایسی خادمی کی۔ کہ ہر تن مو سے ایسی خدمت کرتے تھے۔ کہ اس مہم سے مستغرق اور مشغول حق ہوتے یہاں تک کہ خدمت میں شیخ الشیوخ عالم کے بیٹھ کر مستغرق حق تعالےٰ ہوتے کہ آپ سے خبر نہ رہتی تھی۔ اور مولٰنا بہت بزرگ تھے۔ اور صاحب نعمت یہاں تک کہ ایک روز میں نے اُن سے کہا کہ میں نیک بخت ہونے کی غرض سے اول شیخ الشیوخ عالم کو یاد کرتا ہوں۔ پھر تم کو حضرت رب العزت میں شفیع لاتا ہوں۔ جواب فرمایا کہ میں ایک نعمت رکھتا تھا۔ مجھ سے سلب ہوئی ہے۔ اس کی تعزیت میں ہوں بعدہ سلطان المشائخ نے کہا۔ سبحان اللہ اس سے آگے کیا حد نعمت کی تھی۔ اس زمانہ میں وہ ایسے تھے۔ کہ ایک روز شیخ الشیوخ عالم نے مولٰنا بدر الدین اسحاق پر عتاب کیا۔ اس سبب سے کہ ایک روز حضرت شیخ العالم نے مولٰنا بدرالدین کو آواز دی۔ وہیں مولٰنا نے غلبہ کار جوانی سے کہا۔ شیخ العالم اُس سے رنجیدہ ہوئے۔ شیخ کے نفس پر خیال گزرا کہ کام سرے سے شروع کر۔ اتفاق سے وہ نعمت مجھ سے جاتی رہی۔ سلطان المشائخ فرماتے تھے۔ کہ ایک بزرگ تھا شیخ العالم کے خلفا سے۔ ایک وقت اس کے وقت پر میں حاضر تھا۔ شیخ العالم کی خدمت میں پہنچا۔ اور اس بزرگ کی نقل کے حال سے خدمت میں

شیخ العالم کے عرض کیا۔ شیخ العالم نے چشم پرآب کی۔ اور فرمایا کہ نماز کیونکر تھی۔ میں نے کہا۔ تین روز نماز فوت ہوئی شیخ العالم نے کچھ نہ کہا۔ مولانا بدرالدین نے اس محل میں کہا۔ کہ یہ اچھا نہ کیا۔ میں نے ماخوذ کہا شیخ نے کیوں نہ فرمایا۔ شاید مولنا بدرالدین اسحاق کسی دوسری حالت میں ہوں۔ جب وقتِ نقل مولانا بدرالدین رحمۃ اللہ علیہ کا ہوا۔ نماز صبح جماعت سے ادا کی اور اس کو پورا کیا۔ پوچھا کہ وقت اشراق ہوا۔ چاشت ادا کی اور سر سجدہ میں رکھا۔ اور رحمت حق سے ملے۔ پھر سلطان المشائخ نے فرمایا کہ میں نے آپ سے کہا کہ ان کی بات کیا پوچھتا ہے۔ اور مدفن اس بزرگ کا بھی مسجد قدیم اجودھن میں ہے کہ بیشتر وہاں مشغول ہوتے +

ذکر اولاد قطب الاقطاب مولانا بدرالدین اسحٰق کا

بی بی فاطمہ بنت قطب العالم سے ہے۔ آنحضرت کے دو لڑکے خواجہ محمد اور خواجہ موسیٰ۔ خواجہ محمد کے چار لڑکے خواجہ مسعود اور خواجہ فخرالدین اور خواجہ جلال اور خواجہ داؤد اور چار لڑکیاں بھی تھیں۔ اور خواجہ مسعود کے دو لڑکے خواجہ یحییٰ اور خواجہ عیسیٰ اور خواجہ عیسیٰ کے چار لڑکے اور چار لڑکیاں تھیں۔ اور یحییٰ کے تین لڑکے سید محمد اور سید ابراہیم اور سید سعیدالدین اور چند لڑکیاں بھی۔ اُن میں سے ایک لڑکے تھے۔ خواجہ کمال الدین اور سراج الدین بہاؤالدین اور خواجہ فخرالدین خواجہ محمد مذکور کے چار لڑکے تھے۔ خواجہ سیف الدین اور برہان الدین اور خواجہ ابراہیم اور عضدالدین اور ان ہر ایک کی اولاد ہے۔ اور خواجہ جلال الدین کے ایک لڑکا تھا۔ اور چند لڑکیاں۔ اور خواجہ داؤد ابن سید محمد کی بھی اولاد ہے۔ دیگر اولاد مولنا مذکور کی شہروں متفرقہ میں ساکن ہے۔ مثل حضرت دہلی کے کہ وہاں سید ایوب اور سید منور اور سید عبدالرحمن ابن سید جلال ابن سید خواجہ ابن سید محمد ابن سید مبارک ابن سید حسین ابن سید علم الدین۔ ابن سید داؤد۔ ابن سید محمد ابن مولانا مرقوم اور مولانا بدرالدین کی بہت اولاد ہے۔ بعض امروہہ اور نوگانواں سید قاسم اور سید نور محمد اور سید معظم اور سید عبدالرسول اولاد سید محمد بن سید شعیب بن سید امین بن سید بدھ بن سید غیاث الدین بن سید عضدالدین بن سید فخرالدین بن سید محمد بن مولانا بدرالدین اسحاق

مذکور اور سید محمدؒ صادق اور سید فاضل محمدؒ اور سید مراد بن سید محمد حسنؒ بن سید کبیر بن سید یوسف بن سید ابراہیم بن سید بدھ بن سید محمد بن جلال الدین بن سید محمد بن مولانا بدرالدین اور سید یوسف اور سید محمدؒ اور سید صادق اور سید باقر ابنائے سید حسن بن سید حمید بن سید محمدؒ بن سید حسین بن سید سلیم بن سید محمدؒ بن سید جلال الدین مذکور دوسرے سید قاسم بن سید منجھو بن سید اسمٰعیل بن سید مہتہ بن سید فخرالدین بن سید برہان الدین بن محمدؒ بن مولانا بدرالدین اسحاق اور سید سیف الدین صاحب سجادہ مولانا بدرالدین اسحاق کے بن سید حسین بن شیخ فتح اللہ بن شیخ یوسف بن شیخ نصیرالدین بن شیخ سیف الدین بن شیخ فخرالدین بن سید محمد بن مولانا بدرالدین اسحاق قدس سرہٗ العزیز اور سید عبدالغفور بن سید ابراہیم بن سید حاجی بن سید برہان بن سید داؤد بن خواجہ خواجہ ابراہیم بن خواجہ فخرالدین بن سید محمد بن مولانا بدرالدین اسحاق دوسرے جہالو میں نزدیک امروہہ کے سید صادق محمدؒ بن سید شاہ محمد بن سید ابراہیم بن سید علاؤالدین بن سید ملک بن سید صدرالدین بن سید عضدالدین مذکور دوسرے سید کمال محمدؒ اور سید صادق محمد اور سید حاجی محمد اور شاہ عارف اور سید عارف اور سید عالم اور سید شاہ محمدؒ بن سید خواجہ خضر بن علاؤالدین بن سید صدرالدین بن سید ملک بن سید عضدالدین بن سید خواجہ فخرالدین بن سید محمدؒ بن مولٰنا بدرالدین اور شاہ عارف مذکور کو ایک اولیائے خدا سے اور شیخ نامدار تھے۔ کہ ان کا مرقد آگرہ میں ہے۔ اور بعض فتح پور سیکری میں شیخ شیجو صوفی تھے۔ ان کی اولاد دختری ہے۔ اور مولانا مذکور نے اپنے فرزندوں کو فرمایا کہ اے میرے بیٹو! کہ جب تم حضرت قطب العالم کی زیارت اور عرس کو پاک پٹن میں آؤ۔ تو ڈھائی روز سے زیادہ نہ رہو۔ اگر رہو گے۔ تو پیٹ میں درد ہوگا۔ اور مر جاؤ گے۔ اب تک ویسا ہی ہے۔ اس واسطے کہ ایک وقت حضرت قطب العالم نے اپنے خلفاء کو ولایتوں پر نصب کیا اور جابجا بھیجے تھے۔ جب مولانا مذکور کی نوبت پہنچی۔ انہوں نے عرض کی۔ کہ مجھ کو حضور کی خدمت کی سعادت کافی ہے جب تک زندہ ہوں جدا نہ ہوں گا۔ حضرت نے فرمایا بہت اچھا۔ مولٰنا مذکور نے اپنی اولاد کو وصیت کی۔ کہ ایک شہر میں

مت رہو۔ شاید ہماری اولاد اور قطب العالم کی اولاد میں مباحثہ ہو۔ اور ناخوشی ظاہر آوے +

دوسری بی بی شریفہؒ

حضرت گنج شکر کی لڑکی جوانی میں بیوہ ہوئی تھیں۔ کہ ان کی اولاد نہیں ہے +

تیسری بی بی مستورہؒ

حضرت کی لڑکی کہ شیخ عمر صوفی کے عقد میں تھیں۔ کہ ان سے ایک لڑکا نام عزیز الدین پیدا ہوا۔ کہ اس کی اولاد ایک لڑکا شیخ محمد اور اس کا لڑکا شیخ نظام الدین اور ان کے لڑکے شیخ مودود شیخ قطب الدین شیخ شہاب الدین اور ان کی اولاد معلوم نہیں ہے کہ کہاں رہتی ہے۔ جو فرزندان و دختران گنج شکر حال بتفصیل کتب سیر اور ملفوظات سے منقول ہوا۔ معلوم ہوتا ہے کہ سوائے فرزندان مولانا بدالدین اسحاق کے کوئی دوسرا کہے کہ میں نواسہ حضرت گنج شکر کا ہوں جھوٹ ہوگا۔ دوسرے فرزندان قاضی ابومسلم کہتے ہیں کہ ہم نواسہ حضرت گنج شکر کے ہیں۔ جھوٹ ہے۔ اس واسطے کہ ذکر فرزندان دختری اور پسری آنحضرت کا تفصیل سے لکھا گیا۔ پس وہ کون حساب سے کہتے ہیں۔ ہاں بعد گذرنے بہت زمانہ کے آنحضرت کی اولاد نے قاضی ابومسلم کی اولاد سے نسبت کی ان کو سعادت نواسگی کی ارزانی رکھی ہے۔ پس وہی فرزندان صاحب سعادت نواسہ فرزندان آنحضرت کے ہیں آنحضرت کے اور یہ سب اولاد قاضی ابومسلم کی علی العموم قاضی لڑکی بی بی ملکو بواسطہ تحصیل شرف نسبت کے گھر میں شیخ بدرالدین سلیمان پسر آنحضرت کی تھی۔ اور زوجیت کی سعادت کو پہنچی تھی کہ اس سے بہت اولاد ہے۔ چنانچہ صدر میں لکھا گیا۔ دوسری لڑکی نبیرہ قاضی ابومسلم کی نکاح میں شیخ علاؤالدین ابن شیخ بدرالدین سلیمان مذکور کے تھی۔ کہ اس کے کوئی فرزند پیدا نہ ہوا۔ اور منکوحہ کلاں سے کہ انہیں کی قوم سے تھیں بہت اولاد ہوئی۔ چنانچہ لکھا گیا +

فصل ۱۱

بیان اولاد شیخ نصراللہؒ کا

اس نے خدمت سے حضرت گنجشکرؒ کے پرورش پائی تھی۔ اور وہ ایک ساعت خدمت سے جدا نہ ہوتا تھا۔ آنحضرت اس پر بہت التفات فرماتے تھے۔ چنانچہ ایک اولیاء خدا تعالٰی سے ہوا۔ اور خرقہ خلافت بھی آنحضرت سے پایا۔ اس کے چھ لڑکے تھے۔ خواجہ بایزید۔ خواجہ نعمت اللہ اور عبداللہ اور کریم الدین اور خواجہ ابراہیم اور عبدالرشید کہ ان کی اولاد پاک پٹن میں درگاہ کے خادم شیخ عبدالوہاب عرف بابو بن عبداللہ خادم بن خادم رجب بن خادم نصیرالدین و خادم اسمٰعیل و خادم اسحاق و شیخ محمد اولاد خادم سالار ابن خادم نصیرالدین مذکور کی۔ دوسری خادم گدائی ابن خادم رحمٰن ابن خادم نصیرالدین مزبور اور خادم کمال اور خادم مرلیف اور عبداللطیف اور خادم کبیر اولاد خادم عبدالعزیز کی عرف جنید بن خادم رحمٰن اور عبدالقادر اور خادم پیر محمدؐ وغیرہ اور اولاد خادم محمود ابن رحمٰن مرقوم کی اور خادم علی ابن خادم حاجی عثمان ابن خادم آموں۔ دوسرے شیخ بڈھا اور عارف محمدؐ اور ابن شیخ محمود ابن شیخ رحمت اللہ کہ وکیل حضرت شیخ تاج الدین محمود صاحب سجادہ حضرت گنجشکرؒ کے تھے۔ اور شیخ عبدالرشید ابن شیخ ابراہیم ابن شیخ فتح اللہ اور جان محمدؐ اور خان محمدؐ ولد شیخ ابوالفتح ابن شیخ عبدالرحمٰن اور شیخ محمدؐ ابن شیخ عبداللطیف ابن شیخ عزیز اللہ اور شیخ عبدالغفور ابن شیخ محمدؐ ابن شیخ نعمت اللہ اور شیخ حلد ابن شیخ رزق اللہ ابن شیخ نظام اور امان اللہ ابن شیخ جیون ابن شیخ رحمٰن اور شیخ عبدالقادر ابن شیخ امام الدین ابن شیخ فریدالدین ابن شیخ سلیمان ابن شیخ ابراہیم اور حبیب اللہ ابن فرمانیہ ابن شیخ حسن اور شیخ عبدالواحد ابن شیخ اللہ بخش اور شیخ خلیل ابن شیخ بھکاری ابن بخشو۔ دوسرے

شیخ بہاؤ الدین اور علاؤ الدین بھی پٹن میں متوطن ہیں۔ اور اولاد نصر اللہ کی بہت ہے جو دیکھا اور سُنا لکھا واللہ اعلم بالصواب ؁

فصل ۱۲

بیان حسب اور نسب اور اولاد اور وفات حضرت قطب العالم شیخ نجیب الدین متوکل رحمتہ اللہ علیہ

نقل ہے مولٰنا جمالی سے سیر العارفین میں مذکور ہے ؎

آں شہنشاہ مملکت تجرید — حامی از خویش باقی از تفرید
رہبر و اور خدا جویاں — از توکل براہ حق پویاں
راہ عرفاں خار و خس رفتہ — گوہر معرفت بجاں سفتہ
باطن از حق تمام نور شدہ — ظاہر از شرع پر سرور شدہ
پاک دین پاک ذات پاک خصال — گشتہ از جام حق مالا مال
کردہ روشن تمام روئے زمین — آفتاب جہاں نجیب الدین
چوں جمالے از و صفا دریافت — متوکل براہ حق بشناخت

شیخ نجیب الدین متوکل شیخ عظیم القدر تھے۔ اپنے زمانہ میں مثل نہ رکھتے تھے۔ حضرت سلطان المشائخ فرید الدین مسعود کہ برادر حقیقی تھے ارادت اور خلافت بھی انہیں سے رکھتے تھے۔ حضرت نے اُن کو دہلی کی دار الخلافت کو روانہ کیا تھا۔ کہ وہاں رہو۔ دروازہ نہٹلی ہی کے آگے رہتے تھے۔ اور نہایت استغراق اور مشغولی حق کے سوا کچھ نہ رکھتے تھے۔ یہاں تک کہ آج کونسا مہینہ اور کون دن ہے۔ یا غلہ کا شہر میں کیا نرخ ہے اپنے اور غیر اور امیر اور فقیر ان کے آگے سب یکساں تھے۔ ایک روز شیخ نور الدین محمد غزنوی نے ان سے پوچھا کہ مخدوم حضرت

شیخ فرید الدین کے تم بھائی ہو۔ جواب دیا کہ برادر صوری میں تو برادر معنوی کون ہوگا۔ پھر شیخ نور الدین نے پوچھا کہ شیخ نجیب الدین متوکل تم کو کہتے ہیں۔ جواب دیا کہ نجیب الدین میں ہوں۔ متوکل کون ہوگا +

نقل ہے کہ حضرت سلطان نظام الدین بدایونی سے ہم کو برکت ارادت سلطان المشائخ فرید الدین نے اُن کی صحبت کی بدولت مُنہ دکھلایا۔ چنانچہ اِن کے ذکر میں مرقوم ہے اور حضرت شیخ نصیر الدین سے منقول ہے کہ ایک بار عید کا دن تھا۔ خلائق نے تبرکاً ان کے ہاتھ پاؤں چومے۔ ایک جماعت قلندروں کی خراسان سے مہمان ہوئی دیکھا کہ خلق خدا کو عید گاہ میں بہت توجہ ہے انہوں نے باہم کہا کہ یہ شیخ بزرگ ہے ہم کو آج اس کا مہمان ہونا چاہیئے۔ حضرت شیخ عید گاہ سے اپنی جگہ پہنچے۔ وہ قلندر پیچھے سے پہنچے۔ اور عرض کی کہ حضرت شیخ آپ اس شہر میں عظیم القدر ہیں۔ ہم کو چاہیئے کہ آج آپ کے مہمان ہوں۔ حضرت شیخ نے فرمایا۔ مرحبا۔ اور خوش رہو۔ ان کو جماعت خانہ میں بٹھلا۔ اور خود اندر گھر کے گئے۔ اور حرم سے کہا کہ آج قلندروں کی جماعت خراسان سے مہمان آئی ہے۔ جو ماحضر ہو دریغ نہ کرنا حرم نے عرض کی کہ تم صاحب خانہ ہو گھر کی عسرت تم کو معلوم ہے دو روز ہوئے کہ کھانے کی بو ہمارے لڑکے کے دماغ میں نہ پہنچی ہے۔ شیخ نے فرمایا ہاں اگر چادر یا سرپوش ہو تو بازار میں بھیجو۔ کہ اس کو بیچ کر مہمانی کے واسطے ماحضر پہنچاؤ حرم نیک بخت نے ایک سرپوش کہ اس پر بہت پیوند تھے اس لائق نہ تھا کہ کوئی دہ اس کو دس درم میں لے پیش کیا۔ حضرت شیخ نے جب ایسا دیکھا کوزہ پانی کا اور پیالہ اُٹھالیا۔ اور قلندروں کی مجلس کے پایاں کھڑے ہوئے اور کہا درویشو معذور رکھو کہ ماحضر یہی ہے۔ درویش اہل دل تھے۔ اس پانی کو معظم اور تکرم سے لیا اور بوسہ دیا حضرت کے دست و پا پر۔ حضرت شیخ اندر حجرہ کے گئے اور مشغول ہوئے۔ اپنے دل سے کہتے تھے۔ کہ ایسا روز عید گذری اور دو روز سے ہمارے لڑکوں کے حلق میں طعام تک نہ پہنچا۔ اور مسافر آویں اور نامراد جاویں۔ اسی خیال میں تھے۔ کہ ایک مرد نیچے سے اوپر آیا۔ اور کہتا ہوا آیا۔ کہ اے نجیب الدین متوکل تیرا خیال کدھر ہے۔ شیخ نے دریافت کیا کہ یہ خواجہ خضر

ہیں۔ اُٹھے اور تعظیم کی اور بیٹھے۔ اور حضرت سے کہا گیا ہے جو دل سے لڑائی کرتے ہو کہ ایسا روز عید جاوے۔ اور ہمارے لڑکوں کے حلق میں کھانا نہ جاوے۔ وہ ردے کہ کھانا لاؤ۔ شیخ نے تبسم کیا اور کہا کہ خواجہ جانتے ہو کہ لڑائی دل سے یہی تھی کہ گھر میں موجود نہیں ہے۔ خواجہ نے کہا اُٹھو نفس کو نگاہ رکھو۔ شیخ اُٹھے اور نیچے آئے دیکھا کہ ایک خوان کھانے کا صحن خانہ میں رکھا ہے لیا اور حرم کے پاس لے گئے اور کہا یہ کھانا کون لایا ہے۔ اس نے کہا ایک مرد آیا میں اس سے چھپ گئی وہ وہ کھانا رکھ گیا۔ شیخ اس کھانے کے مبلغ دامن میں کر کے اوپر آئے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ خواجہ خضر نہیں ہیں۔ بعدازاں کہا سچ ہے یہ سعادت جو میں نے پائی بے نوائی سے پائی۔ اور مناقب شیخ نجیب الدین کے سیر العارفین اور دیگر نسخوں میں بہت ہیں۔ یہ چند کلمہ جو لکھے اس واسطے کہ کتاب جمع ہو جاوے۔ سبحان اللہ زہے عظمت اور کرامت شیخ نجیب الدین متوکل کی کہ لائق اس مقام کے ہر ایک نہیں ہے ؎

اسرار محبت را ہر دل نبود قابل
دُر نیست بہر دریا زر نیست بہر کانے

بیان اولاد شیخ نجیب الدین متوکل برادر حقیقی گنجشکر ابن شیخ سلیمان ابن شیخ شعیب فاروقی کا

وہ ایک اولیائے خدا سے اور مشائخ نامدار سے تھے۔ مرقد پاک ان کا دہلی میں ہے۔ آدمی مزار سے برکت حاصل کرتے ہیں اور شیخ نجیب الدین شیر سوار مشہور ہیں ان کے تین لڑکے ہیں شیخ اسمٰعیل اور شیخ احمد اور اور شیخ محمد اور شیخ اسمٰعیل کہ ان کی اولاد شہروں متفرقہ انبالہ کے قریب اور بعض سبیل میں شیخ نجیب الدین ابدال وغیرہ اولاد شیخ الہداد ہیں۔ بتاریخ ۹ ماہ رمضان المبارک وفات پائی۔ صاحب سجادہ شیخ دکلمہ رواں ہیں۔ باقی اولاد شیخ نجیب الدین متوکل کی بھی بعض شہروں میں ہے ✤

ذکر چراغیوں اور جاروب کشوں وغیرہ روضہ حضرت قطب عالم شیخ فریدالدین گنج شکر قدس سرہٗ کا

مجاوروں کے نام سید عبداللہ اور سید فتح محمدؐ ولد سید اسمٰعیل ابن سید بن بن سید سلیمان کہ حضرت شیخ ابراہیم بالا راجہ صاحب سجادہ حضرت گنج شکر کے وقت سے خدمت میں ہیں۔ دوسری باسم گدائی اور فیروز پسران کمال بن بالو بن بایزید کہ یہ سوورھی ذات رکھتے ہیں۔ اور ان کے بزرگوں کو شیخ علاؤ الدین موج دریا صاحب سجادہ نے مسلمان کیا تھا۔ کہ اب تک ان کی اولاد خدمت میں ہے۔ اور چراغیان درگاہ نسل سے سلطان شہاب الدین غوری کے ہیں۔ شیخ حسن اور شیخ حسین اور شیخ عبدالباقی پسران شیخ سیر محمدؐ بن الہ بخش اور شیخ عبدالسلام بن الہدیا اور منھا اور شیخ یوسف اور شیخ حسین ابنائے شیخ محمود ابن عین الدین اور شیخ فتح علی ابن شیخ عبدالرشید ابن پیرو کہ ان کے بزرگ بھی شیخ علاؤ الدین موج دریا کی اُمت سے خدمت چراغیاں روضہ مقدسہ اور خدمت جادار خانہ آنحضرت میں قیام کرتے ہیں۔ اور جاروب کش درگاہ کے شیخ ضیاؤ الدین اور حافظ بلال اور شیخ رجب پسران دتو بن کمال بن سعداللہ بن شیخ کمال بن سعداللہ بن شیخ احمد بن شیخ مصطفٰے ابن شیخ علی ابن شیخ رکن الدین وہ ہدی کہ عہد میں شیخ علاؤ الدین موج دریا کے کوٹھوال سے بزرگ ان لوگوں کے آئے وہ شیخ علاؤ الدین کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے۔ اب تک خدمت میں ہیں۔ دوسرے بایزید اور عبدالرشید ابن کالو ابن کمال مسطور اور جمال اور حسین اور رجب اولاد الہ دیا ابن نعمت اللہ ابن سدھو ابن سعداللہ مرقوم کی بھی خدمتِ جاروب کشی کرتی ہے۔ دوسری میراثیان موروثی حجام جمال اور نہال کے لڑکے تمو بن نظام کے اور مادیان قبال میں اور اسمٰعیل اور حسین و الہ داد محالان ولد یعقوب ابن الہ دیا اور عثمان ابن الہ دیا مذکور اور حضرت دہلی میں بنام موسیٰ حجام کے بیٹے آسامی مذکور کی نسل سے کھکھو حجام حضرت قطب العالم کے تھے۔ اور آنحضرت کی نظر میں مقبول ہو گئے تھے۔ تاکہ

ظاہر ہو۔ اور قوالاں درگاہ حضرت میر گدائی ابن میر الہ دیا ابن سلیمان ابن بدھن ابن بلبل ابن مبارک کہ وہ خدمت میں حضرت قطب العالم کے تھا۔ اور منظور نظر تھا۔ اور میر دولت ابن الہ بخش ابن عبدالکریم ابن کمال ابن بلبل ابن کریم الدین مرقوم اور میر خان محمد ابن میر بلبن ابن عبدالکریم مسطور۔ اور میر بلاول ابن میر حسین ابن میر لدہ ابن بدھن کہ اوپر مرقوم ہؤا۔ اور میر سکندر ابن عبدالرشید ابن دتا ابن خلو ابن لکھا ابن کریم الدین مذکور اور میر تاجا ابن دتا ابن خلو ابن لکھا مذکور ساکن ہیں۔ حضرت دہلی میں میر حسین اور ملی اور میر علی پسران جمال ابن منقن اور اسحاق ابن مرتقن مذکور ابن خلو ابن میر لکھا ابن کریم الدین مرقوم۔ سونار میں گنگا لوکہ صوبہ بنگال میں ہے۔ وہاں باسم شیخ علاؤ الدین نبیرہ شیخ حسن ابن شیخ بدھن مسطور ساکن ہیں۔ اور کسب قوالی چھوڑ کر اب لباس درویشی میں مشغول ہیں۔ اور آدمیوں کو مرید کرتے ہیں۔ اور دوسرے آبدار روضہ منورہ کے بنام مہر علی ابن خیرالدین راجپوت کہ قدیم الایام سے مسلمان ہیں۔ اور زمانہ شیخ تاج الدین محمود سے آبدار خانہ کی خدمت میں قیام کرتے ہیں۔ جب بندہ کاتب الحروف زیارت کو حضرت قطب العالم کے پاک پٹن میں مشرف ہؤا۔ اور صاحب سجادہ کی قدمبوسی حاصل ہوئی۔ ان ناموں کو تحقیق کیا۔ اور ہر ایک کی حقیقت معلوم کی۔ اس کو قلم میں لایا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

باب ۳

بیان حسب اور نسب اور ازواج اور اولاد حضرت مخدوم شیخ زین العابدین چشتی بھدالوی قدس سرہٗ کا۔

فصل ا

بیان حسب اور نسب اور ازواج اور تاریخ وفات حضرت قطب العالم سراج المحققین شیخ زین چشتی بھدالوی قدس اللہ سرہ کا

شیخ زین ابن شیخ رفیع الدین المعروف بہ شیخ خواجہ ابن شیخ داؤد ابن شیخ محمود ابن شیخ بدر الدین سلیمان ابن قطب العالم فرید الحق والدین گنج شکر قدس اللہ سرہ کا +

ذکر حسب آنحضرت کا

جاننا چاہیئے کہ ولادت آنحضرت کی بلدہ پاک پٹن میں ہوئی۔ ماں باپ اُن کے بہت بزرگ اور عظیم القدر اور صاحب مقامات تھے۔ بعد حوالہ کرنے مکتب کے چند روز میں علوم ظاہری سے آراستہ ہوئے۔ بہت قابلیت اور استعداد رکھتے تھے۔ والد بزرگوار نے تربیت اور ارشاد و طریقت کیا اور تصفیہ اور تزکیہ باطن تلقین فرمایا۔ بڑے مجاہدات کھینچے تھے۔ اور کمال کو پہنچے۔ اور پیر بزرگوار سے خرقہ خلافت کا لیا۔ جب آنجناب کے والد بزرگوار نے انتقال فرمایا۔ آپ دہلی تشریف لائے اور زیارت اولیا اللہ سے فیض پایا۔ اس وقت کا بادشاہ اپنی لڑکی آپ کے عقد میں لایا۔ بعد مدت کے ایک لڑکا پیدا ہوا۔ آپ کی زوجہ عفیفہ نے دار فناو سے رحلت فرمائی حضرت حرمین شریفین کے طواف کو متوجہ ہوئے۔ جب واپس آئے تو بھدالی میں وطن کیا۔ قاضی ابومسلم کی نسل سے ایک لڑکی تھی۔ اُس سے نکاح ہوا۔ اور شیخ تاج الدین پیدا ہوئے۔ جب اس نے بھی وفات پائی۔ دختر طغائی عقد میں لائے۔ اس سے چار لڑکے ہوئے۔ شیخ جہان شاہ صاحب سجادہ اور شیخ سلطان شاہ اور شیخ برہان الدین اور معز الدین چنانچہ تفصیل زوجات اور اولاد کی آئندہ آئے گی

اور اکثر آنحضرت واسطے زیارت ملک المشائخ خواجہ معین الدین حسن سنجری قدس اللہ سرہ کی اجمیر جاتے تھے اور فیض پاتے تھے ۔

نقل ہے کہ جب آپؒ نے اپنے مریدوں کی جماعت کے ساتھ دہلی سے طرف مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ کے سفر فرمایا۔ چند حج ادا کیئے۔ اور طواف حرم اور زیارت مرقد منور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے فارغ ہوئے۔ باشارہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس مضمون سے کہ تیرا کام کمال کو پہنچا۔ اب ہمارے حکم سے واسطے ارشاد کے موضع بھدالی کہ محض کفرستان ہے۔ جا اور اُن بیبیوں کو راہ راست بتا۔ آپ وہاں سے زیارت کرتے ہوئے موضع مذکور میں آئے۔ جس روز اترے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے عصائے مبارک سے نشان فرمایا۔ کہ تیری قبر کی جگہ ہم نے یہ مقرر کی ہے۔ اس طرف کی ولایت تیرے سپرد کی اور قیامت تک یہ جگہ تیرا وطن ہوگا۔ جب بیدار ہوئے وہاں خاص اثر فرحت اور شمیم راحت بخش پائی۔ اور اس جگہ کو قبر کے واسطے مخصوص فرمایا بعد ازاں اس کفرستان میں اذان کہتے تھے۔ اور واسطے رواج دین اسلام گلی گلی پھرتے تھے۔ اس غصہ سے وہاں کے سردار لکھمن نامی نے اپنے آپ کو چھری سے ہلاک کیا اور دوزخ گیا۔ اور آنحضرت کا کام ترقی پر ہوا۔ اور بہت مرید شرف ارادت کو پہنچے۔ اور اس وقت کا بادشاہ بھی شرف ارادت کو مستعد ہوا کاتب الحروف نے اپنے پیر والد بزرگوار سے سُنا ہے کہ ایک روز خلیفہ وقت نے اپنے حسن اعتقاد سے ایک خوان موتیوں کا آنحضرت کے پیش کیا۔ جب نظر اس پر پڑی فرمایا۔ کہ اس کو واپس لے جاؤ۔ اور خلیفہ سے کہو کہ پیران طریقت اس کو دوست نہیں رکھتے دنیا کی آلائش پر التفات نہیں کی۔ یہ بے قدر ہے اس کو اس کے طالبوں کو دے ۔

نقل ہے کہ وقت حالت اور وجد کے اور سماع کے آپ کا لباس ہوا پر معلق رہتا تھا۔ جسم سے جُدا ہو کر اور رقص کرتا تھا۔ جب افاقہ ہوتا تھا۔ لباس نیچے آتا تھا۔ اور ملبوس آنحضرت کا ہوتا تھا۔ جب آپ کی عمر ایک سو پنتالیس سال کو پہنچی۔ سجادہ اپنے لڑکے شیخ جہان شاہ کے سپرد کیا۔ اور رحلت فرمائی۔ بعد

گذرنے ایام کے جب شیخ تاج الدین محمود صاحب سجادہ حضرت گنجشکر نے سرہند
میں نزول اجلاس فرمایا۔ تو بادشاہ حضرت گنج شکر کے زبان پر لائے۔ کہ ہم اور
نظام جدی بھائی ہیں۔ اور شیخ تاج الدین محمود ہمارے چچا ہیں۔ اور حضرت والد بزرگوار
شیخ مودود سے خطاب فرمایا کہ یوں اشارہ ہے۔ کہ بعض آدمی ہمارے عُرس کے
موسم میں پٹن نہیں آتے شیخ زین کی اولاد سے۔ ہماری طرف سے یوں حکم کرو۔ کہ
وہ لڑکے موسم عرس میں ہمارا عرس بھدالی میں روضہ میں کرتے رہیں۔ جو وہاں حاضر
ہوگا۔ گویا پٹن میں حاضر ہوا۔ اور شیخ نظام نے اپنے شرف ارادت کے ساتھ
اور آنحضرت کی خلافت کے ساتھ اور حضرت گنج شکر کی خلافت سے اور اجازت
سے مرید کرنا اور شیخ تاج الدین محمود کو اپنی ارادت کی سعادت سے مشرف کیا۔ اور
شیخ مودود کاتب الحروف کے والد بزرگوار اس سے پہلے خلیفہ اور مرید حضرت
کے تھے۔ بعد ازاں توجہ ان تین مرید کی طرف کر کے اجازت دی کہ تم اور تمہاری
اولاد اور جس کو اللہ توفیق دے عرس حضرت گنج شکر کا کرتا رہے۔ چنانچہ ایسا ہی
ہے۔ اور جان کہ مخدوم شیخ زین نے خرقہ خلافت کا اپنے والد سے پایا ہے۔ یعنی
رفیع الدین قدس سرہٗ سے۔ جو شیخ خواجہ ہیں اور انہوں نے بھی اپنے والد شیخ محمود سے
اور انہوں نے اپنے والد شیخ بدرالدین سلیمان سے اور انہوں نے اپنے والد
شیخ فرید الحق والشرع والدین حضرت گنج شکر قدس سرہٗ العزیز سے اور حضرت گنجشکر
سے پہلے سلسلہ چشت اہل بہشت کا معروف اور مشہور ہے ؎

ذکر اولاد اور ازواج آنحضرت کا

دو بی بیاں تھیں اول مسماۃ بی بی سلطان خاتون بنت شیخ بہاؤ الدین اور
شیخ بہاؤ الدین اور شیخ خیر الدین دو بھائی تھے حقیقی کہ دونوں بھائی آنحضرت کی
اولاد ہوتے ہیں۔ دوسری بی بی قضیانی کہ یہ مسلم قاضی کی اولاد سے ہیں۔ بی بی سلطان
خاتون سے چار لڑکے پیدا ہوئے۔ جہان شاہ کہ سجادہ نشین تھے۔ اور سلطان شاہ
اور برہان الدین اور معز الدین اور بی بی قضیانی سے صرف ایک لڑکا پیدا ہوا۔
شیخ تاج الدین اور ہر ایک کی اولاد کا ذکر آگے لکھا جاوے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ ؎

ذکر تاریخ وفات آنحضرت

آپ کی وفات تاریخ روز پنجشنبہ ۹ ماہ ذی الحجہ کو ہوئی۔ عمر آپ کی ایک سو پنتالیس برس کی تھی۔ نام حضرت مخدوم شیخ زین قدس سرہٗ کے اگر کوئی جس حاجت کو پڑھے اس کی حاجت بمنہ وکرمہ پوری ہو۔ وہ نام مُبارک یہ ہیں۔ الٰہی بحرمت مخدوم زین العابدین چشتی قدس سرہٗ۔ الٰہی بحرمت مولانا شیخ زین العابدین چشتی قدس سرہٗ۔ الٰہی بحرمت قطب الاقطاب شیخ زین العابدین چشتی قدس سرہ۔ الٰہی بحرمت شیخ الاسلام زین العابدین چشتی قدس سرہٗ۔ الٰہی بحرمت سلطان الفقرا شیخ زین العابدین چشتی قدس سرہٗ۔ الٰہی بحرمت وارث علوم دین شیخ زین العابدین چشتی قدس سرہٗ الٰہی بحرمت صاحب الولایات شیخ زین العابدین چشتی قدس سرہٗ۔ الٰہی بحرمت عارف باللہ شیخ زین العابدین چشتی قدس سرہٗ۔ الٰہی بحرمت غوث الدہر شیخ زین العابدین چشتی قدس سرہ۔ الٰہی بحرمتِ حامی الحرمین الشریفین زین العابدین چشتی قدس سرہ۔ الٰہی بحرمت جمال الدین شیخ زین العابدین چشتی قدس سرہ۔ الٰہی بحرمت کمال الدین شیخ زین العابدین چشتی قدس سرہ۔ الٰہی بحرمت نظام الدین شیخ زین العابدین چشتی قدس سرہ۔ الٰہی بحرمت طالب المولیٰ شیخ زین العابدین چشتی قدس سرہٗ۔ الٰہی بحرمت فضل اللہ شیخ زین العابدین چشتی قدس سرہ۔ الٰہی بحرمت کرم اللہ شیخ زین العابدین قدس سرہٗ۔ الٰہی بحرمت ثانی گنج شکر زین العابدین چشتی قدس سرہ۔ الٰہی بحرمت شیخ شیوخ العالم شیخ زین العابدین چشتی قدس سرہ۔ الٰہی بحرمت بہاولوی شیخ زین العابدین چشتی قدس سرہ۔ الٰہی بحرمت محب الحق والشرع والدین شیخ زین العابدین چشتی قدس سرہ العزیز۔ فقط ؎

فصل ۲

بیان اولاد بندگیحضرت شیخ جہان شاہ ابن مخدوم شیخ زین قدس سرہٗ

آپ پدر بزرگوار کے سجادہ نشین تھے۔ اور ان کے پانچ لڑکے تھے۔ شیخ حسام الدین صاحب سجادہ۔ شیخ بدرالدین۔ شیخ محمد۔ شیخ علاؤالدین۔ شیخ مبارک اور شیخ حسام الدین صاحب سجادہ کے چار لڑکے تھے۔ شیخ جلال الدین دانشمند صاحب سجادہ شیخ ابوالخیر۔ شیخ عمر۔ شیخ علاؤالدین لاولد اور کاتب الحروف کے دادا ملک المشائخ والعلماء شیخ جلال الدین مذکور جب شرف سجادہ مخدوم شیخ زین سے مشرف ہوئے۔ زیادہ علم نماز اور روزہ اور ارکان اسلام سے نہ تھا ایک بار مخدوم کے روضہ میں بیٹھے تھے۔ ایک مرد ایک کتاب ہاتھ میں لایا کہ اس کو پڑھو۔ فرمایا کہ میں خط کو نہیں پڑھ سکتا۔ اس مرد نے طعنہ مارا کہ اسی فضیلت سے مسند سجادہ پر بیٹھے ہو۔ شیخ جلال الدین نے اس کے منہ پر جواب نہ دیا۔ اور اس کے کہنے سے اندیشہ مند ہوکر متاثر ہوئے۔ ناگاہ آپ کی گذر چاہ پر ہوئی۔ کہ ہر ایک رسیوں کی رگڑ سے گھس گیا تھا۔ ان کے دل میں گذرا کہ پتھر متاثر ہو جاتا ہے شاید دہاں بھی علم پڑھنے سے کارگر ہو۔ اس روز سے پھر ابجد شروع کی بعد چند ایام کے قرآن مجید ختم کیا۔ پھر علوم عربیہ کا درس کیا۔ یہاں تک کہ ایک بحث میں ایک ایسا عقدہ مشکل آکر پڑا۔ کہ کسی طرح نہ اُستاد سے حل ہوتا تھا اور نہ ان سے اسی فکر میں مخدوم کے تالاب پر سر مراقبہ میں .... گئے۔ کہ یکایک خضر علیہ السلام حاضر ہوئے۔ اور فرمایا کہ اے مرد کیا سوچتا ہے۔ اور کیا بحث درپیش ہے۔ انہوں نے کہا کہ فلاں بحث فلاں کتاب کی حل نہیں ہوتی۔ حضرت نے آب دہن ان کے منہ میں ڈالا۔ اور نظر سے غائب ہوئے۔ اس وقت وہ مشکل اور تمام مشکلات ہر علم کی حل ہوگئیں اور علم لدنی سے مستفیض ہوئے۔ آپ کے اُستاد

اور تمام علماء شہر ہند نے واسطے تحقیق اُن کو سن کیا۔ اس ضمن جب آپ کے برادر
حقیقی شیخ ابوالخیر تحصیل علوم کو مادوں کی طرف گئے تھے۔ شیخ جلال الدین مذکور نے
ایک کتاب عربی زبان میں مشتمل بر فصاحت و بلاغت اپنے بھائی کو لکھ کر بھیجی۔ جب
مراسلہ شیخ ابوالخیر کو پہنچا۔ اول انکار کیا کہ یہ خط میرے بھائی جلال الدین کا نہیں
ہے۔ اس واسطے کہ اُن کو میں نے بے علم چھوڑا ہے حامل کتاب نے ماجرا عرض
کیا۔ کہ اب اُستاد اس شہر کے اُن سے سبق لیتے ہیں۔ علم لدنی حاصل ہے۔ شیخ
ابوالخیر نے اس کتاب کو بجنسہ اپنے اُستا کے روبرو پیش کیا۔ استاد نے کہا کہ جس
شخص کا بھائی ایسا فیض والا ہو۔ اس کو دوسرے کی کیا حاجت ہے۔ شیخ ابوالخیر
وہاں سے آئے اور قدمبوسی سے مشرف ہوئے اور کسب علوم کیا۔ اور مرید اور
خلیفہ ہوئے۔ اور شیخ جلال الدین مشائخ نامدار اور محرم اسرار پروردگار اور کامل
اور مکمل اور صاحب ولایت تھے۔ سات حج عالم سیر در طیریں ادا کئے۔ اور
چالیس جن خدمت میں حاضر رہتے تھے۔ جب عمر آخر ہوئی سجادہ اپنے لڑکے
شیخ عبداللہ کو عطا فرمایا۔ اولاد شیخ جلال الدین مذکور کے تین لڑکے تھے شیخ عبداللہ
صاحب سجادہ شیخ بہاؤالدین شیخ احمد لاولد۔ شیخ عبداللہ کے تین لڑکے تھے۔
عبدالجلیل سجادہ نشین شیخ فتح اللہ شیخ سعد اللہ کہ ان دونوں کی اولاد نہ رہی۔
اور شیخ عبدالجلیل کہ ان کے نکاح میں لڑکی شیخ داؤد چشتی ابن شیخ ابوالفتح ابن شیخ
موسیٰ قبول پوری ابن شیخ حسام الدین حاجی ابن شیخ نور اللہ ابن شیخ فیروز شاہ
ابن شیخ محمد عرف من ابن بدرالدین سلیمان ابن شیخ فرید گنجشکر کی تھی۔ مسماۃ بی بی
بتی اس سے دو لڑکے اور دو لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ لڑکے شیخ محمد صاحب سجادہ
اور شیخ نظام اور لڑکیاں بی بی گوہر خاتون اور بی بی خاں اور شیخ محمد صاحب
سجادہ کہ کاتب الحروف کے دادا ہیں۔ بھدالی سے آکر بلدہ بدایوں میں متوطن
ہوئے۔ اور شیخ مشار اللہ اولیاء نامدار اور مشائخ کبار سے تھے۔ ریاضت اور
مجاہدات میں مثل نہ رکھتے تھے۔ جب حاجی فتح اللہ ابن شیخ احمد چشتی بدایونی نے
ارادہ بیت اللہ کا کیا۔ رخصت کے واسطے آنحضرت کے روبرو گئے۔ انہوں نے
بعد فاتحہ کے فرمایا۔ کہ جب مکہ پہنچو ہماری طرف سے حرم میں دوگانہ ادا کرو اور جب

مدینہ معظمہ سے مشرف ہو۔ ہماری طرف سے فاتحہ پڑھو۔ جب حاجی مذکور حرمین شریفین پہنچے وعادہ فراموش کیا۔ ایک روز حاجی مذکور سے آنحضرت کو طواف کعبہ میں باہم ملاقات ہوئی جو پوچھنے کے قابل تھا بایکدگر مذکور ہوا۔ حاجی مذکور نے قرار دیا کہ جب خدا یتعالےٰ نے ان کو اس جگہ موجود کیا۔ بعد فراغ نماز بہتر کہ ان کو اپنے گھر لیجا کر مہمان کرے۔ جب نماز سے فارغ ہوئے۔ حاجی مذکور نے ہر چند تلاش کیا۔ دوسری ملاقات نہ ہوئی۔ یہ سفر باطنی لے مکان سے تھا۔ اس لئے جب حاجی مذکور لوٹے۔ اس کاتب الحروف سے ملاقات کا اتفاق ہوا۔ کہا کہ تمہاری جد کو بعافیت میں نے مکہ معظمہ چھوڑا ہے۔ میں نے جواب دیا کہ وہ ہرگز وطن سے نہیں ہلے ہیں اس بات کے سننے سے بہت حیران ہوا۔ جب حاجی بدایوں گئے۔ اور ملاقات سے مشرف ہوئے قصہ بیان کیا۔ اوّل آپ نے تجاہل کیا اور چھپایا کہ کسی دوسرے شخص کو دیکھا ہوگا۔ کہ ہماری صورت کے مشابہ ہو۔ پھر فرمایا کہ یہ بات کسی سے ذکر نہ کیجو۔ ایک روز میرے بھائی شیخ عبدالنبی نے کہ اُن کو حضرت دوست رکھتے تھے۔ وقت پاکر عرض کی کہ حضرت اس سفر مکہ کی کیا حقیقت تھی۔ جب بہت خوشامد کی فرمایا کہ بابا فقیر پر کبھی ایسا حال وارد ہوتا ہے۔ کہ طے مکان حاصل ہو جاتا ہے۔ جب بندہ نظر میں حق سبحانہ کے منظور ہوتا ہے۔ اس مرتبہ کو پہنچتا ہے۔ اور درود پڑھنے کی طفیل سے یہ مرتبہ پایا تھا۔ کہ ہر رات دن دس ہزار بار بے شمار بے ناغہ درود پڑھتے ہیں آخر وقت تک کبھی یہ وظیفہ فوت نہ ہوا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر جمعہ کو سفر مکہ معظمہ کا آپ کو میسر تھا۔ یہ مقام محبوبیت کا ہے چنانچہ یہ مقام حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی کو بھی تھا۔ جب عمر آنحضرت کی ۹۶ برس کو پہنچی۔ روز وصال جمعہ تھا۔ کاتب الحروف کے والد کو یاد فرمایا۔ اور کہا یہ دستار شیخ مودود کو پہنچاؤ۔ اس زمانہ میں شیخ مودود اجمیر تھے۔ بعد ازاں تجدید وضو کی اور نماز ظہر ادا کی اور سر سجدہ میں رکھا بعد دیر کے سر سجدہ سے اُٹھایا۔ اور تسبیح میں مشغول ہوئے۔ اور اشهدان لااله الاالله وحده لاشریک له و اشهدان محمد عبده ورسوله کہا اور رحلت فرمائی۔ تمام اکابر اور مشائخ شہر کے جمع ہوئے اور غسل دیکر کفن پہنایا اور جنازہ میں رکھ کر نماز ادا کی۔ اور ہر شخص نے تبرکاً جنازہ اُٹھایا۔ بیرون

شہر حبار میں روضہ منورہ شیخ محمد بافندہ کے دفن کیا کہ وہیں کی وصیت تھی۔ ۱۱۔ ماہ ربیع الاول ۹۲۴؁ہجری تھی۔ بعض بھائی تسبیح اور دستار چرا کر لے گئے۔ آخر الامر آنحضرت نے میرے والد بزرگوار سے خواب میں فرمایا کہ تسبیح اور دستار جو ہم نے تجھ کو عطا کی تھی۔ فلاں مقام میں ہے۔ بیداری میں وہیں پائی۔ اور وہ اب تک موجود ہے۔ پندرہ نام حضرت کے لکھتا ہوں۔ جس نیت سے پڑھے پوری ہو۔ شیخ محمد چشتی محمد۔ تقی محمد۔ عارف محمد۔ شیخ المشائخ قطب الاہر محمد۔ شیخ الاسلام محمد۔ سلطان محمد۔ و اصل محمد۔ حجۃ الواصلین محمد۔ جلال الدین محمد۔ صدر الدین محمد۔ برہان الدین محمد بدر الحق و الشرع و الدین محمد۔ بھدا لوی محمد قدس سرہ العزیز سبحان اللہ عجب مقامات ہیں۔ اور شیخ محمد مذکور کہ ان کے عقد میں لڑکی شیخ علم الدین ابن شیخ داؤد کی تھی۔ بی بی جمال خاتون ان سے دو لڑکے اور ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ شیخ تاج الدین محمود اور حضرت قبلہ گاہی پیر دستگیر شیخ مودود صاحب سجادہ مخدوم شیخ زین اور دختر مذکور مسماۃ بی بی صدر اور اولاد شیخ محمد مذکور کی بدایوں میں بنام شیخ جمال اور شیخ عبداللہ اور شیخ الہ داد اور شیخ کمال ساکن شیرپور مبرجہ داخل صوبہ بنگال ہے۔ اور لڑکیاں بی بی عائشہ اور بی بی زیبا اور بی بی بھی اور بی بی مریم اور بی بی عالم خاتون اور بی بی سلیم خاتون دوسری زوجہ سے ہیں۔ اور بدایوں میں میرے والد بزرگوار شیخ مودود کہ ان کے نکاح میں اول دختر شیخ لشکری انصاری کی مسماۃ بی بی خان خواہرزادہ شیخ فیروز چشتی کی تھی۔ کہ اس سے دو لڑکے پیدا ہوئے۔ شیخ عبدالرسول اور شیخ عبدالنبی شیخ عبدالرسول کے گوالیار میں ایک لڑکا ہے۔ شیخ صفی محمد اور بدایوں میں شیخ عبدالنبی کہ ان کے دو لڑکے غیاث الدین اور قاسم ہیں۔ جب مسماۃ بی بی خاتون مذکورہ نے انتقال فرمایا۔ پھر والد بزرگوار کے عقد میں لڑکی شیخ نظام الدین عادل چشتی کی آئیں۔ بی بی زہرا ان سے چار لڑکے اور چار لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ لڑکے شیخ فرید اور بندہ کاتب الحروف علی اصغر اور شیخ علی اکبر اور شیخ چشتی اور لڑکیاں بی بی فاطمہ اور رابعہ اور آمنہ اور بی بی نور اور بندہ کاتب الحروف فتح پور کہ بزرگان دین کی برکت سے اولاد رکھتا ہے۔ اور چشتی موگہ میں کہ ان کی بھی اولاد ہے۔ اور مسماۃ بی بی فاطمہ شیخ تاج الدین محمود بندہ کے حقیقی چچازادہ کے نکاح میں ہیں۔ ان سے بھی اولاد ہے۔ اور شیخ فرید اور علی اکبر اور

بی بی رابعہ اور بی بی امینہ اور بی بی نور مذکور عہد بچپن میں رحمت حق سے ملیں۔ جب کاتب الحروف کی والدہ نے انتقال فرمایا۔ پھر والد بزرگوار کے نکاح میں لڑکی شیخ فتح اللہ ابن شیخ محبوب چشتی کی آئیں۔ کہ ان سے تین لڑکیوں کے سوا اور اولاد نہیں ہے۔ گیارہ نام حضرت والد پیر دستگیر قطب الاولیا شیخ مودود محمد چشتی کے بندہ نے جمع کئے ہیں۔ وہ یہ ہیں۔ خواجہ مودود۔ شیخ مودود۔ حاجی مودود شیخ الاسلام مودود۔ قطب العالم مودود۔ عبداللہ مودود۔ قبول اللہ مودود۔ ولی اللہ مودود۔ پیر دستگیر مودود۔ چشتی مودود۔ خادم درویشاں مودود۔ جو باعتقاد پڑھے ہر مہم بر آوے۔ اور شیخ تاج محمود ابن شیخ محمد مرقوم کہ ان کے نکاح میں لڑکی شیخ معروف چشتی ساکن بندور کی ہے۔ بی بی جلال خاتون اس سے دو لڑکے پیدا ہوئے۔ شیخ داؤد۔ اور شیخ حبیب۔ اور شیخ تاج محمود کے ایک لڑکا ولی محمد اور دو لڑکیاں بھی دوسری زوجات سے ہیں۔ اور شیخ جمال ابن شیخ محمد مذکور کے تین لڑکے اور تین لڑکیاں۔ شیخ معین الدین اور شیخ حاجی محمد اور شیخ فتح الدین اور شیخ عبداللہ ابن شیخ محمد مسطور کے دو لڑکے شیخ عبدالقادر اور شیخ فاضل محمد اور ایک لڑکی بھی۔ اور شیخ الہ داد ابن شیخ محمد مرقوم کے دو لڑکے شیخ اسمٰعیل اور شیخ محمد دختر نظام الدین برادر حقیقی شیخ محمد ابن شیخ عبدالجلیل چشتی سے مسماۃ بی بی راجی اور شیخ کمال ابن شیخ محمد مذکور کے ایک لڑکا شیخ محبوب اور ایک لڑکی بھی بنگالہ میں حصہ شیر پور مہر چہ میں اور بی بی صدر اور بنت شیخ محمد مرقوم حقیقی چچا کاتب الحروف کے ہیں وہ شیخ عزیز اللہ چشتی کے نکاح میں تھی۔ ان سے دو لڑکے اور دو لڑکیاں پیدا ہوئے۔ یعنی شیخ سلیمان اور شیخ عبدالرحمٰن اور بی بی عائشہ مذکورہ بنت شیخ محمد کی۔ کہ وہ عقد میں شیخ حاجی احمد ابن شیخ لشکری انصاری بھانجے شیخ فیروز چشتی کے تھے۔ کہ اس سے دو لڑکے پیدا ہوئے۔ اور بی بی زیبا بنت شیخ محمد مذکور کہ وہ عقد میں ملک العلماء قاضی شاہ کہ شیخ عبداللہ انصاری کے بھی ان سے ایک لڑکا دانیال اور ایک لڑکی اور بی بی بجی بنت شیخ محمد مذکور کہ وہ عقد میں شیخ ابو الفتاح ابن شیخ حاکم چشتی کے تھی۔ ان سے ایک لڑکا تھا۔ بی بی مریم بنت شیخ محمد مسطور کہ وہ عقد میں شیخ زین العابدین ابن شیخ عبدالغنی چشتی کے تھی۔ اس سے ایک لڑکا شیخ حسام الدین اور ایک لڑکی بھی

بی بی عالم خاتون بنت شیخ محمد مذکور شیخ فضل اللہ چشتی ساکن بندوری کے نکاح میں تھیں۔ اس سے دو لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ اور بی بی سلیمہ خاتون بنت شیخ محمد مذکور کروہ عقد میں شیخ فرید چشتی بہی کے ہیں۔ ان سے ایک لڑکا شیخ فتح اللہ اور ایک لڑکی اور شیخ نظام الدین برادر حقیقی شیخ محمد ابن شیخ عبد الجلیل چشتی کر بھدالی میں تھے۔ اور ایک اولیاء خدا سے تھے اور ہمیشہ ریاضت اور مجاہدات میں مصروف رہتے تھے۔ اور مرید اور خلیفہ شیخ تاج الدین محمود صاحب سجادہ حضرت گنجشکر کے تھے۔ اکثر ان کی ملازمت میں آدمی حاضر ہوتے تھے۔ اگر کسی کو آسیب ہوتا۔ تو ان کی نظر سے دور ہوتا تھا۔ جب عمر ۹۶ برس کو پہنچی۔ ۳ ماہ رجب ۱۰۲۹ھ ہجری کو انتقال فرمایا۔ ان کا مرقد حضرت مخدوم شیخ زین کے پائیں ہے۔ اُن کے نکاح میں لڑکی شیخ برہان ابن شیخ داؤد چشتی ساکن بندوری کی تھی۔ بی بی سرور خاتون نام اُن سے چار لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ ایک نکاح میں شیخ سراج الدین چشتی ساکن بندوری کے تھی۔ کہ اس سے دو لڑکے شیخ جنید اور شیخ سدھاری ہوئے۔ دوسری لڑکی شیخ نظام کے نکاح میں شیخ امام الدین چشتی ساکن بندوزی کے تھی۔ اس سے دو لڑکے پیدا ہوئے۔ شیخ سلیمان اور تاج الدین۔ تیسری لڑکی شیخ نظام کی شیخ الہداد بن شیخ محمد مذکور کے نکاح میں ہے۔ اس کی اولاد اوپر مرقوم ہوئی۔ چوتھی لڑکی شیخ نظام کی شیخ کمال الدین ابن شیخ حاکم چشتی کے نکاح میں ہے۔ اُس سے اولاد باقی نہ رہی۔ اور شیخ جلال الدین اور بدرالدین اور صدرالدین اولاد شیخ نظام کی اور ایک لڑکی دوسری زوجہ سے ہے +

ذکر حسب اور نسب اور اولاد ملک العلماء شیخ ابوالخیر ابن شیخ حسام الدین ابن شیخ جہان شاہ ابن مخدوم شیخ زین قدس اللہ سرہ کا

آنحضرت واصلان حق سے تھے اور متقی اور واقف اسرار اور علم ظاہری اور باطنی میں کامل تھے۔ اور مرید اور خلیفہ اور شاگرد اپنے بھائی جلال الدین ابن شیخ حسام الدین کے تھے۔ نقل ہے کہ جب سکندر لودی بادشاہ دہلی حضرت مخدوم

شیخ زین چشتی کی زیارت کو آیا۔ اس وقت ابوالخیر مذکور حیات تھے۔ سلطان۔ نے ان سے کہا کہ یہاں سب لوگ ہماری ملاقات کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ سات سو مرد فاضل اور عالم اور حافظ اور مشائخ حضرت مخدوم کے یعنی شیخ زین وغیرہ حاضر ہوئے۔ ان سب میں بزرگ شیخ ابوالخیر تھے۔ جب نماز کا وقت آیا۔ سلطان نے آپ کو پیش امام کیا۔ بعد افتتاح نماز اول رکعت میں آپ کو طہارت ازار کے شبہ عارض ہوا۔ تحریمہ توڑ کر ازار اتار کر تہ بند دوسرا باندھ کر اقامت شروع کی۔ اور نماز ادا کی۔ سلطان شکرانہ حق سبحانہ کا بجا لایا۔ کہ الحمد للہ والمنۃ کہ ہماری بادشاہت میں ایسے مرد خانوادہ حق پرست ہیں کہ شرع کے آگے مثل میری مخلوق کے رعایت نہ کی۔ اے برادر عجب حق پرستی اور خدا شناسی ہے کہ ہرگز دوسری راہ نہیں رہتی۔ شیخ ابوالخیر بھی وقت کے ولی تھے۔ نقل ہے۔ شیخ جلال الدین ابن شیخ کمال چشتی سے کہ اس عفیفہ روزگار کو ایک بار شب قدر حاصل ہوئی۔ فوراً ہاتھ درگاہ حق سبحانہ میں اٹھایا اور مناجات کی۔ کہ قادرا پروردگارا ہم کو اپنی درگاہ سبحان و سلطان میں قبول کر۔ الحمد اللہ کہ ظہور ہوا۔ کہ اولاد پسری اور دختری درجہ کونین کو پہنچی ✣

ذکر اولاد ابوالخیر کا

ان کے پانچ لڑکے تھے۔ شیخ معروف صاحب سجادہ۔ اور شیخ عبد العبد اور شیخ منور شیخ عبدالواحد شیخ عبدالعلیم کہ یہ دونوں اولاد نہ رکھتے تھے۔ اور شیخ معروف مذکور کہ ان کی اولاد قصبہ مہ میں شیخ ابن شیخ معروف ہیں۔ شیخ کمال کے نکاح میں لڑکی شیخ چشتی کی تھی۔ کہ اس سے ایک لڑکا پیدا ہوا۔ شیخ مودود کہ ان کے تین لڑکے شیخ فتح اللہ شیخ مبارک شیخ نصر اللہ۔ جب عفیفہ نے انتقال کیا پھر نکاح میں شیخ کمال کی لڑکی شیخ ولی ابن شیخ یوسف چشتی مرقوم کے رہی۔ اس سے چار لڑکے اور ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ شیخ جلال صاحب سجادہ حضرت شیخ حسین اور شیخ معین الدین اور نصیر الدین اور شیخ جلال کہ ان کے نکاح میں شیخ حبیب اللہ ابن شیخ مسطور کی لڑکی تھی۔ اس سے ایک لڑکا چشتی خاں اور ایک لڑکی اولاد رہی

اور شیخ ابو الفیض اور شیخ عبد العزیز اور شیخ مرتضیٰ اور شیخ عبد اللہ اور شیخ سعد اللہ اور تین لڑکیاں اولاد شیخ جلال مذکور کی دوسری زوجہ سے ہے۔ اور شیخ حسن ابن کمال کہ ان کے عقد میں لڑکی شیخ محمد ابن شیخ یوسف کی ہے۔ اس سے پانچ لڑکے اور چار لڑکیاں شیخ علی اکبر اور شیخ علی اصغر اور شیخ اعظم اور شیخ فیروز اور شیخ معظم۔ دوسرے شیخ معین ابن شیخ کمال مسطور کہ ان کے نکاح میں لڑکی شیخ محمد مرقوم کی ہے۔ اس عفیفہ سے ایک لڑکا شیخ فضل محمد ہے۔ اور شیخ نصیر الدین ابن شیخ کمال مرقوم کہ ان کے نکاح میں لڑکی غفران پناہ شیخ ابراہیم ابن شیخ موسیٰ ابن بہاؤ الدین چشتی کے تھی۔ اس سے ایک لڑکا ہے۔ شیخ بدر الدین اور تین لڑکیاں۔ شیخ عماد ابن شیخ معروف مسطور کہ یہ شیخ کامل اور صاحب ریاضت تھے۔ اور مرید خواجہ خانوں چشتی گوالیری کے ہیں۔ اور خرقہ خلافت کا مخدوم شیخ اسلام شیخ سلیم چشتی ہی سے پایا ہے اور ہمراہ حضرت کے حج ادا کئے۔ اور زیارت حرمین شریفین سے مشرف ہوئے۔ بتاریخ ۴ ماہ شعبان مکہ مکرمہ میں رحمت حق سے ملے۔ وہیں مدفون ہیں۔ دوسرے شیخ کے دو پسر شیخ شاہ محمد اور مصطفےٰ شہید۔ اور دختر شیخ عبد الکریم سرہندی سے تھے۔ اور شاہ محمدؒ کے دو لڑکے ابو المعالی اور معین الدین۔ اور ابو المعالی کی اولاد ہے۔ اور معین الدین کی اولاد نہیں رہی۔ اور شیخ مصطفےٰ مذکور ایک لڑکا باسم اسمٰعیل دوسرے شیخ عبد الوہاب ابن شیخ روح اللہ ابن شیخ معروف مرقوم کہ ان کے عقد میں شیخ اولیا ابن شیخ یوسف چشتی کی لڑکی تھی اس سے دختری اولاد ہے۔ اور شیخ حبیب اللہ ابن شیخ معروف مرقوم کی دختری ہے کہ بالا مرقوم ہے اور شیخ معروف مذکور کی ایک لڑکی ہی تھی۔ کہ وہ نکاح میں شیخ عبد الرحیم چشتی کے تھی۔ کہ اس سے تین لڑکے اور ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ لڑکے شیخ حاجی۔ خواجہ احمد اور شیخ فرید اور شیخ عبد الحمید اور وہ لڑکی نکاح میں شیخ جلیل چشتی گوالیری کے ہے۔ اور شیخ عبد العبد ابن شیخ ابو الخیر مرقوم کے دو پسر شیخ عادل اور عبد المومن اور شیخ عادل کے نکاح میں لڑکی شیخ یعقوب ابن شیخ عطاء اللہ ابن شیخ برہان الدین مخدوم شیخ زین کے تھی۔ بی بی نہالو کہ اس سے پانچ لڑکے اور دو لڑکیاں تھیں۔ یعنی شیخ قطب الدین کہ ان کے نکاح میں شیخ ابا بکر

چشتی کی لڑکی تھی۔ بی بی فاطمہ حقیقی ہمشیرہ شیخ مکن سرہندی کی کہ اس سے ایک لڑکا شیخ کمال اور ایک لڑکی اور شیخ کمال کہ ان کے نکاح میں لڑکی شیخ حاجی خواجہ احمد ابن شیخ عبدالرحیم چشتی کی تھی۔ کہ اس سے فتح پور میں ایک لڑکا شیخ ولی محمد کہ اس کے عقد میں لڑکی شیخ قاسم الملقب نواب محتشم خاں ابن شیخ بدرالدین ابن حضرت شیخ الاسلام چشتی کے تھی۔ اس سے ایک لڑکا شیخ اولیاء اور ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ اور شیخ بایزید پسر شیخ ولی محمد مذکور دوسری زوجہ سے ہے اور فتح پور میں فیروز ابن شیخ عادل مذکور کہ اس کے نکاح میں لڑکی شیخ الاسلام کی تھی۔ بی بی فاطمہ اس سے دو لڑکے شیخ آدم اور غیاث الدین کہ ملقب غیاث خاں اور دو لڑکیاں پیدا ہوئیں بی بی الو کہ شیخ انبیاء ابن شیخ اولیا چشتی کے عقد میں ہیں اور اس سے دو لڑکے اور دو لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ یعنی شیخ ولد بڑا اور شیخ آرد شیر۔ دوسری بی بی حوا بنت شیخ فیروز کہ وہ نکاح میں شیخ معصوم ابن شیخ زین ابن شیخ اولیاء مذکور کے تھی۔ اُس سے ایک لڑکی ہے۔ اور شیخ آدم اور غیاث الدین کی اولاد نہ رہی۔ اور شیخ جمال ابن شیخ فیروز دوسری زوجہ سے ہے کہ اس کے نکاح میں لڑکی شیخ فتح اللہ ابن شیخ محبوب چشتی کی ہے اس سے ایک لڑکی ہے۔ اور شیخ نظام ابن شیخ عادل گوالیر میں تھے۔ ان کے نکاح میں لڑکی شیخ شیخو انصاری کی تھی۔ کہ وہ اولاد اعظم شیخ الاسلام شیخ عبداللہ انصاری کی ہے۔ اور وہ لڑکی بی بی قافیہ نانی کاتب الحروف کی ہے۔ کہ اس سے ایک لڑکا شیخ عبداللہ اور تین لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ اور شیخ عبداللہ ان کے نکاح میں لڑکی شیخ محمد ابن شیخ یوسف چشتی کی ہے۔ کہ اس سے تین لڑکے اور ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ یعنی محی الدین اور شیخ صنعان اور شیخ معروف۔ دوسرے ان میں سے تین لڑکیاں۔ شیخ نظام اور دو لڑکیوں کی اولاد بہت ہے۔ مسماۃ بی بی ظہرا والدہ بزرگوار کاتب الحروف کی اور بی بی رقیہ تیسری لڑکی شیخ نظام کی بی بی وسارا کی اولاد نہیں ہے۔ اور شیخ عمدو اور شیخ زکریا اولاد شیخ نظام مذکور کی اور ایک لڑکی دوسری زوجہ سے ہے اور نیز شیخ زین ابن شیخ عادل مذکور کہ ان کے نکاح میں شیخ پیر اکن مو کی لڑکی تھی۔ جب انہوں نے وفات پائی تو پھر شیخ زین کے نکاح میں شیخ مان ساکن بدایون کی لڑکی آئی۔ لیکن زین

سے اولاد نہ رہی۔ دوسرے شیخ حسین ابن شیخ عادل مرقوم کہ اِن کے نکاح میں قاضی ابو الفتح کی لڑکی تھی۔ یہ حضرت شیخ اسلام شیخ سلیم چشتی کے بھانجے تھے۔ مسماۃ بی بی زیبا سے تین لڑکے اور دو لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ یعنی شیخ بہاؤ الدین اور شیخ فیضو اور شیخ رکن الدین اور لڑکیاں شیخ عادل مذکور کی بی بی فیروز خاتون اور بی بی دریا ہیں۔ بی بی فیروز خاتون نکاح میں شیخ معز الدین ساکن مسکین کے تھی۔ کہ ان سے دو لڑکے اور چند لڑکیاں شیخ کرم اور شیخ محمد اور مسماۃ بی بی بیبو اور بی بی بخیتہ وغیرہ ہیں۔ بی بی بیبو نکاح میں شیخ اسلام ابن شیخ نصیر الدین چشتی شہید کے ہے اس سے ایک لڑکا احمد تھا کہ اس سے اولاد نہیں ہے۔ اور ایک لڑکی مسماۃ بی بی ویسا کہ وہ نکاح میں شیخ رکن الدین ابن شیخ حسین ابن شیخ عادل مذکور کے ہے۔ اس کی اولاد نہیں ہے۔ اور بی بی دریا خاتون شیخ لشکری انصاری کے نکاح میں تھیں۔ کہ وہ اولاد اعظم شیخ عبداللہ انصاری سے ہیں۔ اس عفیفہ سے تین لڑکے اور تین لڑکیاں پیدا ہوئیں یعنی شیخ حاجی محمد اور شیخ عیسیٰ اور موسیٰ کہ ان کی اولاد ہے۔ اور شیخ عبد المومن ابن شیخ عبد الواحد اِن کے نکاح میں شیخ معروف کی لڑکی تھی۔ کہ اس سے ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیدا ہوئے۔ یعنی شیخ بخشن کہ اِن کے ایک لڑکا شیخ پیرو مو میں ہے۔ اور وہ لڑکی مذکور شیخ احمد چشتی بدایونی کے نکاح میں ہے کہ نسل سے شیخ سعد حاجی چچا زادہ حضرت گنج شکر کے ہیں۔ اس سے دو لڑکے فتح اللہ حاجی اور معین الدین اور دو لڑکیاں ہیں۔ اور گوالیر میں اولاد شیخ منور ابن شیخ ابو الخیر مرقوم کی بھی ہے۔ یعنی شیخ خلیل ابن شیخ شہاب الدین ابن شیخ منور کہ ان کے عقد میں بی بی رابعہ حضرت شیخ الاسلام کی لڑکی تھی۔ اس سے اولاد نہ رہی۔ جب وفات پائی تو شیخ خلیل کے نکاح عبد الرحیم چشتی کی لڑکی آئی۔ کہ اس سے ایک لڑکا اور پانچ لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ لڑکے شیخ مہتہ کہ اِن کے نکاح میں شیخ عبد المجید کی لڑکی تھی۔ دوسرے شیخ عبد العلیم ابن شیخ ابو الخیر کہ اِن کے نکاح میں شیخ یوسف چشتی کی بہن تھی۔ شیخ اولیاء کی حقیقی پھوپھی اس نے اولاد نہ چھوڑی۔ اور شیخ عبد الواحد ابن شیخ ابو الخیر مسطور کی بھی اولاد نہیں ہے۔ اور شیخ عمر ابن شیخ حسام الدین ابن شیخ جہان شاہ ابن حضرت شیخ زین

قدس سرہ کہ ان کی اولاد سنبھرانو میں باسم شیخ عبدالشکور متولی بلدہ مذکور ہے۔ اور شیخ سلیمان ابنائے شیخ منصور ابن شیخ نور ابن شیخ جلال الدین۔ ابن شیخ عمر مرقوم +

ذکر اولاد شیخ بدرالدین ابن جہان شاہ مرقوم کا

ان کی اولاد قصبہ ہیموں میں شیخ عبدالرحیم بن عبدالغفور بن شیخ الہ داد بن شیخ بدرالدین مذکور تھی۔ کہ ان کے عقد میں شیخ معروف ابن شیخ ابوالخیر مرقوم کی لڑکی تھی۔ اس سے تین لڑکے شیخ حاجی خواجہ احمد کہ ان کی نسبت گھر شیخ اولیاء چشتی کے تھی۔ اس سے ایک لڑکا شیخ تاج محمود اور تین لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ اور شیخ تاج محمود کہ ان کے نکاح میں لڑکی شیخ بایزید بن شیخ اولیاء چشتی کی ہے مسماۃ بی بی عائشہ جو نواسی حضرت شیخ سلیم چشتی کی ہوتی ہیں۔ ان سے دو لڑکے شیخ اعظم اور شیخ سلطان ہوئے اور لڑکی بھی۔ اور شیخ فرید کہ ان کی نسبت شیخ محمد چشتی ساکن متو کی ہوئی تھی۔ اس سے چار لڑکے شیخ کبیر اور شیخ مسعود اور شیخ ابوزید اور شیخ سلطان اور دو لڑکیاں ہوئیں۔ اور ایک لڑکی دوسری زوجہ سے ہے۔ اور شیخ عبدالحمید کہ ان کی نسبت شیخ لشکری انصاری کے ہوئی تھی۔ بی بی عائشہ۔ اس سے پانچ لڑکے شیخ ابراہیم اور شیخ عبداللہ اور شیخ برہان اور شیخ رحمن اور شیخ عثمان کہ ان کی اولاد ہے اور دو لڑکیاں دوسرے سعداللہ پسر شیخ عبدالحمید دوسری زوجہ سے ہیں۔ اور ایک لڑکی شیخ عبدالرحیم مرقوم کی کہ شیخ خلیل چشتی گوالیری کے عقد میں ہے۔ اس کی اولاد کا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔ اور تینوں لڑکوں شیخ عبدالرحیم کے بہت اولاد ہے۔ اور گوالیر میں شیخ میر علی اور شیخ بایزید اور شیخ مودود اور شیخ عبدالواحد اور شیخ تاج محمود اولاد شیخ جمال کی اور شیخ عبدالواحد کہ ان کی نسبت شیخ خلیل چشتی مرقوم کے ہوئی تھی۔ قصبہ مو میں شیخ ولی اور شیخ عبدالرسول اور شیخ انبیاء ابن شیخ ابراہیم اور شیخ غیاث الدین ابن شیخ جنید ابن شیخ عبدالکریم بن عبدالغفور ابن شیخ الہ داد کے نکاح میں لڑکی شیخ علی ابن شیخ زین کی ہے۔ اور بھدالی میں شیخ نظام اور شیخ عبدالرحمن اور شیخ جیا بن شیخ عبدالسلام ابن شیخ الہ داد ابن شیخ بدرالدین

مرقوم کی ہے۔

ذکر اولاد شیخ محمد ابن شیخ جہان شاہ مسطور کا

اِن کی اولاد بھدالی میں شیخ عبدالکریم ابن شیخ سعداللہ کہ اِن کی نسبت شیخ تاج کاتب الحروف کے حقیقی چچا کے ہوئی تھی۔ اور قصبہ مو میں شیخ الہ دین اور شیخ یٰسین اولاد شیخ سعداللہ مذکور کی مراد محمد اور شیخ کمال اولاد شیخ حبیب اللہ ابن شیخ فضل اللہ مذکور کی اور نیز قصبہ بھدالی میں شیخ محمد ابن شیخ فضل اللہ مذکور کہ اِن کی اولاد قصبہ مو میں بنام شیخ جمال وغیرہ مذکور کی ہے۔ اور شیخ مبارک ابن شیخ جہان شاہ مذکور کی اولاد بدایوں میں شیخ عبدالکریم وغیرہ ہیں۔

فصل ۳

بیان اولاد شیخ سلطان شاہ ابن حضرت شیخ زین مرقوم کا

اِن کے دو لڑکے سونپرس اور شیخ سعداللہ اور شیخ فرید کہ ان کا مرقد بدایوں میں اور اولاد بھی وہیں ہے۔ باسم شیخ خضر ابن حضرت نصراللہ ابن شیخ فرید سونپرس مشہور ہیں۔ ان کے نکاح میں شیخ یوسف چشتی کی لڑکی تھی۔ بی بی سمو کہ اس سے چار لڑکے اور ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ یعنی شیخ سلطان اور شیخ برہان اور شیخ مان اور شیخ سلیم اور لڑکی بی بی بختو اور شیخ سلطان کے سات لڑکے اور چند لڑکیاں۔ بنام شیخ بایزید اور شیخ جنید اور شیخ اسحاق اور شیخ فتح اللہ اور شیخ احمد اور شیخ طٰہٰ اور شیخ ہادی۔ دوسرے شیخ شاہ علی اور شیخ عبدالہادی اور شیخ عثمان اولاد شیخ برہان کہ خضر کے لڑکے ہیں۔ اور شیخ نصراللہ اور شیخ ولی اولاد شیخ مان ابن شیخ خضر مذکور کی اور مان کی چند لڑکیاں بھی ہیں۔

ان میں سے ایک عقد میں شیخ زین ابن شیخ عادل چشتی کے ہے۔ کہ اس نے
اولاد نہ چھوڑی۔ اور شیخ سلیم ابن شیخ خضر مسطور کہ ان کی اولاد دختری ہے۔
اور شیخ جنید ابن شیخ سلطان مرقوم کہ ان کے عقد میں شیخ مان کی لڑکی تھی۔ کہ اس
سے لڑکے پیدا ہوئے۔ دوسرے شیخ کبیر ابن شیخ جنید دوسری زوجہ
سے ہیں۔ اور فتحپور میں شیخ عبدالرسول اور مرتضیٰ اور شیخ مصطفےٰ اور شیخ بڈھا
اور شیخ صدر جہاں ابن شیخ شبلی بن شیخ نصراللہ مرقوم کی ہے۔ شیخ چاند کی لڑکی سے
کہ قاضی ابومسلم کی نسل سے ہے۔ اور شیخ عبدالرسول مرقوم کے عقد میں شیخ محمد چشتی
ساکن مو کی لڑکی ہے۔ اور شیخ مصطفےٰ کے عقد میں نواب محتشم خاں کی لڑکی تھی۔ اور
فتح پور وغیرہ میں بھی اولاد شیخ یوسف ابن شیخ عبدالملک ابن شیخ فرید سونپرس
مسطور کی ہے اور شیخ یوسف مرقوم کے عقد میں شیخ ابوالخیر مرقوم بن شیخ حسام الدین
ابن شیخ جہان شاہ ابن مخدوم شیخ زین چشتی قدس سرہٗ کی لڑکی تھی مسماۃ بی بی الہ دتی
کہ ان سے تین لڑکے اور ایک لڑکی پیدا ہوئے۔ چنانچہ باسم شیخ ولی اور شیخ
اولیا اور شیخ محمد مشہور ہیں۔ اور شیخ ولی کے عقد میں شیخ اسمٰعیل ابن شیخ عطا اللہ
بھداوی کی لڑکی تھی۔ کہ اس سے ایک قاضی شیخ فرید ہوا کہ اس کے لڑکے قصبہ
مو میں قاضی عبدالنبی منصب قضا پر مشہور ہیں۔ اور شیخ مصطفےٰ اور غوث عالم اور
شاہ عالم اور قاضی عبدالنبی مذکور کے دو لڑکے اور دو لڑکیاں یعنی شیخ ولی محمد اور شیخ
یوسف ہیں۔ اور شیخ اولیاء کہ ان کے نکاح میں شیخ عبدالکریم سرہندی کی لڑکی تھی۔
اس سے چھ لڑکے اور چند لڑکیاں تھیں۔ چنانچہ شیخ زین اور شیخ جنید اور شیخ بازید
اور نواب شجاعت خان اور شیخ انبیاء اور شیخ عبدالرسول فتحپور میں شیخ زین
مذکور کہ ان کے نکاح میں شیخ الاسلام چشتی کی لڑکی تھی۔ بی بی سارہ۔ جب اس نے
وفات پائی پھر شیخ زین کے نکاح میں دوسری لڑکی بی بی عائشہ حضرت شیخ الاسلام
کی ہوئی۔ کہ اس سے دو لڑکے کہ شیخ معصوم اور شیخ علی ہیں۔ اور شیخ معصوم کہ
ان کے عقد میں شیخ فیروز کی لڑکی بی بی حوا تھی۔ اس سے ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ اور
شیخ ابراہیم ابن شیخ معصوم دوسری زوجہ سے ہیں۔ اور شیخ علی کہ ان کے نکاح
میں شیخ جنید کی لڑکی ہے۔ کہ اس سے دو لڑکے اور چند لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ یعنی

شیخ اولیاء اسمٰعیل اور شیخ انبیا کے ایک لڑکا شیخ محمد اور شیخ یحییٰ اور شیخ عیسیٰ اور شیخ ادریس اور شیخ یوسف اولاد شیخ زین مسطور کی چند لڑکیاں بھی دوسری زوجہ سے ہیں ۔ اور شیخ جنید کہ ان کے نکاح میں شیخ الاسلام کی لڑکی تھی۔ بی بی عائشہ خورد کہ اس عفیفہ سے چند لڑکے اور چند لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ لڑکوں نے بچپن میں وفات پائی۔ ان سے اولاد نہیں ہے۔ اور دختران مذکورہ اولاد رکھتی ہیں۔ دوسرے شیخ فرید اور شیخ ابراہیم اور شیخ عبدالسلام اور شیخ اسحاق اولاد شیخ جنید کی دوسری زوجہ سے ہیں۔ اور نواب شجاعت خاں مرقوم کہ ان کے نکاح میں شیخ الاسلام کی لڑکی تھی۔ بی بی زیبا۔ اس کی اولاد نہ رہی۔ اور شیخ قطب اور شیخ قاسم اور شیخ محمود اولاد نواب مذکور کی اور چند لڑکیاں دوسری زوجہ سے ہیں۔ اور شیخ بایزید مرقوم کہ ان کے نکاح میں شیخ الاسلام چشتی کی لڑکی تھی۔ بی بی رقیہ۔ اس سے چند لڑکیاں اور ایک لڑکا پیدا ہوا۔ شیخ محمود عرف مودا۔ اور شیخ مودا کے دو لڑکے شیخ معروف اور شیخ احمد اور دو لڑکیاں اور شیخ انبیاء مسطور کہ ان کے نکاح میں شیخ فیروز چشتی کی لڑکی تھی۔ بی بی الو اس سے دو لڑکے اور دو لڑکیاں وجود میں آئیں۔ شیخ عبدالمومن عرف شیخ دلاور اور شیخ آردشیر اور شیخ عبدالمومن کہ ان کے نکاح میں شیخ معصوم کی لڑکی ہے۔ اس سے ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ اور شیخ نور اور شیخ اسمٰعیل اور شیخ ابراہیم اور شیخ سلیمان اولاد شیخ عبدالمومن کی دوسری زوجہ سے ہے۔ اور شیخ اردشیر کہ ان کے نکاح میں شیخ اشرف ہانسوی کی لڑکی ہے۔ اس سے ایک لڑکا شیخ احمد اور ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ اور دوسرے پسران اور دختران شیخ آردشیر کی دوسری زوجہ سے ہیں۔ اور شیخ اسمٰعیل ابن شیخ انبیا مذکور کہ دوسری بی بی سے ہیں اور قصبہ مئو میں شیخ عبدالرسول مرقوم کہ ان کے نکاح میں شیخ کمال چشتی کی لڑکی تھی اس سے ایک لڑکا شیخ عارف محمد اور تین لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ جب وفات پائی۔ پھر شیخ عبدالرسول کے نکاح میں شیخ حسن ابن کمال مذکورہ کی لڑکی ہوئی کہ اس سے ایک لڑکا شیخ سلطان اور ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ جب اس مستورہ نے بھی وفات پائی پھر شیخ عبدالرسول کے نکاح میں شیخ نصیرالدین ابن شیخ کمال کی لڑکی ہوئی کہ اس سے اولاد نہیں ہے۔ دوسرے شیخ صادق ابن اولیا مسطور اور

ایک لڑکی دوسری زوجہ سے ہے۔ اور شیخ محمد ابن شیخ یوسف مذکور کہ ان کے نکاح میں شیخ عبدالغنی دانشمند کی لڑکی تھی اس سے دو لڑکیاں اور سات لڑکے ہیں۔ اور شیخ اسمٰعیل اور شیخ ابراہیم کہ ان کے نکاح میں شیخ اولیا کی لڑکی ہے بی بی عطا اس سے سات لڑکیاں ہیں۔ اور شیخ اسمٰعیل کہ ان کے نکاح میں شیخ جنید کی لڑکی ہے۔ اس سے چھ لڑکے اور دو لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ یعنی شیخ موسٰے اور شیخ علی اور شیخ خضر اور شیخ بدرالدین اور شیخ مودا اور شیخ یوسف کہ نا ولد ہے۔ اور شیخ عیسٰی اور شیخ ابراہیم ابن شیخ موسیٰ مذکور دوسرے شیخ داؤد اور شیخ یعقوب اور شیخ یٰسین اور شیخ احمد اور شیخ یوسف اور شیخ عبداللہ اور شیخ محمد مسطور کی اور تین لڑکیاں دوسری زوجہ سے ہیں۔ اور شیخ برہان اور شیخ اسحاق اور شیخ عمر پسران شیخ پیر۔ اور شیخ برہان کہ ان کے عقد میں شیخ قطب ابن شیخ عادل چشتی کی لڑکی تھی۔ بی بی بختوں کہ اس سے اولاد نہیں ہے۔ اور شیخ اسحاق کہ ان کے نکاح میں شیخ نظام کی لڑکی بی بی رقیہ کاتب الحروف کی خالہ تھی۔ اس سے دو لڑکے پیدا ہوئے یہ اسحاق شیخ عادل کے لڑکے ہیں۔ اور شیخ عمر مذکور ان کے نکاح میں شیخ اولیا مرقوم کی لڑکی ہے۔ اس سے دو لڑکے اور چند لڑکیاں پیدا ہوئے یعنی شیخ فضل اور شیخ یوسف دوسرے فتح پور میں شیخ بایزید ابن عبدالرزاق صدیقی اور متبنیٰ شیخ مظفر ابن شیخ فضل ابن شیخ عبدالملک مسطور شیخ بایزید کے نکاح میں شیخ ابابکر چشتی بدایونی کی ہے۔ اور بدایوں میں شیخ خلیل ابن شیخ عماد اور شیخ سعداللہ ابن شیخ سلطان شاہ ابن مخدوم شیخ زین مذکور کہ اولاد ان کی بھدالی میں شیخ خضر ابن شیخ حمزہ ابن شیخ عبدالباقی ابن شیخ محمد ابن شیخ سعداللہ مذکور اور عبدالباقی چچا زادہ حضرت شیخ الاسلام کے ہیں۔ فتح پور میں شیخ طاہر ابن شیخ حمزہ مذکور کہ ان کے عقد میں لڑکی شیخ نظام ابن شیخ شہاب الدین ابن شیخ جھنتہ کی ہے۔ کہ اس سے پسری اولاد ہے۔ اور شیخ خضر مذکور کہ ان کے نکاح میں شیخ یحییٰ ابن شیخ حسام الدین ابن شیخ داؤد چشتی ساکن بندورہ کی لڑکی تھی۔ اس سے بہت اولاد ہے اور شیخ حمزہ مذکور کہ ان کے عقد میں لڑکی شیخ سعید ابن شیخ داؤد کی تھی۔ بی بی نعمت۔ اور فتح پور میں شیخ اعظم ابن شیخ حسین حافظ ابن شیخ

ابراہیم ابن شیخ خوندمینہ ابن شیخ سعد اللہ مرقوم کہ ان کے عقد میں حضرت شیخ الاسلام
کی لڑکی تھی۔ بی بی خدیجہ اُس سے ایک لڑکا نواب قطب الدین خاں پیدا ہوئے۔ کہ
ان کے نکاح میں لڑکی شیخ معظم ابن شیخ حسین مذکور کی ہے بی بی سائیدی۔ اور نواب
قطب الدین خان کے لڑکے نواب کشور خاں شہید اور شیخ فتح الدین اور شیخ فرید
اور دو لڑکیاں بھی ہیں۔ اور کشور خاں کے ایک لڑکا شیخ الہ دیا اور شیخ معظم ابن شیخ
حسین مذکور کہ ان کے عقد میں نواب شیخ ابراہیم کی لڑکی تھی مسماۃ بی بی دیسا۔ اس سے
دو لڑکیاں رہیں۔ اور بدایوں میں شیخ کرم اور شیخ مکرم اور شیخ معظم مذکور کی دوسری
زوجہ سے ہیں۔ اور شیخ یٰسین بن شیخ حسین مذکور کہ ان کے عقد میں شیخ عبدالغفور
چشتی کی لڑکی تھی۔ مسماۃ بی بی مصری اس عفیفہ سے ایک لڑکی کہ اس سے اولاد
ہے پیدا ہوئی۔ اور شیخ موسیٰ اور شیخ طٰہٰ اولاد شیخ یٰسین کی اور ایک لڑکی
دوسری زوجہ سے ہے۔ دوسرے شیخ عبدالواحد اور شیخ یحییٰ اور شیخ زین
اور شیخ سانیدہ اولاد شیخ عبدالغفور بن شیخ علاؤالدین ابن شیخ فضیل برادر
شیخ ابراہیم ابن شیخ خوندمینہ مسطور اور شیخ عبدالواحد کہ ان کے نکاح میں شیخ مجاہد
چشتی کی لڑکی تھی۔ اس عفیفہ سے تین لڑکے بنام شیخ عبدالرحیم اور شیخ فضیل
اور شیخ حبیب ہوئے۔ دوسرے شیخ عبدالرسول اور شیخ عبداللطیف اور عطا
اور سعد اللہ اولاد شیخ عبدالواحد مرقوم کی دوسری منکوحہ سے ہے۔ اور شیخ
یحییٰ مذکور کے دو لڑکے شیخ علاؤالدین اور شیخ ولی محمد دوسرے شاہ عبدالقادر
اور شاہ عبدالباقی اولاد شیخ ابابکر بن شیخ عبدالحی اور شیخ عبدالحمید بن شیخ عبد
الحی مذکور +

فصل ۴

بیان اولاد شیخ برہان الدین بن شیخ زین العابدین مرقوم کا

شیخ برہان الدین کے ایک لڑکا شیخ عطاء اللہ کہ اس کے دس لڑکے ہوئے اور سات لڑکیاں۔ نام ان کے شیخ زین اور شیخ حسین اور شیخ عبد الغنی اور شیخ حبیب اللہ اور شیخ حسن اور شیخ یعقوب اور شیخ اسمٰعیل اور شیخ الہ بخش اور شیخ مبارک اور شیخ اسحاق اور جن کی اولاد ہے۔ اس کی تفصیل یہ ہے شیخ حسین مذکور کہ ان کی اولاد بدایوں میں شیخ تاج الدین بن شیخ مجاہد شیخ جلال بن شیخ حسین مزبور اور شیخ جلال کے عقد میں لڑکی شیخ عباد الملک بن شیخ سیف الدین بن شیخ کریم الدین کی تھی۔ کہ وہ نسل سے شیخ سعد حاجی کے ہے اور چچا زادہ حضرت گنجشکر کے ہیں۔ اور فتح پور میں شیخ صادق بن شیخ محمد بن شیخ نظام ابن شیخ جلال مرقوم ہیں۔ اور شیخ محمد مسطور خواہر زادہ شیخ خلیل گوالیری کے ہیں۔ اور فتح پور میں اولاد شیخ زین بن شیخ عطاء اللہ مذکور کی ہے۔ بنام شیخ ابوزید بن شیخ معروف بن شیخ زید مذکور اور شیخ ابوزید کے نکاح میں شیخ خضر چشتی بدایونی کی لڑکی تھی۔ بی بی بخت کہ اس کے تین لڑکے شیخ احمد وغیرہ اور تین لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ ان کی اولاد نہیں ہے۔ اور جملہ دختران سے ایک بی بی فردوس کہ اس کی اولاد دختری ہے۔ اور شیخ قاسم اور شیخ اسحاق پسران شیخ ابوزید مذکور اور ایک لڑکی دوسری زوجہ سے ہے اور عقد میں شیخ قاسم کے شیخ شہاب الدین بدایونی کی لڑکی ہے۔ کہ اس سے اولاد نہیں ہے۔ اور شیخ اسحاق مذکور کہ ان کے عقد میں لڑکی شیخ خلیل بن نواب شیخ ابراہیم کی تھی۔ اس کی بھی اولاد نہیں ہے۔ اور بعد الی میں شیخ داؤد اور شیخ محمود اور شیخ بدر الدین مذکور۔ دوسرے شیخ یعقوب بن شیخ عطاء اللہ مرقوم کہ ان کی اولاد بنگالہ میں شیخ کمال اور شیخ جمال محمد اولاد شیخ عبد الواحد

بن شیخ یعقوب مسطور اور شیخ شہاب الدین بن شیخ فتح خاں بن عبدالواحد مذکور اور گوالیر میں شیخ احمد اور شیخ فتح اللہ مزبور اور شیخ یوسف مذکور علاوہ شیخ محبوب بن شیخ یعقوب مرقوم کی اور شیخ فتح اللہ کے نکاح میں شیخ لشکری انصاری کی لڑکی ہے۔ کہ وہ بھانجی شیخ فیروز چشتی کی ہے اور شیخ یعقوب مسطور کی ایک لڑکی تھی۔ بی بی نہالو کہ وہ عقد میں شیخ عادل بن شیخ عبدالاحد چشتی کی تھی۔ کہ اس سے بہت اولاد ہے۔ چنانچہ بالا مرقوم ہوئی دوسرے شیخ اسمٰعیل بن شیخ عطاء اللہ مرقوم کہ اس کی اولاد قصبہ مو میں شیخ نور اور شیخ سلیم ولد شیخ علاؤ الدین مجذوب بن شیخ اسمٰعیل مذکور شیخ فضیل چشتی کی لڑکی سے تھی۔ مسماۃ بی بی دریا خاتون اور اس سے ایک لڑکی بھی پیدا ہوئی دوسرے شیخ مودا اور شیخ احمد پسران شیخ علاؤ الدین مذکور اور چند لڑکے دوسری زوجہ سے ہیں۔ اور پسران شیخ نور مذکور بنام شیخ عبدالغفور اور عبدالشکور اور فضیل اور طیب ہیں۔ دوسرے شیخ سلیم مذکور ان کے نکاح میں شیخ محمد بن شیخ یوسف چشتی کی لڑکی تھی۔ کہ اس سے دو لڑکے پیدا ہوئے۔ شیخ عبداللطیف اور شیخ قطب اور فتح پور میں شیخ نصر اللہ بن شیخ حبیب بن شیخ اسمٰعیل مسطور کہ ان کے عقد میں لڑکی شیخ حاجی حسین اسلامی کی تھی۔ بی بی زیبا کہ اس سے دو لڑکے پیدا ہوئے۔ شیخ کمال اور شیخ یٰسین۔ اور شیخ کمال کے دو لڑکے شیخ آدم اور الہ دیا۔ اور نصر اللہ کے بھی ایک لڑکا حسو نام اور دو لڑکے دوسری زوجہ سے ہیں۔ اور شیخ یوسف بن شیخ نظام بن شیخ نصیر الدین کہ ان کے عقد میں پھوپھی مودود دینوی کی تھی۔ بی بی خاتون۔ اور شیخ نظام مذکور کے عقد میں لڑکی شیخ معز الدین ساکن مسکین کی ہو ئی۔ بی بی ہبو کہ شیخ فیروز کی بھانجی کہ اس سے ایک لڑکا شیخ احمد نام اور ایک لڑکی پیدا کہ ان سے اولاد نہیں ہے۔ دوسرے شیخ الہ بخش بن شیخ عطاء اللہ مرقوم کہ ان کی اولاد پسری نہیں ہے۔ چار لڑکیاں رکھتے تھے۔ ازاں جملہ ایک عقد میں شیخ محبوب بن شیخ یعقوب مسطور کی تھی۔ مسماۃ بی بی راجی کہ اس سے اولاد نہیں ہے۔ اور شیخ مبارک بن شیخ عطاء اللہ مذکور کے دو لڑکے اور ایک لڑکی تھی۔ لڑکے بے اولاد رہے۔ اور لڑکی نکاح میں شیخ ہیبت بن شیخ اسمٰعیل مزبور کے تھی۔ بی بی شمسو نام کہ اس

کی اولاد ہے - جملہ سات لڑکیوں شیخ مذکور سے ایک نکاح میں شیخ عبد اللہ کے ہے - جو نسل سے شیخ سعد عمرہ اوہ حضرت گنجشکر کے ہیں - بعد اس کی وفات کے دوسری لڑکی شیخ عطاء اللہ کی ان کے عقد میں آئی - کہ اس مستورہ سے اولاد ہے +

فصل ۵

بیان اولاد شیخ معز الدینؒ بن شیخ زین العابدین مرقوم کا

ان کے چار لڑکے شیخ عیسیٰ اور شیخ موسیٰ اور شیخ بھلول اور شیخ بازید اور نسل سے عیسیٰ اور شیخ موسیٰ کے گوالیر میں شیخ عبد الرسول بن شیخ یوسف بن شیخ یٰسین وغیرہ ہیں - اور نسل سے شیخ بھلول کے بھدالی میں شیخ حاکم چشتی تھے - کہ ان کے عقد میں شیخ عبد الجلیل چشتی جد کاتب الحروف کی لڑکی گوہر خاتون تھی - اس سے ڈو لڑکے شیخ کمال الدین اور عبد الفتاح اور چند لڑکیاں ہوئیں شیخ کمال الدین کی اولاد ہے - اور شیخ عبد الفتاح کے ایک لڑکا شیخ ولی اللہ اور ایک لڑکی بی بی بنی بنت شیخ محمد کہ کاتب الحروف کے دادا ہیں تھی - اور وہ لڑکی مذکورہ عقد میں شیخ عطاء اللہ بن شیخ مکن چشتی سرہندی کے تھی - کہ اس سے اولاد ہے اور شیخ عبد الرحیم اور شیخ عبد الرحیم اور شیخ بایزید اور شیخ رکن الدین اولاد شیخ فیروز چشتی کی اور شیخ احمد اور شیخ عیسیٰ پسران بایزید مذکور کے ہیں - بھدالی حبیب اور داؤد ابن شیخ احمد مذکور اور کمال بن عیسیٰ مرقوم اور پسر شیخ عبد الرحیم فیروز اور شیخ خیر الدین بن رکن الدین مذکور اور عیسیٰ و شیخ ابراہیم ابن شیخ حسین کہ شیخ حاکم مذکور کی لڑکی تھی - اور شیخ عثمان بن شیخ شہاب الدین بن شیخ بھلول مسطور ان کے نکاح میں لڑکی شیخ حاکم مذکور کی تھی - مسماۃ بی بی صدری بھانجی کاتب الحروف کی - کہ اس سے تین لڑکے عبد الرحمٰن اور شیخ اسمٰعیل اور شیخو ہوئے - اور

شیخ عبدالرحمٰن کہ اِن کے نکاح میں لڑکی حمزہ چشتی کی تھی۔ اس سے ایک لڑکا فتح پور میں شیخ نور محمد ہے۔ کہ اس کے نکاح شیخ ابو الخیر بن نواب شیخ ابراہیم چشتی کی لڑکی تھی۔ بی بی چھاکہ وہ والدہ مسماۃ ہزیمہ بنت شیخ الاسلام چشتی کی ہے۔ اس سے ایک لڑکا شیخ بہاؤالدین ہے۔ اور شاہ پسر شیخ عبدالرحمٰن مذکور اور ایک لڑکی دوسری زوجہ سے ہے اور شیخ اسمٰعیل مذکور کہ اِن کے نکاح میں لڑکی شیخ خلیل چشتی گوالیری کی ہے۔ اس کی اولاد شیخ فضل اور شیخ جہاں اور شیخ سلطان اور شیخ ابراہیم وغیرہ ہیں۔ اور شیخ مرقوم کے عقد میں لڑکی شیخ طاہر بن شیخ حمزہ مذکور کی تھی۔ کہ اس سے اولاد نہ رہی +

فصل ۶

بیان اولاد شیخ تاج الدینؒ بن حضرت شیخ زین العابدین مذکور قدس سرہٗ العزیز کا

بی بی فضا بانی سے تھے۔ تین لڑکے رکھتے تھے۔ شیخ نور اور شیخ حبیب اور شیخ نظام الدین اور نسل سے شیخ نور کے قصبہ مو میں شیخ علی محمد اور شاہ محمد اور عبداللہ اولاد مجاہد بن شیخ لعل کہ اِن کے عقد میں شیخ عبدالمومن چشتی کی لڑکی تھی حقیقی چچا شیخ فیروز کے علی محمد کے عقد میں لڑکی کاتب الحروف کی پھوپھی کی تھی اور شیخ حبیب بن شیخ تاج الدین مرقوم کہ ان کی اولاد گوالیر میں ہے۔ شیخ بایزید وغیرہ لڑکوں کے نام شیخ ابراہیم بن شیخ الملک بن شیخ بدرالدین بن شیخ اولیاء بن شیخ حبیب مسطور اور شیخ نظام بن شیخ تاج الدین مذکور کہ ان کی نسل سے بھدالی میں شیخ خواجہ بن شیخ پیرک مجاور روضہ منورہ حضرت شیخ زین العابدین کی اور شیخ مصطفٰے اور جہان بن شیخ قاسم بن شیخ پیرک مذکور اور بدایوں میں شیخ مصطفٰے اور درویش بن شیخ بہاؤالدین تھے۔ کہ اِن کی نسل ہے اور بھدالی میں شیخ معروف بن شیخ پھکّن بن بھوامن کے تین لڑکے

شیخ مصطفیٰ سدہاری مداری اور اولاد بندگی حضرت قطب العالم شیخ زین العابدین چشتی کی بہت ہے۔ اس ذرہ موہوم نے جو سُنا قلم میں لایا۔ واللہ اعلم بالصواب

باب ۷

بیان عرس حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور بعض دیگر پیغمبران علیہم السلام اور بعض اصحاب کبار رضی اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین۔ اور بعض مشائخ خاندان اور بعض بزرگان کاتب الحروف کے۔ اور بیان انتساب والد کاتب الحروف کا۔ یہ باب پانچ فصل پر مشتمل ہے۔

فصل ۱

بیان تذکرہ عرسوں کا

ماہ ربیع الاوّل مولود شریف حضرت خاتم النبیّن سرورِ کائنات خلاصہ موجودات بندگی حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ہے۔ اور بارھویں کو عرس بندگی حضرت خواجہ فضیل عیاض قدس سرہٗ العزیز کا اور تین کو عرس قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار اوشی قدس سرہٗ کا۔ ۱۴ر کو عرس جد کاتب الحروف شیخ محمد عبد الجلیل چشتی بجدالوی قدس سرہ کا۔ ۳ر کو عرس خواجہ بہاؤ الدین نقشبند قدس سرہٗ کا۔ ۱۱ر ۱۰۲۴ھ کو عرس مخدوم شاہ عبد اللہ شطاری قدس سرہٗ کا۔ ۲ شب دوشنبہ ۱۹۱۱ھ خواجہ احرار قدس سرہٗ کا۔ ۲۷ ۱۴۴۱ھ عرس میر عبد الفتح اور میر سید عبد العزیز قدس سرہما کا۔ ۱۴ر کو عرس میر سید عزیز ہم ۱۰۳۱ سنہ ہجری ماہ ربیع الثانی سلطان سکندر ذوالقرنین کا۔ اور عمر شریف آنحضرت کی ۶۳ سال کی تھی۔ اور ۱۱ر کو عرس غوث الثقلین غوث صمدانی قطب ربانی محبوب سبحانی

حضرت میراں سید شاہ محی الدین ابو محمد شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہم کا۔ اور ۲۹ عرس حضرت حمید الدین ناگوری قدس سرہ کا۔ اور ۱۸ ربیع الآخر سنہ ۷۲۵ھ عرس سلطان المشائخ محبوب الٰہی نظام الحق والدین محمد احمد بدایونی کا۔ اور ۷ ر والد جدی کاتب الحروف کا یعنی شیخ عبدالجلیل ابن شیخ عبداللہ چشتی۔ اور ۱۲ ر سنہ ۱۳۱۰ ہجری عرس میر سید احمد طالب علم مانکپوری کا +

ماہ جمادی الاول - عرس بندگی حضرت امیر المومنین خلیفہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابابکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاریخ ۲۲ ر اور بقول اصح ۲۲ ماہ جمادی الثانی۔ اور عرس خواجہ ابراہیم ادھم بلخی بتاریخ ۲۶ - اور عرس نجیب الدین کبرا خوارزمی بتاریخ ۱۰ - عرس شیخ عطاء اللہ جانشین حضرت گنجشکر بتاریخ ۷ - عرس خواجہ معروف کرخی بتاریخ ۱۴ ر شب جمعہ عرس شاہ مدار بدیع الدین بتاریخ ۱۴ - عرس خواجہ ضیاء الدین ابو نجیب سہروردی بتاریخ ۱۵ - اول ان کی شب پنجشنبہ سنہ ۶۲۶ھ ہے - عرس حضرت خواجہ اسمٰعیل حسن بتاریخ ۷ - عرس حضرت خواجہ خاتون علاء تاج الدین ناگوری بتاریخ ۲ - عرس شیخ سراج الحق والدین بتاریخ ۲۰ عرس حضرت شیخ معظم ابن شیخ حسین چشتی بتاریخ ۱۷ +

ماہ جمادی الثانی - عرس مہتر موسیٰ علیہ السلام بتاریخ ۱۵ - آپ کا روضہ مبارک کوہ طور میں ہے۔ بیت المقدس سے نیم روز راہ - عرس امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا بقول اصح ۲۲ - عرس شیخ ابوالخیر دانشمند ابن شیخ حسام الدین چشتی بھدالوی بتاریخ شب ماہ مذکور۔ عرس شیخ تاج الدین ساکن سیکری ۲۹ - عرس خواجہ عبدالباقی المعروف بشاہ قطب الدین بتاریخ ۲۰ مرقد مبارک صوبہ بہار عرس شیخ عبدالغنی ساکن بداؤں بتاریخ ۱۶ ر +

ماہ رجب المرجب ر شب معراج حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم بتاریخ ۲۶ شب ستائیسویں عرس حضرت ابراہیم خلیل اللہ بتاریخ ۲ - عرس شاہزادہ کونین امام جعفر صادق بتاریخ ۱۵ - عرس شاہزادہ کونین امام موسیٰ کاظم علیہ السلام ۲۸ - عرس خواجہ اویس قرنی بتاریخ ۳ - عرس حضرت ابو محمد بن شمعان بتاریخ ۹ - عرس خواجہ ناصر الدین ابو یوسف چشتی بتاریخ ۳ - عرس خواجہ جنید بغدادی شب جمعہ ۷ ماہ مذکور

۲۹۷ھ عرس خواجہ مودود چشتی بتاریخ اوّل - عرس خواجہ حاجی شریف زندنی بتاریخ ۱۸ - عرس خواجہ معین الدین حسن چشتی سنجری قدس سرہٗ بتاریخ ۶ - عرس میراں سید خضر الرواحی بتاریخ ۱۸ - جواہر جلالی مولفہ فضل اللہ بن صاد العباسی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل ہے کہ وفات حضرت شیوخ العالم صاحب العوارف شہاب الدین ابو حفظ عمر قدس سرہٗ کی ابن حسین بن قاسم ابن عبداللہ بن قاسم بن محمد ابن حضرت امیر المومنین ابوبکر صدیق رضؓ یوم بدھ ۰۰ عرہ ماہ محرم ۶۳۲ھ ہے - اور آپ رجب ۵۳۹ھ میں پیدا ہوئے - اور ۵۵۵ھ میں بغداد داخل ہوئے - شرح طریقت ۵۶۰ھ میں ہوا - اور وردیہ دفن کئے گئے - عرس بندگی حضرت خواجہ فضل صاحب سجادہ حضرت گنجشکر کا ۲۹ - عرس شیخ ابراہیم بالا راجہ صاحب سجادہ گنجشکر کا ۲۶ - عرس کاتب الحروف کے دادا کے بھائی شیخ نظام ابن حضرت عبدالجلیل چشتی کا کہ کاتب الحروف کے جد ہیں - ۲۳ - ۱۰۲۷ھ شیخ عبدالسمیع کا ۱۲ - عرس شیخ احمد بن خواجہ خاتون چشتی کا ۷ - عرس شیخ احمد عرف شیخ مہانجیو ساکن گجرات ۲۶ - عرس شیخ نصیر الدین احمد آبادی عرس خواجہ حسن سرمست ۲۴ - عرس سالار فاروقی ۵ - عرس شیخ فیروز ابن شیخ عادل چشتی کاتب الحروف کے دادے کے باپ تھے - تاریخ ۱۶ - عرس میاں شیخہ انصاری ساکن سارنگپور بتاریخ ۱۷ - کہ والد بزرگوار جد مادری کاتب الحروف کے ہیں - عرس شیخ حسن چشتی ساکن بہار ۱۷ ماہ مذکور +

ماہ شعبان المعظم - عرس حضرت امیر المومنین پہلوان حمزہ رضی اللہ عنہ کا بتاریخ ۱۴ - عرس حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ بتاریخ ۵ - عرس سراج المومنین امام الثقلین حضرت امام اعظم کوفی نعمان رضؓ کا بتاریخ ۱۴ - عرس حضرت امام مالک رضؓ کا بتاریخ ۷ - ۲۴ھ - عرس شیخ بدر الدین سلیمان ابن حضرت قطب الاقطاب گنجشکر قدس سرہما کہ شرف سجادہ سے مشرف تھے ۱۴ - عرس خواجہ بایزید بسطامی قدس سرہٗ بتاریخ ۱۵ عرس شاہ قطب الدین سرندار غوثی جونپوری بتاریخ ۲۵ - عرس خواجہ محمد مسادی ۱۵ - عرس شیخ صمانی ابن شیخ معروف چشتی بتاریخ ۱۴ ۹۶۱ھ مدینہ منورہ میں اتوار کے روز وفات پائی

قبر وہیں ہے۔ عرس حضرت شیخ ابو الفتح بتاریخ ۱۶۔ عرس شیخ معروف ابن شیخ ابو الخیر شب ماہ مذکور۔ عرس شیخ نظام ابن شیخ عادل چشتی جد مادری کاتب الحروف بتاریخ ۷ ر +

ماہ رمضان المبارک۔ عرس امیر المومنین امام المتقین اسد اللہ غالب حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ بتاریخ ۲۱۔ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بتاریخ ۱۷۔ شب سہ شنبہ عرس حضرت امیر المومنین حضرت خدیجہ رض بتاریخ ۱۰۔ ۶۵ سال حیات رہیں ۱۰؁ھ نبوت سے وفات پائی۔ عرس حضرت بضعۃ الرسول علیہا السلام بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا شب شنبہ بعد از پدر خویش بشش ماہ وبقولے چہل روز اور قول اوّل بہت صحیح ہے۔ عمر شریف ۲۸ برس کی تھی عرس ام انسان حضرت حوا تاریخ ۸۔ عرس نجیب الدین شیر سوار برادر گنجشکر بتاریخ ۹۔ عرس شیخ نصیر الدین چراغ دہلوی بتاریخ ۱۸۔ عرس شاہ بدر الدین صاحب ولایت خطہ بدایوں بتاریخ ۲۲۔ عرس سلطان المشائخ قدوۃ العارفین شیخ سلیم صاحب ولایت فتحپور عرف سیکری ۲۹۔ عرس شیخ عبد العلیم ابن شیخ ابو الخیر چشتی بتاریخ ۵۔ عرس شیخ ابو الہادی المعروف بشاہ ابو الفتح سرمست ابن شیخ قاضی بتاریخ ۲۹۔ ساکن صوبہ بہار۔ عرس خواجہ یار محمد بتاریخ ۲۵ +

ماہ شوال۔ عرس شاہزادہ کونین حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام بقول اصح ماہ رجب بتاریخ ۱۵۔ عرس امام احمد حنبل بتاریخ اوّل۔ عرس خواجہ خدیفہ مرعشی بتاریخ ۲۴۔ عرس خواجہ ہبیرۃ البصری بتاریخ ۲۷۔ عرس خواجہ عثمان ہارونی بتاریخ ۱۵۔ عرس خواجہ حبیب عجمی بتاریخ ۱۴۔ عرس شیخ علاؤ الدین موج دریا صاحب سجادہ حضرت گنجشکر بتاریخ اوّل۔ عرس حضرت شیخ محمد صاحب سجادہ حضرت گنج شکر بتاریخ ۲۴۔ عرس حضرت امیر خسروؔ دہلوی بتاریخ ۱۸۔ عرس مصلح الدین حسن شیرازی المعروف شیخ سعدی شیرازی قدس سرہٗ العزیز ۶۹۱؁ھ شب جمعہ تاریخ نامعلوم۔ عرس خواجہ فیض اللہ المعروف بشاہ قاص بتاریخ ۲۴۔ عرس میر سید غلام محمد بتاریخ ۲۸ پسر میراں سید احمد۔ عرس حضرت شیخ احمد کتبو بتاریخ ۱۴۔ ساکن سرخیز کہ قریب احمد آباد کے ہے۔ عرس شیخ ابن شیخ ابو الخیر چشتی قدس سرہٗ بتاریخ ۱۱۔ عرس شیخ

محمدالدین ابن شیخ سراج الدین ساکن گجرات بتاریخ ۲۸ +

ماہ ذی العقدہ۔ عرس میراں سید محمد گیسو دراز ساکن کلبرگہ بتاریخ ۱۶ ۔ عرس حضرت سالار مسعود غازی بتاریخ ۵ ۔ عرس شیخ احمد صاحب سجادہ گنجشکر بتاریخ ۸ ۔ عرس شیخ حضرت انور قطب العالم بتاریخ ۹ ساکن گنگوہ ۔ عرس حضرت شیخ فتح اللہ نوری ابن شیخ تاج الدین محمود چشتی بتاریخ ۱۸ ۔ عرس حضرت شیخ حسن محمد ساکن احمد آباد بتاریخ ۲۷ ۔ عرس حضرت شیخ محمد ابن شاہ قطب الدین سرانداز غوثی جونپوری بتاریخ ۹ ۔ عرس حضرت شاہ عبدالسلام معروف ۔ شیخ علن جونپوری بتاریخ ۱۵ ۔ عرس حضرت شیخ عادل ابن شیخ عبدالاحد بتاریخ ۲۲ +

ماہ ذی الحج ۔ عرس مہتر اسمٰعیل علیہ السلام بتاریخ ۱۰ ۔ بروز عید الضحے بتاریخ ۲۸ ۔ عرس حضرت امیرالمومنین عثمان رضی اللہ عنہ بتاریخ ۲۲ ۔ عرس بندگی حضرت خواجہ داؤد طائی بتاریخ ۷ ۔ عرس حضرت قطب الاقطاب حضرت شیخ زین ابن شیخ خواجہ چشتی صاحب ولایت بھدالی سبحان بتاریخ ۹ ۔ عرس مخدوم جہانیاں جہاں گشت بتاریخ ۱۰ بقر عید ۔ عرس میراں سید نجم الدین بتاریخ ۲۵ ۔ عرس حضرت شیخ فیض اللہ ابن شیخ تاج الدین محمود صاحب سجادہ حضرت گنجشکر بتاریخ ۱۸ ۔ ۱۰۱۸ھ و عمر شریف حضرت ایشاں پچپن سال تھی ۔ عرس حضرت شیخ بدرالدین ابن حضرت شیخ الاسلام چشتی بتاریخ ۱۰ روز بقر عید ان کی قبر مکہ معظم میں ہے۔ عرس میر سید خانہ بتاریخ ۷ ، نبیرہ میر سید علی قوام ۔ عرس شیخ عبدالرحمٰن جانبار للاہپوری بتاریخ ۱۲ ۔ عرس شیخ علاؤالدین المعروف بنواب اسلام خاں بتاریخ ۵ ۔ عرس حضرت شیخ جمن بتاریخ ۲۰ ۔ عرس برادر کلاں کاتب الحروف الشہدا حضرت شیخ عبدالرسول ساکن گجرات بتاریخ ۲۰ کہ شہادت پائی ۔ عرس شیخ ابراہیم عرف کشور خاں شہید ابن قطب الدین خاں بتاریخ ۲۹ ، +

ماہ محرم الحرام ۔ عرس بندگی حضرت مہتر یعقوب صلوات اللہ علی نبینا و علیہ بتاریخ ۹ ۔ عرس بندگی حضرت امیرالمومنین امام المسلمین عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاریخ ۶ ۔ ۰ محرم ۔ عرس بندگی حضرت شاہزادہ نور دیدہ نبی الثقلین حضرت امام حسین صلوات اللہ علیہ و علی جدہ و ابیہ و امہ و احبائہ و اولادہ بتاریخ ۱۰ ۔ روز

عاشورہ سالہ کی ھتی کو شہادت پائی۔ عرس امام زین العابدین رضی اللہ تعالے عنہ بتاریخ ۱۸۔ نقل ہے جواہر جلالی سے حضرت شیخ حسن بصری بزرگان تابعین سے تھے۔ مدینہ مبارک میں پیدا ہوئے۔ حضرت ام المومنین ام سلمہ حرم حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے پستان سے دودھ ان کو پلایا۔ اور اپنے گھر میں تربیت دی اور حضرت شیخ حسن بصری مشابہ بالتمام مشابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تھے۔ اور امیر المومنین عثمان کو دیکھا تھا۔ امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کے شاگرد تھے۔ اور خرقہ خلافت انہی سے پہنا۔ اور سات حج ان کے ساتھ ادا کیے اور ستر ابدالیوں سے ملاقات کی تھی۔ اور بہت سے صحابہ آنکھوں کے ساتھ دیکھے اور پورے اصحاب جمع ۳۱۳ تن تھے۔ عرس بندگی حضرت حسن بصری کا ۴، یا ۱۴ ہے۔ عرس خواجہ سری سقطی قدس سرہٗ کا بتاریخ ۱۲ ہے۔ عرس حضرت ممشاد علو دینوری بتاریخ ۱۴ یا ۲۲۔ عرس خواجہ اسحاق شامی بتاریخ ۱۴ یا ۲۲۔ عرس حضرت ابو احمد ابدال چشتی بتاریخ اول۔ عرس خواجہ فریدالدین گنجشکر چشتی الفاروقی الاجودھنی بتاریخ ۵ محرم نقل ان کی ۶۶۴ھ میں ہوئی کہ رحمت حق سے ملے۔ عرس شیخ سلیمان صاحب سجادہ حضرت گنجشکر قدس سرہٗ کا بتاریخ ۱۳۔ عرس شیخ یونس صاحب سجادہ حضرت گنج شکر کا نامعلوم۔ عرس شیخ بہاؤالدین عرف شیخ ہارون صاحب سجادہ حضرت گنجشکر نامعلوم۔ عرس شیخ ابراہیم ادھم صاحب سجادہ گنجشکر ابن حضرت شیخ فیض اللہ ابن شیخ تاج الدین محمود قدس اللہ سرہٗ بتاریخ ۱۸ ارسنہ ۱۰۲۴ھ عمر ان کی ۲۹ سال تھی کہ رحمت حق سے ملے عرس بندگیحضرت شیخ کمال ابن شیخ معروف چشتی ساکن قصبہ مود ۲۰۔ عرس شیخ محی الدین ابن شیخ احمد خواجہ خانون چشتی گوالیری ۱۹۔ عرس شیخ لشکری انصاری ساکن انبالہ جد مادری اخوت بناہی عبدالغنی ۲۱ ر +

ماہ صفر المظفر۔ عرس حضرت امام علی رضا رضی اللہ عنہ ۱۴۔ عرس امام المومنین ابو درداء رضی اللہ عنہ ۱۴۔ عرس شیخ بہاؤالدین زکریا بن محمد ابی بکر بن القریش تاریخ ۷ ربین الظہر والعصر ۶۶۶ھ تولد آنحضرت کا جمعہ کے روز رمضان کی لیلۃ القدر ۵۶۶ھ میں ہوا۔ عرس شیخ منور صاحب سجادہ حضرت گنجشکر بتاریخ ۳ ر عرس بندگی حضرت میراں پیر دستگیر قطب الاقطاب حاجی الحرمین شریفین شیخ تاج الدین

محمود چشتی صاحب سجادہ گنجشکر بتاریخ ۱۷ ۱۳۰۹ھ عمر آپکی ۸۵ سال کی تھی۔ عرس میراں سید علی قوام شاہ جونپوری بتاریخ ۲۶۔ عرس میراں سید خواجہ بخاری بتاریخ ۲۷۔ عرس شیخ محمود عرف شیخ راجن ساکن گجرات بتاریخ ۲۲۔ عرس شیخ محمود ولد شیخ محمود تلوری بتاریخ ۸۔۔ وصلی اللہ علیہ اعنی النبی الکریم شفیع المذنبین احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ وعلی آلہ واصحابہ اجمعین ×

اجازت واسطے کرنے اعراس کے پائی

فقیر کاتب الحروف علی اصغر نے حضرت مولنٰنا ومرشدنا شیخ مودود ابن شیخ محمد چشتی بھدالوی سے بتاریخ ۲۶ ر ستائیسویں شب ماہ رمضان المبارک وقت نماز عشا ۱۰۲۷ھ حضرت نے اجازت دی ہر ایک بزرگان کی طرف سے جن کے اسامی ذیل میں درج ہیں۔ بدیں تفصیل اول برادر حقیقی کاتب الحروف مرشدنا شیخ جلال الدین ومرشدنا شیخ نظام الدین ابن شیخ کمال چشتی العشقی ساکن قصبہ مو و شیخ محی الدین ابن شیخ احمد ابن حضرت شیخ خواجہ خانون علی تاج الدین ناگوری چشتی ساکن گوالیر مولانا و مرشدنا میر سید احمد مانکپوری طالب علم ومرشدنا شیخ محمد سعید عباسی لاہرپوری ومرشدنا سید عبدالعزیز وبرادران کے میر سید عبدالقادر قدس سرہٗ ساکن پٹنہ ومرشدنا خواجہ خان سعید ساکن پٹنہ ومرشدنا شیخ محی الدین محمد فرزندانِ شاہ قاضی سے ساکن صوبہ بہار اور مرشدنا شیخ ابوالمعالی ساکن سلہار ومرشدنا شیخ عبداللہ ابن بندگی حضرت شیخ تاج الدین محمود صاحب سجادہ گنجشکر ومرشدنا میراں سید پیر ساکن محمد آباد سرکار جونپور ومرشدنا میر سید حامد ساکن محی الدین پور کہ محمد آباد کا ایک گاؤں ہے۔ اور مرشدنا شیخ مودود بن شیخ محمود چشتی بروری کہ پندرہ نام ہوتے ہیں۔ الہٰی ان بزرگوں کے عرس کی طفیل سے میرے مقاصد دینی اور دنیوی بر لا جسکو خدا تعالےٰ توفیق دے عرس کرتا رہے۔ اگر کچھ بہم نہ پہنچے دوگانہ ادا کرے اور فاتحہ ان بزرگوں کے پڑھ دے ×

فصل ۲

بیان انتساب والا کاتب الحروف کا سلسلہ علیہ چشت اہل بہشت سے کہ اپنے بزرگوار بندگی حضرت شیخ تاج الدین محمود سجادہ نشین حضرت گنج شکر کی جہت سے ہے وبہ نستعین ؎

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فرمایا اللہ تعالےٰ نے کشجرۃ طیبۃ اصلہا ثابت وفرعہا فی السماء الحمد للہ رب العالمین والعاقبۃ للمتقین والسلام علی رسولہ محمد والہ واصحابہ اجمعین اما بعد خرقہ خلافت اخی الصالح شیخ مودود چشتی نے فقیر حقیر تاج الدین محمود چشتی سے لیا۔ اور انہوں نے اپنے والد شیخ ابراہیم قدس سرہ سے۔ اور انہوں نے اپنے والد شیخ محمد قدس سرہ۔ اور انہوں نے اپنے والد شیخ عطاء اللہ قدس سرہ۔ اور اُنہوں نے اپنے والد شیخ احمد قدس سرہ۔ اور اُنہوں نے اپنے والد شیخ ہارون قدس سرہ۔ اور انہوں نے اپنے بھائی منور۔ اور انہوں نے اپنے والد شیخ فضیل اور اُنہوں نے اپنے والد شیخ سلیمان۔ اور انہوں نے اپنے والد علاؤ الدین موج دریا۔ شیخ یوسف اور انہوں نے اپنے والد سلیمان۔ اور انہوں نے اپنے والد شیخ فریدالدین گنجشکر اور انہوں نے اپنے پیر قطب العالم خواجہ قطب الدین بختیار اوشی اور انہوں نے اپنے پیر بعد الوی غوث العالم خواجہ معین الدین حسن چشتی سنجری اور انہوں نے اپنے پیر خواجہ عثمان ہارونی سے اور انہوں نے خواجہ حاجی شریف زندنی اور انہوں نے خواجہ مودود چشتی اور انہوں نے خواجہ ناصر الدین ابو یوسف چشتی اور انہوں نے خواجہ ابو محمد چشتی اور انہوں نے ابو محمد چشتی اور انہوں نے خواجہ ابو احمد ابدال چشتی اور انہوں نے خواجہ اسحاق شامی اور انہوں نے حضرت ممشاد علو دینوری اور انہوں نے خواجہ ہبیرۃ البصری اور انہوں نے خواجہ حذیفہ المرعشی اور اُنہوں نے خواجہ ابراہیم ادھم بلخی اور انہوں نے خواجہ فضیل عیاض اور انہوں نے عبدالواحد زید اور انہوں نے خواجہ حسن بصری رضی اللہ

تعالیٰ عنہم اجمعین اور انہوں نے امیر المومنین حضرت سیدنا و مولانا و شفیعنا و حبیبنا علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ اور انہوں نے اپنے پیر بندہ گیحضرت حضرت ملک رفعت حضرت رسالت پناہ محبوب الہ احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ و آلہ واصحابہ وسلم سے ؎

ہر کرا جاوید باید جنت الماویٰ بہشت | بر زباں با صدق خواہد شجرۂ پیران چشت
خواجگی بے پیر بودن کار نادانان بود | ہر کرا پیرے نباشد پیر او شیطاں بود
ہر کہ او کھلے گرفت از خاک پیر | خواہ پاک و خواہ او ناپاک میر

سلسلہ والد بزرگوار ابا کی طرف سے

حضرت شیخ مودود نے خرقہ خلافت حاصل کیا۔ اپنے والد محمد سے۔ اور انہوں نے اپنے والد شیخ عبدالجلیل اور انہوں نے اپنے والد شیخ عبداللہ اور انہوں نے اپنے والد شیخ جلال الدین اور انہوں نے اپنے والد شیخ حسام الدین اور انہوں اپنے والد شیخ جہان شاہ اور انہوں نے والد شیخ زین اور انہوں نے اپنے والد شیخ خواجہ اور انہوں نے اپنے والد شیخ داؤد اور انہوں نے اپنے والد شیخ محمود اور انہوں نے اپنے والد شیخ سلیمان اور انہوں نے اپنے والد شیخ فرید الحق والشرع والدین چشتی فاروقی اجودھنی اور انہوں نے خواجہ قطب الدین بختیار اور انہوں نے خواجہ معین الدین حسن سنجری اور انہوں نے خواجہ عثمان ہارونی اور انہوں نے حاجی شریف زندنی اور انہوں نے ناصر الدین ابو یوسف چشتی اور انہوں نے خواجہ ابو محمد شمعان چشتی اور انہوں نے خواجہ ابو احمد چشتی اور انہوں نے ابو اسحاق شامی اور انہوں نے ممشاد علو دینوری اور انہوں نے خواجہ ہبیرۃ البصری اور انہوں نے خواجہ حذیفہ المرعشی اور انہوں نے ابراہیم ادھم بلخی اور انہوں نے خواجہ فضیل عیاض اور انہوں نے عبدالواحد زید اور انہوں نے خواجہ حسن بصری اور انہوں نے سیدنا و مولانا علی رضؓ ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ اور انہوں نے حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ٭

نسبت بسلسلہ قادریہ از جہت مرشد

بندگی حضرت شیخ مودود ابن شیخ محمود چشتی تلوری کی ہے۔ اور بیاض بعض اشغال کا یہ ہے۔ اما بعد واضح ہو کہ بندہ غفار محبوب ابن شیخ محمود نے جہت توبہ کرانے سے اور دعوت کرنے چہل اسماء اور اسماء حسنیٰ اور آیات کریمہ اور سورت ہائے حمیدہ اور دعوت مائیۃ القدرت اور زین القمر یعنی آیہ کریمہ اور حرز یمانی اور حزب البحرین اور دعوت جملہ خوردن اور عظمتوں کے شیخ المشائخ اخی صالح شیخ ولی اللہ المعروف بخواجہ مودود ابن شیخ محمد چشتی کو اپنی طرف سے خانوادہ قادریہ میں منسلک کر کے سلسلہ قادریہ میں شیخ ولی اللہ معروف شیخ مودود نے خرقہ خلافت کا اپنے مرشد شیخ محبوب سے پہنا۔ اور انہوں نے اپنے مرشد شہباز قلندر ابن خواجہ تاتار اور انہوں اپنے مرشد ابوالحسن ابن شیخ بدی عرف شیخ محمد اور انہوں نے شاہ ابوالفرح ابن برخوردار معروف بشاہ الہ داد عثمان اور انہوں نے اپنے پیر شاہ ہدایت اللہ ابن شیخ محمد معروف بشاہ ابوالفتح اور انہوں نے اپنے باپ شیخ محمد ابن علی معروف بشاہ فاضل اور انہوں نے قطب الاقطاب شیخ عبدالوہاب اور انہوں نے شیخ عبدالروف اور انہوں نے شیخ ظہیر الدین یمنی اور انہوں نے شیخ نورالدین نہاوندی اور انہوں نے شیخ شمس الدین ابو کمال محمد نہاوندی اور انہوں نے شیخ رضی الدین ابو زکی اور انہوں نے اپنے باپ شیخ نورالدین ابو جعفر علی بغدادی اور انہوں نے اپنے باپ شیخ عون الدین الوضع بغدادی۔ اور انہوں نے شیخ شہاب الدین ابو نور احمد حسن بغدادی۔ اور انہوں نے اپنے والد شیخ برہان الدین ابو محمد ابراہیم اور انہوں نے اپنے باپ شیخ نصیر الدین ابو منظور عبدالرزاق اور انہوں اپنے باپ السید القطب الغوث الباز الاشہب محی الملۃ والشرع والدین ابو محمد عبدالقادر الحسنی الحسینی الحنبلی رضی اللہ تعالےٰ عنہ۔ اور انہوں نے شیخ مصلح الدین ابوسعید المبارک المخدوم البسطی اور انہوں نے شرف الدین ابوالحسن علی ابن یوسف اور انہوں نے شیخ ابوالفرح یوسف طرطوسی اور انہوں نے ابوالفرح زین الدین احمد بن عبدالعزیز یمنی اور انہوں نے شیخ رحیم الدین ابوالعباس احمد بن اسمٰعیل

عباسی۔ اور انہوں نے حضرت شیخ ابوبکر شبلی اور انہوں نے عبدالجبار جنید بغدادی۔
اور انہوں نے شیخ ضیاؤ الدین ابو حسن سری سقطی صدیقی اور انہوں نے ابو محفوظ
معروف کرخی اور انہوں نے شیخ ابو سلیمان داؤد طائی۔ اور انہوں نے سید امام ابو علی
موسیٰ رضا حسینی علیہ السلام اور انہوں نے اپنے والد ابراہیم امام موسیٰ کاظم حسینی
علیہ السلام اور انہوں نے ابو عبداللہ ابو جعفر امام جعفر صادق حسینی مدنی علیہ السلام
اور انہوں نے اپنے باپ سید الانام محمد باقر اور انہوں نے اپنے باپ سید الانام
زکی زین العابدین علی ابن حسین الشہدا اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علی مرتضےٰ
ابن ابی طالب ہاشمی کرم اللہ وجہہ اور انہوں نے جناب سید المرسلین حبیب
رب العالمین ابو القاسم حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم
سے ۔

سگ ہے بار ہیراں شو خواہی قرب ربانی کہ بر شیراں شرف دارد سگ بازار جیلانی

ذکر اثبات و نفی

شیخ المشائخ مرشدنا شیخ مودود صادق ابن شیخ مودود چشتی تلوری نے یوں اشارہ فرمایا کہ تصور چشم باطن میں اور ذکر زبان اور دل میں تصور لازم چاہیئے۔ ذکر زبان میں اور دل میں ہزار ایک سے ارادہ چنانچہ معنی میں محو ہو اور فنا قبول کرے۔ اور خیال ماسوائے اللہ سے آزاد ہو۔ تاکہ مقام عبودیت سے مقام حیرت میں اترے۔ جسم باطن میں تصور نفی اور اثبات میں بہت استعمال کرے کہ بہت صفائی ہوگی۔ اور ذوق ساتھ دے گا۔ دل کی نگہبانی کرے کہ اللہ تعالیٰ کا گھر اور عرش ہے۔ تاکہ کوئی خطرہ دخل نہ پاوے۔ انشاء اللہ تعالےٰ قریب فتحیاب ہو۔ اوراد مذکور یہ ہیں:۔ لا معبود الا اللہ۔ لا مقصود الا اللہ۔ لا مطلوب الا اللہ۔ لا محبوب الا اللہ۔ لا موجود الا اللہ سفر در وطن۔ خلوت در انجمن۔ ہوش در دم ان تینوں کو نگاہ رکھے آمین۔

نسبت بسلسلہ شطاریہ واجازت نامہ سلسلہ شاہ مدار بدیع الدین قدس سرالعزیز

الٰہی بحرمت شیخ مودود ابن شیخ محمد حسینی بھدالوی۔ الٰہی بحرمت سید پیر حسینی الٰہی بحرمت امیر سید حامد۔ الٰہی بحرمت امیر سید محمود۔ الٰہی بحرمت امیر سید علی قوام حسینی۔ الٰہی بحرمت شاہ قرن۔ الٰہی بحرمت شیخ حافظ۔ الٰہی بحرمت شیخ عبداللہ۔ الٰہی بحرمت شیخ مظفر گرگانی۔ الٰہی بحرمت شیخ ابراہیم عشق آبادی۔ الٰہی بحرمت سید نظام حسینی۔ الٰہی بحرمت شیخ محمد۔ الٰہی بحرمت شیخ نجم الدین کبرا۔ الٰہی بحرمت شیخ حماد سنجی الٰہی بحرمت شیخ ضیاءالدین۔ الٰہی بحرمت شیخ احمد غزالی۔ الٰہی بحرمت شیخ ابابکر سیاح۔ الٰہی بحرمت ابوالقاسم گرگانی۔ الٰہی بحرمت شیخ علی عثمان۔ الٰہی بحرمت شیخ ابو علی کاتب الٰہی بحرمت شیخ ابو علی رودباری۔ الٰہی بحرمت خواجہ جنید بغدادی۔ الٰہی بحرمت شیخ ضیاءالدین ابوالحسن سری سقطی۔ الٰہی بحرمت خواجہ معروف کرخی۔ الٰہی بحرمت خواجہ داؤد طائی۔ الٰہی بحرمت خواجہ حبیب عجمی۔ الٰہی بحرمت خواجہ حسن بصری۔ الٰہی بحرمت امیرالمومنین علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ۔ الٰہی بحرمت سید المرسلین خاتم النبیین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ شجرہ خلافت شیخ مودود چشتی نے ارزانی فرمایا +

اجازت نامہ سلسلہ شاہ مدار

امابعد شیخ پیر حسنی شیخ مودود ابن شیخ محمد حسینی بھدالوی کو میں نے منجانب قطب الاقطاب حضرت شاہ مدار خلافت عطا کی۔ جس کسی کو اپنے خانوادہ میں مرید کرے۔ اجازت ہے فیضیاب ہو آمین رب العالمین +

باب ۵

بیان اولاد شیخ سعد قاضی عمزادہ حضرت شیخ المشائخ قطب العالم فریدالدین

گنج شکر قدس سرہ کا ✦

فصل ۱

بیان اولاد شیخ سعد حاجیؒ کا

جاننا چاہیے کہ ان کی اولاد سے شیخ کریم الدین ابن شیخ عیسیٰ ابن شیخ داؤد بن شیخ خواجہ بن شیخ نصیر الدین بن شیخ شہاب الدین بن شیخ احمد بن شیخ سعد حاجی چشتی مذکور ہے کہ ایک اولیائے خدا سے تھے۔ اور شیخ کریم الدین کے عقد میں لڑکی شیخ نصر اللہ برادر حقیقی شیخ زین ابن خواجہ رفیع الدین چشتی کی تھی مسماۃ بی بی فاطمہ کہ اس سے تین لڑکے پیدا ہوئے۔ شیخ سادہ۔ شیخ سیف الدین۔ شیخ داؤد۔ شیخ سادہ ان کی اولاد سے بدایوں میں شیخ عثمان ہیں۔ شیخ سادہ بن شیخ عبد الوہاب بن شیخ عبد القدوس بن شیخ الباقی بن شیخ عبد اللہ بن شیخ سادہ مذکور اور شیخ عبد الباقی کے عقد میں لڑکی شیخ عماد الملک بن شیخ سیف الدین بن شیخ کریم الدین مسطور کی تھی۔ تاکہ معلوم ہو۔ اور اولاد پسری شیخ عماد الملک کی نہیں ہے۔ دوسری لڑکی شیخ عماد الملک کی شیخ جلال الدین کے عقد میں کہ دادا شیخ تاج الدین بدایونی کے تھے۔ اور شیخ عبد مرقوم کے گھر میں لڑکی شیخ عطاء اللہ ابن شیخ برہان الدین ابن مخدوم شیخ زین چشتی کی تھی۔ بدایوں میں عطاء اللہ ابن شیخ مکن ابن شیخ ابابکر ہیں۔ اور شیخ فضل اللہ ابن شیخ منجھا ابن شیخ ابابکر مذکور اور شیخ ولی ابن شیخ حسن ابن شیخ منجھا مزبور۔ قصبہ مو میں الہ بخش بن شیخ عبد الرحیم بن شیخ ابابکر مسطور دوسری لڑکی شیخ ابابکر کی بی بی فاطمہ عقد میں شیخ قطیب برادر شیخ فیروز چشتی کی ہے اور شیخ ولی اور شیخ مظفر ابن شیخ صالح ابن شیخ علی ابن شیخ عبد الباقی مذکور اور کبیر ابن شیخ مبارک ابن شیخ علی مذکور اور شیخ عبد الرحیم مذکور بن شیخ شعیب بن شیخ علی مسطور اور شیخ ابابکر ابن شیخ عیسیٰ ابن شیخ علی مذکور اور شیخ حبیب بن شیخ عبد الغفور بن شیخ فریدن شیخ عبد الباقی مزبور۔ دوسرے شیخ سیف الدین ابن شیخ کریم الدین مرقوم کہ ان کی اولاد

سے بھی بدایوں میں حاجی الحرمین شریفین شیخ فتح اللہ ابن شیخ محمد بن شیخ بایزید بن شیخ عطاء اللہ معروف دولت خاں بن شیخ سیف الدین مذکور شیخ احمد کے عقد میں لڑکی شیخ عبدالمومن شیخ فیروز کے چچا کی تھی۔ اور شیخ معین الدین ابن شیخ احمد مذکور اور شیخ سیف الدین ابن شیخ مبارک تھے۔ تیسرے شیخ داؤد ابن شیخ کریم الدین مسطور کہ ان کی اولاد سے گوالیر میں شیخ المشائخ مودود چشتی تلوری ابن شیخ محمود بن شیخ حسین بن شیخ داؤد مرقوم دوسری حقیقی پھوپھی شیخ مودود مذکور کی عقد میں شیخ نصیر الدین سہیا ابن شیخ اسمٰعیل چشتی کے تھی۔ بی بی سرور خاتون نام اور تلور میں شیخ نعمت اللہ ابن شیخ محمد ابن شیخ حسین مذکور۔ اور شیخ محمد کے گھر میں شیخ عبدالکریم سرہندی کی لڑکی تھی۔ خالہ نواب شجاعت خاں بن شیخ اولیاء بن شیخ یوسف بن شیخ عبدالملک بن شیخ فیروز سونپرس بن شیخ سلطان شاہ بن شیخ زین چشتی کی تھی۔ اور شیخ قطب الدین ابن شیخ احمد اور بدایوں میں شیخ شہاب الدین بن شیخ علاؤ الدین اور شیخ شہاب الدین ابن شیخ حبیب اللہ کے گھر میں شیخ شہاب الدین ابن شیخ حبیب اللہ مذکور کے لڑکی شیخ سلیمان ابن شیخ خضر چشتی کی تھی۔ اور اولاد شیخ سعد حاجی کی بہت ہے۔ اللہ تعالے جاننے والا ہے ؛

فصل ۲

بیان حسب اور بعض اولاد اور نسب شیخ عبداللہ انصاری المعروف شیخ الاسلام کا

نفحات میں بیان کرتے ہیں۔ کہ ابو اسمٰعیل عبداللہ بن ابی منصور محمد انصاری ہروی قدس سرہٗ ان کا لقب شیخ الاسلام ہے اور مراد شیخ الاسلام ہر جگہ کتاب نفحات میں جہاں مطلق واقع ہوا ہے یہی ہیں۔ چنانچہ شروع کتاب میں اشارہ کر دیا ہے اور وہ اولاد سے ابو منصور مست انصاری کے ہیں۔ اور مست

انصاری لڑکے حضرت ایوب انصاری کے ہیں۔ کہ صاحب سواری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہیں۔ اس وقت آپ نے مدینہ میں ہجرت فرمائی تھی۔ اور مست انصاری زمانہ خلافت امیر المومنین عثمان ذی النورین رضی اللہ تعالےٰ عنہ میں احنیف ابن قیس کے ساتھ خراسان آئے تھے اور ہرات میں ساکن ہوئے تھے۔ اور شیخ الاسلام نے کہا ہے کہ میرا باپ ابو منصور بلخ میں شریف عقیلی کے ساتھ رہا ہے ایک بار ایک عورت نے شریف سے کہا۔ کہ ابو منصور سے کہہ کر مجھ کو اپنی زوجیت میں کرے۔ میرے باپ نے کہا کہ میں ہرگز زوجیت نہیں چاہتا ہوں۔ اور اس کو رد کیا۔ شریف نے کہا ہے کہ آخر عورت چاہ اور تیرے لڑکا ہو۔ اور کیا اچھا لڑکا کہ ہرات میں آیا ہے اور عورت چاہے اور میں زمین میں آیا ہوں۔ شریف نے بلخ میں کہا ہے کہ ابو منصور ہمارے لڑکا آیا۔ ایسا جامع مقامات کا شیخ الاسلام کہتا ہے کہ یہ کلمہ آفرین کا ہے کہ تمام نیکیاں اس شامل ہیں کہ صفت نہیں کر سکتے۔ نہایت نیکوئی ہے اور نیز شیخ الاسلام نے کہا ہے۔ کہ میں قندہار میں پیدا ہوا۔ اور وہیں بزرگ ہوا ہوں۔ اور میری ولادت جمعہ کے روز ہوئی وقت غروب آفتاب کے دو شعبان ۳۹۶ھ میں اور نیز اس نے کہا ہے کہ میں ربیعی ہوں بہار کے وقت پیدا ہوا ہوں اور بہار کو دوست رکھتا ہوں آفتاب ثور کے سترویں درجہ پہ تھا۔ کہ میں پیدا ہوا۔ جب آفتاب وہاں پہنچتا ہے۔ میری سال تمام ہوتی ہے اور وہ میانہ بہار ہے وقت گل اور ریاحین کا۔ اور نیز اس نے کہا ہے کہ بو عاصم فیروز میرا اپنا ہے میں بچپن میں اس کے ساتھ رہتا تھا۔ جب اس کے ساتھ ہوتا۔ نان اور شکر کا۔ میرے آگے رکھتا۔ اور میری قوالی کی۔ اور کچھ پڑھا۔ اس کی عورت کہ بڑھیا تھی محتشم اور صاحب ولایت اس نے کہا میرے پیر یعنی خضر علیہ السلام عبد اللہ کو دیکھا۔ کہا وہ کون ہے۔ میں نے کہا فلاں آدمی ہے۔ کہا مشرق سے مغرب تک تمام جہان اس سے پر ہو گا۔ یعنی اس کا آوازہ۔ شیخ الاسلام نے کہا یہ پوچھنا اس کا فن ہے۔ جو جانے لیکن پوچھا۔ بانوی علیہ عورت تھی شکوہ ہو سنگ کے ساتھ۔ جب شیخ الاسلام زمین پہ آیا۔ خضر علیہ السلام نے اس سے کہا۔ اس لڑکے کو تو نے دیکھا۔ ہرے ہیں کہ مشرق سے مغرب تک اس سے

پُر ہو گا۔ اور نیز بانوی عورت عالیہ نے کہا کہ میرے پیر یعنی خضر علیہ السلام نے کہا کہ ہمارے شہر میں ایک بازاری زادہ ہے سترہ سالہ باپ جانے کہ وہ کون ہے اور نہ وہ ایسا ہو گا۔ کہ تمام روئے زمین میں کوئی اس سے بہتر ہو یا کہا کہ مشرق سے مغرب تک اُس سے پُر ہو گا۔ احوال اس بانوی عالیہ کا یہ تھا کہ ایک لڑکی رکھتی تھی۔ ڈیڑھ برس کی اُس کو چاہا یعنی حق سبحانہ پر لونڈیا کو چھوڑا اور حج کو گئی شیخ ابو سلمہ کہ شیخ حرم تھے۔ اس کے پزیرہ آئے کہ اس کے چچا تھے۔ اور اس بانوی نے مجرا رکھا پیران کے ساتھ ہوتی تھی کہ مجھ کو کچھ حق تعالیٰ سے اس کاغذ پر لکھیں۔ شیخ الاکلام نے کہا کہ اول مجھ کو دبیرستان میں عورت والا کیا۔ انھوں نے کہا کہ نقصان رکھتا ہے جب چہار سالہ میں ہؤا۔ مجھ کو دبیرستان میں زاردجا لینی کیا۔ اور جب نو سالہ ہؤا املا میں نے لکھا قاضی منصور سے اور جب چہاردہ سالہ ہوا مجھ کو مجلس میں بھٹلایا اور میں نے دبیرستان میں ادب سیکھا تھا کہ شعر کہتا تھا۔ چنانچہ اور لوگ مجھ سے حسد کرتے تھے اور نیز اس نے کہا کہ ایک لڑکا خواجہ یحییٰ عمار کہ اپنوں سے میرے ساتھ دبیرستان میں تھا۔ میں فی البدیہ عربی شعریں کہتا تھا۔ اور جو مجھ سے لڑکے چاہتے تھے کہ فلاں معنی میں شعر کہہ کہ فوراً میں کہتا تھا۔ ایک بار اس لڑکے نے اپنے باپ سے کہا تھا۔ کہ وہ ہر معنی میں جو چاہو شعر کہتا ہے۔ اس کا باپ فاضل تھا۔ اس نے کہا کہ جب تو دبیرستان کو جاوے۔ اس سے کہہ کہ اس بیت کی عربی کرے ؎

روزے کہ بشادی گذرد روز آنست　　　وآنروز کہ گردد زبد اندیشاں ست

میں نے فوراً کہا ؎

ویوم اللقیٰ ماعاشہ فی مسرۃ　　　وسایٔریوم الشقاء عصیب
دم الوصل مادامت السعادۃ　　　فالدجی تبفص عیش الاکرین رقیب

اور اس مصرعہ کو اُس سے چاہا کہ عربی کرے۔ آب آید با جو کہ روزے بودہ گفتہ ؎

اعیدنا الماء فی نھوفیہ جعوا　　　کماز عموا رجوع الماء فیہ

اور نیز اس نے کہا کہ ایک لڑکا تھا دبیرستان میں خوبصورت ابو احمد نام ایک نے کہا کہ اس کے واسطے کچھ کہو۔ میں نے یہ شعر کہا ؎

کلابی احمد وجہ قمر اللیل غلامہ   فلہ لحظۃ غزال وشق القلب سہامہ

اور نیز اس نے کہا کہ میرے چھ ہزار شعر عربی کے ہیں۔ وزن راست اور درست ہر آدمی کے ہاتھ ہیں اور میری اجزا کی پشت پر۔ اور نیز اس نے کہا کہ میں نے ایک وقت قیاس کیا تھا۔ کہ چند بیت اشعار عرب سے یاد رکھوں ستر ہزار بیت یاد رکھے۔ اور ایک وقت کہا ہے کہ مَیں نے سو ہزار بیت عربی میں شعرائے عرب سے کیا متقدمین اور متاخرین علیحدہ علیحدہ یاد رکھے ہیں اور نیز اس نے کہا کہ صبح کے وقت ایک مقبرہ کی طرف میں جاتا تھا قرآن پڑھنے کو۔ جب لوٹتا تو درس کو جاتا تھا۔ دو ورق لکھتا تھا اور حفظ کرتا تھا۔ جب درس سے فارغ ہوتا۔ لڑکوں کا ادیب ہوتا تھا۔ اور تمام دن لکھتا تھا۔ میں نے اپنے زمانہ کے حصے کئے تھے۔ کسی وقت مجھ کو فراغ نہ ہوتی تھی۔ میرے زمانہ میں کوئی لڑکا نہ آتا بلکہ ہنوز کھڑے رہتے اور بہت دن ایسے ہوتے کہ عشا وقت تک بیمار رہتا۔ اور نیز اس نے کہا۔ کہ رات کے وقت چراغ سے حدیث لکھتا تھا۔ روٹی کھانے کی فراغت نہ ہوتی تھی۔ اور نیز اس نے کہا ہے کہ حق سبحانہ نے مجھ کو حافظہ دیا تھا۔ کہ جو میری قلم سے گذرتا مجھ کو حفظ ہوتا۔ اور نیز اس نے کہا ہے کہ میں نے تین سو ہزار حدیث یاد کی ہے ہزار ہزار اسناد کے ساتھ۔ اور نیز اس نے کہا کہ میں نے جو حدیث مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی طلب میں زحمت کھینچی ہے کوئی نہ کھینچیگا۔ ایک منزل نیشاپور نادر آباد سے کہ میںنہ ہوتا تھا میں رکوع میں جاتا اور حدیث کے جزو شکم پر رکھتا کہ تر نہ ہوں۔ اور نیز اس نے کہا کہ مجھ کو یہ نیت کافی ہے۔ کہ مجھ کو پہلے علم سیکھنا تھا۔ اس سے نہ طلب دُنیا کو بلکہ اللہ تعالےٰ کے واسطے اور مدد سنت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے واسطے۔

اور نیز اس نے کہا کہ میرے کلام کا تردد کوئی اتنا نہ کرتا تھا۔ کہ میں اگر ہاتھ اپنے جسم پر رکھتا تھا۔ تو کہتے کہ یہ کیا ہے اس کو یاد رکھتا۔ اور نیز اس نے کہا کہ میں نے تین سو آدمیوں سے حدیث لکھی ہے کہ سُنی تھی۔ اور صاحب حدیث نہ مبتدع اور صاحب رائے یا اہل کلام شیریں نے کہا ہے +

اور نیشاپور میں قاضی ابوبکر سے میں نے کچھ پایا۔ اِن سے حدیث لکھی کہ متکلم تھے اور اشعری اگرچہ مذہب استاد حالی کا رکھتے تھے۔ اور تیسرا س نے کہا کہ میں تذکرہ اور تفسیر قرآن میں شاگرد خواجہ امام یحییٰ عمار کا ہوں۔ اگر میں اِن کو نہ دیکھتا منہ نہ کھول سکتا یعنی تذکرہ اور تفسیر قرآن میں چودہ برس کا تھا کہ خواجہ یحییٰ نے قندزیوں سے کہا کہ عبداللہ کو ناز سے اور پیار سے رکھو۔ کہ اس سے امامی کی بو آتی ہے اور نیز بیان میں حسب آنحضرت کے خیر المجالس مصنفہ شیخ عبدالحمید قلندر ملفوظ حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلوی قدس سرہٗ مجلس ۳۳ سے منقول ہے۔ کہ شیخ عبداللہ انصاری جو گروہ آپ کے پاس آتا تھا۔ اس کے ساتھ اس طرح پیش آتے تھے۔ کہ وہ جانتے تھے۔ کہ شیخ ہمارے مذہب اور دین میں ہے۔ مثلاً اگر قلندر آتے اِن کے ساتھ ویسے ہی ہوتے کہ قلندر جانتے تھے کہ شیخ بصورت صوفی کے ہمارے آگے ہے لیکن معنی میں قلندر ہے۔ اور جوالقی آتے وہ بھی یہی سمجھتے تھے اور اگر دانشمند آتے ان کے ساتھ بھی ایسے ہی رہتے کہ وہ جانتے کہ شیخ صورت میں صوفی کے ہے۔ لیکن مرد دانشمند ہے۔ اور اگر سوداگر آتے وہ بھی یہی سمجھتے تھے اور اگر اہل کلاہ وہ بھی جانتے کہ شیخ ہماری جنس سے ہے غرض طریق میں قاعدہ تھا۔ اس زمانہ میں ہو یا نہ ہو۔ کون جانتا ہے کہ ان ایام میں قاعدہ تھا۔ کہ ہر گروہ کا خطاب علیحدہ تھا۔ اگر قلندر مرتا قلندروں میں دفن کرتے اور صوفی مرتا صوفیوں میں۔ اگر جوالق مرتا جوالقوں میں اگر دانشمند مرتا دانشمندوں میں۔ اور اہل کلاہ یا سوداگر مرتا تو انہیں میں اور طباخ اور قصاب ہر طائفہ کو اس میں دفن کرتے تھے۔ جب وقت نقل شیخ عبداللہ انصاری کا قریب آیا۔ لڑکوں کو آگے بلایا۔ اور فرمایا۔ کہ یہ مرد مرے گا۔ لیکن میں نے اس طرح زندگانی بسر کی ہے۔ کہ ہر طائفہ آوے گا۔ اور کہیگا۔ کہ شیخ ہم سے تھا تم کیا کرو گے۔ لڑکوں نے کہا جو شیخ فرماویں وہ کریں۔ شیخ نے فرمایا۔ جب میں مروں چاہیئے کہ جنازہ بناؤ اور رکھو اور ہر طائفہ سے کہو۔ کہ آویں اور جنازہ اٹھاویں۔ جس سے جنازہ اُٹھے میں اسی طائفہ میں ہونگا۔ اس میں دفن کرنا۔ چنانچہ جب شیخ نے نقل کی سب گروہ حاضر ہوئے اور ہر ایک کہتا تھا کہ شیخ ہمارے مذہب میں تھا۔ ہم میں رہے۔ شیخ کے لڑکوں نے جنازہ باہر رکھ دیا اور کہا

ہر طائفہ آوے اور جنازہ اٹھائے جس کے ہاتھوں سے جنازہ اُٹھے شیخ اُن میں سے ہے۔ اول قلندر آئے اور ہاتھ لگایا کہ اُٹھاویں۔ ایسا جنازہ ہوگیا کہ گویا زمین میں گڑ گیا ہے۔ قلندر لوٹ گئے۔ پھر جوالقی آئے پھر دانشمند اور پھر سوداگر اور پھر اہل کلاہ کسی سے جنازہ نہ اُٹھا۔ پھر اہل تصوف آئے۔ اور شیخ کے لڑکوں نے ہاتھ رکھا تو زمین سے اُٹھا۔ اس حکایت سے ذوق بے نہایت ہوا اور سب نے خدمت کی اور مستفید ہوئے بعد ازاں آیت پڑھی اور نماز کے لئے فرمایا۔ کہ ایک درویش آتا ہے کہ سب خلق میں ایسا ہوگا کہ سب جائیں گے۔ کہ یہ ہم سے ہے بندہ نے عرض کی کہ کن مع الناس کواحد منھم کے یہ معنی ہیں یا اور معنی ہیں۔ فرمایا یہ حدیث مشارق میں نہیں ہے۔ ایک شاگرد نے کہا کہ میں نے فلاں کتاب میں دیکھی ہے حدیث ہے خواجہ نے فرمایا یہ اخلاق سے تعلق رکھتی ہے یعنی اپنے آپ کو ظاہر کرنے والا اور سختی کرنے والا اور تکلیف دینے والا مت ہو سب خلق میں ایسا وہ مثل رسول علیہ السلام کے سب کے ساتھ خلق سے پیش آتے تھے۔ یہاں تک کہ لوگ طعن کرتے تھے کہ قالوا ما لھذا الرسول یا کل الطعام ویمشی فی الاسواق یعنی کھانا کھاتے ہیں اور بازار میں پھرتے ہیں بعد ازاں یہ آیت پڑھی۔ قل انما انا بشر مثلکم الا ان یوحی الی والحمد للہ رب العلمین ط

ذکر بعض اولاد آنحضرت کا

جاننا چاہیئے کہ ان کی اولاد سے میاں شیخو بہت ولی بزرگ تھے۔ کہ ان کی نسبت شیخ سلطان ساکن سارنگپور کے گھر ہوئی تھی۔ اور شیخ سلطان اولاد سے شیخ علاؤ الدین موج دریا کے تھے۔ اور شیخ علاؤ الدین موج دریا نبیرہ صاحب سجادہ حضرت گنج شکر کی تھی۔ میاں شیخ سلطان کے گھر میں ہمشیرہ شیخ بھکاری صاحب ولایت سارنگپور کے تھے۔ اور شیخ بھکاری بھی حضرت گنجشکر کی اولاد سے تھے۔ اور میاں شیخو مذکور اول گوالیر میں متوطن ہوئے۔ جب اُن کی نسبت شیخ سلطان کے ہوئی پھر سارنگپور میں متوطن ہوئے۔ اور شیخ شیخو کی لڑکی

گھر میں شیخ نظام بھائی شیخ فیروز ابن شیخ عادل چشتی کے ہے اور شیخ نظام جد
مادری کاتب الحروف کے ہوتے ہیں۔ اور بعض بھائی میاں شیخہ کے بدایوں میں
رہتے ہیں۔ باسم شیخ مجاہد انصاری وغیرہ اور شیخ لشکری ابن شیخ ابو الفتح انباوی
جد مادری برادرم شیخ عبد النبی اور اولاد آنحضرت سے تھے کہ ان کے گھر میں
ہمشیرہ شیخ فیروز چشتی کی تھی۔ مسماۃ دریا خاتون کہ ان کے تین لڑکے تھے گوالیر
میں اول شیخ حاجی محمد کہ ان کے عقد میں کاتب الحروف کی پھوپھی تھی۔ دوسرے شیخ
موسے کہ اُن کے گھر میں شیخ حبیب چشتی کی لڑکی تھی۔ تیسرے شیخ عیسے کہ
اُن کو شیخ محبوب چشتی کی لڑکی بیاہی تھی۔ اور اب ان کے بعض برادر انبالہ میں
رہتے ہیں۔ اور گوالیر میں ان کے برادر زادہ شیخ عبد اللہ ہیں۔ بن شیخ علی اور والدہ
شیخ عبد اللہ لڑکی شیخ محبوب چشتی کی ہیں۔ اور شیخ عبد الوہاب ابن شیخ برہان اور
حصار میں میاں فتح خاں اور نصرت خاں اور صاحب خاں وغیرہ بن شیخ رزق اللہ اور جہان خاں
اور مبارک خاں پسران شیخ الیاس اور گوالیر میں شیخ فضل اللہ بن شیخ نصر اللہ
اور شیخ طالب اور شاہ محمد بن شیخ احمد بن شیخ نصر اللہ مذکور دوسرے شیخ شاہ محمد
اور بشیر محمد اور پیر محمد بن شیخ فتح اللہ بن شیخ نصر اللہ مذکور اور شیخ نصر اللہ کی ایک
لڑکی بھی ہے۔ کہ وہ شیخ عبد الرحمن ساکن انتری کے عقد میں ہے۔ مسماۃ بی بی
حسین خاتون والدہ بزرگوار شیخ عبد اللطیف تاکہ ظاہر ہو۔ اور نیز گوالیر میں شیخ نور محمد
دانشمند ابن شیخ مصطفیٰ کہ ایک اولیائے خدا سے تھے۔ پاک پٹن میں شیخ نور محمد
ولد میاں شیخ مبارک بن شیخ قطب اور شیخ لعل محمد بن عبد العزیز بن شیخ حسن۔ اور
مصطفےٰ آباد میں کہ نزدیک سہارنپور لبریہ کے ہے۔ شیخ دانیال پھوپھی زادہ
کاتب الحروف کے اور لڑکے ملک العلماء مولانا قاضی شیخ دانشمند ابن شیخ
عزیز اللہ ابن شیخ قاضن بن شیخ علی بن شیخ برہان بن شیخ قاضی شہ بن شیخ بدر شجاع
بن حضرت شیخ الاسلام عبد اللہ انصاری اور قاضی جمال محمد بن شیخ مصطفےٰ ابن شیخ محی الدین
بن شیخ خیر الدین بن شیخ عبد الملک بن قاضی شہ مذکور اور شیخ سلطان بن عبد الجبار
بن عبد القادر بن قاضی شیخ مذکور وغیرہ اور کنکوٹ میں قاضی شیر اور پیر خان اور شیخ
عبد الواسع اور شیخ قاسم اور صالح محمد وغیرہ رہتے ہیں۔ اور نیز اولاد آنحضرت

سے جونپور میں شیخ درویش محی الدین اور شیخ مبارک محی الدین پسران نور اللہ اور
مفتی شیخ مجاہد وغیرہ ہیں۔ اور فتح پور میں شیخ سلیمان صوفی کہ مسجد میں شیخ عبد النبی کی
رہتے ہیں۔ اور حضرت دہلی میں حافظ امان اللہ ابن شیخ فضل اللہ بن شیخ سلیمان
اور تغلق آباد میں شیخ ابو سعید اور شیخ فرید اور شیخ عباس ابن شیخ طیب ابن
شیخ ابو اسح بن شیخ معین الدین بن شیخ علاؤ الدین اور شیخ عبد اللہ بن شیخ الہ بخش
بن شیخ نظام اور سنبھل میں شیخ عبد النبی بن عبد الحق بن شیخ عزیز اللہ اور شیخ
عمر اور شیخ سلیم اولاد شیخ مودن اور نیز ان کے برادر شہر مون میں ساکن ہیں
اور فتحپور میں شیخ نصر اللہ اور شیخ احمد ابن شیخ عبد اللہ بن شیخ محمد اور
شیخ ابو الخیر بن شیخ عبد اللہ مذکور اور لڑکی شیخ عبد اللہ مرقوم کی شیخ فتح اللہ
بھانجے نواب ابراہیم کے نکاح میں ہے۔ اور قصبہ پانی پت میں شیخ بدر الدین اور صدر الدین
پسران شیخ رکن الدین بن ملک العلماء شیخ جنید دانشمند بن شیخ محمد بن شیخ
عبد القادر اور شیخ برہان اور یوسف محمد مفتی اولاد عبد الغفور بن ابو سعید کی۔
اور شیخ امان کہ اولیائے خدا سے تھے۔ اور عبد النبی اور عبد الرحمن پسران شیخ
کمال اور عبد الکریم نبیرہ عبد الرزاق اور عبد السلام اور عبد الستار اور عبد المودود
نبیرہائے حاجی یحیٰی اور غلام محمد متولی بن لاد محمد بن حاجی دادن اور قطبیا ولد
اسمٰعیل ترجی اور قاضی عبد الواحد ولد قاضی رکن الدین و عبد الحی بن عبد الواسع و
اشراف بن ابراہیم و عبد الواسع و سیف اللہ ولد قاسم و رکن بن محمود بن عبد الصمد
اور سنبھل میں شیخ حسن محمد ابن شیخ عماد ابن شیخ عبد اللہ اور شیخ الہ بخش ابن شیخ
حبیب اللہ ابن شیخ عبد اللہ انصاری بہت ہیں یہاں مختصر لکھا گیا۔ اور سارنگپور
میں قاضی عبد القادر مذکور کی ہیں۔ اور بعض نسل آنحضرت سے لکھتے ہیں۔ مثل
شیخ بایزید وغیرہ اور بعضے اکٹھے ہیں۔ اور بعض شہروں میں متفرقہ میں ہیں
واللہ اعلم بالصواب ٭

فصل ۳

بعض قوموں کے بیان میں کہ قطب العالم شیخ فرید سے پہلے پاک پٹن میں رہتی تھیں

اس تفصیل سے کہ سرکھنکوانیاں بھڈیاں او دھکاں۔ جھگڑوالیاں اور چند گھر قصاب کے بھی تھے۔ لیکن سرکھنکوانیاں جوگی کے معتقد تھے کہ قایم سے رجوع طرف قطب العالم کے ہیں۔ قصبہ مذکور میں ظاہر ہیں لیکاں اور مہرکاں اور سیاں وغیرہ قوم مذکور تابع بھلی مذکور کے تھی۔ کہ بھلی راجہ تھا۔ لیکن تمام قوم جوگی کی معتقد تھی کہ اس کا سابق پرنام مشہور ہے جب حضرت قطب العالم شیخ فریدالدین قدس سرہ نے قصبہ پاک پٹن میں نزول اجلال فرمایا۔ تمام قوم بالا سوائے قصابات کے مع جوگی سابق کے کفار تھے۔ حضرت کی توجہ سے مسلمان ہوئے اور آنحضرت کے مطیع ہوئے۔ جوگی کا نام آنحضرت نے قطب کمال رکھا۔ چنانچہ جوگی کے مطیع ہونے کا قصہ مشہور ہے۔ حضرت گنجشکر کے ملفوظ میں مرقوم ہے اور اب تک وہ قوم حضرت کی اولاد کی خدمت گذار ہے۔ اور قاضی جو آپ سے دشمنی رکھتے تھے۔ اور اپنے فعل سے باز نہ آئے تھے۔ آخر کو وہ بھی قہور ہوئے۔ چنانچہ فرمایا ہے کہ قاضیان عدو اند دلی مقہور ا نند تمام مذکور آنحضرت کے مطیع ہوئے۔ اور اب تک آپ کی اولاد کے خادم ہیں۔ اور یوں بھی سُنا گیا ہے کہ بعض نے مسطور پٹن سے ہندوستان آکر آپ کو شیخزادہ بیان کیا ہے۔ مثل جھگڑالیوں وغیرہ کے۔ اگر کوئی پوچھتا ہے۔ کہ تم کون قوم ہو کہتے ہیں۔ ہم اشراف ہیں قطب العالم کی اولاد سے جو دانا اور عقیل ہوتا ہے۔ ان سے نسبت نہیں کرتا کہ غیر کفو ہیں ◆

جاننا چاہیئے کہ بھلی اصل میں راجپوت ہیں۔ بھلی اس واسطے لقب ہوا

ہے کہ ایک قصہ ہے نامناسب کہ مناسب لکھنے کے نہیں ہے۔ اور ان کی
پھلی کی اولاد عرف میں پھلیاں کہتے ہیں۔ اور کھوالیاں اصل میں علوی ہیں۔ اولاد
سے محمد اکبر کے کہ محمد حنیفہ ابن امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کے ہیں۔ اور سانگھوان
سے آئے تھے۔ اور سانگوان ولایت میں مشہور ہیں۔ قطب العالم کے آنے
سے پہلے پٹن میں سکونت رکھتے۔ اور پھلیاں اور ادھکاریاں اور جھگروالیاں
نسبت سرکھوالیاں کے ساتھ دیکر آئے۔ اور نسبتیں ساتھ شیخ زادوں کے
نصر الٰہی رکھتے ہیں۔ دونوں طرف اور ادھکا اصل میں کھری سیالی کہ ان کے بزرگوں کو
قطب العالم نے مسلمان کیا تھا۔ خواجہ علی نیک بخت ہوئے۔ دہکان نام
رکھا۔ کہ قدیم لقب اس کا دہکان تھا۔ اس واسطے فرزندان خواجہ نیک بخت
کو ادہکاں کہتے ہیں۔ اور جھگروالی اصل میں نسل سے جک کے ہیں۔ کہ وہ جٹ
تھا۔ اور نام جکہ تھا۔ اس واسطے اس کی اولاد کو جھگرلی کہتے ہیں۔ اور یکان اور دہکان
اور سیال یہ تینوں قوم پاک پٹن کے کسان تھے۔ یعنی مزارعہ کھیت کرنیوالے
اصل میں اسفل ہیں۔ اور بغوطی نسل سے مکہ مذکور کے ہیں۔ اور بغوطی دہلی میں
متوطن ہوئے ہیں۔ اور یکان اور دہکان اور سیاں اور بغوطاں یہ لقب ان
کے تمام عالم میں ہوئے اور برتیاں تھے اصل میں جٹ ہیں۔ لیکن مدت سے
مسلمان ہوئے ہیں۔ بریت نام ایک شخص بزرگ کا تھا۔ کہ خدمت میں شیخ احمد
قطب العالم کے چچا کی پرورش پائی تھی۔ اور انہیں کے ہاتھ پر مُسلمان ہوا
تھا۔ اسی واسطے برتی لوگ آپ کو فاروقی کہتے ہیں۔ محض غلط ہے۔ اور مواضع
پاک پٹن میں رہتے ہیں اور کھیتی کرتے ہیں۔ اور زمینداری میں مشہور ہیں
اور بعض اس قوم سے وہاں سے آکر بدایوں میں رہے۔ اور اپنی اولاد کی نسبت
قطب العالم کی اولاد سے کہ پٹن کے نزدیک کھوکراں اور دھوتیاں اور جویاں
اور نہاریاں قدیم سے مسلمان ہیں۔ ہمیشہ نوافل اور روزہ دار رہے۔ ادب
اسلام کا بجا لاتے ہیں۔ پٹن کے گردونواح میں یہ لوگ صاحب جاہ وجلال
ہیں۔ اور مقدار دس ہزار سوار کے اور ۲۹ ہزار پیادہ کے خدمت میں آتے
ہیں۔ اور حضرت قطب العالم سے درست اعتقاد رکھتے ہیں۔ اور آپ کی اولاد

سے بھی اعتقاد رکھتے ہیں اور مرید ہیں۔ اور اپنی لڑکیوں کی نسبت قطب العالم کی اولاد سے کرتے ہیں اور تبوال اور ڈوگراں وغیرہ توابع قوم مذکور کے ہیں۔ خصوصًا تمام قوموں سے کھوکھر قدیم مسلمان ہیں۔ کہ عرب سے ان کے بزرگ آئے تھے۔ اور نواحی پاک پٹن میں سکونت رکھی۔ اور ملک گیری کی۔ ویسے ہی اب ہیں۔ اور اپنی لڑکیوں کو نکاح میں مریدان قطب العالم شیخ علاؤالدین موج دریا صاحب سجادہ بن شیخ بدرالدین سلیمان بن قطب العالم گنجشکر کے کرتے ہیں۔ چنانچہ شیخ علاؤالدین کے ذکر میں تفصیل کردی گئی۔ جب یہ ذرہ موہوم ۲۴ ماہ رجب المرجب ۱۰۶۳ھ میں قطب العالم کی زیارت سے مشرف ہوا۔ اور بندگی حضرت شیخ محمد بن شیخ ابراہیم ادھم بن شیخ فیض اللہ بن شیخ تاج الدین محمود صاحب سجادہ حضرت گنجشکر کی قدم بوسی حاصل کی اور ان کی ملازمت میں حقیقت حسب اور نسب اور ازواج اور اولاد تمام قطب العالم کی پائی۔ لہذا تحقیق کر کے قلم میں لایا۔ واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب حسبنا اللہ ونعم الوکیل نعم المولی والنصیر

تمام شد

اللہ والے کی قومی دکان مالک ملک چنن الدین گگے زئی تاجر کتب قومی منزل نقشبندیہ کوچہ گگے زئیاں
بازار کشمیری لاہور

(بلا مہر مال مسروقہ تصور ہوگا)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تذکرۂ فریدیہ

مختصر حال برکت اشتمال حریق المحبت برہان العاشقین حضرت خواجہ فرید الحق والملۃ والدین مسعود گنجشکر اجودھنی قدس سرہ العزیز

نام نامی و اسم گرامی آپ کا مسعود بن سلیمان ہے۔ آپ قوم سے شیخ فاروقی یعنی خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد سے ہیں کہ سلسلہ نسبی آپ کا سترہ واسطوں سے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے۔ اور حضرت کی والدہ کا نام بی بی قرسم خاتون بنت مولینا وجیہ الدین خجندی ہے۔ آپ اعظم النساء عارفات سے گذری ہیں۔ ذکر خیر آپ کا اکثر کتب سیر میں بشرح و بسط ہے

لقب شریف آپ کا فرید الدین گنجشکر اور حریق المحبت ہے کہ آتش عشق و محبت الٰہی نے آپ کے وجود میں بجز اپنی ذات کے اور کچھ نہ چھوڑا تھا ؛

دوسری وجہ فرید الدین لقب آپ کو عطا فرمودہ حضرت خواجہ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ مؤلف تذکرۃ الاولیاء ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ یہ لقب آپ کو پردہ غیب سے حاصل ہوا تھا۔ اور لقب گنجشکر سے ملقب ہونے کی تین وجہ کتب سیر میں مرقوم ہیں ؛

اوّل یہ کہ ایک مرتبہ آپ نے دہلی میں روزہ طی رکھا تھا، بعد وقت مقررہ افطار کیا الّا کوئی شے ایسی اُس وقت آپ کو دستیاب نہیں ہوئی کہ جو باعثِ تسکین جُوع ہوتی۔ لاچار بعد از نصف شب آپ نے غایت گرسنگی سے ہاتھ زمین پر مارا، چند سنگریزے اُس وقت ہاتھ میں آئے۔ آپ نے اُن کو اُٹھا کر مُنہ میں ڈال لیا کہ وہ پتھر کے ٹکڑے آپکے مُنہ میں شکر ہو گئے۔ جب یہ خبر آپ کے پیر روشن ضمیر حضرت خواجہ قطب الاقطاب رضی اللہ عنہ کو پہنچی۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ فرید گنجشکر ہے +

دوم یہ کہ ایک دفعہ آپ خدمت مبارک حضرت خواجہ شہید المحبت قدس سرّہ العزیز میں حاضر ہونے کے واسطے جائے اقامت سے روانہ ہوئے۔ تو راہ میں کئی مقام تک آپ کو کچھ کھانے کو نہیں ملا۔ ایک روز غایت ضُعف و گرسنگی سے آپ زمین پر گر پڑے جو خاک آپ کے مُنہ میں پہنچی وہ شکر ہو گئی اور جب یہ خبر سمع مُبارک حضرت خواجہ قطب الاقطاب رضی اللہ عنہ میں پہنچی آپ نے ارشاد فرمایا کہ فرید الدین گنجشکر ہے +

سوم یہ کہ ایک روز آپ برسر راہ تشریف فرما تھے کہ ایک بنجارہ آپ کے سامنے سے گذرا جس کے بوروں میں شکر لدی ہوئی تھی۔ آپ نے اس سے دریافت کیا کہ اِن بوروں میں کیا ہے؟ اُس نے از راہ تمسخر جواب دیا۔ کہ نمک ہے۔ آپ نے فرمایا (خیر نمک ہی ہوگا) وہ شکر سب اُسی وقت نمک ہو گئی جب منزل مقصود پر پہنچکر اُس نے بار کشادہ کئے تو بجائے شکر کے نمک پایا۔ روتا ہوا حضور میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا، غلام سے خطا ہوئی جو شکر کو نمک بتلایا۔ کہ انفاس نفیسہ حضور سے نمک ہو گیا۔ در اصل وہ شکر تھی۔ آپ نے فرمایا۔ کہ جاؤ بابا وہ شکر تھی۔ تو شکر ہو گئی۔ جب اُس بنجارہ نے آکر دیکھا تو وہ نمک سب شکر تھی۔ بیرم خاں خانخاناں مرحوم نے اسی تلازمہ میں کہا۔ خوب کہا ہے ؎

کان نمکِ جہان شکر شیخ بحر و بر
آں کز نمک شکر کند و از نمک شکر

و لِبَندہٖ مُحمّدٗ قال فی توصیفہ ؎

کان نمک در گنج شکر شیخ فرید | کہ گنج شکر کان نمک کرد پدید
در کان نمک کرد نظر گشت شکر | شیریں تر ازیں کرامتے کس نشنید

ولادت باسعادت آپ کی قصبہ کھوتی وال میں کہ آج کل اُس کو مشائخ کی چاولی کہتے ہیں۔ کہ جو درمیان پاک پٹن وتھانہ ان شریف ضلع ملتان میں واقع ہے۔ آپ نے قبل از ارادت ربع مسکون کی سیر فرمائی۔ اور ہر شہر و دیار کے اولیاء اللہ سے فیض صحبت پایا۔ چنانچہ یہ امر آپ کے ملفوظات سے ظاہر ہے۔ اور جب دہلی میں پہنچے اور آوازہ عظمت و جلال حضرت خواجہ شہید المحبت قطب الاقطاب قطب الدین بختیار کاکی اوشی رضی اللہ عنہ کا سُنا۔ تو آپ حاضر ہو کر مجلس اوّل ہی میں فرط عظمت وکشش شیخ سے مرید ہوئے۔ خواجہ حریق المحبت خود ہی اعتراف فرماتے ہیں۔ کہ میں نے سیر ربع مسکون کی کی۔ اور ہزار ہا اولیاء اللہ دیکھے۔ اور اُن سے شرف فیض پایا۔ مگر جو عظمت وجلال میری نظر نے حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی قدس سرہٗ کا دیکھا۔ وہ کسی کا نہ دیکھا (میں ان کا مرید ہوا) میرے شیخ نے بعد تلقین لعذ کے دروازہ عطائے کرم کھول دیا۔ اور مجھے مالامال کر دیا۔ اور فرمایا اے فرید بعد کامل ہونے کے میرے پاس آئے۔ انتہے کلامہ *

اور یہ بھی منقول ہے کہ آپ تحصیل علم میں جب کہ بمقام ملتان مصروف تھے۔ اور ایک بزرگ صاحب درس (یعنی تعلیم دینے والے) سے کتاب نافعہ جو فقہ کی مشہور کتاب ہے پڑھتے تھے۔ کہ اُن ہی ایام میں حضرت خواجہ شہید المحبت مقام اوش سے ملتان تشریف لائے۔ جب اُن کی نظر آپ پر پڑی تو کشف وقائع آئندہ سے حال آپ کا معلوم کیا اور نزدیک بلا کر فرمایا کہ اے صاحب کیا پڑھتے ہو آپ نے عرض کی کہ کتاب نافعہ پڑھتا ہوں۔ اس پر حضرت نے فرمایا کہ نافعہ سے کچھ نفع پہنچنے کی اُمید ہے۔ آپ نے گذارش کی نافعہ سے خیر، مگر مجھ کو نگاہ کرم حضور سے فایدہ پہنچنے کی زیادہ تر اُمید ہے۔ یہ کہہ کر قدوم مبارک حضرت خواجہ شہید المحبت رضی اللہ عنہ میں گر پڑے اور معتقد ہوئے اور تعلیم چھوڑ کر ہمراہی حضرت خواجہ شہید المحبت نور اللہ مرقدہٗ دہلی تشریف لائے۔ اور رشتۂ مریدان میں منسلک ہو کر خرقہ خلافت سے

مستفیض ہوئے +

کتب سیر میں لکھا ہے۔ وقت بیعت آپ کی عمر پندرہ یا اٹھارہ سال کی تھی۔ اور بعد بیعت آپ اسّی برس تک زندہ رہے۔ جملہ عمر شریف آپ کی پچانوے یا اٹھانوے ۹۸ سال کی ہوئی +

آپ کو فقر و فاقہ ستم حال نہایت محبوب و مرغوب تھا۔ جب کسی مقام پر آپ تشریف لے جاتے وہاں کے باشندے انوار الٰہی کو جو آپ کے رُخ انوار میں تاباں تھے، دیکھ کر فوراً حاضر خدمت ہوتے، یہ امر آپ کو ناگوار ہوتا تھا۔ آپ اُن سے کنارہ کش ہو کر دوسری جگہ تشریف لے جاتے۔ جب وہاں بھی ایسا معاملہ پیش آتا تو کسی اور جگہ تشریف لے جاتے۔ شدہ شدہ اجودھن میں پہنچے کر باشندے وہاں کے منکر درویشاں نہایت بدمزاج اور سخت گیر تھے۔ کسی نے آپ کے پہنچنے پر التفات تک نہ کیا۔ اور نہ خاطر مدارات سے پیش بلکہ بُرا بھلا کہنا شروع کیا۔ جب آپ نے یہ معاملہ دیکھا بہت خوش ہو کر اپنے نفس کی طرف مخاطب فرمایا۔ کہ (اے فرید یہ تیرے رہنے کی جگہ ہے) اور ساکنان اجودھن نے اپنی جبلّی عداوت کی وجہ سے آپ کو شہر میں بھی رہنے نہ دیا پس آپ شہر کے باہر ایک گیھا دار کیٹر کے درخت کے سایہ میں مقیم ہوئے۔ اور یاد خدا میں مشغول ہوئے +

اکثر وقت اپنا مسجد جامع میں آپ بسر فرماتے تھے۔ وہیں آپ کے اولاد ہوئی۔ آپ فاقہ پر فاقہ کرتے اور شدت سے سختی و محنت کی تکلیف اُٹھاتے اور وہیں نشو نما پاتے +

چونکہ آپ کی دلیل روشن اور برہان قوی تھے۔ پوشیدہ طور پر رہنا نہ ملا۔ شہرت آپ کی نزدیک و دُور پہنچی۔ اور ہر اطراف و جوانب سے مشائخ اور آئمۂ دین آپ کی خدمت میں حاضر ہونے لگے۔ اور بالآخر اس شہرت نے یہاں تک کثرت پکڑی کہ آمد و رفت و بود و باش صلحا سے اجودھن کا نام تبدیل ہو کر پاکپٹن ہو گیا +

آپ نے بمتابعت نبوی صلے اللہ علیہ وسلّم کے چار شادیاں کیں۔ اور پانچ فرزند

نر ینہ اور تین لڑکیاں آپ سے باقی رہیں۔ پوتوں اور نواسوں کا کوئی شمار نہ تھا +

آپ کے ذکر اور خوارق عادات سے جملہ کتب سیر معمور ہیں۔ باقی حالات آپ کے جواہر فریدی مصنفہ و مرتبہ مولوی محمد علی اصغر صاحب ابن مخدوم شیخ موودا بن مخدوم شیخ محمد قریشی چشتی بہدالوی ثم فتحپوری از اولاد بندگی حضرت بابا فرید الدین گنجشکر رضی اللہ عنہ مسودہ خاص حضرت مصنف مرحوم قدس سرہ العزیز کو دیکھنا چاہیئے +

اس نایاب کا اردو ترجمہ بصرف زر کثیر ملک فضل الدین و ملک چنن الدین ککے زئی تاجران کتب قومی کوچہ ککے زئیاں و بازار کشمیری لاہور نے کروا کر نہایت خوش خط اعلیٰ درجہ کے کاغذ پر کافہ اسلام کے لئے عموماً اور صوفیائے کرام اور طالبان رضا کے لئے خصوصاً طبع کرا کر شائع کیا +

حضرت بابا صاحب علیہ الرحمۃ کی کرامت کی بابت کتب سیر میں لکھا ہے۔ کہ آپ کی ادنے کرامت یہ تھی۔ کہ آپ نے دروازہ رحمت و بخشائش الٰہی ہر کس و ناکس کے واسطے کھول دیا تھا۔ کیسا ہی خاطی اور مذنب اور فاسق و فاجر آپ کے حضور میں حاضر ہوتا تھا۔ آپ اس کو شرف بیعت سے مشرف فرما کر مقامات اعلےٰ پر آن واحد میں پہنچا دیتے تھے +

آپ کے خلفا کی تعداد پچاس ہزار تین سو بیالیس ہے۔ مریدوں کا اندازہ اس تعداد خلفاء سے کر لیا جائے۔ اور واللہ اعلم کس قدر ہوں گے +

وفات شریف آپ کی عہد سلطان غیاث الدین بلبن انار اللہ برہانہ میں بروز سہ شنبہ پنجم ماہ محرم الحرام ۶۶۶ھ ہجری کو واقع ہوئی۔ مزار آپ کا پاکپتن میں زیارت گاہ خلائق ہے +

التماس مترجم

واضح ہو کہ ہم نے یہ مختصر حالات آپ کے کتب سیر و جواہر فریدی وغیرہ سے منتخب کر کے بطور مقدمہ کے شروع ترجمہ کتاب میں حسب عادت اپنی لکھ دیئے ہیں تاکہ ناظرین کتاب کو اس امر کی واقفیت ہو جائے کہ یہ کتاب کس بیان اور کن بزرگ کے حالات میں ہے اور مجملاً کچھ حال کتاب بھی معلوم ہو جائیں +

خدا کا شکر ہے کہ میں اس ارادہ میں کامیاب ہوا ۔ اور بابا صاحب کے کچھ مختصر حالات لکھ کر اس مقدمہ کو ختم کیا +

دُعا ہے کہ

خدائے تعالے مجھ اور میرے مکرم مخدوم ملک فضل الدین صاحب و ملک چنن الدین اور ناظرین کتاب کو اس کی جزائے خیر دے۔ واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمدؐ واٰلہٖ و اصحابہ اجمعین +

المشتہر

اللہ والے کی قومی دکان مالک ملک چنن الدین خلف ملک فضل الدین آنجہانی تاجر کتب قومی

منزل نقشبندیہ کوچہ ککے زئیاں

بازار کشمیری لاہور

(جون ۱۹۶۵ء)

تاریخ خرید: مورخہ ۱۱ دسمبر ۱۹۸۲ء مطابق ۲۴ صفر المظفر ۱۴۰۳ھ

ہشت بہشت

یعنی

مجموعہ ملفوظات حضرات خواجگانِ چشت اہلِ بہشت

اس میں آٹھ اکابر حضرات چشت اہل بہشت کے ملفوظات درج ہیں جن کو بڑی محنت اور تجسس سے بہم پہنچا کر با محاورہ اردو ترجمہ کر کے شائع کیا گیا ہے۔ ان ملفوظات کے پڑھنے سے نور ایمان حاصل ہوتا ہے اور روح کو تازگی حاصل ہوتی ہے طالبانِ حق کا یہی دل چاہتا ہے کہ پڑھتے رہیں اور ان کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کریں۔ اس میں حضرات بزرگانِ چشت کے حسب ذیل حضرات کے ملفوظات ہیں:-

(۱) ملفوظات حضرت خواجہ عثمان ہارونی رح مرتبہ حضرت خواجہ اجمیری رح (۲) ملفوظات حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رح (۳) ملفوظات حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رح مرتبہ حضرت بابا فرید الدین گنجشکر رح (۴) ملفوظات زبدۃ الانبیاء بابا فرید الدین گنجشکر رح مرتبہ حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی رح (۵) ملفوظات بابا فرید الدین گنجشکر رح مرتبہ حضرت بدر الدین اسحاق غزنوی رح (۶) ملفوظات محبوب الٰہی حضرت خواجہ نظام الدین بدایونی رح مرتبہ حضرت خواجہ امیر خسرو رح (۷) ملفوظات محبوب الٰہی حضرت خواجہ نظام الدین بدایونی رح مرتبہ بلبل ہند حضرت خواجہ حسن رح (۸) ملفوظات حضرت خواجہ خواجگان محمد نصیر الدین چراغ دہلوی رح خلیفہ اعظم حضرت محبوب الٰہی رح مرتبہ حضرت حبیب اللہ رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین۔ ان ملفوظات کے علاوہ کتاب کے آخیر میں ہدیہ اورادِ نصیریہ الموسوم بہ دو لائے دل بھی شامل کی گئی ہے تاکہ طالبانِ مولا اس سے فائدہ اٹھائیں۔ قیمت دس روپے ...... عنہ

المشتہر

اللہ والے کی قومی دکان مالک حسن الدین تاجر کتب بازار کشمیری لاہور